خطباتِ مشاہیر
منبرِ حقانیہ سے
عظیم بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی جامعہ حقانیہ
کے منبر و محراب سے تقریباً پون صدی پر مشتمل
اساطین علم و فضل ، علماء و محدثین ، مشائخ
واکابرین امت ، دانشور و مصنفین اور نامور
خطباء کرام کے خطبات، مواعظ و نصائح کا
علمی، فقہی ، روحانی مجموعہ ......
علم وعمل، معارف وحکم ، دعوت وجہاد، حکمرانی
وسیاست اور تصوف وارشاد کا بحرِ ذخار
مکمل تحقیق وتخریج کیساتھ مستند دستاویز
شناوران علم وحکمت کیلئے ایک نایاب تحفہ
جلد چہارم
www.besturdubooks.net
ترتیب وتدوین ، توضیح وحواشی
مولانا سمیع الحق
شیخ الحدیث
مولانا عبدالحق

منبر حقانیہ سے

خطباتِ مشاہیر

جلد چہارم

(شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ)

منبرِ حقانیہ سے

خطباتِ مشاہیر

(جلد چہارم)

ترتیب و تدوین	....	حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
معاون	....	محمد اسرار ابن مدنی
نظرثانی و تخریج	....	مولانا محمد اسلام حقانی / مفتی یاسر نعمانی
کمپوزنگ	....	بابر حنیف
ضخامت	....	۵۳۶ صفحات
تعداد	....	1100
اشاعت اوّل	....	جون 2015
برقی رابطے	....	editor_alhaq@yahoo.com www.jamiahaqqania.edu.pk

ملنے کے پتے

☆ مؤتمر المصنفین ...... جامعہ دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک ☆ القاسم اکیڈمی ...... جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد نوشہرہ

☆ مکتبہ ایوان شریعت ...... جامعہ دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک ☆ کتاب سرائے، اردو بازار لاہور

☆ تحقیقات پبلشرز نوشہرہ ☆ یونیورسٹی بک ایجنسی، خیبر بازار پشاور

☆ مکتبہ محمودیہ، سردار پلازہ، اکوڑہ خٹک (0300-9610409) ☆ اور دیگر تمام اہم کتب خانے

فہرست

مقدمہ از حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ۳۴

(۱) مقام صحابہ و مسئلہ خلافت وشہادت

پیش لفظ از مولانا مفتی محمد یوسف بونیری ۳۷
تمہید ۴۱
یومِ عاشورہ کے فضائل ۴۲
اہل کتاب سے مخالفت ۴۴
یوم عاشورہ میں شرعی محرمات کا ارتکاب ۴۶
قانون مکافات اور حدیث بکاء علی المیت کی ایک توجیہ ۴۶
رونے پیٹنے کا وبال ۴۹
بارگاہ خداوندی میں مقبولیت کا معیار ۵۰
مصائب پر خود حضور ﷺ کا صبر اور اسوۂ حسنہ ۵۲
بغض یزید کے نام پر یزید کی پیروی کرنا ۵۲
جاہ ومنصب کا لالچ ۵۴
قاتلین حسینؓ کی تقلید ۵۵
یزیدیوں کی موافقت ۵۶

سیدنا حضرت صدیقؓ کے مقام و فضلیت ۵۷
حضورﷺ بعد از خدا سب سے بڑے محسن ہیں ۵۹
اپنے محسن کی ناشکری ۶۱
نماز کی اہمیت ۶۲
حضرت صدیقؓ کی صحابیت کا قرآن میں منصوص ہونا ۶۴
کفار کا دارالندوہ میں مشورہ ۶۶
مرض وصال میں حضرت صدیقؓ کی خلافت کے ارشادات ۶۷
عشق کا عجیب مرحلہ ۶۹
حضورﷺ کی بیٹیوں کی تعداد اور ایک غلط پروپیگنڈہ ۷۰
حضرت عمر فاروقؓ کی فضلیت اور مقام ۷۱
دین میں صحابہ کا مقام ۷۲
شیخین کی خلافت پر حضرت علیؓ کی رضامندی ۷۵
حضرت حسنؓ کی مصالحت ۷۸
حضرت علیؓ نے حضرت صدیقؓ کی پیش کردہ باندی کو قبول کیا ۷۹
حضرت عمرؓ کے ساتھ رشتہ ۸۰
صحابہ کرام کا عشق و محبت ۸۱
حضرت حسینؓ کے جذبہ جہاد اور شہادت کی وجوہات ۸۲
خلافت کی بنیاد وراثت پر نہیں ۸۳
حضورؐ نے اپنے خاندان کے لئے میراث بھی نہیں چھوڑی ۸۵
حضورﷺ کی فقر و قناعت اور للّٰہیت ۸۶
خلفاء راشدین کا طرزِ عمل اور سنت کی پیروی ۸۷
حضرت حسینؓ حفاظتِ سنت نبوی ﷺ کی خاطر شہید ہوئے ۸۹

خلاصہ بیان	۸۹
مسلک اعتدال	۹۰
ضمیمہ نمبر:۱ بیان تعدیل الصحابہ و توجیہ مشاجراتھم	۹۲
الصحابۃ فی القرآن الکریم	۹۶
الصحابۃ فی الحدیث النبویﷺ	۹۹
ضمیمہ نمبر۲: حضرت معاویہؓ کا مقام ومنزلت	۱۰۴
ومن فضائل الجمعۃ	۱۰۸
ضمیمہ نمبر۳: ماتورثہ التقیۃ	۱۱۰
ضمیمہ نمبر۴: مصالحۃ حسنؓ و معاویۃؓ و تفویضہ الخلافۃ	۱۱۱
ضمیمہ نمبر۵: تزویج ام کلثوم بنت علیؓ بعمرؓ مع بعض شواھدہ	۱۱۵
ومن ناحیۃ اخرٰی	۱۱۶
مصرحات ائمۃ الشیعۃ	۱۱۷
ضمیمہ نمبر۶: صھریۃ عثمانؓ و کونہٗ زوج بنتی النبیﷺ	۱۱۹

(۲) حفاظت واشاعت قرآن مجید

کلمات تشکر	۱۲۱
قرآن کریم جنت کا پاسپورٹ اور ویزہ ہے	۱۲۱
جنت کے درجات قرآن کریم کے بقدر آیات	۱۲۳
دین کے تعلیم یافتہ بڑے باادب ہوتے ہیں	۱۲۳
دنیوی تعلیم والوں کے ہاں والدین کی بے قدری	۱۲۴
مدارس دینیہ کے طلباء اور والدین کی خدمت	۱۲۴

عالمگیرؒ اور ان کے والد کے درمیان رنجیدگی قرآن نے دور کردی ۱۲۵
جنت میں حافظ قرآن کے والدین کے لئے تاج ۱۲۶
حفاظ کے والدین کی خوش قسمتی ۱۲۷
غیاث الدین بلبن کے تمام خادم حافظ قرآن تھے ۱۲۸
حفظ قرآن ایک عظیم نعمت ۱۲۸
قبر میں حضورؐ کی زیارت ۱۲۹
ہندو بیربل بھی انوار نبوی ﷺ سے آگاہ ۱۲۹
قرآن اور عذاب قبر سے حفاظت ۱۳۰
قبر میں روشنی کا ذریعہ قرآن ۱۳۰
مغرب کے تسلط کا مقابلہ، مدرسہ سے ۱۳۱
ترجمہ قرآن کی خدمت شیخ الہند کی نظر میں ۱۳۱
مترجم قرآن شاہ عبدالقادر کی قبر کے انوار ۱۳۲
دین کی حفاظت، مدارس اور مساجد کے ذریعہ ۱۳۳
ایمان کی چنگاری، دینی مدارس اور دعوت کی برکت ۱۳۳
دارالعلوم حقانیہ کے طلبہ کا جذبہ جہاد ۱۳۵
عرب اکٹھے تھوک کر بھی اسرائیل کو ڈبو دیتے ۱۳۵
عربوں کی بے ہمتی ۱۳۶
ایک حقانی طالب علم کی لاٹھی کو مشین گن بنانے کی دعا کی قبولیت ۱۳۶
طلبہ اور بغیر وسائل روس کا مقابلہ ۱۳۷
جہاد میں اکثریت طلباء مدارس کی ہے نہ کہ عوام کی ۱۳۷
طلبہ مدارس اور دارالعلوم حقانیہ کا مجاہدانہ کردار ۱۳۸
اللہ کسی کا محتاج نہیں ۱۳۹

دعا ۱۳۹

(۳) امت مسلمہ کا مقصد تعلیم وابلاغ قرآن

قرآن سیکھنا ایک عظیم نعمت ۱۴۱
حضرت شیخ الحدیث کی تقریر ۱۴۲
قرآن کے متعلم اور معلم کا مرتبہ ۱۴۲
مدینہ منورہ کی مرکزیت اور فضیلت ۱۴۳
اکبر کی بے دینی اور اورنگزیب کی دینداری ۱۴۳
نئی نسل کی اصلاح اساتذہ اور اچھی تعلیم پر موقوف ہے ۱۴۴
ناظرہ قرآن کی اہمیت ۱۴۵

(۴) قرآن کریم نسخہ رحمت وہدایت

تفسیر قرآن کی اہمیت ۱۴۶
دعا نہ کرنا اللہ سے بے نیازی کا اظہار ۱۴۷
صراط مستقیم کی ہدایت کی جامعیت ۱۴۷
پہلی وحی قرأت کی ۱۴۸
جامد قلم سے عالم کی ہدایت ۱۴۹
حضور ﷺ سے ہدایت عالم کے کام میں کیا استبعاد ۱۴۹

(۵) ہر شعبہ زندگی میں قرآن کریم سے وابستگی

فرد کی زندگی ۱۵۱
قومی زندگی کی دو اقسام، مادی اور اسلامی ۱۵۱
قرأت وتجوید کی اہمیت ۱۵۲

حقیقی علم اور فن وحرفت میں فرق اور دونوں کی حیثیت ۱۵۲
عصری تعلیم کی خرابیاں ۱۵۳
ہمارے اسلاف ابوبکرؓ وعمرؓ ایثار وقربانی کے مثالی نمونے ۱۵۳
کامیابی کا راز اسلاف کا طرز عمل اپنانے میں مضمر ہے ۱۵۴

(۶) خدمت علم حدیث کی برکات

حضرت بلال کا مرتبہ امیہ کی بدقسمتی ۱۵۵
ابوبکر کی مردم شناسی اور ایثار ۱۵۶
حضرت بلالؓ کو غلامی سے نجات ۱۵۶
حضور ﷺ کی حضرت بلالؓ کو بشارت ۱۵۷
صہیبؓ رومی کا مقام حضرت عمرؓ کے ہاں ۱۵۷
قحط اور تنگ دستی میں بھی محدثین اور طلباء کی تروتازگی ۱۵۸
حضرت وحشیؓ کا قبول اسلام ۱۵۸
جہاد کا مقام واہمیت ۱۵۹
مجاہد کے اعمال اور جواہر بھی تولے جائیں گے ۱۵۹
اسلام سکھلانے کا مرتبہ جہاد سے بھی بلند ہے ۱۶۰
حفظ صدری اور کتابی دونوں اس حدیث کا مصداق ہیں ۱۶۱
وعید میں بھی رحمت کا پہلو ۱۶۲
عالی کتب پڑھا کر متکلمین بننے کا شوق ۱۶۲
ائمہ اسلاف اور ''لاادری'' کا اعتراف ۱۶۳
طلباء حدیث کے لئے نبی کریم ﷺ کی یہ دعا مطلق ہے ۱۶۳
سنن اور مستحبات سائن بورڈ ہیں ۱۶۴

(۷) امام بخاریؒ اور صحیح بخاری

آغاز سخن ۱۶۶
حل مشکلات کے لئے ختم بخاری ایک مجرب نسخہ ۱۶۷
قرآن وحدیث آفتاب و ماہتاب ۱۶۷
حضور اقدس ﷺ کی شان ابو طالب کی نظر میں ۱۶۷
سکرات موت میں بھی سماع حدیث کام آتی ہے ۱۶۸
الجامع الصحیح للبخاری کے لئے امام بخاریؒ کا اہتمام ۱۶۸
امام بخاریؒ کی فہم و ذکاوت اور درس کے شرکاء ۱۶۹
امام بخاریؒ کا شوق حدیث اور محیر العقول حافظہ ۱۶۹
بخاری شریف کا چھ لاکھ احادیث سے انتخاب ۱۷۰
امام بخاریؒ اور انتخاب حدیث میں اہتمام ۱۷۰
صحیح بخاری اور امام مروزیؒ کو خواب میں بشارت ۱۷۱
امام بخاریؒ اور دنیوی معاملات ۱۷۱
امام بخاریؒ اور حاکم کے دربار میں حق گوئی اور کمال بے نیازی ۱۷۲
مسئلہ خلق قرآن کا ابتلاء اور امام بخاریؒ کی استقامت ۱۷۲
فضلاء کو زرین نصیحت ۱۷۳
امام ابو حنیفہؒ کا شاگردوں کو حکیمانہ نصائح ۱۷۳
شاہ اسماعیل شہیدؒ کا صبر و تحمل ۱۷۴
امام بخاریؒ اور حاسدین کے ہاتھوں پریشانی سے موت کی تمنا ۱۷۴
امام بخاریؒ کی قبر سے خوشبو پھوٹنے لگی ۱۷۵
فراغت کے بعد فضلاء کا دور آزمائش اور بشارت ۱۷۵

امام ابوحنیفہؒ کی منیٰ میں صحابیؓ رسولﷺ کی زیارت اور سماعتِ حدیث ۱۷۶
"لا ادری" کہنے میں کوئی عار نہ سمجھو ۱۷۶
مولانا قاسم صاحبؒ کی اپنے علم کے بارہ میں کسرِ نفسی ۱۷۷
امام مالک کی مثال ۱۷۷
اختلافات سے گریز کریں ۱۷۷
سندِ حدیث ۱۷۸
حضرت مدنیؒ کی شفقت اور اجازت سند کی شرائط ۱۷۹

(۸) افادیت ختم بخاری شریف

حفظ قرآن ایک عظیم نعمت ۱۸۰
حدیث کا مقام اور برکات ۱۸۱
شرکائے درس حدیث و معاونین کی سعادت مندی ۱۸۱
ختم بخاری اور قبولیت دعا اور حل مشکلات ۱۸۳
بخاری شریف کی اہمیت ۱۸۴

(۹) افاداتِ درسِ بخاری

حضرت قاضی زاہد الحسینی کا خطبہ استقبالیہ ۱۸۶
اکابر کی شفقتیں ۱۸۷
اکابر کی سرپرستی ۱۸۷
مولانا عبدالحق کی کرامت ۱۸۸
سند کا درجہ و اہمیت ۱۸۹
حضرت شیخ الحدیث کی شخصیت ۱۸۹
انتخابی مہم میں حصہ ۱۹۰

حضورﷺ کا استیذان اور حضرت سعدؓ کو بار بار سلام سننے کا لالچ ۱۹۰
حدیثوں کی چھلنی ۱۹۱
درس حدیث از شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہٗ ۱۹۲
مولانا قاضی زاہد الحسینی کی دینی خدمات ۱۹۲
شرکاءِ مجلس کیلئے بشارات ۱۹۳
جنت کا راستہ ۱۹۴
مزید خوشخبری ۱۹۵
تروتازگی کی ایک مثال مولانا غورغشتویؒ ۱۹۵
علماء حدیث کا بلند مرتبہ ۱۹۶
کثرتِ درود اور حضورِ اکرمﷺ کا قرب ۱۹۶
امام بخاریؒ کے حالات ۱۹۷
بے مثال حافظہ ۱۹۷
خواب میں حضورﷺ کی زیارت اور صحیح احادیث کے انتخاب کا اشارہ ۱۹۸
انتخاب میں شدتِ اہتمام ۱۹۹
حضورﷺ کا خواب میں صحیح بخاری کی اپنی طرف نسبت ۲۰۰
جہاد کی حقیقت اور اہمیت ۲۰۰
حضورﷺ کے جہاد کی تفصیلات ۲۰۱
قریش مکہ کی جفا اور اہل مدینہ کی وفاداری ۲۰۲
فرضیتِ جہاد ۲۰۳
ابوطالب اور حضورﷺ کا وسیلہ ۲۰۴
ختم بخاری اور اجابتِ دعا ۲۰۵
حدیث قرآن کی تشریح ۲۰۶

(۱۰) ترمذی شریف سے افتتاح اسباق

جامعہ حقانیہ الولد سر لابیہ کا مصداق ۲۰۷
علم الحدیث کی دو اقسام ۲۰۸
صحاح ستہ میں ترمذی شریف کی اہمیت ۲۰۸
تفہیم احادیث اور جامع ترمذی ۲۰۹
معارف وسائل کا بحر بے کراں ۲۱۰
شیخ الہند کی شخصیت ۲۱۰

(۱۱) التزام واتباع شریعت

کامیابی کا راز نظام اور اطاعت خداوندی میں مضمر ۲۱۲
صرف زبانی اعتراف اور محبت نہیں اتباع کی ضرورت ہے ۲۱۳
ہرقل نے تصدیق کر لیا مگر اتباع نہ کر سکا ۲۱۳
احکام خداوندی کی اتباع مگر دل سے ۲۱۴
شریعت کا فیصلہ ہر حالت میں بخوشی قبول کرنا ۲۱۵
شرعی فیصلے پر اعتراضات سے گریز ۲۱۶
بدر کے موقع پر صحابہ کی جان سپاری ۲۱۷
عمل میں کوتاہی پر ندامت مگر التزام طاعت ۲۱۷
ظالم حجاج مگر عقیدہ پختہ ۲۱۸
حجاج کا محمد بن قاسم کو ایمانی ہدایات ۲۱۹
ذکر اللہ کی برکت اور اہمیت ۲۱۹
عقیدہ ہی فتح و کامرانی کی بنیاد ۲۱۹
دعا رجوع الی اللہ پر موقوف ۲۲۰

خدائی برکت اور لعنت کے اثرات سات پشتوں تک ۲۲۱
آفات و بلیات کے اسباب اور علاج ۲۲۱
اعتراف ظلم و گناہ اور استغفار ہی علاج ہے ۲۲۲

(۱۲) رجوع الی اللہ اور استغفار کی اہمیت

اللہ کریم کا بے پایاں فضل و کرم ۲۲۳
اللہ کے سوا کوئی ماویٰ و ملجاء نہیں؟ ۲۲۴
استغفار ہی ذریعہ نجات ۲۲۵
سنت رسول ﷺ کی اہمیت ۲۲۵
افغان مجاہدین کیلئے دعائیں ۲۲۵
شیخ الحدیثؒ کی میدان جہاد میں جانے کی تمنا ۲۲۶
شہادت کا متبادل راستہ ۲۲۶
حضور ﷺ کی عجز و انکساری ۲۲۷
محمود غزنوی سے ایاز کی قربت کی وجہ ۲۲۸
موسیٰ سے مشابہت نے جادوگروں کے ایمان کا راستہ کھولا ۲۲۹
امام زین العابدین اور گالی دینے والے ۲۳۰

(۱۳) علوم نبوت کی فضیلت، برکات اور ثمرات

اک لازوال نعمت حصول علم حدیث ۲۳۲
احیاء سنت کے ثمرات و نتائج ۲۳۳
طلبہ دین خلفاء رسول ہیں ۲۳۳
دارالعلوم حقانیہ کی دارالعلوم دیوبند سے نسبت ۲۳۳
دارالعلوم کا فیضان عام ۲۳۴

شیخ الہند کی فضلاء کو زرین نصیحت ۲۳۵

(۱۴) برکات وثمرات علم دین

حاجی صاحب ترنگزئی سے ملاقات کا ذکر ۲۳۶
دین کی حفاظت غرباء سے نہ کہ امراء سے ۲۳۷
قرآن کی حفاظت کے لئے مختلف جماعتیں ۲۳۸
اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعامات ۲۳۸
امام بخاریؒ کی قبر سے خوشبو ۲۳۹
علماء اور حفاظ کی شفاعت قبول ہوگی ۲۴۰
علماء اور حفاظ کے متعلقین کا اکرام ۲۴۰
دستار بندی ایک اعزاز اور ایک عہد ۲۴۱
ابی بن خلف کا حضور ﷺ کے ہاتھوں قتل بھی رحمت کی وجہ سے تھی ۲۴۲
موسیٰ اور عزرائیلؑ کا مقابلہ، پیغمبروں کی طاقت اور قوت کی ایک مثال ۲۴۲
موسیٰ کا عمل اور شاہ ولی اللہ کی توجیہ ۲۴۳
بے اجر ومزد خدمت ۲۴۴
علماء نے وراثت وخلافت کا حق ادا کرنا ہے ۲۴۵
تواضع اور بے نفسی ۲۴۵
ظرف میں جو مظروف ہوگا وہی ٹپکے گا ۲۴۶
اپنے علم کی لاج رکھنا ۲۴۶

(۱۵) ذکر اللہ، قرآن کریم، مدارس اور جہاد

ذاکرین کی مجالس پر نزول سکینہ ۲۴۸
قرآن عالم آخرت کا ویزا ۲۴۹

دنیاوی تگ و دو و دنیا تک محدود ۲۵۰
مدارس دینیہ غیر مسلح پرامن جنگ کے ادارے ۲۵۰
روس کے بھاگ جانے کی پیشگوئی ۲۵۱
مدارس دینیہ کے برکات ۲۵۱

(۱۶) دینی مدارس کا تاریخی پس منظر

آغاز سخن ۲۵۲
انگریز سے دین کے تحفظ کیلئے اکابر کا طریقہ کار ۲۵۳
مدرسہ دیوبند کا قیام ۲۵۳
لوگوں نے تمسخر اڑایا ۲۵۴
مرزا سکندر کو ہر جگہ دیوبند نظر آیا ۲۵۴
روس بھی علماء، طلباء کے ہاتھوں نالاں ۲۵۵
جامعہ حقانیہ کے ہاتھوں روس کی شکست کی بشارت ۲۵۵
انگریز فوج کا مقابلہ اور جہاد کا کارگر طریقہ ۲۵۵
صحاح ستہ کے درجات اور جامع ترمذی کی اہمیت ۲۵۶
پانچویں مرتبہ مگر وجوہ ترجیح ۲۵۷
جہاد کا سلسلہ مدارس کی برکت ۲۵۷
محسنین دارالعلوم کے لئے دعا ۲۵۷
شیخ الحدیث کا تشکر و الحاح ۲۵۸

(۱۷) علم و عمل

سلسلہ اسناد بخاری و ترمذی اور حضرت مدنی کا کمال شفقت ۲۵۹
درس احادیث کی اجازت بشرط مطالعہ ۲۵۹

(۱۸) قرآن اور حدیث قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت

طالب علمی بڑی شرف وعزت ۲۶۱
قال اللہ قال رسول اللہ کا درجہ ومرتبہ ۲۶۲
افتتاح جامع ترمذی سے کیوں؟ ۲۶۲
جامع ترمذی کی خصوصیات ۲۶۳
حضور ﷺ کے خلفاء کون ہیں؟ ۲۶۴
اصل علوم قرآن وحدیث، علوم آلیہ وسائل ۲۶۵
سرسبز وشاداب رہے، کون؟ ۲۶۵
ادب وتواضع امام ابوحنیفہؒ کا تحمل ۲۶۵
دنیا ٹھکرائیں تو جوتوں میں پڑے گی ۲۶۶
شریعت بل کا معرکہ اور جامعہ حقانیہ کا کردار ۲۶۷
خدا کے حضور بوڑھی ہڈیوں کا لاشہ پیش کروں، شریعت بل کی تحریک ۲۶۸
جلال الدین حقانی اور جامعہ حقانیہ کا کردار ۲۶۹
فلسطین اور افغان مسلمانوں کا موازنہ ۲۶۹
متحدہ شریعت محاذ کی تشکیل اور قومی اسمبلی کے باہر طوفانی مظاہرہ ۲۷۰
انتخابات میں کامیابی اور عوام کا اعتماد ۲۷۰
اساتذہ کا حسین گلدستہ ۲۷۱

(۱۹) مدارس عربیہ کے طلبہ سے اہم گزارشات

طلب علم کے لئے مجالس پر اللہ کی رحمتیں ۲۷۲
مستحبات اور سنن کا بھی خیال رکھنا ۲۷۳
لوگ بھوکے رہ کر بھی دین کی خاطر ہمیں کھلاتے ہیں ۲۷۳

قوم کا دینی مدارس اور طلبہ سے حسن ظن ۲۷۵
طلبہ کی خاطر ایثار کی مثال ۲۷۵
اہل علم کی ضرورت اور مانگ ۲۷۶
خواص امت کیلئے مستحب پر بھی عمل لازمی ہے ۲۷۷
دھڑے بندی، غیر تعلیمی، جماعتی اور سیاسی سرگرمیاں نہایت مہلک ہیں ۲۷۷
تفرقے اور پارٹی بازی ۲۷۸
ادب اور خدمت ۲۷۹
منکرات سے اعراض ۲۷۹
سنت پر عمل ۲۸۰

(۴۰) تعلیم اور امتحانات طالبعلم کی زندگی کا مقصد اولین

عبادت گاہ سے پہلے تعلیم گاہ پھر طلبہ ۲۸۱
امتحان میں کامیابی پر انعاماتِ خداوندی ۲۸۲

(۴۱) تعمیر مساجد کی فضیلت

مساجد کا وجود دنیا کی بقاء کے لئے ضروری ہے ۲۸۵
مسجد تکیہ کے بانی مبانی ۲۸۵
تمام مساجد کی بنیاد خانہ کعبہ ۲۸۶
مساجد کی تعمیر مسلمانوں کا شیوہ ۲۸۶
بیت اللہ شریف پوری دنیا کا مرکز ۲۸۶
مساجد کی تعمیر اور انبیاء کرامؑ ۲۸۷
مساجد کی تعمیر حصول جنت کا ذریعہ ۲۸۸
عزت و ذلت کا مالک اللہ ہے ۲۸۹

(۲۲) دینی مدارس ومساجد اہمیت ،ضرورت ، برکات وخدمات

کلمات تشکر ۲۹۰
مساجد کی تعمیر اوراس کی اہمیت ،عنداللہ محبوبیت ۲۹۱
علماء طلباء اور مساجد کی برکات ۲۹۲

(۲۳) مدارس دینیہ کا قیام، روحانی اور اخلاقی استحکام

کلمات تشکر ۲۹۵
قلب وروح کی بصیرت کے لئے آفتاب نبوت ۲۹۵
برصغیر میں علم نبوت کے پرچارک ۲۹۶
پاکستان میں مدارس دینیہ کا قیام اور استحکام ۲۹۷
خدمات دینیہ کی ایک کڑی جامعہ دارالعلوم حقانیہ کا قیام ۲۹۸

(۲۴) جامعہ حقانیہ اور نفاذ شریعت کی تحریک

شریعت بل برصغیر کی پارلیمانی تاریخ میں پہلا مکمل آئینی خاکہ ۳۰۱
شیخ الحدیث کے طوفانی دورے ۳۰۳

(۲۵) تحریک نفاذ شریعت کا آغاز

اہل پاکستان کا امتحان اسلام یا سیکولرازم ۳۰۵
اسلام کے نام پر ریفرنڈم مگر نفاذ میں تاخیری حربے ۳۰۵
شریعت بل پر ریفرنڈم کی کفر، جیسا کہ جھوٹے مدعی سے نبوت کی دلیل طلب کرنا ۳۰۶
ہمارا مطالبہ اسلام پر عمل اور تنفیذ ۳۰۷
مجھ سے بیعت کرنے کا تقاضا ۳۰۷
اسلام کے بارے میں کوئی تذبذب نہیں ۳۰۷

(۲۶) نفاذ اسلام کیلئے بیعت کی اہمیت

بیعت تحریک نفاذ اسلام اور توڑنے پر وعید	۳۰۹
عمر بن عبدالعزیزؒ کے ہاں احیائے سنت کی اہمیت	۳۱۰
شریعت بل کی منظوری سے انحراف اور رکاوٹیں	۳۱۰
اہل حق اور اہل باطل کے درمیان تصادم	۳۱۰
احیاءِ اسلام کے لئے اکابر اور فضلاء حقانیہ کی قربانی	۳۱۱

(۲۷) سوشلزم، کمیونزم کا سیلاب اور اس کا سدّ باب

کلمات تشکر	۳۱۳
سوشلزم ایک عظیم فتنہ	۳۱۳
اعلاء کلمۃ اللہ کی غرض سے حاضری	۳۱۴
شریعت بل کے خلاف اہل باطل اور منافقین کا اتحاد	۳۱۵
حکمرانوں کی وعدہ خلافی نے بے دینوں کو اکٹھا ہونے دیا	۳۱۶
علماء فضلاء کا پیغام حکمرانوں کے نام	۳۱۶
بوڑھا ہو کر جگہ جگہ جا کر صحابہؓ کی نقل اتارتا ہوں	۳۱۶
حکمرانوں کو وارننگ جو صحیح ثابت ہوں	۳۱۷

(۲۸) قومی اسمبلی اور سینیٹ میں اذانِ حق

قومی زبان میں بات چیت قومی غیرت کا تقاضا ہے	۳۱۸
اپنی زبان بولنے پر شرم کیوں؟	۳۱۹
بجٹ لٹریچر انگریزی میں کیوں؟	۳۲۰
قیام پاکستان کا مقصد اور اسلام	۳۲۰

قوم موسیٰ اور بنی اسرائیل سے ہماری مشابہت منتخب پارلیمنٹ کیلئے مثال عبرت ۳۲۱
قوم موسیٰ کا تورات پر تردد اور پھر اسکی ہلاکت ۳۲۲
قومی اسمبلی کے ارکان بنی اسرائیل کے منتخب کونسل سے عبرت لیں ۳۲۳
کونسل کے نمائندوں کا خاتمہ ۳۲۳
قوم موسیٰ کے نمائندوں کی کتاب اللہ میں ترمیم و تحریف ۳۲۴
حضرت موسیٰ کی قوم سے ناراضگی ۳۲۴
آزادی کے ۳۹ سال اور ہمارا کردار ۳۲۴
پاکستان کا مطلب کیا؟ ۳۲۵

(۲۹) علماء کی پارلیمانی سیاست کا مقصد نفاذِ شریعت

کلمات تشکر ۳۲۷
دینی جدوجہد میں حلقہ انتخاب کا حصہ اور اجر ۳۲۸
اللہ اپنے دین کی حفاظت خود ہی کرتا ہے ۳۲۹
انتخابات میں شرکت سے گریز ۳۲۹
ایٹم بم کا مقابلہ اللہ اکبر سے ۳۲۹
اللہ کے سامنے دینی خدمات کی پیشکش، مولانا مدنیؒ کی مولانا عبدالسمیع کو نصیحت ۳۳۰
نار نمرود اور حضرت ابراہیمؑ کی مخلوق سے بے نیازی ۳۳۱
چڑیا اور چھپکلی دونوں کا علیحدہ علیحدہ کردار ۳۳۱
مقصد نفاذ شریعت ہے نہ کہ دنیوی مفادات ۳۳۲
انتخابات میں شرکت کا مقصد ۳۳۲

(۳۰) عوام کی ایثار و قربانی اور اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے اظہار حق

کامیابی پر قوم کی خوشی اور مسرت کا اظہار ۳۳۴

قوم ناتواں چڑیا کا کردار تو ادا کر سکتی ہے ۳۳۵
اظہار حق اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کوئی لمحہ ضائع نہ ہوگا ۳۳۶
ضلع نوشہرہ کے عوام کی ایثار وقربانی ۳۳۶
حقانیہ کی تدریجی ترقی لوگوں کے دلوں میں محبت ۳۳۷
حضرت عمرؓ کا جلال قیصر وکسریٰ پر ان کا رعب وہیبت اور صحابی کا کلمہ حق ۳۳۸
حضرت عمرؓ کو ایک بوڑھے صحابی کی تنبیہ ۳۳۹
حضرت عمرؓ کی خوشی ۳۴۰

(۳۱) خانہ کعبہ کا محاصرہ

ناقابل برداشت صدمہ فاجعہ ۳۴۱
بیت اللہ عالم کی بقاء کا ذریعہ ۳۴۲
خانہ کعبہ تجلیات خداوندی کا مرکز ۳۴۳
عبداللہ بن زبیرؓ اور حجاج کے ہاتھوں خانہ کعبہ کی نئی تعمیر ۳۴۳
اصحاب فیل اور ابرہہ کا واقعہ ۳۴۳
بیت اللہ، شاہی خیمہ اور قیام عالم کا ذریعہ ہے ۳۴۴
اس صدمے کی شدت ۳۴۴
خانہ کعبہ اور سعودی عرب کی مرکزیت ۳۴۵
خانہ کعبہ کی توہین قیامت کا پیش خیمہ ۳۴۶

(۳۲) چیچک کی وجہ سے تیرہ سو مشتاقان حج کو محروم رکھنے کا جرم

اسلام میں امراض کے تعدی اور بدفالی کی گنجائش نہیں ۳۴۹
وبا سے فرار غیر مسلموں کا عقیدہ ۳۴۹

مجذوم کے ساتھ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کا حسن سلوک ۳۵۰
تعدیت مرض حدیث نبویؐ کی روشنی میں ۳۵۱
مریضوں کے ساتھ ہمدردی کا رویہ ۳۵۲

(۳۴) کارزار بدر اور حضور اقدس ﷺ کا تعلق مع اللہ

غزوہ بدر ۳۵۳
میدان بدر کے اونچے ٹیلے پر حضور ﷺ کے لئے چھپر بنانا ۳۵۴
حضور ﷺ خود بطور جرنیل صف بندی اور جنگی پلاننگ کرتے تھے ۳۵۴
حضور ﷺ کے پیشن گوئی کا ظہور ۳۵۵
بدر میں ابوبکر صدیقؓ بحیثیت نائب رسول ۳۵۶
ظاہری اسباب مگر نظر مسبب الاسباب پر ۳۵۶
دشمن کے مقابلہ کے لئے تیاری کا لامحدود حکم ۳۵۷
میدان بدر میں فرشتوں کی آمد ۳۵۷
یہ لڑیں گے نہیں لڑو گے تم! حضورؐ کا صحابہ کرام کو سبق ۳۵۸
میدان بدر میں حضور ﷺ کی بارگاہ الٰہی میں آہ وزاری ۳۶۰
حضور ﷺ کی اللہ سے ایفاء عہد کی دعا ۳۶۰
اللہ کی شان جلالی اور انسان کی مجبوری ۳۶۰
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا ۳۶۱
اللہ تعالیٰ کسی کو جواب دہ نہیں ۳۶۲
غضب رب بقدر معرفت ۳۶۳
حضور ﷺ کی ناز بھری عاجزانہ دعا ۳۶۴
عبادت رب کی آخری امت آخری نبی ۳۶۴

زندگی برائے عبادت، دعا میں ایک عجیب نکتہ ۳۶۵
جنات کی عبادت بھی اسلام اور نبی کریم ﷺ پر موقوف ایک باریک نکتہ ۳۶۶
فرشتوں کی تکوینی اور انسان کی تشریعی عبادت میں فرق ۳۶۶
طبعی عبادت طاعت اور غیر طبعی عبادت ہے ۳۶۸
حضرت عیسیٰؑ کی آسمانوں میں عبادت ایک اشکال اور اس کا جواب ۳۶۹
حضور ﷺ کو قبولیت دعا کی یقین دہانی اور ابوبکرؓ کے الفاظ ۳۷۰
جہاد بالسیف اور جہاد بالدعا ۳۷۱
دوران جہاد امیر کو مقدم نہ کرنے کی حکمت ۳۷۲
مسلمانوں سے کونسا وعدہ کیا گیا تھا ۳۷۲
اللہ تعالیٰ دعا آہ وزاری سے خوش ہوتا ہے ۳۷۳
حضرت خضرؑ کی عبادت کا اشکال اور اس کا جواب ۳۷۵
ایک اور اشکال اور اسکا جواب ۳۷۶
پہلا سوال ۳۷۶
دوسرا سوال ۳۷۶
امکان بالذات اور وقوع الشی میں فرق ۳۷۷
حضور ﷺ کی توجہ الی اللہ اور دعا میں استغراق ۳۷۹
مقام خوف اور مقام رجاء ۳۷۹
مقام خوف کی ایک مثال ۳۸۰
مقام رجاء کی ایک مثال ۳۸۱
تضرع اور عاجزی سے اضطرابی کیفیات کو زائل کرنا ۳۸۲
فتح کی مختلف صورتیں ۳۸۳
حسبك کا معنی ۳۸۴

فضیلت جزی اور اسکے نظائر ۳۸۶

(۳۴) دین کی نصرت وحفاظت

دین ہماری پناہ گاہ اور ہم اس کے محتاج ۳۹۰
دیگر ادیان کی کوئی کتاب صحیح محفوظ نہیں ۳۹۲
اللہ اپنے دین کی حفاظت غیروں سے بھی کرا سکتا ہے ۳۹۲
سراقہ بن مالک کے ذریعہ حضورؐ کی حفاظت ۳۹۳
حضور ﷺ پیشین گوئی ۳۹۵
سراقہ کے سر پر کسریٰ کے تاج کی بشارت ۳۹۵
اللہ ایک فاسق وفاجر سے بھی دین کا کام لینے پر قادر ہے ۳۹۶

(۳۵) شیخ الحدیث مولانا غور غشتوی کی رحلت یا وصل حبیب

مسلمانانِ عالم کو عظیم صدمہ ۳۹۹
نماز میں خشوع وخضوع ۳۹۹
روزے کا حکم ۴۰۰
اللہ کا عاشق زار ۴۰۱
دعا ۴۰۲

(۳۶) قناعت اور تواضع کے مالک اور علوم کے جامع

(مولانا محمد علی سواتی، مولانا مفتی محمود، مولانا غلام اللہ خان کی رحلت)

مرنے والے انسانوں کے تین اقسام ۴۰۳
عالم کی موت عالم کی موت ۴۰۴
دارالعلوم کو عظیم صدمہ ۴۰۵

مولانا مدنیؒ کی مولانا عبدالسمیعؒ کو مشورہ ۴۰۵
بغل میں کتاب لئے خالق حقیقی سے ملے ۴۰۵
مولانا محمد علیؒ کی خوبیاں ۴۰۶
اکابر کا ایثار اور قناعت ۴۰۷
تعلیم، تدریس، جہاد ان کا صدقہ جاریہ ۴۰۷
حسن اخلاق کا نمونہ ۴۰۸
مولانا مفتی محمودؒ کی وفات اور ان کے کمالات ۴۰۸
دینی خدمت اللہ کی رضا کے لئے ۴۰۹
مولانا غلام اللہ خان کی وفات ۴۰۹

(۴۷) **میدان علم و سیاست کے شہوار** (مفتی محمودؒ کی رحلت)

موت سب کو آنی ہے ۴۱۰
علمی میدان کے شہسوار ۴۱۰
علماء کی تحقیر کے دوصد سالہ گمراہ کن پروپیگنڈہ کا ازالہ ۴۱۱
مفتی محمود کا دور حکومت ۴۱۱
مدابرانہ کارنامے ۴۱۲
مجمع البحرین ۴۱۲

(۴۸) **علوم اسلامیہ کا بحر بیکراں** (مولانا عبدالحلیم زروبویؒ کی وفات)

روحانی مربی اور استاد کے حقوق ۴۱۳
عالم سارے انسانوں کا خیر خواہ ۴۱۴
حضور ﷺ کی شان رحمت ۴۱۵
نائب رحمۃ للعالمین ۴۱۶

عالم دین بقائے عالم کا ذریعہ ۴۱۶
علم دین کا ختم ہوجانا قیامت کا ذریعہ ہے ۴۱۷
مولانا مرحوم کی جامعیت ۴۱۸
مصیبت کے وقت مومن کا شیوہ ۴۱۹
دعا ۴۲۰

(۳۹) علوم قاسمیہ کا شارح دارالعلوم دیوبند کا ترجمان

(قاری محمد طیب قاسمیؒ کی وفات)

اکابر دیوبند اور علم حدیث کی ترویج ۴۲۲
سرحدی علاقوں میں علم حدیث سے سردمہری ۴۲۴
مولانا قاری طیب صاحبؒ کا انتقال ۴۲۴
ناچیز اور دارالعلوم حقانیہ سے تعلق ۴۲۶
دیوبند میں تدریس اور حضرت مہتمم صاحب کا ناچیز سے ترجیحی سلوک ۴۲۷
حضرت قاری صاحب کا بڑا کارنامہ ۴۲۷
بقائے عالم بقائے علم سے ہے ۴۲۸
بے نفع عالم قیامت کا باعث بنتا ہے ۴۲۹
مولانا قاسمؒ کی دولت سے بے نیازی ۴۲۹

(۴۰) ایک جامع العلوم والفنون ہستی (علامہ شمس الحق افغانیؒ)

جامع العلوم ہستی کی جدائی ۴۳۱
علوم قدیمہ وجدیدہ کے سمندر ۴۳۲
ابطال باطل کے لئے سدِ سکندری ۴۳۲

(۴۱) صحبت با اہل حق

نسیم رحمت کا حسین گلدستہ ۴۳۵

میری بوڑھی اور ضعیف ہڈیوں کو جہاد افغانستان میں لگا دو ۴۳۶

دعا اور تقدیر: تقدیر مبرم اور تقدیر معلق ۴۳۷

تقدیر مبرم ۴۳۷

نام کا اثر کام میں ہوتا ہے ۴۳۸

دارالعلوم کوئی دکان نہیں جہاں روٹیاں بیچی جائیں ۴۳۸

تحصیل علم کے زمانے میں وظائف کی طرف کم توجہ کرنی چاہیے ۴۳۹

تبلیغی جماعت اور اشاعتِ دین کا فکر اور ذکر اللہ ۴۴۰

خدمت و اشاعت دین ۴۴۰

باہمی اتفاق اور خانگی الفت کے لئے ایک نسخۂ اکسیر ۴۴۱

روس اور پاکستان ۴۴۲

(۴۲) دعوت و تبلیغ کی اہمیت، حیثیت اور فضیلت

دعوت و تبلیغ کی فضیلت ۴۴۳

دعوت و تبلیغ اس امت کی ذمہ داری ۴۴۴

صحابہ کرامؓ کی محنت کی برکت ۴۴۵

تبلیغ اسلام کی لذت ۴۴۵

دارالعلوم کے فضلاء کی خصوصیات ۴۴۶

تبلیغ اور عفو درگذر ۴۴۶

حدیث کی نعمت ۴۴۷

مجھے تو عنکبوت سے بھی نسبت نہیں ۴۴۷

محبوب کی ادا کو اپنائیں تو کامیابی ملے گی ۴۴۸
آخرت کی رسوائی سے پناہ مانگیں ۴۴۹

(۴۳) تواضع، عجز، صبر، حزم اور مستقبل کی فکر

شاہ اسماعیل شہید کی تواضع ۴۵۰
فضلاء کو ہدایات ۴۵۰
دعا کی فضلیت واہمیت ۴۵۱
بے پناہ صبر وتحمل ۴۵۱
طلبہ کا ذوق علم اور اساتذہ کی شفقتیں، مفتی محمد فرید صاحبؒ مرحوم کے والدؒ کا ذکر ۴۵۲
زمانہ طالب علمی میں مستقبل کی فکر ۴۵۳
دارالعلوم کی سند اور حضرت کا حزم واحتیاط ۴۵۳
سند صرف قابلیت کی نہیں اخلاق کی بھی ہے ۴۵۴
بغیر استحقاق کے سند دینا جرم عظیم ۴۵۵

(۴۴) دعاء، شکر، اخلاق اور دعوت وتبلیغ

بیماریوں سے گناہ معافی اور تاخیر اجابت میں حکمتیں ۴۵۶
قبول اسلام کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ ہی کا احسان ہے ۴۵۷
اسلام تلوار سے نہیں بلکہ نیک اخلاق سے پھیلا ہے ۴۵۷
دعوت وتبلیغ کا کام عملِ صالح سے ہی موثر ہوتا ہے ۴۵۸
امتحان کا پرچہ ۴۵۹
سفر میں سنت نماز کے متعلق مسئلہ ۴۵۹
دارالعلوم حقانیہ کا آغاز ۴۶۰
فراخیٔ رزق اور ترقی علم کیلئے وظیفہ ۴۶۰

(۴۵) دوسروں کے حقوق کی پاسداری اور خوف الٰہی

پڑوسی کے حقوق	۴۶۱
اللہ تعالیٰ کے لئے فضیلت	۴۶۲
مسلمان خوف اور امید میں رہے	۴۶۲
اللہ تعالیٰ کے در کے سوا اور کوئی در نہیں	۴۶۴

(۴۶) تحصیل علم میں مجاہدہ اور اسفار کی برکات

بے قاعدہ اسباق سے اجتناب اور تحصیل علم میں مشقت	۴۶۶
تحصیل علم کے لئے متعدد اسفار کی کہانی	۴۶۷
محسن کو استاذ کی شاگردی سے گریز	۴۶۷
حضرت مدنی اور جذبہ خدمت	۴۶۸

(۴۷) دیو بند ثانی جامعہ حقانیہ اکابرین کی نظر میں

حقانیہ کیساتھ حضرت مدنیؒ اور مولانا لاہوری کا خصوصی تعلق	۴۷۰
دارالعلوم حقانیہ دیو بند ثانی	۴۷۱
جہاد افغانستان	۴۷۱
معرکہ حق و باطل شریعت بل کی مخالفت ایک ابتلاء	۴۷۲
حضرت ابن عباسؓ کی نصیحت	۴۷۲
دولت وثروت اور دینداری کا اجتماع	۴۷۲

(۴۸) شیخ الحدیثؒ کے اعمال روحانی اوراد، وظائف مجربات

دودھ میں برکت کا وظیفہ	۴۸۱

بصارت میں برکت کا وظیفہ	۴۸۲
ازالہ آسیب کا ایک آسان وظیفہ	۴۸۲
آفات ومصائب سے حفاظت کی ایک دعا	۴۸۳
زبان کھلنے کا وظیفہ	۴۸۴
دردسر کا وظیفہ	۴۸۴
اساتذہ سے تعلق زیادت حافظہ کا ذریعہ	۴۸۵
بیماریوں کا روحانی علاج	۴۸۶
جیل سے رہائی کا وظیفہ	۴۸۶
علمی اور روحانی ترقیوں کے لئے نسخہ اکسیر	۴۸۷
گھٹنوں میں درد کا وظیفہ	۴۸۸
حل مشکلات کا وظیفہ	۴۸۸
طب روحانی اور اعمال قرآنی	۴۸۹
بچوں کا مٹی کھانے سے علاج	۴۸۹
۳۱۳ کا عدد متبرک	۴۹۰
دوا کے بعد دعا	۴۹۰
قوت حافظہ کا ایک سبب	۴۹۱
دعا برائے حفظ ومطالعہ	۴۹۱
خیر وبرکت اور اصلاح احوال کا وظیفہ	۴۹۲
خواب میں زیارت رسول ﷺ کا وظیفہ	۴۹۴
بھوک سے نجات اور دشمن سے حفاظت کا وظیفہ	۴۹۴
کثرت استغفار	۴۹۵
پھوڑا پھنسی کا روحانی علاج	۴۹۶

باہمی اتفاق اور خانگی الفت کے لئے نسخہ اکسیر ۴۹۶
زبان پر جاری ہونے والا سب سے پہلا اور آخری کلمہ ۴۹۸
تہجد کے لئے چارپائی الٹ دی جائے ۴۹۸
موذیات سے حفاظت ۴۹۹
جب چیونٹیاں تنگ کریں ۴۹۹
جب رات کو نیند نہ آئے ۵۰۰
پیغمبر کو زیادت علم کی دعا کا حکم دیا گیا ۵۰۱
والدین کو نظر شفقت سے دیکھنا ۵۰۱
استغفار کی ہمہ جہتی اور برکات ۵۰۲
پسندیدہ درود اور عجیب واقعہ ۵۰۲
اللہ کا ذکر روح کائنات ہے ۵۰۴
اشرار و شیاطین سے حفاظت کے اوراد ۵۰۴
امام اعظم ابو حنیفہؒ کا معمول ۵۰۵
ایک اہم دعا جو حضور اقدس ﷺ نے ابو بکر صدیقؓ کو تعلیم فرمائی ۵۰۵
کثرت ذکر اور حل مشکلات کا وظیفہ ۵۰۶
ایک جن کا دلچسپ واقعہ اور دشمن سے حفاظت کا بہترین وظیفہ ۵۰۷
مصیبت اور تکلیف سے بچنے کی ایک تدبیر ۵۰۸
قرآن وحدیث کے انوار ۵۰۹
دعاؤں کا خزانہ اور عجیب قصہ ۵۰۹
جہاد میں کامیابی کا مسنون وظیفہ ۵۱۰
حالت نزع میں شیطان کا حملہ اور اس سے بچنے کی تدبیر ۵۱۰
اتباع سنت فتح مندی کا سبب اور دلچسپ حکایت ۵۱۱

علمی وروحانی ترقی کے تین اصول ۵۱۲
رشتہ نکاح میں دینداری کا لحاظ اور مسنون وظائف ۵۱۲
اہلیت بیعت اور استغفار کی اہمیت ۵۱۳
جس مجلس میں اللہ والوں کا ذکر ہو وہاں دعا بھی قبول ہوتی ہے ۵۱۴
ذکر کی فضیلت ۵۱۵
گندے خیالات اور وساوس سے پناہ لینے کا طریقہ ۵۱۵
مرض الموت میں ذکر الٰہی کی تلقین ۵۱۶
مصائب سے بچاؤ کی اصل صورت ۵۱۶
نرینہ اولاد کے لئے وظیفہ کے چار طریقے ۵۱۷
برائے قوت حافظہ ورفع نسیان ۵۱۸
آسیب اور جنات سے حفاظت کے لئے ۵۱۹
برائے دردسر ۵۲۱
تعویذ برائے حفاظت حمل ۵۲۳
ناف ٹلنے کے لئے تعویذ ۵۲۴
تجارت میں برکت اور مقدمہ میں کامیابی کے لئے ۵۲۵
تعویذ برائے حفاظت اطفال ۵۲۸
برائے الفت زوجین واقارب ۵۲۹
آیات شفاء ۵۳۰
عشق مجازی سے حفاظت ۵۳۱
برائے خوش خلقی اولاد واطاعت والدین ۵۳۱
نسخہ برائے تسخیر حیوانات ۵۳۳
برائے نیند ۵۳۳

فراخی رزق، حصول رزق حلال اور دفعہ آفات کا وظیفہ ۵۳۴

وظیفہ برائے تنگدستی ۵۳۴

دفعہ دشمنی، سلامتی اور حفاظت کا وظیفہ ۵۳۴

وظیفہ برائے دفع بلیات و برائے حاجت ۵۳۴

مقدمہ وغیرہ میں کامیابی کا وظیفہ ۵۳۵

نرینہ اولاد کے لئے وظیفہ ۵۳۵

بخار کا روحانی علاج ۵۳۵

مرض کا اصل علاج ۵۳۵

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ لحضرۃ الجلالۃ والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم الرسالۃ أما بعد!

خطبات مشاہیر کی یہ پوری جلد حضرت شیخ الحدیث محدث کبیر مولانا عبدالحق قدس سرہ کے مواعظ و افادات پر مشتمل ہے، یہ گویا حضرت کے مواعظ وخطبات کا تیسرا حصہ ہے، جس کی اشاعت کا آغاز آج سے چالیس سال قبل ربیع الاول ۱۳۹۶ء میں دعوات حق کے نام سے ہوا اور بعد میں اس کی دوسری جلد شائع ہوئی، ان خطبات کا زیادہ تر تعلق خطبات جمعہ سے تھا جس کے اکثر مخاطبین حضرت کے اپنی مسجد قدیم (جس میں دارالعلوم کا آغاز ہوا تھا) کے سامعین تھے اس مختصر حلقہ میں سامعین دارالعلوم کے طلبہ واساتذہ بھی ہوتے تھے، مگر زیادہ تر عام فہم سمجھنے والے عوام ہوتے پون گھنٹہ کے مختصر وقت میں نہ تو کسی موضوع پر گفتگو مقصود ہوتی نہ ہر تقریر کے ضبط کا انتظام واہتمام تھا، بلکہ مہینے کے چار جمعوں میں کیف مـا اتـفق ناچیز کو موقع مل جاتا تو خود ضبط کر لیتا، حضرت مرحوم کے عام فہم سادہ بیان کے باوجود اس سے دلوں کی کایا پلٹ جاتی اسلئے کہ ہر چہ از دل خیزد بر دل ریزد کا مصداق ہوتا تھا اور بقول امام حسنؒ جوانہوں نے کسی خطیب اور واعظ کے وعظ کی بے اثری پر کہا کہ یا تو تیرے دل میں مرض ہے یا میرے دل میں، مواعظ وملفوظات کی تاثیر جذبہ اخلاص وللّٰہیت و اخلاص وشفقت علی الخلق پر مبنی ہوتی ہے، وہ تصریف فی آیات القرآن کی پیروی کرتے ہوئے موقع اور محل کے لحاظ سے بات مختلف پیرایوں سے سامعین کے ذہن نشین کرانی پڑتی ہے، تاکہ کسی نہ کسی طرح تدبر، تذکر تعقل کی راہیں کھل سکیں، اسی جذبہ نصیحت پر مبنی خطبات شائع ہوئے، تو اہل علم

وفضل خطباء مساجد فضلاء دار العلوم اور عام مسلمانوں نے انہیں مؤثر اور مفید قرار دیا اور دونوں جلدیں ہاتھوں ہاتھ لی گئیں۔

ملک و بیرونی ملک کے مجلات اور رسائل نے اس کا زبردست خیر مقدم کیا اور اس کا انداز منفرد و یگانہ دل میں ترازو ہونے والا کئی ضخیم کتابوں سے بے نیاز کرا کے تذکار وموعظت کا دل آویز مجموعہ بکھرے ہوئے جواہر پاروں کا سلیقہ سے مرتب کیا جانے والا ذخیرہ کہا، کسی نے لکھا کہ حضرت شیخ کے قلب کے سوز ملت کی دردمندی اصلاح امت کے جوش ولولہ، مزاج ومسلک کے اعتدال نے اسے مزید پر تاثیر بنادیا ہے، حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ نے لکھا ''کہ مواعظ کی قدر وقیمت کیلئے یہ حجت کافی ہے کہ یہ مولانا ممدوح کے افکار عالیہ کا مجموعہ ہے ''قدر الشهادة وقدر الشهود'' مولانا ممدوحؒ کے کمالات باطن الحمدللہ اس کتاب کی سطر سطر سے عیاں ہیں جس کا خاص اثر قلب پر محسوس ہوتا ہے۔'' علامہ شمس الحق افغانی نے لکھا کہ یہ مجموعہ خطبات اسرار عبادات، اخلاق ونوامیس اصلاح معاشرہ واصلاح ظاہر وباطن واصلاح سیاست اسلامیہ کا ایک مستند مخزن ہے مولانا تقی عثمانی مدظلہ نے طویل تبصرہ میں لکھا ہے کہ مولانا کے مواعظ سے قلب میں سوز وگداز ایمان میں پختگی اور زندگی کے ہر شعبہ میں دین کے تعلیمات وہدایات اور ان کے اسرار وحکم ملتے ہیں۔

''دعوات حق'' دو جلدوں کے بعد حضرت کے جو ارشادات وخطبات الحق وغیرہ میں شائع ہوئے پیش نظر جلد میں جمع کر دیئے گئے ہیں، جبکہ غیر مطبوعہ خطبات کا ایک بڑا ذخیرہ فائلوں میں موجود اور تبییض وترتیب کا منتظر ہے، کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ اسکی تکمیل واشاعت کی بھی توفیق دے کہ اسکی رحمت خاص کی دستگیری پر سب کچھ موقوف ہے وماذلك على الله بعزيز

(مولانا) سمیع الحق

خادم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۱۹ مئی ۲۰۱۵ء بمطابق ۲۹ رجب ۱۴۳۶ھ

خطبات

شیخ الحدیث حضرت

مولانا عبدالحق قدس سرہ

مقام صحابہؓ ومسئلہ خلافت وشہادت

صحابہ کرام کے مقام واحترام اوران کی باہمی رواداری کے بارے میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی بصیرت افروز تقریر جو آپ نے ۹ محرم الحرام ۱۳۸۲ھ کو بعد از نماز عشاء بمقام رسالپور ایک اجتماع میں ارشاد فرمائی پونے تین گھنٹے کے اس طویل خطاب میں واقعہ شہادت حسینؓ، مسئلہ خلافت شیخینؓ اور حضرت علیؓ وحضرت معاویہؓ کا باہمی تعلق اور دیگر کئی مضامین پر روشنی ڈالی گئی ہے، حاضرین کی اکثریت فوجیوں اور سرکاری ملازمین پر مشتمل تھی، مرتب کتاب مولانا سمیع الحق کی لکھی ہوئی ذیلی حواشی اور ضمنی مباحث نے کتاب کی افادیت کو دوبالا کردیا ہے، پیش لفظ اس وقت کے مفتی اور شہرہ آفاق مدرس مولانا محمد یوسف بونیری مرحوم نے تحریر فرمایا ہے۔

پیش لفظ

حضرت مولانا مفتی محمد یوسف بونیری صاحب مفتی ومدرس جامعہ حقانیہ

باسمہ تعالیٰ شانہ حامداً و مصلیاً آج کے پرآشوب زمانہ اور پرفتن دور میں جہاں ایک طرف دشمنانِ اسلام ہر قسم کے اسلحہ سے لیس ہو کر ہر طرف سے دین اسلام پر حملہ آور ہو رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مسلمان اپنے مذہب، تہذیب اور تمدن سے برگشتہ ہو کر اغیار کی تہذیب اور تمدن کو اپنائیں وہاں دوسری طرف خود مسلمانوں کے

یہاں ایسے مذہبی فتنے پیدا ہوگئے ہیں جن کی بدولت اسلام کے نام لیواؤں میں اتحاد کے بجائے اختلاف، اتفاق کی بجائے افتراق اور مرکزیت کی جگہ انتشار پایا جاتا ہے، ہر گروہ دوسرے گروہ کے خلاف صف آرا ہوگیا ہے اور اپنی پوری قوت کو اس کے خلاف استعمال کرنے میں سرگرمی دکھا رہا ہے، حد یہ ہے کہ اس انتشار اور باہمی افتراق سے پوری ملتِ اسلامیہ بری طرح متاثر ہوچکی ہے اور وہ پاک ومقدس ہستیاں بھی آج کے بے لگام زبانوں کی طعن وتشنیع سے محفوظ نہیں رہیں جن کی پاک سیرتیں پوری ملت کے لئے اسوۂ حسنہ کی حیثیت رکھتی ہیں اور جن کے حق میں زبان درازی سے پوری امت کو اس طرح ڈرایا گیا ہے کہ:

الله الله في اصحابي لاتتخذوهم غرضا من احبهم فبحُبي احبهم ومن ابغضهم فببغضي ابغضهم (الترمذي: ح٣٨٦٢) اور لاتسبوا اصحابي فلو ان احدكم انفق مثل احد ذهبا مابلغ مداحدهم ولا نصيفه (البخاري: ح٣٦٧٣)

صحابہ کرامؓ کے مابین جو اختلاف یا مسائل ومشاجرات پائے گئے ہیں اُن پر ہمارے لئے ایسے طریقہ سے تبصرہ کرنے کا ہرگز حق نہیں جس میں ایک گروہ کی تنقیص یا توہین کا ادنیٰ شائبہ بھی پایا جاتا ہو، ورنہ ایمان خطرے میں پڑ جائے گا مگر افسوس! کہ امت میں ایک گروہ اپنی ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے ہمیشہ یہ کرتا چلا آیا ہے کہ جب بھی اس قسم کے معاملات اور مسائل پر زبان کھولتا ہے تو اپنے مخصوص نظریات کے تحت نہ صرف یہ کہ صحابہ کرامؓ کے ایک گروہ کو ہدف ملامت بنا دیتا ہے بلکہ علانیہ طور پر حضرت علی رضی اللہ کے ماسوا تین خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سب وشتم اور طعن وتشنیع کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا اور اہل بیت کی محبت کا آڑ لے کر کھلے طور پر صحابہ کرامؓ پر تبرا کرتا ہے

اوررسم عزا کو زندہ رکھنے کے لئے شہادت امام حسین علیہ السلام کی یادگار کے طور پر ماتم کیا کرتا ہے۔

اس سلسلہ میں اصل حقیقت کو واضح کرنے کی غرض سے ہمارے بزرگ اور مخدوم ومحترم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ صاحب مدظلہ العالی (بانی ومہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک) نے گذشتہ محرم الحرام ۱۳۸۲ھ میں جناب حافظ حبیب الرحمان صاحب مالک آئس فیکٹری کی دعوت پر رسالپور کے ایک عام اجتماع میں (جس کی اکثریت فوجیوں اور سرکاری ملازمین پر مشتمل تھی) ایک جامع اور مبسوط ومدلل تقریر فرمائی جو اس وقت برادر عزیز مولانا سمیع الحق نے ضبط کی اور اب ان کے دیئے ہوئے ترتیب کے بعد پیش کی جارہی ہے۔

حضرت موصوف دام مجدھم نے اس تقریر میں بڑے دل نشین اور اپنے مخصوص عالمانہ انداز میں دور صحابہؓ میں پیش آمدہ اہم اور معرکۃ الارآء مسائل کو قرآن وحدیث اور مستند تاریخی شہادتوں کی روشنی میں اچھی طرح حل کیا ہے جس سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہوکر سامنے آجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں صحابہ کرامؓ کا مقام کیا ہے، مسئلہ خلافت کی اصل حقیقت کیا ہے اور امام حسین علیہ السلام کی شہادت کس طرح معرض وجود میں آئی تھی؟ یہ اور اس قسم کے دوسرے دینی مسائل اور اہم موضوعات پر نہایت قیمتی ذخیرۂ معلومات اس تقریر میں یکجا جمع کیا گیا ہے جو نہ صرف عام اہل اسلام کیلئے بے حد مفید ہے بلکہ علماء اور عام طالب علم دین بھی اس سے مستفید ہوسکتے ہیں، اس تقریر میں جہاں جہاں اثبات مدعی کیلئے روایات حدیثیہ کو بغرض استدلال پیش کیا گیا ہے اور ماخذ اُن کے لئے بیان نہیں کئے گئے ہیں یا کوئی تاریخی واقعہ تاریخ کے صفحات سے اجمالی انداز میں پیش کیا گیا ہے اور تاریخی ماخذ ملتوی رکھا گیا

ہے وہاں برادر محترم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ فاضل اور مدرس دارالعلوم حقانیہ نے میری خواہش پر بڑی محنت اور عرق ریزی سے روایات حدیثیہ کیلئے ماخذ اور تاریخی واقعات کیلئے کتب تاریخ کا تتبع اور استقراء کر کے حاشیہ میں حوالہ بھی دیا ہے اور جابجا تشریحی نوٹ بھی مختصراً لکھے جس سے کتاب کی افادیت میں کافی اضافہ ہوگیا ہے، پوری کتاب مجھے پڑھ کر سنائی گئی ہے جو بے حد پسند آئی ہے اللہ تعالیٰ برادر عزیز مولانا سمیع الحق صاحب کو جزائے خیر دے جنھوں نے اس بیش بہا علمی ذخیرہ کو مرتب کر کے ادارۂ نشر واشاعت دارالعلوم سے مسلمانوں کے دینی فائدے کی غرض سے اسے شائع کرنے کا موقع بہم پہنچایا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے قوی توقع ہے کہ یہ علمی اور تبلیغی کارنامہ ان کے آئندہ علمی اور تبلیغی کاموں کے لئے ایک مبارک فال اور زرین پیش خیمہ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے حق میں صدقہ جاریہ کی حیثیت سے رہے گا آمین وما ذلك علی اللہ بعزیز نیز مجھے توقع اور امید ہے کہ ادارۂ نشر واشاعت سے آئندہ بھی حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی بلند پایہ علمی واصلاحی تقریروں کے ضبط وترتیب واشاعت کا کام جاری رہیگا ان شاء اللہ تعالیٰ والحمد للہ اولاً واخراً

مفتی محمد یوسف: کان اللہ لہ عوضا من کل شیٔ

مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۳۰ جمادی الاوّل ۱۳۸۲ھ

بسم اللّٰہ الرّحمن الرحیم الحمد للّٰہ نحمدہ ونستعینہ ونؤمن بہٖ و نتوکّل علیہ ونعُوذ باللّٰہ من شرور أنفسنا ومن سیّات أعمالنا من یھدہٖ اللّٰہ فلامضلّ لہٗ ومن یضللہ فلاھادی لہٗ ونشھد ان لاالہ الااللّٰہ وحدہ لاشریک لہٗ ونشھد ان سیّدنا وسندنا وشفیعنا وحبیبنا ومولانا محمد أعبدہٗ ورسولہٗ صلی اللّٰہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہ واتباعہٖ الطیبین ۔

عن عبداللّٰہ بن المغفل ؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابی لاتتّخذوھم غرضامن احبّھم فبحبی احبّھم ومن ابغضھمُ فَبِبغضی ابغضھمُ ومن آذاھم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللّٰہ ومن اذی اللّٰہ یوشك ان یاخذہٗ (الترمذی: ح۳۸۶۲)

’’حضرت ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِاقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے میرے صحابہ کے بارے میں ڈرتے رہنا ان کو میرے بعد نشانہء ملامت وہدفِ طعن وتشنیع نہ بنانا جوصحابہ کرام سے محبت رکھے گا تو میرے محبت کی وجہ سے اُن سے محبت رکھے گا اور جواُن سے بغض ونفرت رکھے گا وہ میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے اُن سے بغض رکھے گا جس نے صحابہ کوایذادی اُس نے مجھ کوایذادی اور جس نے مجھ کو اذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کواذیت دینی چاہی اور جو اللہ کوایذا دینے کا ارادہ کرے قریب ہے اللہ تعالیٰ اُسے پکڑے‘‘

تمہید

محترم بزرگو! بغیر کسی تصنع کے آپ حضرات کے سامنے اس حقیقت کا اظہار کررہا ہوں کہ نہ مجھے وعظ کا سلیقہ آتاہے اور نہ مجھ میں کچھ علم ہے صرف آپ حضرات کے

جذبات، محبت اور جناب حافظ صاحب کے حکم کی وجہ سے آپ کے سامنے حاضر ہوں جو میری خوش قسمتی ہے۔

میں ایک طالب علم کی حیثیت سے یہاں بیٹھا ہوں اور جی چاہتا ہے کہ چند باتیں بھائیوں کی طرح آپس میں بیٹھ کر کچھ سمجھنے، کچھ سمجھانے کی طالب العلمانہ طریقے سے آپ کے سامنے عرض کروں، وقت بھی تھوڑا ہے ایک چیز تو یہ ہے کہ کل کے مبارک دن یومِ عاشورہ میں ہمیں کیا کرنا چاہیے کون سا کام ہمیں اسلام نے اس دن میں کرنے کا بتایا ہے؟ دوسری چیز یہ ہے کہ اس دن جو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے اور انہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو میدانِ کربلاء میں پیش کیا وہ کس بناء پر؟ اور کس وجہ سے وہاں گئے اور پھر شہید ہوئے؟

کچھ شبہات بھی ہیں جو اس وقت میرے بعض بھائیوں نے پیش کیے موقع ملا تو ان کے متعلق بھی کچھ عرض کروں گا مگر الأھم فالأھم کے مطابق مجھے پہلے کل کے دن یومِ عاشورہ کے بارے میں عرض کرنا ہے۔

یومِ عاشورہ کے فضائل

حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے بہت سے قوموں پر اس دن میں رحمت کی توجہ فرمائی اور آئندہ بھی اس دن میں بہت سے لوگوں پر رحمت فرمائیں گے

فانہ شھر اللّٰہ و فیہ یوم تابَ علی قومٍ ویتابُ فیہ علی آخرین (الکامل فی الضعفاء:ج۵،۴۹۸) اسی دن حضرت موسیٰ کو فرعون اور اس کی فوجی طاقت سے نجات ملی جب وہ سب کے سب بحیرۂ قلزم میں غرق کردیے گئے اور موسیٰ علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں کو خدا تعالیٰ نے نجات دی اس دن حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی نوح کے ذریعے نجات ملی، تمام ملک میں کفر و شرک تھا، ساڑھے نو سو برس تبلیغ فرمائی اور

خداوند تعالیٰ کا غضب جوش میں آیا تو تمام زمین پر سیلاب آیا اور پھر یومِ عاشورہ کو آپ کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری اور حضرت نوحؑ زمین پر اترے حضور ﷺ نے فرمایا:

عن ابی قتادةؓ قال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم صیام یوم عاشوراء احتسب علی اللّٰہ ان یکفر السنة التی قبلہ (مسلم: ح۱۱۶۲)

''حضرت ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عاشورہ کے دن اگر کوئی شخص نفلی روزہ رکھے تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے پورے سال کے گناہوں کو بخش دے گا''۔

مگر اتنی بات یہاں یاد رکھنی چاہیے کہ گناہ دو قسم کے ہیں، بعض کا تعلق حقوق العباد سے ہے جو بندوں کے حقوق اور آپس کے معاملات ہیں تو وہ خدا تعالیٰ معاف نہیں کرتا وہ قیامت کے دن خداوند تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ صحابہ کرام سے سوال فرمایا کہ ''تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام نے کہا جس کے پاس مال و دولت نہ ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں یہ تو چند روزہ زندگی ہے ہر شخص پر گذر جائے گی، مفلس وہ ہے جب میدانِ حشر میں ایک شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے آئیگا اور اس نے دنیا میں نماز، روزے، حج اور نیک کام کیئے ہونگے مگر جب خدا کے سامنے پیش ہوگا تو میدانِ محشر میں حاضرین کے سامنے حقوق العباد کے بدلے میں اس کی نیکیاں چھین کر دوسروں کے حوالہ کردی جائیں گی'' اللہ تعالیٰ اصحاب حقوق کو فرمادے گا کہ ایک دانق (روپے کا چھٹا حصہ) بھی اس نے تم سے چھینا ہو تو اس شخص کے سات سو مقبول باجماعت نمازوں کا ثواب تمہیں دے دیا جائے گا اب جس نے ہزار روپے اوروں کے دبائے، حق تلفیاں کیں اور لوگوں کی آبرو ریزیاں کیں اس شخص کے افلاس وغربت اور بے کسی کا کیا حال ہوگا؟ بہر حال حقوق العباد کی تلافی

اس دنیا میں ایک دوسرے سے کرادواور رہاں جو خدا کے حقوق ہیں اس کی تلافی یومِ عاشورہ کے روزے سے، جب کہ پورے اخلاص ونیتِ رضائے خداوندی سے ہوں ہوجائے گی اور حسبِ ارشادِ نبوی ﷺ ایک سال کے گناہ خدا معاف کردے گا حضور ﷺ یومِ عاشورہ کے روزوں کا بہت اہتمام فرمایا کرتے تھے[1] اور ساتھ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آئندہ سال زندگی دی تو میں صرف یوم عاشورہ پر اکتفا نہیں کروں گا بلکہ اس سے ایک دن آگے پیچھے بھی روزے رکھوں گا چونکہ آپ کے زمانہ اور اس سے قبل کے یہود ونصاریٰ یوم عاشورہ کی تعظیم کرتے تھے اس دن روزے رکھتے۔

اہل کتاب سے مخالفت

تو آپ نے اہلِ کتاب سے مخالفت کی خاطر آگے پیچھے بھی روزے رکھنے کا عزم ظاہر کیا کہ ظاہری مشابہت بھی ان کے ساتھ نہ رہے[۲] گویا اس وقت کے اہلِ کتاب کو اپنے مذہب کا کچھ نہ کچھ پاس تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب فرعون سے اس دن نجات ملی اور فرعون غرق ہوا اس شکریہ اور اس دن کے احترام میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی یومِ عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اور اہلِ کتاب بھی انکی تقلید میں عاشورہ کے روزے رکھ رہے تھے اب تو نہ عیسائیت رہی اور نہ یہودیت، بلکہ صرف دہریت ہی دہریت ہے تو اگرچہ یہ روزے واجب اور فرض نہیں مگر مستحب اور موجب اجر وثواب

---

(۱) عن ابن عباسؓ قال ما رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتحرّی صیام یوم فضّلہ علی غیرہٖ الا ھذا الیوم یوم عاشوراء وھذا الشھر یعنی شھر رمضان (البخاری:ح ٢٠٠٦)

(۲) وعن ابی عباسؓ قال حین صام رسول اللہ ﷺ یوم عاشوراء وامر بصیامہ قالوا یا رسول اللہ انہٗ یوم تعظّمہ الیھود والنصاریٰ فقال رسول اللہ ﷺ فاذا کان العام المقبل ان شاء اللہ صمنا الیوم التاسع۔ (مسلم:ح ١١٣٤)

ہیں، اس کے علاوہ اس دن صدقے دینا یا نیکی کے اور امور کرنا بھی باعثِ اجر ہے تمہیں حکومت نے کل چھٹی دی ہے تو اس کا مقصد یہ نہیں کہ کل آپ ہر طرح سے آزادی کریں اور ناجائز قسم کی خوشیاں منائیں بلکہ نیک اعمال کریں اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور احسان ہے کہ وہ ہمیں ہمت اور قدرت سے بڑھ کر کسی کام کے مکلف نہیں بناتے مگر کم از کم ان ایام میں نماز باجماعت کا التزام کرنا چاہیے بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کوئی اس دن اپنے اہل وعیال کے رزق میں فراخی اور وسعت لائے مثلاً گھر میں دال پکتی ہے اور اس دن اہلِ وعیال کو گوشت کا سالن کھلا دے تو آئندہ تمام سال اس کی برکت سے انشاء اللہ رزق میں برکت ہوگی، بھوک اور فقر نہ آئے گا۔

اسلام ایک دین رحمت ہے اگر ہماری نیت درست ہو اور قانونِ خداوندی کے مطابق زندگی ہو تو ہماری ذاتی اور نجی امور بھی عبادات میں شمار ہو سکتے ہیں، حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''ایک شخص اپنی بیوی کو خدا کی نعمت سمجھ کر اس کے ساتھ شفقت اور محبت کرے اور اس کے منہ میں پیار ومحبت سے ایک لقمہ دیدے تو یہ بھی تمہارے لئے صدقہ ہے اپنے بچے کو خدا تعالیٰ کی نعمت سمجھ کر اور اس کا حق سمجھ کر کچھ کھلائے یہ بھی تمہارے لئے صدقہ ہے [1] اسلام کیسا عجیب مذہب ہے اگر اعمال میں خلوص ہو تو ایک دن کی عبادت کی برکت سے تمام سال کے رزق میں وسعت اور برکت ہوگی انشاء اللہ فاقہ نہیں ہوگا مگر ہمارے زمانے میں اب تو معاملہ الٹا ہو چکا ہے۔

---

(۱) المؤمن یؤجرفی کل امرہ حتی فی اللقمة یرفعھا الی فی امرأتہ (مشکوة:ج ۱٦٧٤)

یوم عاشورہ میں شرعی محرمات کا ارتکاب

کل کے مبارک دن ہمارے بعض بھائی ایسے ایسے امور کا ارتکاب کریں گے جس کی شریعت نے سختی سے ممانعت فرمائی ہے مسلمانوں کو شجاعت کی تعلیم دی گئی ہے مسلمان قوم مصیبتوں پر روتی نہیں، شجاع قوم پٹائی اور سینہ کوبی نہیں کرتی پھر دیکھئے ہمارے ان حرکات کے نتائج کتنے خطرناک ہوسکتے ہیں؟ صحیح حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انّ المیّت لیعذّب بیکاء اھلہٖ علیہ [1] ”یعنی جو مرد وعورت مردے پر روتے پیٹتے اور چیختے چلاتے ہیں تو اس کی وجہ سے مردے کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے“

قانون مکافات اور حدیث بکاء علی المیت کی ایک توجیہ

اس حدیث کے بہت تفاصیل ہیں یہاں اتنا سمجھئے کہ قیامت کا دن ایک ایسا ہولناک دن ہے کہ کسی کا بار اور بوجھ دوسرے پر نہیں ڈالا جائے گا ارشادِ خداوندی اس پر دال ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری اور صحیح مسلم نے مختلف طرق سے نقل کیا ہے اس کے علاوہ کئی واضح احادیث سے یہی مضمون ثابت ہوتا ہے عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں ہے۔ الاتسمعون ان اللہ لایعذب بدمع العین ولا بحزن القلب ولکن یعذب بھذا واشار الی لسانہ اویرحم وان المیت لیعذب بیکاء اھلہ (البخاری: ح ۱۳۰۴)

ابوموسیٰ کی روایت میں ہے قال سمعت رسول اللہ یقول مامن میت یموت فیقوم باکیھم فیقول واجبلاہ واسیداہ ونحو ذلک الا وکلّ بہ ملکین یلھزانہ (ای یدفعانہ ویضربانہ) ویقولان اھکذا کنت (سنن الترمذی: ح ۱۰۰۳) وعن ابن عمر نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تتبع جنازۃ معھا رنۃ (ای صائحۃٌ نائحۃٌ) (مسند احمد: ح ۵۶۶۸)۔ وقولہ علیہ السلام فی خطبتہ بتبوك النیاحۃ من عمل الجاھلیۃ (زادالمعاد ج ۳ ص ۴۷۴)

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰی حِمْلِهَا لَا یُحْمَلْ مِنْهُ شَیْءٌ وَّلَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی (الفاطر:۱۷)

''اور نہ اُٹھائے گا کوئی اُٹھانے والا بوجھ دوسرے کا ، اور اگر پکارے کوئی بھاری بوجھ والا اپنے بوجھ بٹانے کو کوئی نہ اُٹھائے اس میں سے ذرا بھی اگرچہ ہو رشتہ دار، قرابتی ، باپ ، بیوی، شوہر، بیٹا ایک دوسرے کو امداد کے لئے پکاریں گے''

مگر لَا یُحْمَلْ مِنْهُ شَیْءٌ ایک بھی دوسرے کا بوجھ ہلکا نہیں کر سکے گا تو یہ دنیا کا نہیں بلکہ آخرت کا قانون ہے اور دنیا کا قانون یہ ہے کہ

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْکُمْ خَآصَّةً (الانفال:۲۵)

''اس فتنہ اور عذاب سے بچتے رہو جس کا اثر اور وبال غیر ظالم پر بھی ہوگا''

صرف مجرم نہیں بلکہ غیر مجرم بھی اس کی لپیٹ میں آجائیں گے ایک محلہ میں زانی اور چور رہتے ہیں اب ایک شخص خود مجرم نہیں مگر ان کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے اور نشست و برخاست رکھتا ہے اس کو بسا اوقات مجرم کے ساتھ پکڑا جاتا ہے یہ دوسری بات ہے کہ دھکے کھا کھا کر اور عدالت میں صفائی کرنے کے بعد چھوٹ جاتا ہے مگر ایسے مواقع پر پولیس احتیاطاً اسے بھی پکڑ لیتی ہے خشک لکڑی کے ساتھ گیلی لکڑی بھی جل جاتی ہے اس طرح ایک لوہا اکیلا پانی پر نہیں تیر سکتا مگر جب کشتی میں لگایا دیا جائے تو لکڑی کے اتصال کی وجہ سے دریا میں تیرنے لگتا ہے اس طرح خداوند تعالٰی نے ارشاد فرمایا کہ

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْکُمْ خَآصَّةً وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (الانفال ۲۵)

اگر کسی ملک کی اکثریت ۷۰ فیصدی مجرم ہے بے دین اور خدا سے باغی ہے تو ۳۰ فیصدی بھی دنیاوی عذاب سے نہیں بچ سکتی ، ہاں اگر اکثریت دین دار بن جائے پھر بے دینوں کا بھی ان کی برکت سے دنیا میں بچ کر رہنے کا احتمال ہے تو دنیا کے لئے یہ قانون ہے۔ مگر قبر کی زندگی کا تعلق من وجہ دنیا سے ہے اور من وجہ آخرت سے ہے[1] بین بین ہے ایک گونہ اس کا رابطہ دنیا سے اور ایک گونہ آخرت سے ہے اگر کسی نے بے نمازوں کو نماز سکھلا دی ، لوگوں کو دینی تعلیم دی ، مسجد بنائی ، پل بنایا ، ہسپتال بنایا اور وہ شخص مرگیا تو اس لحاظ سے اس کا تعلق دنیا سے باقی ہے کہ ان نمازیوں کا ثواب مسجد بنانے والے کو بھی ملے گا حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے

من سنّ سنةً حسنةً فلهٗ اجرها و اجرمن عمل بها (مسلم: ح۱۰۱۷)

''جس نے ایک اچھے طریقے کی بنیاد رکھی اُس کو اس کا اجر ملے گا اور جو بھی اس کے طریقے پر چلا اس کا اجر اسے ملے گا۔''

قابیل نے ہابیل کو قتل کرکے ایک غلط طریقہ جاری کیا اسکے بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اسکے بعد دنیا میں قتل ہونے والے ہر قتل کا کچھ حصّہ اور وبال

---

(1) کئی احادیث اس مضمون پر دال ہیں مشکوۃ کی روایت ہے ''ان اللّٰہ تعالی لایعذّب العامة بعمل الخاصة حتی یروا المنکر بین ظهرانیهم وهم قادرون علی ان ینکروه فلاینکروا فاذافعلوا ذلك عذب اللّٰہ العامة والخاصة (مشکوۃ: ح۵۰۷۰) اسی طرح ابوبکر صدیق کی روایت میں ہے ''مامن قوم یعمل فیهم بالمعاصی ثم یقدرون علی ان یغیروا ثم لایغیرون الاّ یوشك ان یعمهم اللّٰہ بعقاب وفی روایة یعمل فیهم بالمعاصی هم اکثر ممن یعمله' (الترمذی: ح۲۱٦۸)

وفی روایة البختری قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لن یهلك الناس حتّی یعذروا من انفسهم (فی القاموس اعذرفلانٌ ای کثرت ذنوبه' وعیوبه) (الترمذی: ح۳۲٦۸)

قابیل کو بھی ملے گا۔[۱]

رونے پیٹنے کا وبال

قبر کی زندگی بین بین ہے اگر ہمارے بھائی روئیں پیٹیں تو کیا قبر میں حضرت حسینؓ اور شہداءؓ کے ارواح کو تکلیف پہنچے گی یا راحت؟ یہ لوگ الٹا ان کے تکلیف واذیت کا باعث بن رہے ہیں۔آج ہم دنیا کی ایسی فضا اور ماحول میں رہ رہے ہیں کہ ہماری رسومات اور طریقوں سے دوسرے اقوام کو خبر ہوتی ہے کوئی بات چھپی نہیں رہتی اس کا اثر باہر کی دنیا کیا لے رہی ہے کہ مسلمان قوم بزدل اور رونے، پیٹنے، ہائے ہائے کرنے والی قوم ہے اگر یہ خون اور آنسو اللہ کے نام پر اعلاء کلمۃ اللّٰہ کے لئے دشمنوں کے مقابلے میں بہائے جاتے تو آج اسلام تمام دنیا پر غالب ہوتا اور ہندوؤں کے مقابلے میں ہم کشمیر کب سے فتح کر لیتے تو بلاشبہ بہادری بھی ہوتی اور صرف کشمیر کیا دنیا فتح کر لیتے، یہاں رونا پیٹنا بھی کوئی بہادری ہے حضور ﷺ نے بطور شکایت فرمایا ہے کہ چار باتیں ہیں جاہلیت کی جنہیں میری امت نہیں چھوڑے گی۔

(۱) الفخر فی الاحساب ''اپنے کمالات پر غرور وفخر کرنا''

(۲) والطعن فی الانساب ''اور کسی کے نسب وقوم میں طعنہ زنی کرنا''

(۳) والاستسقاء بالنجوم ''اور برج اور ستاروں سے بارش کی امید رکھنا''

(۴) والنیاحۃ او کما قال علیہ السلام[۲] ''اور نوحہ گری کرنا''

---

(۱) قال النبی علیہ السلام لاتقتل نفسٌ ظلماً الاکان علی ابن آدم الاول(ای القابیل) کفلٌ من دمها لانہٗ کان اول من سنّ القتل (مسلم:ح۱۶۷۷)

(۲) وعن ابی مالک الاشعری قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اربعٌ فی امتی من امر الجاھلیہ لا یترکونھن الفخر فی الأحساب والطعن فی الأنساب والاستسقاء بالنجوم والنیاحۃ وقال النائحۃ اذالم تتب قبل موتھا تقام یوم القیمۃ وعلیھا سربالٌ من قطران ودرع من جرب (صحیح مسلم:ح۹۳٤) وقولہٗ الاستقاء بالنجوم ومعناہ توقع الامطار من وقوع النجوم فی الانواء وقولہٗ علیہ السلام ودرعٌ من جرب۔ای یسلط علی اعضائھا الجرب فیطلی مواقعۃً بالقطران فیکون الدواء ھلک من الداء۔ (سمیع الحق غفرلہ)

پہلی چیز شیطان کو بھی لے ڈوبی شیطان نے بھی یہی کہا تھا کہ

خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ (الاعراف: ۱۲)

''میری سرشت اُونچی ہے کہ مجھے آگ سے پیدا کیا اور آدم کی سرشت نیچی ہے جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا''

تو اب آدم علیہ السلام کو کیسے سجدہ کروں؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (الحجرات:۱۲)

''اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور رکھیں تمہاری ذاتیں اور قبیلے تا کہ آپس کی پہچان ہو تم میں سے زیادہ متقی اللہ کے نزدیک سب سے بڑھ کر معزز ہے''

بارگاہِ خداوندی میں مقبولیت کا معیار

حضورﷺ کے چچا ابولہب قریشی ہاشمی کتنا اونچا خاندان اور ظاہری حُسن ایسا کہ ابولہب کے نام سے خدا نے بھی اُس کا ذکر کیا بعض روایتوں میں ہے کہ چہرے کی چمک اور روشنی کی وجہ سے اس کا نام ابولہب پڑ گیا مگر ایک طرف حضرت بلال حبشیؓ قد و قامت چھوٹا، رنگ مائل بسیاہی، ہونٹ مبارک بھدے اور موٹے اور بقول مولانا روم علیہ الرحمۃ بجائے اشھدُ کے اسھدُ کہتے تھے مگر دینی درجہ اور رتبہ اتنا اونچا ہے کہ حضورﷺ نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ حضرت بلالؓ جنت میں آپ سے آگے آگے جا رہے ہیں تو فرمایا کہ ''بلال! تم کونسا عمل کرتے ہو کہ جنت میں تمہارے قدموں کی آہٹ آگے آگے سن رہا تھا''(۱)

---

(۱) وفي الصحيحين عن جابر رضي الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيتني دخلت الجنة فاذاانابالرميصاء امراة ابي طلحة وسمعت خشفة فقلت من هذا فقال هذا بلال (صحيح البخاري: ج ۳۶۷۹) اقولُ الرميصاء هومن في عينها وسخ جامدٌ وهوههنا اسم ام سليم ام انسٍ والخشفة الصوت والحركة والمرادمنهاخفقُ نعليه عند المشي وفي رواية مسلم عن جابرٍ وسمعت خشخشة امامي فاذا بلالٌ الخشخشه صوت حركة الاشياء اليابسه كالسلاح والنعال وقوله عليه السلام اماميّ المرادمنه تقدم الخادم على المخدوم

گو بلال کا آگے جانا ایک مخلص و جان نثار خادم کی طرح تھا کہ خادم خاص و مقرب اپنے مالک سے آگے آگے جاتا ہے مگر بلالؓ کی کتنی بڑی معنوی فضیلت ثابت ہوئی حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

ان اللّٰہ لاینظر الی صورکم واموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم [۱] (مسلم: ح ۷۲)

''اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اموال کو نہیں دیکھتے۔ اسکی نظر تمہارے دلوں اور اعمال پر ہے''

وہاں قبولیت کا معیار خوبصورتی اور دولتمندی نہیں۔ اور ابولہب کے بارے میں خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہلاک ہوئے اسکے ہاتھ تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ اور جب خدا کہے تو پھر کون بچا سکتا ہے ادھر نسب اونچا ہے، مگر بلالؓ کے ہاں فضیلت اور قبولیت کی دولت ہے تو مذکورہ حدیث میں چوتھی چیز حضور ﷺ نے جو ارشاد فرمائی وہ ''نیاحۃ'' ہے میت کی نوحہ گری کرنا اور رونا پیٹنا ارشاد فرمایا لعن اللہ الحالقۃ ''اللہ تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے اس مرد اور عورت پر جو مصیبت کے وقت اپنے چہرے کو نوچیں، سینہ کوبی کریں، گریبان پھاڑیں'' وہ لوگ خدا کی رحمت سے دور اور ملعون ہیں [۲]

---

(۱) الحدیث رواہ مسلم عن ابی ھریرۃؓ ای ینظر اللّٰہ الی مافی قلوبکم من الاخلاص والیقین والصدق والامانۃ والتزکیۃ من الاخلاق الردیۃ وینظر الی اعمالکم صلاحاً وفساداً خنوصًا ورباءً۔ (سمیع الحق)

(۲) والحدیث نصہ عن عبداللّٰہ ابن مسعودؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیس منّا من ضرب الخلود وشق الجیوب ودعابدعوی الجاھلیۃ (البخاری: ح ۱۲۹۷) وفی روایۃ اخری عن ابی سعید الخدریؓ قال لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم النائحۃ والمستمعۃ (ابوداؤد: ح ۳۱۲۸) قال الشیخ ملاعلی القاریؒ المستمعۃ التی تقصد السماع ویعجبھا کما ان المستمع والمغتاب شریکان فی الوزر والمستمع والقاری مشترکان فی الاجر (مرقات: ج ۳، ص ۱۲۳۷) اقول وفی ذالک عبرۃ ووعیدٌ لمن لایعتقدون العزاء ولکن یشھدون حفلاتھم ویتلذذون بمظاھراتھم فی السکک والاسواق ومکذایکثرون سوادھم (سمیع الحق عفی عنہ)

مصائب پر خود حضور ﷺ کا صبر اور اسوۂ حسنہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی جب کہ آپ ﷺ کے عم محترم سیدالشہداء حضرت حمزہؓ جنگ احد میں شہید ہوئے، کافروں نے اُن کا مثلہ کیا، کان ،ناک، زبان کاٹ ڈالے، اعضاء رئیسہ کو کاٹا، قلب وجگر کو سینہ سے نکال کر ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے دانتوں سے چبایا مگر حضور ﷺ نے فرمایا کہ'' حضرت حمزہ کی ہمشیرہ صفیہ میری پھوپھی کو صدمہ ہوگا اور شکوہ کریگی کہ میری بھائی کو دفن نہیں کیا ورنہ میرا جی تو چاہتا ہے کہ اپنے شہید چچا کے باقی ٹکڑے بھی اسی میدان میں چھوڑ دوں اور حیوانات، چرندے اور پرندے آکر اسے کھاجائیں تاکہ جب قیامت کے دن اس کا ایک ایک ٹکڑا درندوں، پرندوں کے پیٹ سے اکٹھا کیا جائے تو مجھے خوشی اور فخر ہو کہ محمد ﷺ کے خاندان نے اسلام کیلئے ایسی قربانیاں دیں حضور ﷺ نے مصائب کے وقت ہمیں صبر وعزیمت کا درس دیا، اپنے مذہب کے لئے جو قربانیاں دی جائے حضور ﷺ نے ہمیں اس پر خوشی اور فخر کرنے کی تعلیم دی نہ کہ مارپیٹ اور رونے کی، دیگر اقوام نے جو قربانیاں ملک وملت کیلئے دیں کیا آپ نے کبھی سنا ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کی یاد میں روتے پیٹتے ہیں بلکہ اس پر فخر کرتے ہیں، اس سے عبرت لیتے ہیں اور فخر سے سر اونچا کرتے ہیں۔

یہاں کے حالات تو مجھے معلوم نہیں مگر میں ہندوستان میں رہا ہوں، وہاں میں نے مختلف شہروں میں دیکھا ہے کہ ان دنوں گھوڑوں کو رنگ برنگ کپڑوں سے سجا کر ان کے جلوس نکالے جاتے ہیں، علم اور تعزیے نکلتے ہیں، صحابہ کرامؓ پر تبرا کی جاتی ہے۔

بغض یزید کے نام پر یزید کی پیروی کرنا

نام تو بغض یزید کا ہے مگر درحقیقت یہ لوگ نادانستہ یزید کی پیروی کرر ہے ہیں حضرت حسینؓ کے ساتھ بہتر ۷۲ آدمی تھے، اُن میں صرف حضرت حسینؓ کے صاحبزادے امام زین العابدینؒ کو بیماری کی وجہ سے زندہ چھوڑا اور حضرت حسینؓ کے تین صاحبزادے

اور کچھ مستورات بچ گئیں باقی سب میدان کربلا میں شہید ہوئے ، بچے کھچے یہی چار پانچ افراد خانوادۂ اہل بیت میں سے زندہ رہے، پھر حضرت حسینؓ کے سر مبارک کو عبیداللہ بن زیاد یا عمرو بن سعد نے باختلاف روایات کاٹا اور اسے اپنے ساتھ کوفہ لے گیا۔دنیاوی حرص ولالچ بہت بری بلا ہے، گورنرابن زیاد سمجھ رہا تھا کہ گوکوفہ والے بوجہ تنخواہ ولالچ سب دب گئے ہیں اور مجبوری سے ان کی تلواریں حکومت کے ساتھ ہیں مگر ان کے دل اب بھی حضرت حسینؓ کے ساتھ ہیں دنیاوی مناصب اور لالچ بعض دفعہ بہت بڑی مصیبت بن جاتی ہے اسلام نے ہمیں پہلے سے ایک سبق دیا کہ:

لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق (مشکوٰۃ: ج۶۹۶)

''خدا کی نافرمانی کی صورت میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں''

یہی عمرو بن سعد جو یزیدی فوج کی کمان کررہا تھا، اس کے والد ماجد سیّدنا سعد بن ابی وقاص ہیں جو ممتاز صحابی اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں حضور اقدس ﷺ کے رشتہ دار اور ماموں ہیں جنگِ اُحد میں حضرت سعدؓ نے اپنی جان کو حضور ﷺ کی حفاظت کے لئے پیش کیا، آپ ﷺ کی حفاظت وبچاؤ کے لئے تیروں کو چلاتے رہے، تین ہزار کافروں کے مقابلے میں حضرت سعدؓ نے اپنا بدن، سینے، ہاتھوں سے ڈھال بنایا اور جو تیر آتے اپنے بدن کو آگے کرتے، اس طرح خلوص وایثار سے آپ ﷺ کی حفاظت فرما کر جنت کمائی حضور ﷺ خوش ہوکر فرماتے:

ارم فداك ابی وامّی [1]

''شاباش تیر پھینکتے جاؤ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں''

---

(۱) عن علی ماسمعت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم جمع ابويه لاحد الاّ سعد بن مالك (وهو سعدؓ بن ابی وقاص)فانّی سمعتهٗ يقول يوم احد ياسعد ارم فداك ابی وامیّ(البخاری:ج۲ص۴۰۵) ارم ايها الغلام الحزوّر وقريبٌ من ذلك ماروی عن سعد بن ابی وقاص فی شرح السنة مشکوٰۃ ص۵۶۶ والترمذی من دعواته عليه السلام لهٗ (سمیع الحق)

جاہ ومنصب کا لالچ

اتنے جلیل القدر صحابی کے لڑکے ہیں عمرو بن سعد، یہ خدا کی شان ہے

تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ (آل عمران:۲۶)

''مردوں سے زندوں اور زندوں سے مردوں کو پیدا کرتے ہیں''

عمرو بن سعد دنیا کے لالچ میں آیا گو اس کے دل میں حضرت حسینؓ کے ساتھ ذاتی بغض نہ تھا اور دل نہیں چاہتا تھا کہ میرے ہاتھ سے حضرت حسینؓ کو تکلیف پہنچے، مگر ابن زیاد گورنر کوفہ نے عمرو بن سعد کو لالچ دیا اور کہا کہ رَیّ کا نائب الحکومت (گورنر) بنادوں گا، اگر تم نے حسینؓ سے مقابلہ کیا اور اس مہم کو سَر کرکے اُسے شکست دی، والد نے جنگِ اُحد میں جان قربانی کے لئے پیش کی، مگر بیٹے نے دل برداشتہ، حکومت ومنصب کے لالچ کی وجہ سے حضرت حسینؓ کا مقابلہ کیا تو عمرو بن سعد نے ابن زیاد سے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ مشورہ کرنے کی اجازت مانگی، جا کر اُن سے مشورہ لیا کہ کیا کروں، لوگوں نے ڈرایا دھمکایا کہ تجھے ہلاکت وتباہی ہو اس مہم میں مت جاؤ اور توبہ کرو، کیا اہل بیت کے ساتھ لڑائی لڑوگے۔ اب یہ بڑی کشمکش میں مبتلا ہوا، ایک طرف عہدہ حکومت، دوسری طرف اہل بیت کی دشمنی تمام رات اسی پریشانی میں گنگناتا رہا اور کچھ اشعار پڑھتا رہا، جس کا مفہوم یہ تھا کہ ایک طرف ''رَیّ'' شہر کی حکومت ہاتھ میں آنے والی ہے، عہدہ ومنصب ہے جس کا میں مشتاق ومتمنی ہوں اور دوسری طرف حسینؓ کے خون سے ہاتھ رنگنے ہیں، دو چیزوں میں پھنسا ہوں، صبح اُٹھا تو بالآخر فیصلہ کرلیا کہ دنیا لینی چاہیے لہٰذا عہدہ کو ترجیح دی تو اتنے بڑے درجات والے صحابی کے بیٹے نے دنیا کے لالچ میں آکر ''رَیّ'' کی معمولی تحصیلدار کے لئے اہل بیت کو شہید کرایا، اسی دولت وملازمت کے لالچ میں انگریزوں نے مسلمانوں سے بغداد پر حملہ کرایا، مکہ معظمہ پر گولہ باری کی، کیا آج اس کے نمونے موجود نہیں ہیں؟

قاتلین حسینؓ کی تقلید

حضرت حسینؓ اوران کے ساتھیوں کوشہید کر کے ابن زیاد کی فوج نے شہداء اور حضرت حسین کے سروں کونیزوں سے اٹھایااورحضرت حسین کا سرمبارک اور گھوڑا نیزحضرت حسینؓ کے خون آلود کپڑے کوفہ کی گلی کوچوں میں پھرائے گئے ابن زیاد سمجھ رہا تھا کہ فی الحال کوفے والے اگرچہ دب گئے ہیں،مگرچھپی ہوئی چنگاریاں دلوں میں موجود ہیں ایسا نہ ہوکہ کسی وقت یہ چنگاریاں بھڑک اٹھیں اورلوگ پھر بغاوت کربیٹھیں تواس طریقے سے جلوس نکال کرلوگوں کے دلوں میں رعب بٹھایااور دھوم دھام سے خالی گھوڑے کوگھمایاکہ دبدبہ بیٹھ جائے،پس یہ واضح ہوا کہ اولین جلوس نکالنے والے یزیدی فوج تھے اوررعب جمانے کے لئے یہ سب کچھ کیا گیااورپھرانہیں قاتلین فوجیوں اورکوفیوں نے حضرت حسینؓ کے لٹے ہوئے قافلے پر نالہ وشیون اور سینہ کوبی بھی کی (۱)

اب آپ خودسوچیں کہ اس انداز میں اولین ماتم کااظہار اور پہلے جلوس کا مظاہرہ کس نے کیا اورکن مقاصد کیلئے ان رسومات کی بنیادرکھی گئی،توکل کے دن جو لوگ اس جلوس میں شریک ہوں گےوہ کیایزیدی فوج کی نقل نہیں اُتاریں گے،حضرت حسین

---

(۱) اقول وهواوّل رسم عزاءٍ ونياحةٍ على الحسين رضى الله عنه وقعت فى الكوفة سنة ٦٠ ھ من اهل الكوفة صرّح المورّخ الكبير الامام الطبرىؒ ماملخّصه ان من بقى من اسرة حسينؓ كا لامام زين العابدين ومن معهٗ كانوافى طريقهم حين رجعوامن الكوفة الى دمشق فوجدواقومًا من اهل الكوفة يشقون الجيوب ويضربون الخدود وينوحون فسئل الامام زين العابدين من ذلك فقيل لهٗ انهم يغمون بحسينؓ ويحنّون عليه فقال الامام محيًا لهم لم يكون عليناوهم قتلوناثم قال ياايها الناس انشدكم بالله تعالىٰ الاتعلمون انكم دعوتم والدى الحسينؓ ثم خدعتموهٗ وبايعتموهٗ ثم نكثتم الايمان وقتلتموه فتبا لكم وويلٌ لكم فبئس ماتزودتم للآخرة ولنعم ماقيل ......

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

کے ساتھی سب کے سب کربلاء میں شہید ہوئے تو پھر گھوڑا کس نے گھمایا، اگر اہل کوفہ نے محبت اور عقیدت و ماتم کی وجہ سے کیا تو حضرت حسینؓ کو قتل کیوں کرادیا؟ اگر تمہاری دلوں میں اہل بیت کی محبت ہے تو کیا یہ جذبہ محبت ہمیں ایسے امور کے ارتکاب کی اجازت دے سکتی ہے؟ ہرگز نہیں، تو بہر حال حسب ارشاد نبوی ﷺ میت پر رونے پیٹنے والوں سینہ کوبی کرنے والے اور کپڑے چیرنے والوں پر خدا کی لعنت ہوتی ہے، مجھے افسوس ہے کہ بہت سے لوگ خود جلوس کو غلط سمجھتے ہیں اسے اپنے اعتقاد میں برا سمجھتے ہیں مگر تماشائی کی طرح شریک ہوجاتے ہیں بلاشبہ ایسے لوگ بھی اس لعنت اور وعید کے مستحق ہیں۔

یزیدوں کی موافقت

تاریخ نے یہ بھی صاف لکھا ہے کہ جب آل حسینؓ کا قافلہ کوفہ سے دمشق پہنچ کر یزید کے سامنے لایا گیا اور حضرت حسینؓ کا سر مبارک اُسکا سامنے پیش کیا تو اس نے بڑی ندامت کا اظہار کیا اور کہنے لگا کہ خدا ابن زیاد پر لعنت کرے اسکا تو باپ بھی معلوم نہیں، حسینؓ کا ساتھ انکا خون کا رشتہ تو نہ تھا پھر جب یزید کے گھر میں اسکی اطلاع ہوئی تو عورتیں رونے پیٹنے لگیں، یہاں تک کہ یزید کی بیوی بے نقاب ہوکر دربار میں چلی آئی اور خوب چیخ و پکار شروع ہوئی (۱)

---

(۱) ومن العجب ان صرّح بجميع ذلك من هو ثقةٌ فى رواياته وفذٌّ فى عبقريته عندالشيعة اعنى ملا باقر المجلسى وقال لما دخلوا اهل بيت حسينؓ بامر يزيد فى بيته ورآهم نساء بيتِ يزيد طرحن الاساور والحلى ولبسن الثياب السود لشدّة الحزن وصاحت كلهن بالنياحة والبكاء على حال اهل بيت وقال الراوى استمرت رسوم النياحة والحداد والبكاء فى بيت يزيد ثلثة ايامه (ملخصًا بلسانى متانص عليه ملا باقر المجلسى) فى حيات القلوب وغيرذلك من كتبهم ثم روجت تلك الرسومات۔ وانعقاد الحفلات ومظاهراة الفرس والاعلام، بمساعى الكذاب وخدعة زمانه مختار بن عبيد الثقفى رائد حركة ابن سبا وزعيمها فضع تابوتًا باسم كرسى علىؓ والقى عليه الثياب والغلاف وعظمتهٗ ويعبدهٗ ويقدمهٗ فى الحروب ويقول انهٗ لكم مثل تابوت بنى اسرائيل فيه سكينةٌ لكم وفتحٌ (علامه عبدالكريم شهرستانىؒ صاحب الملل والنحلص ۸٤) وكان مجتهدًا فى ترويج تلك الرسومات الجاهلية الى ان شاعت فى المسلمين وكسر بيضة الاسلام ونجح هو فى عزائمه الخبيثه وكان كل ذلك منهٗ لافتراق المسلمين وانشعابهم وتحزبهم وكان ذلك فى سنة ٦٤ھ ومقامهٗ عندنا كمقام السامرى فى بنى اسرائيل ومقام ابن سبا كمقام ''سينٹ پال'' فى المسيحيّن وكلهم من اليهود وقد انكشف الشيخ العلامة عبدالعزيز الدهلوى عن مرادتهم وعن حركة ابن سبافى كتابه تحفهٗ اثنا عشرية والحق انهٗ اجادو افادو لله درّه (سميع الحق غفرلهٗ)

جلوس کا طریقہ یزیدوں کا اور رونے پیٹنے کا طریقہ بھی ان کی عورتوں کا ہے، ہمیں یزید سے نفرت ہے تو اس کے طور طریقوں سے بھی نفرت ہونی چاہیے، کل کا دن دینداری اور عبادت کا دن ہے، تلاوتِ قرآن کرو، نمازوں میں شرکت کرو، غریبوں سے ہمدردی کرو، ننگوں کو کپڑے پہنادو، بھوکوں، پیاسوں کو کھلادو، روزہ رکھو، خدا کی بارگاہ میں گڑگڑا کر توبہ واستغفار کرو اور کم از کم برائیوں سے تو بچو اور برائی بھی دشمن کے طور طریقوں کی، خصوصاً ایسی مجالس میں قطعاً شرکت نہ کرو جہاں پر سیدنا ابوبکرؓ، سیدنا حضرت عمرؓ، سیدنا حضرت عثمانؓ اور دیگر ہزاروں صحابہ کرامؓ پر تبرابازی کی جاتی ہے، کیا ایسی مجلس میں ایک مسلمان کیلئے شرکت کرنا جائز ہوسکتا ہے؟

اللہ اللہ فی أصحابی لاتتخذوھم غرضا (ترمذی:ح ۳۸۶۲)

سیدنا حضرت صدیقؓ کا مقام وفضیلت

سیدنا حضرت ابوبکرؓ وہ اولوالعزم صحابی ہیں کہ جب سرورکائنات علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات دنیا سے تشریف لے جارہے تھے تو فرمایا کہ:

مروا ابابکر فلیصل بالناس (البخاری:ح ۷۳۰۳)

''ابوبکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھایا کریں''

حضور ﷺ نے ازواجِ مطہرات کو حکم دیا کہ میرے مصلّے پر وہ کھڑے ہوکر لوگوں کو نماز پڑھائیں اور مرضِ وصال میں خود حضور ﷺ نے اپنے مصلّے پر انہیں کھڑا کیا [1]

اور جس وقت وصال ہوا تو خلافت کا مسئلہ سامنے آیا تو عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ

''مسلمانو! ہمارے لئے دوکام ہیں دین اور دنیا اور ان دونوں میں دین اہم ہے بہ نسبت دنیا''

---

(۱) وقد ثبت امر النبی علیہ السلام بامامۃ ابی بکرؓ من طرقٍ متعددۃٍ ففی حدیث سھل بن سعدؓ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاابابکر ان اقیمت الصلوۃ فتقدم فصلّ بالناس اخرجہٗ الحاکم والشیخان بطرقٍ عدیدۃ وکذالک عن عائشۃؓ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاینبغی لقومٍ فیھم ابوبکر ان یومّھم غیرہٗ اخرجہ الترمذی ولہٗ شواھدٌ کثیرۃ عندالشیخینؒ (الترمذی:ح ۳۶۷۲)

اب جب حضور ﷺ نے مرض وصال میں دینی امامت حضرت ابوبکرؓ کو دی تو خلافتِ عظمیٰ دنیا کی امامت وخلافت بھی آپ ہی کا حق ہے"(۱) حضور ﷺ مرضِ وصال میں ایک دفعہ مسجد میں تشریف لائے اور بلیغ و فصیح خطبہ ارشاد فرمایا اور خطبہ کے دوران فرمایا" کہ خدا نے ایک بندے کو اختیار دیا کہ قیامت تک اسکی بادشاہی اور زندگی رہے اور اگر چاہے تو میرے دربار میں آئے حضور ﷺ نے کسی کا نام نہ لیا مگر فرمایا کہ اس بندے نے آخرت کو ترجیح دی" حضرت ابوبکرؓ سُن کر رونے لگے ہچکیاں شروع ہوئیں، صحابہ کہتے ہیں کہ ہمیں تعجب ہوا کہ یہ بزرگ (شیخ) کیوں رو رہا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا!

علی رسلك یاابابکر "ابوبکر! سنبھل جاؤ رو ؤمت"،(۲)

پھر فرمایا تم سب نے میری خدمت کی ہے اور دین کے لئے قربانیاں دی ہیں، مگر اُس کے بدلے میں نے دنیا میں دیئے ہیں مگر ابوبکرؓ کے میرے اوپر اتنے احسانات ہیں کہ جس کا بدلہ قیامت کے دن خداوند کریم عطا فرمادیں گے اور میرے اوپر کسی کے اتنے احسانات نہیں جتنے ابوبکرؓ کے ہیں۔(۳)

---

(۱) وکما ان امامة الصلوة من اهم المناصب کذالك امارة النبیؐ فی حیاته ابابکرؓ للحج من اعظم المناصب الدینیة فقدامّره نائباً عن نفسه للحج (س)

(۲) اخرجه الشیخان عن ابی سعید الخدری ان رسول اللّٰه ﷺ جلس علی المنبر فقال ان عبداً خیّره اللّٰه بین ان یوتیه من زهرة الدنیا ماشاء وبین ماعندهٗ فاختار ماعندهٗ فبکیٰ ابوبکر قال فدیناك بآبائنا وامهاتنا فعجبنا له وقال الناس انظروا الی هذا الشیخ یخبر رسول اللّٰه ﷺ عن عبد خیره اللّٰه الحدیث الی آخره (البخاری: ج ۳۹۰۴)

(۳) عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه مالاحد عندنا یدٌ الّا وقد کافیناه ماخلا ابابکرؓ فان له عندنا یداً یکافیه اللّٰه بها یوم القیمة وما نفعنی مال احدٍ قط مانفعنی مال ابی بکر ولو کنت متخذًا خلیلاً لاتخذتُ ابابکر خلیلاً الاوان صاحبکم خلیل اللّٰه (سنن الترمذی: ج ۳۶۶۱) وفی روایة ابی سعید الخدریؓ قال ان من أمَنّ الناس علّی فی صحبته وماله ابوبکرؓ (صحیح البخاری: ۴۶۶) وما اصدق قول شاعر النبّی المؤیّد بروح القدس حسان ثابت رضی اللّٰه تعالی عنه فی شانه (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر) ==

حضور ﷺ بعد از خدا سب سے بڑے محسن ہیں

یہ جو فرمایا کہ میں نے سب کا بدلہ پورا کر دیا ہے اس میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ حضور ﷺ نے نہ صرف صحابہ کرامؓ کو اپنے احسانات وانعامات سے زیر بار فرمایا بلکہ آپ ﷺ تو رحمت للعالمین ہیں آنے والی تمام نسلیں اور بنی نوع انسان آپ کی شانِ رحمت سے مالا مال ہورہی ہے، خصوصاً مسلمانوں کے لئے تو بعد از خدا سب سے بڑے محسن حضور ﷺ ہیں یہ اللہ کا فضل وکرم ہے کہ ہم سب اس پاکیزہ عبادت خانہ مسجد میں بیٹھ کر اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں یہاں نہ تصویریں ہیں، نہ عورتیں اور نہ کسی قسم کی بے حیائی، خالص اور صاف توحید ہے، پاکیزگی ہے، خدا کے سوا آج ہمارا کسی کے سامنے سر نہیں جھکتا، دوسری عبادت خانوں میں جایئے عورتیں، بُت اور تصویریں اور ہر طرح کی فحاشیاں وہاں موجود ہیں، کیا کیا ہے جو وہاں موجود نہیں تو یہ سب کچھ برکت ہے آنحضرت ﷺ کی۔

==

خیر البرّیة اتقاها واعدلها ۔۔۔ بعد النبی واوفاها بما حملا

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد ۔۔۔ طاف العدوّ به اذصعد الجبلا

وکان حبّ رسول اللّٰہ قدعلموا ۔۔۔ من البریة لم یعدل به رجلا

ولما سمع النبی علیه السلام مدح حسانؓ فتبسّم وقال صدقت نعم ابوبکر کذلك (ابن سعد تذکرہ ابی بکرؓ) وفی حدیث علی المرتضیؓ قال رسول اللّٰہ ﷺ رحم اللّٰہ ابابکر زوجنی ابنتهٗ وحملنی الی دارالهجرة (اخرجهٗ الحاکم) ولله درّ الشاعر "اقبال" لافضّ فوہ حیث یمدحهٗ

آن امنّ الناس برمولائے ما

آن کلیم اوّل سینائے ما

وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا(آل عمران:۱۰۳)

''اورتم سب جہنم کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے بس خداوندتعالیٰ نے تمہیں حضورﷺ کے ذریعے اس سے نجات دی''

حضورﷺ نے کھینچ کھینچ کر بچایا اور جنت میں لا کے جنت کا راستہ دکھلایا، پتھروں، مجسموں اور یہاں تک کہ گوبر، بول وبراز کی عبادتوں سے ہمیں نکالا کتنا بڑا احسان ہے جو حضورﷺ کی وساطت سے مسلمانوں پر کیا گیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاذْكُرُوْا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُوْنَ أَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰكُمْ وَأَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (الانفال:۲۶)

''اور یاد کرو وہ وقت جبکہ تم تھوڑے تھے، زمین میں تم کو بے زور سمجھا جاتا تھا، تم ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں مٹا نہ دیں پھر اللہ نے تمہیں جائے پناہ مہیا کر دی اپنی مدد سے تمہارے ہاتھ مضبوط کیے اور تمہیں اچھا رزق پہنچایا شاید کہ تم شکر گزار بنو۔''

یعنی یاد کرو جب تم ذلیل وعاجز تھے اور تمہیں ڈر تھا کہ دنیا کے دشمن تمہیں اُچک نہ لے جائیں اور اپنی امداد شاملِ حال کی تمہیں فتح دی، ملک وسلطنت دیا آزادی دی اور اپنی برکتوں کے خزانے تمہارے اوپر کھولے۔ یہ سب کچھ رسول ﷺ کی تعلیمات اور اسلام کی برکت سے ہوا جس طرح کہ پاکستان جیسا ملک ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کیا، یہ آیت گویا اب بھی ہمارے حال پر منطبق ہے قرآنِ کریم تو ناطق کلام ہے یہی اس کا اعجاز ہے، ہم ہندو اور انگریز کے تلے دبے ہوئے تھے، خدا نے وطن اور ملک دیا مگر اُس خدا کے احکام اور اس کی کتاب کی اب کیا قدر ہو رہی ہے، ہماری اکثریت اسلامی اخلاق سے عاری ہے، جب مسلمانوں نے قرآن پر عمل کیا خدا کی غیبی طاقت

امداد کر رہی تھی، فتوحات ہمارے قدم چومتی تھیں اور حضور ﷺ کے صدقے سے دنیا نے ترقی کی مگر آج ہم قرآن اور حضور ﷺ کی سنت سے قطعی بے خبر ہیں۔

اپنے محسن کی ناشکری

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان اللّٰہ یرفع بھذاالکتاب اقواماً ویضعُ بہ آخرین (مسلم:ح۸۱۷)

''اللہ تعالیٰ اس کتاب کے بدولت بہتوں کو عزت دیتا ہے اور اس کو نہ ماننے اور عمل نہ کرنے کی وجہ سے خدا بہت سی قوموں کو ذلیل کردیگا''

آج مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ مرد اسلامی تعلیمات سے باخبر ہیں، نہ عورتیں، قرآن کو مذاق بنایا جارہا ہے، نکاح، طلاق، عدّت کے بارے میں جو صاف احکام تھے، اُس سے انکار کیا جارہا ہے مثلاً قرآن میں ہے کہ مطلقہ کی عدّت تین حیض ہے اور جب بھی پورے ہوجائیں تو عورت عدّت سے فارغ ہوگئی مگر ان لوگوں نے قانون بنایا کہ نوے (۹۰) دن عدّت کے پورے کرنے پڑیں گے گویا عورت کب کی عدّت سے شرعاً فارغ ہوجائے، مگر یہ لوگ انہیں عدّت میں پڑے رکھیں گے، گویا رنجیت سنگھ کی اندھیر نگری ہے کہ ''کسی نے اطلاع دی کہ فلاں مکان کو آگ لگ گئی ہے، آدمی بھیجو عرصہ بعد اُس نے درخواست پر غور کیا اور چھ(۶) مہینے بعد آدمی آئے، وہاں مکان جل کر راکھ ہوگیا تھا لوگوں نے دوبارہ نیا مکان بنوایا تھا اب جب یہ لوگ آئے تو اسی مکان کو نلکے اور فوارے سامنے کئے اور اس پر پانی پھینکنے لگے، کہ رنجیت سنگھ کا حکم ہے اور ہمیں اُس کی تعمیل کرنی ہے'' اسی طرح عائلی قوانین کی دوسری دفعات ہیں۔

نماز کی اہمیت

اسلامی تعلیمات کا اہم رکن نماز ہے اور حالت یہ ہے کہ سو میں چند مرد یا چند عورتیں نماز پڑھتی ہیں حضور ﷺ نے مرض وفات میں آخری وصیت جس چیز کی فرمائی وہ یہی تھی کہ الصلوۃ ما ملکت ایمانکم (مشکوٰۃ: ج۳، ص ۳۳۹) حضور ﷺ کے ہونٹ مبارک ہل رہے تھے، ضعف کی وجہ سے آواز سننے میں نہیں آرہی تھی، حضرت عائشہؓ نے کان نزدیک کئے تو سنا کہ حضور ﷺ یہی جملے ارشاد فرمارہے تھے تو نماز خدا کی تعظیم کی صورت اور اُس کو سلامی ہے اور مسلمان اس سے بالکل غافل ہیں تو وہ محسن جو ماں باپ سے زیادہ محسن اور محبوب ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ (احزاب: ٦)

''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کیلئے جان سے زیادہ محبوب ہیں''

ہم نے اس کی آخری وصیت کو بھی فراموش کردیا ہے، عورتوں کو گھر کے کام کاج سے فرصت نہیں ملتی، نوجوان کہتے ہیں کہ ابھی ہم جوان ہیں، بوڑھے ہوکر نمازیں پڑھیں گے، یہ حالت ہوگی ہے ہم عورتوں کو گھر کے کام کاج میں کوتاہی کرنے پر مارتے ہیں، ناراض ہوتے ہیں، اگرچہ اُن سے خدمت لینا ہمارا شرعاً حق نہیں مگر جب سالن میں معمولی نمک زیادہ ہوجائے، تو ہم بیوی سے ناراض ہوجاتے ہیں۔ کیا نماز نہ پڑھنے پر ہم کبھی بیوی سے ناراض ہوئے، کبھی ہم نے نماز کی اتنی تاکید کی؟ حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ تھے، اپنے ایک لڑکے کو ایک مدرسہ میں ایک استاد کے سپرد کیا اور اُس کی نگرانی کے لئے ایک خفیہ آدمی بھی مقرر کیا، ایک دفعہ اُس آدمی نے خلیفہ کو اطلاع دی کہ عصر کی جماعت کے وقت تمہارا لڑکا حجامت بنوا رہا تھا خلیفہ کو علم ہوا تو وہاں سے دو بید بھیجے اور لڑکے کے اُستاد کو لکھا کہ مجھے خود حاضر ہونا تھا مگر مجھے امورِ خلافت سے فرصت نہیں، جس وقت میرا پیغام تجھے پہنچے تو میرے لڑکے کو بلا کر ان دونوں بیدوں سے اتنا

مارو کہ یہ ٹوٹ جائیں اور پھر میرا یہ خط اُسے دے دو جس میں لکھا تھا کہ ”اے بیٹے! کیا حجامت بنوانے اور سر منڈانے کے لئے صرف جماعت کا وقت رکھا ہے اور کوئی وقت نہیں ملا“ گویا اتنا اہتمام تھا نماز کا حضرت عمرؓ جب تخت خلافت پر متمکن ہوئے تو سب سے پہلا یہ فرمان جاری کیا کہ:

ان اھمّ امور کم عندی الصلوۃ فمن اقامھا فقد اقام الدین ومن ضیّعھا فھولما سواھا اضیَعُ (موطا مالك: ٦)

”میرے نزدیک تمہارے معاملات میں اہم ترین چیز نماز ہے جس نے نماز کو قائم رکھا، تو اس نے دین کو بھی قائم رکھا اور جس نے نماز ضائع کی یعنی اس سے غفلت برتی تو وہ دوسری عبادت کیلئے زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا“

حضور ﷺ نے فرمایا: الصلاۃ عماد الدین ”نماز دین کا ستون ہے“ نیز فرمایا کہ الصلوۃ برھان ”نماز دلیل ہے، قیامت کے دن شفاعت کیلئے“ جب مسلمانوں کا انتخاب ہوگا، تو نمازیوں کے چہروں سے ایک خاص نور اور چمک نکلے گی جس سے حضور ﷺ اُن کی شناخت کریں گے، تو عبدیت کا پہلا تقاضا اور پہلا مظاہرہ نماز ہے قدرت نے نماز کے ذریعہ ہمیں پیغامِ حق پہنچانے کا انتظام کیا، جب ہم نماز کے ذریعہ صرف الفاظ بھی سنیں گے تو قرآن کے الفاظ بھی بہت بڑی چیز ہے۔

راجہ داہر کے ساتھ محمد بن قاسمؒ کی سرکردگی میں مسلمان فوج لڑ رہی تھی، حجاج بن یوسفؒ نے محمد بن قاسمؒ کو جو وصیت کی اس میں کہا کہ ”فوج پر پانچ وقت نماز باجماعت کی پابندی کرایا کرو اور خدا کی یاد سے کسی لحہ غافل نہ ہوا کرو، اس کی تابعداری میں نجات اور کامیابی ہے اور نماز میں سجدہ کرتے، تکبیر کرتے، رکوع کرتے وقت خدا کے سامنے رویا کرو، اور پوری خشوع وخضوع سے نماز پڑھا کرو“ فوج نے جب اس وصیت پر عمل شروع کیا تو بہت جلد کامیاب ہوگئے۔ حجاج ظالم تھا مگر بے دین نہیں تھا، اب اگر امراء ظلم میں ان سے کم ہوتے ہیں مگر بے دین اور بے اعتقاد ہوتے ہیں اور

بداعتقاد حاکم فتح نہیں کر سکتے، رسول اللہ ﷺ کی ایک سنت میں سستی اور کاہلی سے قوموں کی قومیں تباہ ہوئیں اور نقصان پہنچا اور برکات خداوندی سے محروم ہوئیں۔

نئی پود کو دینی تعلیم نہیں دی جاتی، نماز کا قطعاً اہتمام نہیں کرایا جاتا اس کا وبال والدین کے سر پر ہوگا، جیسا کہ مجھے ایک صاحب نے بڑے درد سے کہا جو جرمنی سے ڈاکٹری پاس کر کے آئے تھے کہ" جب قبر سے اُٹھ کر میری باز پرس ہوگی تو میں اپنے والد کو گریبان سے پکڑ کر خدا کے حضور پیش کردوں گا کہ اس نے میرے پیدا ہوتے ہی مجھے دنیاوی تعلیم کے پیچھے لگایا اور اس کی تکمیل کے لئے جرمنی تک بھیج دیا مگر دین سے مجھے اس نے کورا رکھا نہ نماز کی طرف توجہ دی، نہ دین کی طرف، اس نے اس خواہش کا اظہار بھی کیا کہ میں اب اپنے دونوں بچوں کو دینی تعلیم دلانا چاہتا ہوں کیونکہ قیامت کے دن یہ میرے لئے وبال بنیں گے" حدیث میں ہے کہ بچوں کے قرآن پڑھنے، تلاوت کرکے اور اس پر عمل کرنے سے خدا تعالیٰ اِس تعلیم وتلاوت کی برکت سے قیامت کے دن اُن کے والدین کے سروں پر چمکتے ہوئے تاج رکھے گا اور جنت کا بیش قیمت حلّہ (جوڑا) انہیں پہنایا جائے گا، تو بہر تقدیر اسلام کی یہ عظیم اور دنیوی واخروی کامرانیوں کی یہ دولت ہمیں حضور ﷺ کے ذریعہ ملی، بلاشبہ بعداز خدا وہ سب سے بڑے محسن ہیں۔

تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ" حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو قربانیاں دیں اس کا بدلہ خداوند تعالیٰ قیامت کے دن عطا فرماوے گا" اس نے گھربار مال ودولت عزت وآبرو حضور ﷺ کی راہ میں لٹا دی، اپنی جگر گوشہ حضرت عائشہ کی شادی بھی آپ ﷺ سے کرادی۔

حضرت صدیقؓ کی صحابیت کا قرآن میں منصوص ہونا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ (التوبہ: ٤٠) اگر تم مسلمان رسول ﷺ کی امداد کیلئے کھڑے نہیں ہوتے اور رسول ﷺ کی دین کی خدمت نہ کریں تو کوئی بات نہیں، خدا تمہارے مدد کرنے کا محتاج نہیں کہ اگر کرو تو دین پھیلے گا ورنہ نہیں فَقَدْ

نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا جب کافروں نے مکہ سے حضور ﷺ کو نکال دیا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ دو میں سے ایک، ایک ابوبکرؓ اور ایک حضور اقدس ﷺ جب کہ دونوں غار میں تھے اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ جبکہ رسول ﷺ اپنے ساتھی (صاحب) کو کہہ رہے تھے، لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا "پریشان نہ ہو اللہ ہمارے ساتھ ہے"

یہاں خداوند قدوس نے حضرت صدیقؓ کو صاحب کہا جس سے ابوبکرؓ کی صحابیت ثابت ہوگئی، اس بناء پر ابوبکر کی صحابیت منصوص اور قطعی ہے اور اس کا منکر کافر ہے، ایسے جانثار عاشق اور مخلص صحابی کہ ایسے خطرناک وقت میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ جارہے ہیں، اس موقع پر حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی بھی بہت [1] بڑی منقبت ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں اپنے گھر میں اپنی چارپائی پر چھوڑا، عربوں میں جو کچھ بھی تھا مگر غیرت زیادہ تھی اور اگر کسی کو قتل کرتے تو بے غیرتی اور بزدلی سے سونے کی حالت میں نہیں، یہ انہیں بے غیرتی معلوم ہوتی تھی، جب کہ گھروں کے اندر عموماً عورتیں بھی ہوتی ہیں، تو عربوں کو دیوار پھاند کر اندر داخل ہونے میں عار محسوس ہوتا تھا، اسلئے تو اسکیم کے باوجود اندر داخل نہ ہوئے اور دیوار نہ پھاندیں اور تلوار و نیزے ہاتھ میں لئے دروازے میں کھڑے رہے اور نکلنے کا انتظار کرتے رہے۔

---

(۱) **مآثر علی** کرم اللہ وجہٗ: ومن مآثر علی رضی اللّٰہ وعنه بانهٗ تربیّ فی حجرہ صلی اللّٰہ علیه وسلم و تولّد فی بیت اللّٰہ الحرام وذلك فضلٌ لم یسبقهٗ به احدٌ (مستدرك) وصهر النبی علیه السلام وقد جرٰی نسلهٗ علیه السلام من صلبه تشرّف بمواخاۃ النبی علیه السلام وفتح بیدہٖ خیبر ومن فضیلته التامّة قولهٗ علیه السلام، سابعث غدًا رجلاً یحب اللّٰہ ورسولهٗ ویحبه اللّٰہ ورسولهٗ وقولهٗ علیه الصلوٰۃ والسلام انت منی بمنزلۃ هارون من موسیٰ وقولهٗ علیه السلام لایحبّ علی منافق ولا یبغضهٗ مؤمنٌ وقوله علیه السلام من کنت مولاہٗ فعلّی مولاہٗ (الحدیث) وهو حامل لواء النبی علیه السلام فی مواطن کثیرۃ وباب العلم کما قال علیه السلام انا مدینة العلم وعلّی بابها (الحدیث) ومن مکثرّی الاحادیث وینتهی الیه سلاسل التصوف وطرق الهدایة کما خطب سیدنا الفاروق عمر یوماً فقال ایها الناس اعلموا انهٗ لایقیم شرفَ الابولایة علیؓ بن ابی طالب (اخرجهٗ الدارقطنی) وقال علیؓ دعانی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال یاعلی انّ فیك من عیسٰی مثلاً ابغضتهٗ الیهود حتی بهتوا امّهٗ واحبهٗ النصارٰی حتی انزلوہ بالمنزلة الّتی لیست لها وقال علیؓ وانهٗ یهلك فی محب مطرٍ بمالیس فی ومبغضٌ مفتری (الی قوله) الاوانی لست بنبیٍ ولایوحیٰ الیّ ولکنّی اعمل بکتاب اللّٰہ وسنة نبیّه صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم الی آخرہ (رواہ احمد) فجزی اللّٰہ جماعة اهل السنة بان یحبّو نه مع سائر الصحابه ولایطرونهٗ فی المدیح ولا یفرطون وتلك الطریقة السمحة البیضاء لیلُها کنهارها ۔(س)

کفار کا دارالندوہ میں مشورہ

کفار نے اس سے قبل جمع ہوکر دارالندوہ میں مشورہ کیا۔ابلیس بھی ایک نجدی شیخ کی شکل وصورت میں اس میں شریک ہوا،کسی نے ایک مشورہ پیش کیا کسی نے دوسرا، ابلیس نے ہر شخص پر اعتراض کیا کہ اگر حضور ﷺ کو گرفتار کرا دو تو ان کے جان نثار انہیں چھڑا دیں گے،کسی نے اخراج اور جلاوطنی کا مشورہ پیش کیا،ابلیس نے اس کی بھی تردید کی کہ باہر جا کر اس کے اعجاز نطق وبلاغت وفصاحت سے باہر کے لوگ اس کے دام میں آجائیں گے اور طاقت جمع ہوکر تمہارے اوپر حملہ کرے گا،پھر کسی نے آخر میں آپ کو قتل کرنے کا مشورہ دیا تو شیطان نے اس کی تصویب وتائید کی،اب بعض نے یہ خدشہ ظاہر کیا کہ بنو ہاشم کی رشتہ داری ہے اور رشتہ داری کی وجہ سے حضور ﷺ کے قتل کا قصاص لینے کیلئے اٹھ کھڑے ہوں گے،اس کا حل شیطان نے یہ بتلایا کہ تمام قبائل میں سے دو دو افراد کو منتخب کردو اور وہ سب ایک بار حضور ﷺ پر حملہ کرکے انہیں قتل کردیں اس صورت میں بنو ہاشم تمام قبائل کا مقابلہ نہ کرسکیں گے،چنانچہ سب نے اس تجویز پر شاباش وآفرین کہا۔ادھر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اطلاع دی کہ آج رات تجھے شہید کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے اور مکہ معظمہ سے ہجرت کرنے کی اجازت دی گئی،حضور ﷺ نے راتوں رات حضرت صدیقؓ کو اطلاع دی اور مکان سے نکل گئے اور حضرت علیؓ کو فرمایا کہ میری چارپائی پر میری چادر اوڑھ کر لیٹ جاؤ،کفار کو جب معلوم ہوا کہ آپ ﷺ آرام فرما ہیں تو مطمئن ہوئے کہ ابھی گھر میں موجود ہیں حضور ﷺ کا مکان چھوٹا تھا،دیواریں چھوٹی چھوٹی تھیں،پھاندنا مشکل نہ تھا،یہ تو مکی زندگی کی حالت تھی،مدینہ میں جب کہ اسلامی حکومت قائم ہوئی،فتوحات شروع ہوئی تو مکان کی حالت کیا تھی اس مکان کے بارے میں جہاں آپ آج آرام فرما ہیں،گنبد خضراء میں وہ زمین مبارک معنوی درجات کے لحاظ سے بقول حضرت امام شعرانیؒ عرش کرسی اور بیت اللہ سے افضل ہے گویا وہ مقدس مقام

عرش کیلئے باعثِ رشک وغبطہ ہے مگر ظاہری لحاظ سے مکان کی خستہ حالی ایسی تھی کہ حضرت حسن بصریؒ نابالغی کی حالت میں حجرہ مبارک میں داخل ہوتے ہیں، تو فرماتے ہیں کہ چھت کے نیچے ہونے کی یہ حالت تھی کہ مجھے جھکنا پڑا، گویا حجرہ مبارک کے چھت کی اونچائی قدِ آدم کے برابر بھی نہیں تھی، اب شیعہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو ہجرت کے وقت اپنی جگہ پر چھوڑ کر سب کچھ انہیں دے دیا، خلافت بھی دے دی اور معاذ اللہ نبوت بھی دے دی، مگر یہ ان کی غلط فکری ہے۔

دراصل واقعہ یہ تھا کہ اہل مکہ تاجر پیشہ تھے اور کافر ہونے کے باوجود اپنی امانتیں حضور ﷺ کے پاس رکھواتے تھے، حضور ﷺ کو امین سے پکارتے، عداوت ودشمنی تھی مگر آپکو الصادق الامین کا لقب دے رکھا تھا جب حضور ﷺ ہجرت فرمانے لگے تو حضرت علیؓ کو امانتیں پہنچانے [1] اور مالکوں کے سپرد کرنے کی خاطر مکہ معظمہ میں چھوڑا کہ لوگوں کو پہنچا دینا تو حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر چھوڑنا خلافت کی دلیل کب بن سکتی ہے؟

مرض وصال میں حضرت صدیقؓ کی خلافت کے ارشادات

خلافت کی دلیل تو وہ ہے کہ جب مرضِ وصال میں ایک بار حضور ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے تو مصلّٰی پر حضرت علیؓ کی موجودگی کے باوجود حضرت صدیقؓ کو کھڑا کروایا اور مرض وصال میں جب بھی نماز کا وقت آتا تو فرماتے:

مروا ابابکر فلیصّل بالناس (البخاری: ح۷۳۰۳) ”ابوبکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں“

---

(۱) طبقات ابن سعد تذکرہ حضرۃ علی وواقعۃ الھجرۃ اخرجہُ البخاری عن عائشۃ فی باب ھجرۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم واصحابہ الی مدینۃ وعن ابی بکرؓ فی مناقب المھاجرینؓ وکید الکفّار فی دارلندوۃ ونجواھمھو المشار بقولہٖ تعالی وَ اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ (سورۃ الانفال: ۲۹)

(سمیع الحق خادم العلم بدار العلوم الحقانیہ حفظہا اللہ الی یوم القیامت)

اس مرض میں ارشاد فرمایا کہ مسجد کے اردگرد احاطۂ مسجد میں جو دروازے اور دریچے کھلتے ہیں انہیں بند کردو، مگر ابوبکر صدیق کے مکان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اس کا دروازہ کھلا رہے [۱] اشارہ تھا اس طرف کہ دوران خلافت میں امورِ خلافت کی انجام دہی اور پنج وقتہ نمازوں میں مسجد آنے جانے کیلئے ان کا دروازہ کھلا رہے اور آسانی ہو آج بھی حجاج جاتے ہیں چودہ سو سال بعد حضرت صدیق کے مکان کا دروازہ کھلا ہوا پاتے ہیں اور دروازے پر باب حجرة ابی بکر الصدیق کا بورڈ آویزاں ہے، باقی تمام دروازے بند ہیں، کتنی صریح دلیل اور غیر فانی فضیلت ہے مگر تعصب کا کیا جائے۔

گر نہ بیند بروز شپرۂ چشم
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

بہرحال میں یہ عرض کررہا تھا کہ غارِ ثور میں جب صدیقؓ نے گھبرا کر حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ دشمن سر پر آپہنچے اب کیا کیا جائے؟ تو حضور ﷺ نے تسلی دی اور فرمایا! لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا [۲] قرآن نے ابوبکر کی صحابیت کی شہادت دی غارِ ثور گویا

---

(۱) ولفظ الحديث مارواه الشيخانؒ عن ابی سعيد الخدریؓ قال عليه السلام لاتبقيّن فی المسجد خوخة الاخوخة ابی بکر (سنن الترمذی: ۳۶۶۰)عن عائشةؓ ان النبی عليه السلام امر بسدّالابواب الّاباب ابی بکر (اخرجهٗ الترمذی)وقال عليه السلام لايبقين فی المسجد بابٌ الّاسّد الّاباب ابی بکر(البخاری: ح ۳۶۵٤) ففی الاحاديث النبوی صلی اللّٰه عليه وسلم ادل دليل علی الخلافة فان له بسبب الخلافة والامامة يكون فضل قضل حاجة إلی المسجد النبويافكانهٗ استخلاف معناً وصرّح شرّاح الاحاديث بان هذاالكلام كان فی مرضه الّذی تو فی فيه وفی آخر خطبةٍ خطبها متنبهاً للناس فی ضمن ذلك علی امرالخلافة وتعريضٌ بان ابابكرهو متخلّف بعدهٗ۔

(۲) و نزول آية ثانی اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ فی شان ابی بكر وذلك باجماع الامّة لحديث الحسن قال حدثنی ابوبكر قال كنت مع النبی صلی اللّٰه عليه وسلم فی الغارفرأيت آثار المشركين قلت يا رسول اللّٰه لوان احدهم رفع قدمهٗ رآنا قال ماظنّك باثنين اللّٰه ثالثهما (صحيح البخاری: ٤٦٦٣) وكذلك قولهٗ تعالی فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ فی مزية الشيخين كما يشاهدبه حديث ابی امامة فی المستدرك للحاكمؒ (سمیع الحق)

مقتل بن گیا مگر ایسے خطرناک حالات میں بھی ابوبکرؓ نے ساتھ نہ چھوڑا اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے اللہ تعالیٰ کی معیت حضرت صدیقؓ کو بھی حاصل ہے اور جس کا ساتھی اللہ ہو اس کو کوئی بھی گزند نہیں پہنچا سکتا اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اگر تم نے اسلام سے روگردانی کی، اسلام کے قوانین واوامر کو چھوڑا، حضور ﷺ کی امداد نہ کی تو کوئی ضرورت نہیں، خدا کی امداد حضور ﷺ کی شاملِ حال ہے۔

عشق کا عجیب مرحلہ

بزرگو اور بھائیو! یہ بھی عشق کا عجیب مرحلہ ہے غار کے اندر گھستے وقت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ ٹھہر جائیں، خود اندر گئے، غار میں جھاڑو دی، اپنے کپڑوں کو پھاڑ پھاڑ کر سوراخوں کو اس سے بند کیا کہ کپڑا ختم ہوا، اور دو سوراخ باقی رہے تو اس طریقے سے بیٹھ گئے کہ ایک سوراخ کے سامنے ایک ایڑی رکھی اور دوسرے کے ساتھ دوسرا قدم لگایا پھر عرض کیا کہ حضرت! آپ تشریف لے آئیں، حضور ﷺ تشریف لائے، ابوبکر صدیقؓ کے گود میں سر مبارک رکھ کر آرام فرمایا، اب عشق کا مقام دیکھئے! جہاں قدم قدم پر آزمائشیں ہیں، امتحانات ہیں اگر کوئی شخص وفاداری کا دعویٰ کرتا ہے مگر خدمت سے انکار کرے، جب مالک کسی کام کا حکم دے تو کہے دھوپ ہے سردی ہے، باہر نہیں نکل سکتا تو ایسی وفاداری کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاسکتا ہے تو کیا ایسے غلام اور نوکر کو اجرت اور تنخواہ مل سکے گی؟

ہم خدا تعالیٰ کی وفاداری، غلامی اور بندگی کا دعویٰ کریں، مگر نہ نماز، نہ روزہ، نہ قربانی، نہ عبادت، نہ اطاعت تو کیا کام چلے گا؟ تو ابوبکرؓ نے اپنی ایڑیاں سوراخوں کے آگے رکھیں، بڑے لوگوں کا امتحان سخت ہوتا ہے:

اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل (البخاری)

''سب سے بڑی اور سخت آزمائشیں انبیاء علیہم السلام پر ہوئیں پھر ان پر جو اُن سے جتنے قریب ہوں''

اندر سے سانپ نے ڈس لیا، زہر کے درد سے چُور چُور ہوئے، مگر حرکت نہیں کی، ہلے نہیں کہ حضور ﷺ کے آرام میں خلل نہ آئے اور آنکھ نہ کھل جائے، درد کی شدت اور زہر کی تپش سے آنسو ٹپک کر حضور ﷺ پر جا گرے تو حضور ﷺ کی آنکھ کھلی، پوچھا ''ابوبکرؓ! کیوں روتے ہو'' حضرت صدیق نے واقعہ سنایا حضور ﷺ نے اپنے دہن کا لعاب مبارک مارگزیدہ جگہ پر لگایا، حضرت صدیق فرماتے ہیں کہ درد کا اثر فوراً زائل ہوا(۱) بہرحال اتنی فضیلت حضرت صدیق کو عطا فرمائی گئی، انہوں نے اسلام کے لئے کتنی بڑی قربانیاں پیش کیں۔

حضور ﷺ کی بیٹیوں کی تعداد اور ایک غلط پروپیگنڈہ

یہاں مجھ سے بعض دوستوں نے اس پروپیگنڈے کا ذکر کیا جو بعض حضرات کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی صرف ایک ہی بیٹی فاطمۃ الزہراہ تھیں، اللہ اکبر حقائق سے کس طرح انکار کیا جارہا ہے دراصل یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ اپنی لڑکیوں اور لڑکوں کا حال اور تعداد تو معلوم ہے مگر جہالت کی وجہ مسلمانوں کو اپنے رسول ﷺ کے احوال کے بارے میں اس قسم کا دھوکا بھی دیا جاسکتا ہے؟ حالانکہ جب حضور ﷺ جب دنیا سے تشریف لے

---

(۱) وفی حدیث عمر قال ابوبکر واللہ لاتدخلہٗ حتی ادخل قبلک فان کان فیہ شیٔ اصابنی دونک فدخل فکسحہ (ای کنسہٗ) ووجدفی جانبہٖ ثقباً فشق ازارہٗ وسدّھا بہٖ وبقی اثنان فالقمھما رجلیہ ثم قال لِلرسول اللہ ﷺ ادخل فدخل رسول اللہ ﷺ ووضع راسہٗ فی حجرہٖ ونام فلدغ ابوبکرؓ فی رجلہٖ من الحجر (الثقب) ولم یتحرک مخافۃ ان یتنبہ رسول اللہ ﷺ فسقطت دموعہٗ علی وجہ رسول اللہ ﷺ فقال مالک یا ابابکر قال لدغت فداک ابی وامّی فتفل رسول اللہ ﷺ فذھب مایجدہ والحدیث بطولہا (مشکوۃ مناقب ابی بکر ص ۵۵۶)

جارہے تھے تو چارلاکھ تک جانثار صحابہ موجود تھے جنہوں نے حضورﷺ کے ایک ایک قول ہر ہر حرکت اور واقعہ کو محفوظ کیا، ذرہ ذرہ کی حفاظت کی، اب اتنی موٹی سی بات سے بھی انکار کیا جاتا ہے کہ حضورﷺ کی اور لڑکیاں نہ تھیں، مخالفین سمجھتے ہیں کہ لاعلمی کی وجہ سے مسلمانوں کو ہر طرح کی باتیں بتائی جاسکتی ہیں مسلمانوں کو فرانس اور لندن کی تاریخ معلوم ہے مگر اپنے مذہب سے قطعی بے خبر ہیں اگر علم کی روشنی ہوتی ہے تو ایسے بین اور واضح حقائق کا انکار کیسے کرایا جاسکتا؟

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب اس بنا پر ذوالنورین تھا کہ حضورﷺ کی دو صاجزادیاں رقیہ اور ام کلثوم یکے بعد دیگر ان کے عقد میں آئیں "حسد بری بلا ہے" سمجھتے ہیں کہ اگر ایک لڑکی حضرت فاطمۃ الزہراء کی وجہ سے حضرت علیؓ کو فضیلت حاصل ہوسکتی ہے، تو دو صاجزادیوں کی وجہ سے حضرت عثمان کو کیوں فضیلت حاصل نہ ہوگی؟ سرے سے لڑکیوں کے وجود ہی سے انکار کر بیٹھے (۱)

حضرت عمر فاروقؓ کی فضیلت اور مقام

آج ہم میں سے اکثریت حضرت عمر خلیفہ ثانی فاروق اعظمؓ کی شان ومقام سے ناواقف ہیں، یورپ والے انہیں جانتے ہیں کیونکہ ان کے کالجوں میں سیرت العمرین (حضرت عمرؓ اور عمر بن عبد العزیزؒ) پڑھائی جاتی ہے، حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں تقریبا چار ہزار شہر اسلامی حکومت میں داخل ہوئے۔

---

(۱) وکفی لمزیة عثمانؓ قوله عليه السلام لمّا نهض النبیﷺ الی عثمان فامتنقهٗ وقال انت ولیّی فی الدنیاوالآخرة وقال ان عثمان رفیقی ومعی فی الجنة وقولهٗ علیه السلام اسکن یا ثبیر فانما علیك نبّی وصدیق وشهیدان (ای عمر وعثمان) وقوله علیه السلام لعل اللّٰه یقمصك قمیصاً فان ارادوك علی خلعه فلاتخلع لهم وقوله علیه السلام الااستیحی من رجل یستحی منه الملائکة وتشریف النبی علیه السلام ایاه بمصاهرته مرّتین

ہزاروں جامع مسجد بنائی گئیں[1] مگر حسرت سے فرمایا کرتے تھے کہ میری ساری عمر کی خدمت اور عبادت ایک طرف مگر کاش مجھے غارِ ثور میں حضرت صدیقؓ کی ایک رات کی خدمت مل جائے تو میرے لئے بڑی سعادت ہے[2] خود حضرت علیؓ نے فاطمۃ الزہراء کی بیٹی کلثوم کا نکاح حضرت عمرؓ سے کرایا اور اس مبارک اور پاکیزہ رشتہ میں شریک کرایا[3]

دین میں صحابہ کا مقام

میرے بزرگو! صحابہ کرام دین کی جڑیں ہیں، دین کی عمارت صحابہ کرام پر کھڑی ہے یہ دین ہمیں ان اولوالعزم صحابہ سے پہنچا اور اگر جڑیں کاٹ دی جائیں تو گویا ہزاروں دفعہ آبپاشی کریں، درخت کو پانی دیں مگر درخت سرسبز وشاداب نہیں ہوسکے گا یہ عظیم

---

(۱) وقد صرّح الامام ولی اللّٰہ الدھلویؒ درزمان خلافت حضرت عمرؓ ہزار و سی و شش شہر با توابع ولواحق آں فتح شد و چہار ہزار مسجد ساختہ گشت وچہار ہزار کنیسہ خراب گردید و یک ہزار و نہصد منبر برمحاریب جوامع وبجہت خطبہ جمعہ بنا کردند۔ انتہی (ازالۃ الخفاء ج ۲ قرۃ العینین فی تفضیل الشیخینؓ ص ۱۳۲) وکفی لہٗ فخراً بان کان مرادٌ الامرید اوشتان بین المرتبتین وقولہٗ علیہ السلام لو کان بعدی نبیٌ لکان عمرؓ (الترمذی: ح ۳۶۸۶) اعز اللّٰہ باسلامہٖ المسلمین وایدھم کما قال ابن مسعود مازلنا اعزّۃً منذا سلم عمرؓ اخرجہ الحاکم۔ والقرآن تشھد بمزایاہ والحدیث تنبیٔ بمفاخرہ وقولہ علیہ السلام اللھّم اعزّ الاسلام باحبّ ھذین الرّجلین الیک بابی جھل او بعمر بن الخطاب قال وکان احبّھما الیہ عمر (الترمذی: ح ۳۶۸۱) وقولہ علیہ السلام جعل اللّٰہ الحق علی لسان عمر وقلبہٖ (الترمذی: ح ۳۶۸۲) وعن علی قولہ ماکنّا نبعد ان السکینۃ تنطق علی لسان عمرؓ (مشکوۃ: ح ۵۹۸۹) وقولہٗ علیہ السلام ان الشیطان یخاف منک یا عمر وغیر ذٰلک من شرفہٖ وفضلہٖ ذکرنا بنذّۃ منھا (س)

(۲) عن عمر ذکر عندہ ابوبکر فبکیٰ وقال وددت ان عملی کلہ مثل عملہٖ یوماً واحداً من ایامہٖ ولیلۃً واحداً من لیالیہ امّا لیلۃً فلیلۃً سار مع رسول اللّٰہ ﷺ الی الغار الی آخرہٖ

(مشکوۃ مناقب ابی بکر: ح ۶۰۴۴)

(۳) تفصیل ضمیمہ نمبر ۵ میں ملاحظہ ہو

الشان نعمت ہمیں ان لوگوں کے ذریعہ پہنچی ہے اور جب خدانخواستہ صحابہ کے بارے میں نفرت وعداوت پیدا کردی گئی تو دین کہاں رہے گا خدا اور رسول کے بعد ہمارے درمیان تو صحابہ کرام ہی ہیں[1] خداوند کریم کا ارشاد ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا (الفتح: ۲۹)

’’محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ہیں کفار پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع وسجود کر رہے ہیں اللہ کا فضل اور اُس کی خوشنودی چاہتے ہیں، انکی شناخت ان کے چہروں میں سجدہ کا نشان ہے یہی وصف ان کا تورات میں ہے اور انجیل میں، ان کا وصف ہے مثل اس کھیتی کے جس نے اپنی سوئی نکالی پھر اسے قوی مضبوط کر دیا، پھر موٹی ہوگئی پھر اپنے تنہ پر کھڑی ہوگئی اور کسانوں کو خوش کرنے لگی تا کہ اللہ انکی وجہ سے کفار کو غصہ دلائے، اللہ نے ان میں سے ایمانداروں اور نیک کام کرنے والے کیلئے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے‘‘

خداوند کریم نے اتنی پاکی صحابہ کرامؓ کی بیان کی، مغفرت واجر عظیم کا وعدہ کیا گیا اور پھر حضرت صدیقؓ وحضرت فاروقؓ جیسی معیت کہ زندگی میں بھی ساتھ رہے اور روضۂ مبارک کے حجرہ طیبہ میں قبریں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہیں وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ کے مصداق بعد الموت بھی ہیں بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ ’’جنگ اُحد میں

(۱) تفصیل ضمیمہ نمبر ا میں ملاحظہ ہو

ابوسفیان لڑ رہا تھا کسی نے افواہ پھیلائی کہ حضور شہید کردیئے گئے، ابوسفیان کو معلوم ہوا تو پکار کر پوچھا أفیکم محمد؟ کیا تم میں محمد ﷺ موجود ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا جواب مت دو، پھر ابوسفیان نے پکارا أفیکم ابوبکر حضور ﷺ نے پھر جواب دینے سے منع کیا، ابوسفیان نے جواب نہ پاکر پھر پکارا کہ أفیکم عمر گویا حضور ﷺ کیساتھ انکی رفاقت ومعیت ایسی ظاہر بات تھی کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر غیر مسلم اور دشمنوں کو بھی معلوم تھی۔

ایک دفعہ حضور اقدس ﷺ تشریف لائے، ایک ہاتھ ابوبکرؓ کے ہاتھ میں اور دوسرا ہاتھ حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں ڈالے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے پھر ارشاد فرمایا کہ ''جس طرح دنیا میں ہمارا ساتھ ہے آخرت میں بھی اور جنت میں بھی ہماری آپس میں رفاقت ہوگی (۱)

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:۲۹)

''کافروں کے مقابلہ میں سخت ہیں مگر آپس میں ایک دوسرے سے قربان ہونے والے ہیں محبت کرنے والے ہیں''

قرآن یہ دعویٰ کرتا ہے اور یہاں کیا کچھ کہا جارہا ہے، مدّعی سُست گواہ چست والا قصہ ہے....!

---

(۱) وعن ابن عمرؓ ان النبی علیہ السلام خرج ذات یوم ودخل المسجد وابوبکر وعمر احدھما عن یمینہ والآخر عن شمالہ وھو آخذ بایدیھما فقال ھکذا نبعث یوم القیامۃ (سنن الترمذی: ۳۶۶۹) وللّٰہ درّ الصحابی الجلیل سیدنا عباسؓ حیث خاطب عمر حین وضع للغسل علی سریرہ فقال رحمک اللّٰہ ان کنتُ لارجوا أن یجعلک اللّٰہ مع صاحبیک لانّی کثیرًا ما کنت اسمع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول کنت وابوبکر وعمر، وفعلت وابوبکر وعمر، وانطلقت وابوبکر وعمر ودخلتُ وابوبکر وعمر وخرجت وابوبکر وعمر (البخاری: ح ۳۶۷۷) (س م غفرلہٗ)

شیخین کی خلافت پر حضرت علیؓ کی رضامندی

آج کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرام کے درمیان اور خلفائے راشدین کے درمیان بغض وعداوت تھی کیا یہ ہوسکتا ہے کہ حضرت علیؓ شیخینؓ کی خلافت پر ناراضگی کے باوجود خاموش ہوکر بیٹھے رہتے بلکہ الٹا ان کے ساتھ تعلقات رکھتے اُن کے ساتھ رشتے ناطے کرتے [1] حضرت علیؓ حضرت حسینؓ کے والد ماجد تھے، جلیل القدر صحابی تھے ان کی شجاعت وحمیت اورغیرت ایمانی ضرب المثل تھی، اسد اللہ تھے۔

---

(۱) والعجب من هولاء القوم الذين مسخو الحقيقة واعرضوا عن الحق الصريح فاخترعوا ما اخترعوا والحال ان سيدنا علی المرتضیٰؓ ماصرّح ولا كنّی فی حين من الاحيان بابطال الشيخين فی خلافتهما اوتجاوزهم الحق بل كان يعترف ويصارح بفضلهما وحبهّما ويُعلن بمزاياهما فی ايام خلافته الی ان تواترت آثارهٗ فی ذلك كمانصّ الامام ولی اللّٰه الدهلوی فی قرّة العينين فی تفضيل الشيخين والحق ان الكتاب لم يصنّف فی هذا الباب مثلهٗ فقال ---
مرتضی درایام خلافت خود درمجالس متعددہ افضلیت شیخین را بہ ترتیب بیان نمود وجمعی راکہ دریں مسئلہ ظن فاسد داشتند زجرفرمود وفقہائے صحابہ حاضر بودند واز کسی منعی واعتراضی ظاہر نشد وایں آثار بحد تواتر رسیدہ اند ص ۲۸ ثم قال بلکہ بمرتبہ کہ نصف وثلث آں تواتر باشد وتحقیقت ایں مسئلہ رابہتر از خاتم الخلفاءؓ کسی تقریر نکرد واعتماد کلی اہل سنت دریں مسئلہ برتصریحات اوست ص ۳۰ فمن اقوال علیؓ ومعترفاته قولهٗؓ خير هذه الامة ابوبكرؓ ثم عمرؓ ثبت بروايات كثيرة عن محمد بن الحنيفه وحديث ابی جحيفة قال علی ان افضل هذا الامة بعد نبيّها ابوبكر وبعدهٗ عمر وبعدهما آخر ثالث ولم يسمّهٗ اخرجهٗ احمد وكذلك فی حديث عون بن ابی جحيفة وعلقمةؓ وعبدالملك بن ميسرة والمسيب وعبدالخير وعبدالملك بن سلع وعبدالله بن سلمة وغيرهم بطرق مختلفة مايكفی للتواتر وكذلك عن صعصعة قال خطبنا علیؓ حين ضربهٗ ابن ملجم فقلنا ياامير المومنين استخلف علينا فقال اترككم كما تركنا رسول الله ﷺ قلنا يارسول الله استخلف علينا فقال ان يعلم الله فيكم خيرًا يولّ عليكم خياركم قال علی فعلم الله فينا خيرًا فولّی علينا ابابكرؓ (المستدرك علی الصحيحين: ح۴٦٩٨)ومن جملة ذلك تعزيره من ينكر عن فضلية الشيخين قال علی لايفضلّنی احدٌ علی ابی بكر وعمر الاجلدّته حدالمفتری (اخرجهٗ ابوعمر فی الاستيعاب) وكذارواية علیؓ حديث ابی بكر وعمر سيدا كهول اهل الجنةؓ عن النبی عليه السلام ومما يدل علی حبّ علی ايا هما تسميتهٗ اولاده باسماء هما وقولهٗؓ رحم الله ابابكر جمع القرآن وحمل رسول الله كما فی الهجرة (بقیہ حاشیہ آگے صفحہ پر) = =

شجاعت اور بہادری کے جوجوہر حضرت حسینؓ میں موجود تھے یقیناً اس سے ہزار چند زیادہ اور بدرجۂ اتم قوت وشجاعت والد میں موجود تھی اور یزید نہ فرانسیسی تھا نہ جرمن نہ ہندو نہ یورپی بلکہ مسلمانی کا دعویٰ کرتا اور مسلمان کہلاتا تھا، مگر جب حضرت حسینؓ نے دیکھا کہ ایک نااہل اٹھتا ہے اور ایک غلط سنت کی بنیاد رکھ کر خلافت عظمیٰ کے مسند پر بیٹھتا ہے تو حضرت حسینؓ نے احقاق حق کیلئے مال وجان کی قربانی دی تو باپ تو بہرحال زیادہ بہادر اور شجاع تھے اگر خدانخواستہ حضرت صدیقؓ وحضرت عمرؓ حق سے ذرہ برابر

= = نور اللّٰہ قبر عمر کما نورٌ مساجد نا قولہٗ ان عمر کان رشیدالامرتزویج علی ابنھا ام کلثوم مع عمر کما بسطنا الکلام فی ذلک فی موضع آخرو کذلک تواترت آثار اھل بیتہٖ فی حق الشیخین کاقوال حسن بن علی وزین العابدین وزیدالشھیدو جعفر بن محمد واقوال ابن عباس رضی اللّٰہ تعالی عنھم اجمعین فالحق ان الصحابۃ وسائر التابعین لاسیماعلی و اھل بیتہٖ اجمعوادلالۃً وصراحۃ علی فضیلۃ الشیخین ومن شاء المزید فلیر اجع الی المطولات ...... واماماشتھرعن الشیعۃ فی تخلف علّی واباءہٖ عن بیعۃ ابی بکر رضی اللّٰہ عنہ فمکابرۃ وتسامحٌ عن الامر الحق الثابت بالدلائل الواضحۃ فی ھذاالباب ان الامام المرتضٰی ماتخلف قط سخطاً عن بیعتہ بل باع علی یدیہ عندالبیعۃ الاولی البیعۃ العامۃٌ لاستخلاف ابی بکرومافی بعض الروایات ان علیًا بایع بعد ستۃ اشھر فمما تابی عنہٗ الدرایۃ والروایات القویۃ فمنھا ماروا ہ الحاکم فی المستدرک عن ابن سعید الخدری بعد ذکر بعض احوال واقعۃ السقیفۃ فقال فلما قعد ابوبکر علی المنبرنظرفی وجوہ القومہ فلم یرعلیا فسال عنہٗ فقام ناس من الانصار فاتوابہٖ فقال ابوبکر ابن عم رسول اللّٰھا وختنہٗ اردت ان تشق عصا المسلمین فقال لاتثریب یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فبایعہٗ ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ (المستدرک للحاکم:ح۴۴۵۷) وفی تلک الروایۃ عن ابی سعید الخدری قول علیؓ والزبیرؓ ماغضبنا الّا لانا قداخرنامن المشاورۃ واناتری ابابکر احق الناس بعد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ لصاحب الغاروثانی اثنین وانا لنعلم بشرفہٖ وکبرہٖ ولقد امرّہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بالصلوہ بالناس وھوحیٌّ (المستدرک علی الصحیحین :ح۴۴۲۲) وفی طبقات ابن سعد عن الحسن قال علیؓ یوماً لما توفیٌ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فتفکرّنا فی امر الخلافۃ فوجدنا ابابکر قدخلّفہٗ رسول اللّٰہ فی امر الصلوۃ فرضینا لامر دنیانا(ای الخلافۃ) بمن رضی لہٗ النبی علیہ السلام فی امر دینہٖ وقدمنّا ابابکر للخلافۃ واستخلفناہٗ(طبقات ابن سعد تذکرہٗ ابوبکر)فالحق ماقالہٗ الحافظ ابن الحجر بعد ذکر روایۃ المستدرک وجمع غیرہ بانہ بایعہٗ بعیۃً ثانیہ مؤکدۃ للاولیٰ لازالۃ ماکان

(بقیہ حاشیہ آگے صفحہ پر) = =

بیٹے اور خاکم بدہن امرِ خلافت کے لئے نااہل ہوتے تو حضرت علی کو سب سے پہلے حضرت ابوبکر وعمرؓ کے مقابلہ میں کھڑا ہونا چاہیے تھا اگر وہ اہل نہ تھے تو پھر حضرت علیؓ نے ایک امر باطل کو دیکھتے ہوئے کیوں خاموشی اختیار کی جس باپ کا فرزند اتنا بہادر، شجاع اور اسلام کے لئے سربکف مجاہد ہو، کیا وہ خود ایک ناجائز امر کو دیکھتے ہوئے خاموش رہ سکتا ہے؟ اس بہادر کا بیٹا ہزاروں کے مقابلے میں اکیلا لڑتا ہے کوئی پرواہ اور کوئی جھجک نہیں۔

ع اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

= = وقع بسبب الميراث كماتقدم وعلى هذا قول الزهرى لم يبايعهٗ على فى تلك الايام على ارادة الملازمة لهٗ والحصور عنده وماشبه ذلك فان فى انقطاع مثله عن مثله مايوهم من لايعرف باطن الامرانهٗ بسبب عدم الرضا بخلافته فاطلق من اطلق ذلك وبسبب ذلك اظهر على المبايعة الّتى بعد موت فاطمة عليها السلام لازالة هذه الشبهه(فتح البخارى ج۷ص۴۹۵) وقد اوضح المحقق الشهير الحافظ ابن كثير المتوفى ۷۷۴ھ بعدنقل رواية ابى سعيد الخدرى فقال وهذا اللائق بعلى رضى اللّٰه عنهٗ والذّى يدل عليه آثار من شهوده معه الصلوة وخروجه معه الى ذى القصّة بعد موت رسول اللّٰه ﷺ كما سنورده وبذله لهٗ النصيحة والمشورة بين يديه(البداية والنهاية ج۹ص۴۱۷) ثم قال توجيهًا لرواية بيعة على بعد وفاة فاطمةؓ واما يأتى من مبايعته اياه بعد موت فاطمه وقد ماتت ابيها عليه السلام بستة اشهر فذلك محمولٌ على انهابيعة ثانيةٌ ازالت ماكان قد وقع من وحشةٍ بسبب الكلام فى الميراث (البداية والنهاية ج۹ص۴۱۷) قال امام القرطبیؒ من تاملّ مادار بين ابى ابوبكر وعلى من المعاتبة ومن الاعتذار وماتضمن ذلك من الانصاف عرف ان بعضهم كان يعترف بفضل الآخروان قلوبهم كانت متفقة على الاحترامه والمحبة وان كان الطبع البشرى قد يغلب احياناً لكن الديانته ترد ذلك واللّٰه الموفق(فتح البارى ج ۷ ص ۴۹۵) اقول ولوثبت على سبيل الفرض تخلّفهٗ عن البيعة فلايحمل التخلّف على سخطه بل هو اعتذر نفسهٗ كما قال المازرىؒ "العذرلعلّى فى تخلفه مع مااعتذر هوبه انه يكفى فى بيعةالامام ان يقع من اهل الحل والعقد ولايجب الاستيعاب ولايلزم كل احدان يحضر عنده ويضع يده فى يده يكفى التزام طاعته والانقياد لهٗ بان لايخالفهٗ ولايشقّ العصا عليه وهذا كان حال على لم يقع منهٗ الّا التاخر عن الحضور عندابى بكر وقد ذكرت سبب ذلك (فتح البارى ج ۷ص ۴۹۴) وهذا القدر كافٍ لمن يرى الامور بعين الحقيقة وامرالجاهل العنيد مفوّض الى اللّٰه واللّٰه يهدى من يشاء (سمیع الحق غفرلہ)

خودکٹ مرجاتا ہے مگر محمد ﷺ کی سنت زندہ رہے، مگر اس جیسے بہادر بیٹے کا باپ حضرت علی اپنی بیٹی ام کلثوم کی شادی حضرت عمرؓ سے کراتا ہے اب یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے تقیہ سے کام لیا دو چیزیں ان لوگوں کے ہاں اہم عبادات میں سے ہیں، ایک ’’تقیہ‘‘ اور ایک ’’متعہ‘‘ (۱) تو کہتے ہیں کہ تقیہ فرض ہے اور حضرت علیؓ نے خاموشی سے کام لے کر تقیہ فرمایا اور ایک فرض پورا کیا، مگر جب اُن سے پوچھا جائے کہ حضرت حسینؓ نے کیوں تقیہ نہیں کیا بلکہ ایک باطل کے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور معاذ اللہ تارک فرض ہوئے؟ تو پھر ان سے جواب نہیں پڑتا اور ان کے اہل علم آپس میں کانا پوسی کرتے ہیں کہ حضرت حسینؓ واقعی تارک فرض ہوئے اور پھر خود ان کے پیچھے پڑ جاتے ہیں (۲)

حضرت حسنؓ کی مصالحت

آج یہ لوگ حضرت حسنؓ کا نام نہیں لیتے بلکہ اُن کو تو نسیاً منسیا کر دیا ہے اس لئے کہ انہوں نے حضرت معاویہؓ کے ساتھ مصالحت کی حالانکہ وہ بھی زہر سے شہید ہوئے ہیں اور شہادت کا مقام حاصل کر چکے ہیں، حضور ﷺ نے ایک دفعہ خطبہ کے دوران حضرت حسنؓ کو گود میں اٹھایا جب کہ وہ بچے تھے اور فرمایا کہ ’’اس کی برکت سے خدا لاکھوں مسلمانوں کو لڑائی اور باہمی جنگ وجدل سے بچائے گا‘‘ (۳)

---

(۱) والمتعة من المسائل الّتی تهتم بها السبائية وهو من افبح صور الزنا وافحشها وداخلة فيها حسب قوله تعالى ﴿إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ﴾ (المومنون:٦) وقولهٗ تعالى ﴿مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ﴾ (النساء:٢٥) والاسف بانّهم لم يكتفوا باباحتها بل توغلّوا فی فضائلها وصنعوا فی ذلك آثاراً من الائمة حتىٰ قالُوا من لم يتمتّع بالنساء جاء يوم القيامة مجدوع الانف والاذنين ومن فعلها فقد فاز بمنزلة حسينؓ ومن فعلها مرّتين فهو كالحسن فی الدرجة الى غير ذلك من الهفوات ماتطوی عن ذكرها وافتروا فی تعاليمها اعنی الامامه الباقر الجعفر الصادق والامام عن مفترياتهم القبيحة بریٌّ انظروا كتابهم ’’تهذيب الاحكام‘‘ (سمیع)

(۲) تفصیل ضمیمہ نمبر ۳ میں ملاحظہ کیجئے (۳) تفصیل ضمیمہ نمبر ۴ میں ملاحظہ کیجئے

اتنے بڑے مقام اور درجے کے صحابی مگر یہ لوگ ان کا نام نہیں لیتے، کیا یہ اہل بیت میں داخل نہیں؟ حضرت حسینؓ اعلانِ حق کیلئے کھڑے ہوئے جیسا کہ ضروری تھا تو پھر حضرت علیؓ نے شیخین کے مقابلے میں کیوں خاموشی اختیار کی؟ گویا دوسرے الفاظ میں معاذ اللہ خاکم بدہن اُس شیر خدا نے بزدلی کی اور تقیہ سے کام لیا ظاہر ہے کہ ایک شخص خلافت کا مستحق نہیں، مگر وہ جبر اور زور سے اس مسند پر بیٹھ جائے تو وہ ڈاکو اور باغی ہے مگر حضرت علیؓ نے مزاحمت نہ کی اور ان کی زمانہ خلافت میں پوری اطاعت اور فرمانبرداری کی بلکہ حضرت صدیقؓ کی عہد خلافت میں مسیلمہ کذاب کے ساتھ لڑائی ہوئی اور مالِ غنیمت میں باندیاں آئیں۔

حضرت علیؓ نے حضرت صدیقؓ کی پیش کردہ باندی کو قبول کیا

ایک باندی حنیفیہ کے نام سے تھی حضرت ابوبکرؓ نے حنیفیہ کو حضرت علیؓ کی خدمت میں پیش کیا، حضرت علیؓ نے یہ پیشکش قبول فرمائی، اس باندی سے حضرت علیؓ کے ایک صاحبزادے پیدا ہوئے جو محمد بن حنیفیہ کے نام سے مشہور ہوئے، مشہور ومعروف عالم ہیں [1] تو اگر حضرت ابوبکرؓ کی خلافت حضرت علیؓ کے نزدیک صحیح ودرست نہ ہوتی تو وہ باندی رکھنا آپ کے لیے کیسے درست تھا؟

---

(۱) حضرت حجۃ الاسلام لسان الحکمۃ مولانا محمد بن قاسم صاحب نانوتوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ''شہربانو، بادشاہ یزدجرد شاہ فارس کی بیٹی تھی، حضرت عمرؓ کے زمانے میں غنیمت میں آئی تھی، ان کو حضرت عمرؓ نے حضرت امام حسینؓ کے حوالے کردیا تھا اور دو اور جواں کی بہنیں تھی ایک ماہ بانو اور ایک مہربانو ان میں سے ایک تو حضرت محمد بن ابوبکر کو دیدی تھی اور ایک عبداللہ بن عمر کو ملی تھی، مگر جہاد کے دوران عورتوں سے نکاح کی حاجت نہیں ہوتی اس لئے نکاح کی نوبت نہیں آئی، اس تقریر سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ حضرت عمرؓ کی خلافت حضرت علی اور حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کے نزدیک حق تھی ورنہ پھر جہاد کے صحیح ہونے اور غنیمت کے حلال ہونے کی کوئی صورت نہیں ہاگر ان کی خلافت صحیح نہ ہوتی تو پھر سوچنے کی بات ہے کہ یہ اعتراض کہاں کہاں تک پہنچتا ہے اس صورت میں یہ بھی معلوم ہوا ہوگا کہ قاسم بن محمد بن ابوبکر اور سالم بن عبداللہ بن عمر یعنی ایک ابوبکر کے پوتے اور ایک حضرت عمر کے پوتے (بقیہ اگلے صفحہ پر) = =

حضرت عمرؓ کے ساتھ رشتہ

حضرت علیؓ کا یقین اور اعتقاد تھا کہ حضرت صدیق کی خلافت حق پر ہے اس طرح حضرت عمرؓ کو اپنی دامادی کا شرف بخشا حضور ﷺ نے فرمایا کہ" قیامت کے دن تمام رشتے منقطع ہو جائیں گے سوائے میرے رشتے کے، کہ میرے ساتھ جن کا رشتہ ہے وہ نہیں کٹے گا" ارشاد خداوندی ہے

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ○ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ○ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ○
لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ○ (عبس:۳۴تا۳۷)

''جس دن کہ بھاگے گا مرد اپنے بھائی سے اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی ساتھ والی (بیوی) سے اور اپنے بیٹوں سے ہر مرد کو اُس دن اُن میں سے ایک فکر لگا ہوا ہوگا، جو اس کے لئے کافی ہے۔''

خداوند کریم ہم سب کا روحانی رشتہ حضورِ اقدس ﷺ کیساتھ قائم ودائم رکھے (آمین)

یہاں رشتہ سے عام رشتہ مراد ہے خواہ جسمانی ہو یا روحانی نبی کریم ﷺ اپنی اُمت کے روحانی والد ہیں بشرطیکہ اُمتی ناخلف وارث نہ بنیں تو حضرت عمرؓ نے جب یہ حدیث سنی کہ قیامت کے دن صرف میرا رشتہ قائم رہے گا تو خاندانی رشتہ کی سعادت بھی حاصل کرنے کی خاطر حضرت علیؓ سے درخواست کی کہ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی

= حضرت امام زین العابدین کے خلیرے بھائی ہیں، پھر اس قرابت تازہ ہی کے سبب اور رشتے ہوتے رہے، چنانچہ حضرت قاسم مذکور امام صادق کے نانا بھی ہیں۔ ملاحظہ ہو مکتوب حضرت نانوتوی ؒ (فیوض قاسمیہ ص۱۶ تا ۱۷)۔

افسوس! کہ ان مسلمہ حقائق سے چشم پوشی کر کے تعصب وتفرقہ انگیزی اور خلفاء واہل بیت کے درمیان نفرت کے پروپیگنڈے کا طوفان اٹھایا گیا، تاریخ اس قسم کی بددیانتیوں سے لبریز ہے، حقائق سے انکار وگریز اور کذب وافتراء سبائی فتنے کا شعار ہے ......

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

وحمد الملك العلام خير الختام (سميع الحق)

صاحبزادی اُم کلثوم کا رشتہ میرے ساتھ کر دیجئے کہ یہ مبارک رشتہ قیامت کے دن میرے کام آسکے[1] اب تو یار لوگوں نے سرے سے اس رشتہ سے انکار کر دیا ہے مجھے اگلے دنوں ایک سفر کے سلسلے میں ملتان جانا ہوا، ایک مولوی صاحب نے ایک کتاب دکھائی سو سو، دو دو سو صفحات کے بعد بار بار ۷۶، ۷۷ کا صفحہ اسمیں لگاہوا تھا پوچھنے پر معلوم ہوا کہ اصل کتاب میں چونکہ اس صفحہ پر حضرت عمرؓ کے ساتھ ام کلثوم کے نکاح کا حال لکھا تھا تو اب اس مضمون کو صفحہ ۷۶ سے ہٹا کر الگ صفحات چھپوا دیے گئے اور اگر کسی نے اس صفحہ کا حوالہ دیا تو جھٹ نکال کر کتاب آگے رکھدی کہ اس صفحہ پر تو کچھ نہیں لکھا، گویا اتنے دھوکے اور فریب میں یہ مذہب چل رہا ہے تو صحیح بات وہی ہے جو خداوند کریم نے ارشاد فرمائی کہ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کہ تمام صحابہ آپس میں مہربان اور مشفق جان نثار دوست تھے اور یہ حقیقت ہے کہ حضرت علیؓ شیخین کی خلافت پر مکمل راضی تھے اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے اور یہ بالکل بے غبار ہے صحابہ پر آج ہم تنقیدیں کرتے ہیں۔

صحابہ کرام کا عشق ومحبت

حضور ﷺ نے فرمایا:

اللہ اللہ فی اصحابی لاتتخذوھم من بعدی غرضا (سنن الترمذی،ح ۳۸۶۲)

"میرے صحابہ کے بارے میں خدا سے ڈرتے رہو کہیں انہیں سب وشتم اور تنقید کا نشانہ نہ بنالینا"

انہوں نے اسلام کی خدمت کی اُن کی رگ رگ میں حضور ﷺ کے ساتھ عشق ومحبت بھرا ہوا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ "جن کی میرے ساتھ محبت ہے تو وہ میرے دوستوں کیساتھ بھی ضرور محبت کریں گے"

ارے بھائی! مجنون سے عشق سیکھو، عشق کے جذبہ اور محبت میں لیلیٰ کے کتوں کو گود میں

---

(۱) تفصیل ضمیمہ نمبر ۵ میں ملاحظہ فرمائیں

بٹھاتا، انہیں چومتا اور پیار کرتا، وہ تو لیلیٰ کے درودیوار کو چومتا ہے اور کہتا ہے کہ............

امرّ علی الدیار دیار لیلی
واقبل ذالحدار و ذالحدار
وما حبّ الدیار شَغَفْنَ قلبی
ولکن حبّ من سکن الدیار

تو جن صحابہ کرام نے حضور ﷺ پر مال وجان قربان کیا، ہم اُن کے ساتھ محبت نہ کریں گے اور بغض ونفرت اور اُن پر تبرّا کریں گے جو شخص پاکستان کو دل وجان سے مانتا ہے اور اسے پسند کرتا ہے تو ضرور اس کے ملازمین اور فوج سے بھی محبت کرے گا اور اگر باغی ہو تو نفرت کرے گا، آج کل عجب تماشہ ہے ایک طرف عشق رسول ﷺ کا دعویٰ اور دوسری طرف ایک ایک صحابی پر تنقیدیں کی جارہی ہیں، گویا معاذ اللہ حضور ﷺ اپنے جان نثاروں کی بھی اصلاح نہ کرسکے؟ کتنا بڑا زد پہنچتا ہے۔

حضرت حسینؓ کے جذبہ جہاد اور شہادت کی وجوہات

اب میں مختصراً آپ کے سامنے حضرت حسینؓ [1] کے جذبۂ قربانی اور بہادری وشجاعت کے ساتھ شہادت حاصل کرنے اور مال وجان قربان کرنے کے اسباب بیان کرتا ہوں دراصل اسلام سے پہلے ایامِ جاہلیت میں اپنی جگہ اپنے بیٹے اور پوتے کو اپنا جانشین بنانے کا طریقہ کسرویت اور قیصریت کا طریقہ تھا، اسلام نے جس طرح زندگی کے دوسرے شعبوں کی اصلاح کی اسی طرح جاہلیت کی اس غلط رسم کی بھی شدت سے مخالفت وتردید کی، یہ ٹھیک ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ بھی آپکے وصال کے بعد خلافت کے اہل تھے اور بہت اچھی طرح اس کی ذمہ داریوں کو نباہ سکتے تھے مگر حضور ﷺ

---

(۱) من مآثره الجميله ومزاياه ماتواترت ونقتصر عن ذكرها ببعضٍ فمنها قول النبى عليه السلام حسينٌ منى وانا من حسين احبَّ اللّٰه من احبَّ حسينا حسينٌ سبط من الاسباط (سنن الترمذى: ح۳۷۷۵) وهو وشقيقهُ الاكبر سيداشباب اهل الجنة وريحانتى النبى ﷺ (سمیع الحق)

جوان رسومات کو مٹانے کے لئے مبعوث تھے وہ خود اس رسم کو کس طرح برقرار رکھ سکتے تھے یہ چیز شورائیت کے خلاف تھی آج ہر طرف سے اعتراضات کئے جاتے کہ حضورﷺ نے اپنے خاندان میں خلافت محدود کر کے شورائیت کے خلاف کام کیا اور خلافت کو شہزادیت بنا کر چھوڑا تو حضورﷺ نے یہ مسئلہ قوم کے سامنے چھوڑ دیا اور خاندانی شخصیت کی جڑ کاٹ ڈالی کہ قوم کو جو مناسب معلوم ہوا سے خلیفہ چن لیں، وہ قوم ایسی تھی کہ جب اُن سے استصواب کرایا جائے گا تو وہ اپنی خدا ترسی کی وجہ سے لامحالہ سب سے زیادہ پرہیزگار متقی اور مستحق خلافت شخص کو رائے دیکر اسے منتخب کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت صدیق کی خلافت و جانشینی کے بارہ میں اشارات بھی فرمادیے صراحت نہ فرمائی تو اس میں بڑی حکمتیں تھی، ایک یہ کہ شخصیت میں خلافت کو محدود کرنے کا الزام نہ آئے اور آگے یہ سلسلہ جاہلیت کے طور طریقوں پر نہ چل جائے۔

خلافت کی بنیاد وراثت پر نہیں

اگر کوئی وراثت ہونے اور خاندان میں شامل ہونے کی وجہ سے خلافت کا مستحق بن سکتا تو خاندان میں حضرت عباسؓ موجود تھے، جو حضورﷺ کے چچا تھے اور وصال کے وقت زندہ تھے اُن کو پھر خلافت کیوں نہیں دی گئی؟ حالانکہ حضرت علیؓ کی خلافت کے وقت بھی حضرت عباسؓ زندہ تھے تو بہر حال اگر کسی کو بھی خلافت سونپ دی جاتی تو آج سب اعتراض کرتے کہ اسلام نے ایک رسم جاہلیت برقرار رکھی۔ اسی طرح اگر وراثت کی وجہ سے استحقاق خلافت ہوتا تو خاندان میں حضرت فاطمۃ الزہراءؓ بھی موجود تھی وراثت کے لحاظ سے سب پہلا درجہ اُس کا تھا اس کے بعد دوسرے درجے میں حضرت عباسؓ تھے جو چچا ہیں آج بھی وراثت کا یہی مسئلہ ہے کہ لڑکی اور چچا کی موجودگی میں چچازاد بھائی کو میراث نہیں ملتا، گو حضورﷺ کے ترکے میں میراث کا سلسلہ نہیں چلتا مگر جو لوگ رشتہ داری اور وراثت کی وجہ سے استحقاق خلافت ثابت کرتے ہیں اُن کو یہی جواب دیا جاسکتا ہے

اور اگر خواہ مخواہ چچازاد بھائی کو مستحق وراثت وخلافت قرار دیتے ہیں تو حضورﷺ کے دوسرے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباسؓ بھی موجود تھے اور اگر ان لوگوں کا یہ استدلال مانا جائے کہ حضرت علیؓ نے تینوں خلافتوں کے دوران تقیہ سے کام لیا تو سوال یہ ہے کہ جب خود حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو حضرت عباسؓ موجود تھے جن کا درجہ رشتہ داری اور وراثت میں حضرت علیؓ سے اونچا تھا تو حضرت علیؓ نے اس وقت تقیہ کیوں نہ فرمایا اور خلافت ان کو کیوں نہ سونپی ؟ تو اگر حق خلافت میراث سے ہے تو پھر آج تک حضرت عباسؓ یا عبداللہ بن عباس کا نام کیوں نہیں لیا جاتا؟

بہر حال ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؓ کو اپنے موقع پر خلافت ملی، اپنی قابلیت اور استحقاق کی وجہ سے ملی نہ کہ رشتہ داری کی وجہ سے اس سے قبل کسی نے اس کی حق تلفی نہیں کی وہ اپنے کمالات ،شرافت ونجابت کی وجہ سے خلیفۃ المسلمین بنے ، یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اسلام کو قیصریت وکسرویت بنا کر اسے بدنام کر بیٹھیں (معاذ اللہ) کیا یہ اسلام کی بدنامی ہوتی یا نیک نامی؟

حضورﷺ نے خلافت تو کیا اپنی میراث میں بھی اتنی احتیاط برتی کہ اپنی اولاد اور خاندان کو میراث سے بھی محروم کردیا تا کہ کل کسی کو زبان درازی کا موقع نہ ملے کہ حضورﷺ نے سب کچھ قربانیاں اپنی اولاد کو امیر بنانے کے لئے دیں ارشاد فرمایا نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقہ[1]

(۱) وذلک الخبرُ متواتر لانہٗ رواہ الصدیق والفاروق وذوالنورین وسعد و عبدالرحمان بن عوف وعائشۃ وابو ھریرۃ وغیرھم من الصحابۃ (رضوان اللہ علیھم اجمعین) بطرق متعددۃ وکذلک رواہ علیؓ وعباسؓ حیث قال لھما عمرؓ انشدکما باللہ ھل تعلمان ان رسول اللہ ﷺ قال ذلک قالا نعم قد قال ذلک (صحیح البخاری: ح۵۳۵۸) وتصدیقھما کانھما رَویا الحدیث علی ان ذلک القصّہ کانت بمحضر من الصحابۃ ولم یرو من احدٍ اختلاف ولا ردّ ولا نکیرٌ فذلک یؤید تواتر الخبر بلا ریب ومریۃ

ہم انبیاء کی جماعت میراث نہیں چھوڑتی، کوئی ہمارے ترکے کا وارث نہیں بنتا، بلکہ جو کچھ ہم نے چھوڑا وہ تمام اُمت کا حق اور امت کے بہبود کیلئے ہے علماء کرام نے اس کے کئی نکتے بیان کئے ہیں، ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ تمام امت حضورﷺ کی روحانی اولاد ہے آج بھی اسّی کروڑ نام لیوا مسلمان حضورﷺ کی روحانی ذریت ہے اوران میں اکثر ایسے ہیں جو ناموس رسالت پر جان قربان کرنے والے ہیں اور حضورﷺ انہیں مال وجان سے زیادہ عزیز ہیں اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ (الاحزاب:٦) تو حضورﷺ نے معمولی میراث میں تمام امت کوشریک کیا تو خلافت عظمٰی جیسی عظیم دولت اپنے خاندان میں کب محدود فرماتے آج کتنے لیڈر ہیں ابتداء میں غریب وفقیر چند دن جیل میں رہے اور قوم کی خدمت کے نعرے لگائے اور جھوٹ بول بول کر وزارت و گورنری حاصل کی اور تمام خاندان مزے کرنے لگا اگر پیغمبر بھی ایسا کرتے تو موجودہ لیڈروں میں اوران میں کیا فرق رہتا؟

حضورﷺ نے اپنے خاندان کے لئے میراث بھی نہیں چھوڑی

اگر خیبر وفدک کی زمینیں شیعہ حضرات کی خواہش وقول کے مطابق حضرت علیؓ وحضرت حسینؓ وحضرت حسنؓ کو دے دی جاتیں تو آج بھی مخالفین شور مچاتے کہ حضور ﷺ نے (معاذ اللہ) اتنی جدوجہد اور قربانیاں کرکے بالآخر اپنے خاندان اور اولاد کو دولتمند بنایا تو حضورﷺ نے ان تمام غلط فہمیوں کی جڑیں کاٹ دیں ورنہ حضورﷺ حاکم اور متولی تھے بلکہ مالک تھے مگر نبی جو کچھ کرتا ہے، اللہ کے لئے کرتا ہے تمام امت کی بھلائی اور خیر خواہی کیلئے کرتا ہے اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الشعراء: ۱۰۹) حضورﷺ کی مکی زندگی اور پھر مدنی زندگی کو بھی دیکھئے! کس شان سے زندگی گزاری۔ تمام ملک پر سلطنت حاصل ہوئی، لاکھوں جریب زمین تصرف میں آئی، مگر وصال کے وقت ذِرہ مبارک ایک

یہودی کے ہاں چند صاع جَو میں گروی تھی ازواج مطہرات اور اہل بیت نے فاقوں پر فاقے گزارے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بسااوقات مہینہ مہینہ تک گھر میں چولہے سے دھواں تک نہ اٹھتا۔

حضور ﷺ کی فقر وقناعت اور للہیت

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی لخت جگر ہیں، گھر کا کام کاج کرتے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے اور جب ایک موقع پر مال غنیمت میں باندیاں آئیں تو حضرت فاطمہؓ نے بھی استدعاء کی، مگر حضور ﷺ اسے اجر آخرت اور قناعت وصبر کی تلقین فرماتے ہیں[1] اپنے وارثوں کے لئے ایک پائی بھی نہیں چھوڑی، رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اتنی پاک وصاف اور زندگی اتنی بے داغ ہے مگر اب اسلام اور اہل بیت کے عشق کے رنگ میں اسلام اور حضور ﷺ کی شان گھٹانے کی کوششیں کی جارہی ہیں اور اس کیلئے کیا کیا طریقے سوچے گئے، علماء حق نے ہر زمانہ میں اس کی قلعی کھولی اور مدافعت کی، حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے اپنے وقت میں خوب مقابلہ کیا ان کی کتاب "تحفۂ اثنا عشریہ" دیکھئے! آپ کو عجیب وغریب انکشافات ہوجائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی شان کو ہر طرح بلند وارفع بنادیا اور آپ کی حیات مقدسہ کو ہر قسم کے داغوں سے پاک کرکے رکھ دیا تاکہ مخالفین کو انگلی اٹھانے کا موقع نہ

---

(۱) وعن علی قال لها النبی ﷺ اتقی اللّٰہ یافاطمہ واَدّی فریضۃ ربّك واعملی عمل اهلك واذا اخذت مضجعك فسبّحی ثلثاً وثلاثین واحمدی ثلاثا وثلاثین وکبّری اربعاً وثلاثین فتلك مائۃ فهی خیرٌ لك من خادم ۔ قالت رضیت عن اللّٰہ وعن رسوله ﷺ وقال علی ولم یخدمها (سنن ابی داؤد: ح۲۹۸۸)

ملے ورنہ وہی قیصریت وکسرویت کی صورت بن جاتی آج ملکہ الزبتھ خاندانی نام سے سلطنت کررہی ہے یہ لوگ اسلام کو بھی یورپ کے شاہی خاندان کی رسوماتِ جاہلیت کی طرح بدنام کرنا چاہتے ہیں۔

خلفاء راشدین کا طرزِ عمل اور سنت کی پیروی

بہر تقدیر حضور ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ بنے جب وہ دنیا سے تشریف لے جارہے تھے، تو نہ اپنے خاندان کے کسی فرد کو خلافت سونپی نہ اپنے بیٹوں کو جانشین بنایا ورنہ قابل ولائق فرزند حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر، حضرت محمد ابی بکرؓ موجود تھے مگر حضرت عمرؓ کو اہل ترین سمجھ کر یہ عظیم ذمہ داری استحقاق وقابلیت کی بناء پر سپرد کی۔

حضرت عمرؓ نے بھی وصال کے وقت خلیفہ کے انتخاب کا معاملہ ایک مجلس کو سپرد کیا جن میں ''عشرہ مبشرہ'' کے چھ افراد شامل تھے حالانکہ عبداللہ بن عمر جیسے متبع سنت عالم وفاضل بزرگ متقی وقابل فرزند موجود تھے خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھی اس مجلس میں نامزد کردیا تھا اور اپنے بیٹے کے بارے میں یہاں تک وصیت کی'' گو اُسے مشورہ میں شریک کرلیا جائے، مگر اس کو رائے دینے کا حق نہ ہوگا'' اتنی احتیاط، اگر حضرت عمرؓ کو خلافت کا اتنا شوق ہوتا کہ خواہ مخواہ ناجائز طریقہ سے خلافت پر قبضہ جمائے بیٹھے تھے تو اپنے بیٹے کو خلیفہ نامزد کردیتے، پھر ان کے بعد حضرت عثمانؓ خلیفہ منتخب ہوئے تو انہوں نے بھی اپنی زندگی میں اپنے بیٹے کو خلیفہ نہیں بنایا، اسی طرح جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ابن ملجم لعین نے حملہ کیا تب بھی آپ نے خلافت کے لئے اپنے کسی بیٹے کا نام نہ لیا، سب نے حضور ﷺ کے اس اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھا اور اس کی شدت سے پیروی کی، اب جب حضرت معاویہؓ کی حکومت کا دور آیا تو یزید کے دل میں امارت کی

خواہشات پیدا ہوئیں(۱) حالات بدل چکے تھے، حضرت امیر معاویہؓ نے یزید کی اصلاح اعمال اور اصلاح اخلاق کے لئے تمام ممکن کوششیں کیں۔

---

(۱) **امارت یزید:** حضرت شیخنا الامام حضرت مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ مکتوبات میں امارت یزید کے بارے میں فرماتے ہیں: اس کے متعلق (یعنی یزید کی امارت کیلئے حضرت معاویہؓ کی کوشش) کہ آیا ایسی مستند تاریخی روایات موجود ہیں جن کو ان روایات صحیحہ اور نصوص قرآنیہ کے مقابل لایا جاسکے جو کہ علو شانِ صحابہ کرام پر دلالت کرتی ہیں؟ یقیناً ایسی روایات نہیں ہیں اس لئے کیوں نہ کہا جائے کہ خود حضرت معاویہؓ نے ایسا نہیں کیا بلکہ خود یزید اور اس کے اعوان نے اس کیلئے کوشش کی، یہ لوگ متقی نہ تھے، یہ ملوکیت پسند تھے، عام مسلمان اور بالخصوص اہل حجاز اس کے خلاف تھے اگر بالفرض تسلیم بھی کرلیا جائے کہ حضرت امیر معاویہؓ کی خواہش یا سعی اس کے لئے ہوئی تھی تو جب کہ حسب شروط صلح حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت نہیں ہوسکتی تھی کیونکہ ان کی وفات ہوچکی تھی تو پھر اب ان عہود ومواثیق کی رعایت باقی ہی نہیں رہی تھی جو کہ بحیثیت صلح ضروری تھیں، اب اپنے اجتہاد اور رائے پر عمل کرنا رہ گیا تھا، حضرت شیخ نے آگے فرمایا" کہ یزید کو متعدد بار معارکہ جہاد میں بھیجنے اور جزائر ابیض اور بلاد ہائے ایشیائے کوچک کے فتح کرنے حتی کہ خود استنبول پر بڑی بڑی افواج سے حملہ کرنے وغیرہ میں آزمایا جاچکا تھا، تاریخ شاہد ہے کہ معارک عظیمہ میں یزید نے کارہائے نمایاں انجام دئے تھے، اس کے فسق وفجور کا علانیہ ظہور اُن (معاویہؓ) کے سامنے نہ ہوا تھا اور خفیہ جو بداعمالیاں وہ (یزید) کرتا تھا اس کی اطلاع نہ تھی ایک وہ شخص (معاویہؓ) جو کہ فقیہ فی الاسلام ہے، حسب دعوات مستجابہ ہادی اور مہدی ہے وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ (الفتح:۲۹) اور وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ (الحجرات:۷) کا مظہر كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اصحابي كالنجوم (الابانة الكبرى لابن بطة: ح ۷۰۲) اللّٰه اللّٰه في اصحابي (الترمذي: ح ۳۸٦۲) احادیث وآیات کا مورد ہے، کیا وہ کسی مجاہر بالفسق والعصیان کو عالم اسلامی کی رقاب اور اموال وغیرہ کا ذمہ دار کرسکتا ہے؟ حضرت شیخ قدس سرہ آگے چل کر فرماتے ہیں! بہرحال صحابہ کرامؓ کے متعلق حسنِ ظن کیلئے نصوص متعددہ وارد ہیں ان کو کسی حال میں چھوڑا نہیں جاسکتا خود یزید کے متعلق بھی تاریخی روایات مبالغہ اور آپس کے تخالف سے خالی نہیں ہیں حضرت علی فرماتے ہیں وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ (الاعراف) کے مصداق میں اور معاویہ ہوں (مکتوبات شیخ الاسلام ج:۱، ص:۲۵۰ تا ۲۵۱) اور حضرت معاویہؓ کے بارے میں یہی خیال حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتوی کا ہے قاسم العلوم ص ۴ تا ص ۱۳ پر ارشاد فرماتے ہیں" تاوقتیکہ امیر معاویہؓ یزید پلید را ولی عہد خود کردند فاسق معلن نہ بود اگر چیزے کردہ باشد در پردہ کردہ باشد کہ حضرت معاویہ راز اں خبر نبود" (بقیہ ضمیمہ نمبر ۲ "حضرت معاویہؓ کا مقام ومنزلت" ملاحظہ فرمائیں)

حضرت معاویہؓ کی وفات کے بعد یزید تخت پر براجمان ہوا کہ جب میرے والد خلیفہ تھے تو میرا بھی حق ہے، جب حضرت حسینؓ نے دیکھا کہ جو سنت حضور ﷺ کے زمانے سے چلی آرہی ہے، یزید اس کو مٹا رہا ہے، خلفاء راشدین کے اسوۂ حسنہ کے خلاف ایک نئی بدعت رائج کر رہا ہے تو میدان میں کود پڑے۔

حضرت حسینؓ حفاظتِ سنت نبوی ﷺ کی خاطر شہید ہوئے

تو حضرت حسینؓ کی جدوجہد اپنے لئے حکومت وخلافت حاصل کرنے کیلئے نہ تھی بلکہ انہوں نے صاف فرمادیا کہ قیصریت وکسرائیت کا طریقہ عجم اور کفار کا طریقہ اسلام میں کیوں داخل ہوتا ہے، تو گویا آپ قیصریت وکسرویت کے اس بُت کو توڑنے کیلئے میدان میں اترے اور اپنے محبوب نانا پیغمبر ﷺ کی سنت اور طریقے کو زندہ کرنا اور خلفائے راشدین کے طرزِ عمل کو برقرار رکھنا آپ کا مقصد تھا اور اس کیلئے حضرت حسینؓ نے قربانی دی، خلافت حاصل کرنے کیلئے نہیں بلکہ اسلام کے دامن کو دھبوں سے صاف رکھنے اور احیاء سنت کی خاطر مال وجان قربان کردیا، اپنے نانا کی ایک ایک سنت پر مرمٹنے والے تھے۔

خلاصہ بیان

اب وقت زیادہ گزر گیا ہے مجھے یہ کہنا تھا کہ خدارا! ان مقدس اور بابرکت ایام میں یزیدیوں کے طور طریقے نہ اپنایئے، سینہ کوبی، مارپیٹ، رونا پیٹنا، یہ سب یزیدی کام مت کیجئے اور نہ اس میں کسی طریقے سے شمولیت کیجئے یہ طریقے اسلام کے خلاف ہیں، محبت اہل بیت رسول ﷺ کے نام پر سنتِ رسول ﷺ کو مٹایا جارہا ہے، بڑے اولوالعزم جلیل القدر صحابہ کا احترام دل سے نکالا جارہا ہے اور نفرت پیدا کی جارہی ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کہ میرے صحابہ کے بارے میں برائی سے بچو، بلاشبہ جن لوگوں کو حضور ﷺ کی محبت اور دیدار کا شرف حاصل ہوا، اُن کا مقام بہت

اونچا ہے اگر کسی نے حضورِ اقدس ﷺ کو بحالت اسلام دُور سے بھی ایک نظر دیکھا تو اس کا درجہ قطبیت، ابدالیت اور ولایت کے تمام مقامات سے بدرجہا زیادہ ہے، غالباً حضرت امام غزالیؒ یا کسی دوسرے بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام بلند ہے یا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ''حضرت معاویہؓ نے جس گھوڑے پر حضور ﷺ کی رفاقت میں جہاد کیا اس گھوڑے کی نتھنوں میں جو گردوغبار ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اُس گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے'' بلاشبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ مجدد اوّل اور اسکے مستحق ہیں کہ انہیں خلفاء راشدین میں شمار کیا جائے مگر صحابیت کا مقام بہت آگے ہے، حضرت معاویہؓ کی شان بہت اونچی ہے، حضور ﷺ کی زوجۂ مطہرہ ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان کے بھائی ہیں، حضور ﷺ کے جان نثار خادم اور کاتب وحی ہیں، یزید نے جو کچھ کیا اُس کی ذمہ داری یزید پر ہے اس کا بوجھ والد پر نہیں ڈالا جاسکتا، یہ تو خدا کی شان ہے کہ حضرت نوحؑ سے کنعان کو پیدا فرمایا اور آزر (بت پرست) سے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو

وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ (ال عمران:۲۷)

''نکالتا ہے زندہ کو مردے سے اور مردے کو زندے سے''

حضرت معاویہؓ کا بیٹا اگر مجرم ہے تو اسے جانے دو ہمیں اُس سے نفرت ہے مگر حضرت معاویہؓ اور انکے ساتھی دیگر صحابہ کو کیوں بدنام کریں اور انہیں ظلم کا نسبت کریں، جس نے بارہا پیغمبر ﷺ کی رکاب کو پکڑا، وحی کی کتابت فرمائی، جہادوں میں شریک ہوئے تو ایسے شخص کا بیٹا اگر مجرم ہو تو اس کے باپ کو کیوں ملزم گردانیں۔

مسلکِ اعتدال

ہم اہل سنت والجماعت حضرات شیخین حضرت ابوبکر صدیقؓ وحضرت عمر فاروقؓ کی فضیلت کے قائل ہیں اور حضرات ختنین دونوں داماد حضرت عثمانؓ وحضرت علیؓ

(رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کی بزرگی وکرامت کے قائل ہیں اوراُن سے محبت رکھتے ہیں، غالبًا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ یا کسی دوسرے بزرگ نے ایسے ہی موقع پر ارشاد فرمایا تھا کہ ”جس خون سے خداوند تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو بچایا ہم اتنے عرصہ بعد اُس خون سے اپنی زبان کو کیوں آلودہ کریں“

چاروں حضرات خلفاء راشدین کا حضور ﷺ سے بہت قریبی رشتہ ہے، دوخسر ہیں اور دوداماد ہیں، اگر حضور ﷺ کے ساتھ محبت ہے تو صحابہ کے ساتھ بھی ہماری محبت ہوگی، حضور ﷺ نے فرمایا جس نے صحابہ کی عزت کی اس نے میری عزت کی اور جس نے انہیں صدمہ پہنچایا اُس نے مجھے تکلیف دی اب میں دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں فتنوں سے بچائے اور حضور ﷺ، اُن کے صحابہ کرام کی محبت نصیب فرمادے تاکہ ارشادنبوی ﷺ المرءُ مَعَ مَنْ احبّ (الترمذی: ح ۲۳۸۵) کی بنا پر ہمیں آخرت میں ان کی رفاقت حاصل ہوسکے اور آخر میں اپنے فوجی بھائیوں سے عرض کروں گا کہ آپ لوگ ملک کی حفاظت ومدافعت جیسے مبارک اور اہم کام پر مامور ہیں اگر اپنی جدوجہد اور کوششوں میں اخلاص پیدا کریں اور یہ نیت ہو کہ اسلام کی بلندی اور دشمنانِ اسلام کے مقابلے کے لئے تیاری اور ملک کی مدافعت کے لئے یہ سب کچھ کررہے ہیں تو یقیناً تمہارا یہ عمل جہاد ہوگا اور مجاہدین کا اجر ملے گا۔

واخر دعوانا أن الحمد للّٰه رب العالمین وصلی اللّٰہ تعالٰی علی خیر خلقهٖ محمدٍ واله وأصحبهٖ واجمعین

ضمیمہ نمبر:۱ ضمیمہ جات سمیع الحق کے قلم سے

بیان تعدیل الصحابه و توجیه مشاجراتهم

ولا ینتقص أحداً منهم إلّا زندیق

اصحاب رسول الله ﷺ کلهم عدولٌ بتعدیل الله ورسوله لهم ولاینتقص أحداً منهم الّا زندیق وامّا مشاجراتهم فالحق فی ذلک کمانقلهٗ الشاه ولیّ الله الدهلویؒ امام الهند وفیلسوف الاسلام عن النوویؒ بقوله وامّا معاویةؓ فهو من العدول الفضلاء والصحابة النجباء وامّا الحروب الّتی جرت (ای بین معاویه رضوان الله علیهم اجمعین وعلی رضوان الله علیهم اجمعین)فکانت لکل طائفة شبهة اعتقد تصویب انفسها بسببها وکلهم عدول ومتاوّلون فی حروبهم ولم یخرج شیٔ من ذلک أحداًمنهم من العدالة لانهم مجتهدون إختلفوافی محلّ الاجتهاد کمایختلف المجتهدون بعدهم فی مسائل الدنیا وغیرها ولا یلزم من ذلک بغض أحدهم(الی ان قال) فکلهم معذورون رضی الله عنهم ولهذا اتفق اهل الحق ومن یعتدبه فی الاجماع علی قبول شهادتهم وروایا تهم وکمال عدالتهم وقال سیّدنا الامام عبدالقادر الجیلانیؒ فی الغنیة :فقد نصّ الامام احمدؒ علی الامساک من ذلک وجمیع ماشجر بینهم من منازعة ومنافرة وخصومةٍ لان الله تعالی یزیل ذلک من بینهم یوم القیامة کما قال عزمن قائل وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ (الحجر:۴۷)

وکما قال صاحب شرح العقائد وماوقع بینهم من المنازعات والمحاربات فلهٗ محامِلٌ وتاویلات فسبّهم والطعن فیهم ان کان ممّا یخالف الادلّته القطعیة فکفرٌ کقذف عائشةؓ والّافبدعةٌ وفسق ۔

وقال الامام الحافظ ابن حجر العسقلانیؒ ماحاصلہٗ ان کل من ینقص فی الصحابۃ فھو یبطل القرآن والسنۃ فھم أحق بان ینقصُوا وینتقدوالان کل احدٍ من مبغضی الصحابۃ زندیق (الاصابہ)وقدوّسیۃ اصحاب محمد ﷺ تشھدبھا التوراۃ والانجیل انظروا(توراۃ باب استثناء ۳۳ ص۱۱۱) ''وہ کوہ فاران سے جلوہ گرہوااور لاکھوں قدوسیوں میں سے آیااس کے سب مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں ہیں'' صدق اللّٰہ العلی العظیم وذلک مثلھم فی التوراۃ والانجیل۔

وقال شیخنا الامام شیخ العرب والعجم الشیخ حسین احمد المدنی قدس سرہٗ مانصہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں جوآیات وارد ہیں،وہ قطعی ہیں جواحادیث صحیحہ ان کے متعلق وارد ہیں،وہ اگرچہ ظنی ہیں مگران کی اسانیداس قدرقوی ہیں کہ تواریخ کی روایات ان کے سامنے ہیچ ہیں،اس لئے اگرکسی تاریخی بات میں اور آیات واحادیث صحیحہ میں تعارض واقع ہوگاتوتواریخ کوغلط کہنا ضروری ہے آگے چل کرارشادفرمایا:صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)اگرچہ معصوم نہیں ہیں مگر جناب رسول اللہ ﷺ کے فیض صحبت سے ان کی روحانی اورقلبی اس قدر اصلاح ہوگئی ہے اور ان کی نسبت باطنیہ اس قدرقوی ہوگی ہے کہ مابعد کے اولیاء اللہ سالہا سال کی ریاضتوں سے بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اجماع امت ہرہرصحابی کی افضلیت کابعد والوں پر ہے اور یہی وجہ ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے جب پوچھا گیا کہ عمر بن عبدالعزیز افضل ہیں یا معاویہ(رضی اللہ عنہم) تو فرمایا کہ امیر معاویہ کے اس گھوڑے کی نتھنوں کی خاک جس پرسوارہوکرانہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہادکیاہےعمربن عبدالعزیز سے افضل ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج:۱ص:۲۴۲تا۲۴۳)

احترام وتعدیل صحابہؓ کے ختم ہوجانے کی صورت میں جو عظیم مہلک نتائج برآمد ہوسکتے ہیں، حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' اس پر بحث کرتے ہوئے مکتوبات ج ثانی ص ۲۶۳ میں ارشاد فرماتے ہیں، "انہیں کے اعتماد اور ثقاہت پر پیچھے آنے والوں کے لئے اسلام کا مدار ہے اگر معاذ اللہ یہ اولین اساتذۂ اسلام غیر قابل اعتماد ہوں گے تو عمارت دین بالکل ڈھہ جائے گی، قرآن مجید اور احادیث صحیحہ نے ان کی جگہ جگہ پر تعدیل کی ہے، بیشمار آیات اور احادیث اور کتب سابقہ ان کو معتمد علیہ قرار دیتے ہیں اور زوردار الفاظ میں ان کی مدح سرائی کرتے ہوئے تمام انسانوں سے افضل اور اعلیٰ قرار دیتے ہیں اس دروازہ کے کھلنے سے تمام دینی اصول وفروع ملیامیٹ ہوجاتے ہیں" "انتہیٰ لفظہ"

مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ نے جابجا صحابہ کرام کے اس نازک ترین مقام پر توجہ دلائی ہے فرماتے ہیں صحابہ کے متعلق کوئی ایسا تذکرہ ایسے انداز میں کہ جس میں ذرا بھی ایہام بے وقعتی ہویا اُن کی جلالت شان کے منافی ہو۔ حضرت اقدس ﷺ کی رسالت کے فائدہ کو کم کردینے والا ہے، خبردار! احتیاط کرو، حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ "میرے صحابہ کا ذکر آئے تو خاموش ہوجاؤ"

اپنے مکتوبات خالدہ کے ایک دوسرے طویل مکتوب میں (بنام خواجہ محمد تقیؒ) فرماتے ہیں:

"اے مخاطب! بہت زیادہ پرہیز کر اکابردین پر طعن کرنے سے اور مقتدایان اسلام کی برائی کرنے سے وہ اکابردین جنہوں نے اپنی پوری طاقتوں کو صرف کیا ہے، کلمۂ اسلام کو بلند کرنے اور سید الامام ﷺ کی شریعت کی نصرت وحمایت میں اور جنہوں نے حبِ رسول ﷺ کی خاطر اپنے کنبے، برادری کو چھوڑا یہ وہ ہیں جو شرف صحبت سے مشرف ہیں اور صحبتِ رسول اقدس ﷺ میں رہ رہ کر برکات نبوت سے بہرہ مند ہوئے وحی اُن کے سامنے آئی جبرئیل علیہ السلام کی حاضری اُن کی موجودگی میں ہوتی تھی اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے خوارق ومعجزات رسول ﷺ کو دیکھا ہے یہاں تک کہ انکا غیب

شہادت اوران کا علم عینی ہوگیا اور انکو یقین کی وہ دولت عطا ہوئی جو ان کے بعد کسی کو نہیں ملی یہاں تک کہ دوسروں کا کوہ احد کے برابر سونا خیرات کرنا ان کے ایک مُد یا نصف مُد جَو کے اجر کے برابر بھی نہیں ہے، یہ وہ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ فرمایا اور دوسری جگہ انجیل کے حوالہ سے فرمایا گیا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا (الفتح: ۲۹) اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ سے جلنے والوں کو ''الکفار'' فرمایا ہے، پس صحابہؓ سے جلن اور کینہ اور غصہ سے اسی طرح پرہیز کرنا ضروری ہے جس طرح کفر سے پرہیز کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے ''انتہی لفظہ'' (ماہنامہ الفرقان ج ۳۰ ش ۵)

امام حافظ محدث ابوبکر بن خطیب بغدادیؒ نے اپنی کتاب الکفایہ میں تعدیل صحابہ کے بارے میں نفیس بحث کی ہے جسے شیخ الاسلام امام حافظ ابن حجر العسقلانیؒ (۷۷۳:۸۵۲ھ) نے اپنی جلیل القدر کتاب الاصابۃ کے مقدمہ میں بھی نقل فرمایا ہے ،حافظ ابوبکر بن الخطیب البغدادی نے حافظ ابوزرعہؒ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

اذارأیت الرجل ینتقص احدًا من اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ فاعلم انہٗ ''زندیق'' لان الرسول ﷺ عندنا حق والقرآن حق وانمّا ادی الینا ھذاالقرآن والسنن اصحابُ رسول اللّٰہ ﷺ وانما یریدون ان یجرحوا شھودنا لیبطلوا الکتاب والسنۃ والجرحُ بھم اولی وھم زنادقۃ

(ملاحظہ ہو الکفایہ ص:۴۹ نیز الاصابۃ ج:۱ ص:۱۰ تا ۱۱)

شیخ قاضی ابوبکر ابن عربی م ۵۴۳ھ نے صحابہ کرام کی تعدیل اور موقف کے

بارے میں ایک مستقل کتاب العواصم من القواصم فی تحقیق مواقف الصحابة بعدوفاة النبی علیه الصلوة والسلام کے نام سے تصنیف کی جو بلاشبہ صحابہ کرام کے محاسن ومناقب اور ان کی شانِ پاکیزہ کے بارے میں حجت قاطعہ ہے، قرآن کریم نے جس شدومد سے صحابہ کرام کے فضائل ان کے مقاماتِ عالیہ اور تعدیل وطہارۃ اور قطعیت سے اُن کے اساسی مقام اور نزاہت کو ثابت اور واضح کیا، قرآن کریم کی کوئی سورت بلکہ کوئی صفحہ اُس سے خالی نہیں، یہاں ہم قرآن مجید کی چند آیات نقل کرتے ہیں، خدااور رسول ﷺ کی تعدیل کے بعد کسی دوسرے قول ودلیل کی ضرورت نہیں۔

الصحابة فی القرآن الکریم

☆ فمن ذلك قوله تعالٰی تبجیلاً لشان الصحابة رضی اللہ عنہم وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (التوبه:۱۰۰)

☆ وقال ولم یزل قائلاً کریماً : مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:۲۹)

☆ وقال اللّٰه تعالٰی ثقةً بالصحابة وتزکیةً لهم
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ(الحجرات:۷)

☆ وقال تعالٰی فی نزاهتهم: لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ(الحشر: ۸)

☆ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ

وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الحشر: ۹)

☆ وقال تعالی فی رسوخ ایمانهم

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ

(المجادلہ:۲۲)

☆ وقال تعالی المطلّع علی بواطنهم: لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا (الفتح : ۱۸)

☆ وقال تعالی ثقةً بهم: وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (البقرہ:۱۴۳)

☆ وقال عزوجلّ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

☆ وقال تعالی ترضيةً للصحابة وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (البقرہ : ۱۰۰)

☆ وقال تعالی : وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ○ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ○ (الواقعہ:۱۱-۹)

☆ وقال تعالی: يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ (التحریم :۸)

☆ وقولہٗ تعالٰی: اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ (الانفال:۴)

☆ وقولہ تعالٰی: شاکراًلمجاہداتھم لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (التوبہ:۸۸)

☆ وقال تعالٰی: لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (الحدید:۱۰)

☆ وقولہ تعالٰی: وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ (البقرہ:۱۵۵)

☆ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا (الاحزاب:۴۷)

☆ وقال عزوجل: فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (ال عمران:۱۹۳)

☆ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (الانعام:۵۲)

☆ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (الانعام:۵۴)

☆ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ

سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ(الاحقاف:١٦)

☆ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ○ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (الزمر:٣٣-٣٥)

الصحابة فی الحدیث النبوی ﷺ

حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی بسط وتفصیل سے صحابہ کرام کا وصف فرمایا اور صحابہ کی تعظیم اور ستائش اور قدر ومنزلت کے بارے میں بارہا امت کو تبلیغ وتلقین فرمائی، اس بارے میں جو روایات واحادیث موجود ہیں، اُس کا تین چوتھائی حصہ بھی تواتر اور قطعیت اخبار کے لئے کافی ہے۔

یہاں ہم چند احادیث نقل کرتے ہیں جس سے ان کا معیارِ حق اور میزانِ عدل وانصاف ہونا مبیّن اور واضح ہوتا ہے۔

☆ فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام علیکم بسنّتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین عضّوا علیها بالنواجذ (سنن ابن ماجه: ح ٤٢)

☆ وقولهٗ ما انا علیه واصحابی (سنن الترمذی: ح ٢٦٤١)

☆ وقولهٗ علیه السلام تکریماً لشان الصحابة اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم" (الابانة الکبری لابن بطة: ح ٧٠٢)

☆ وقوله علیه السلام فی حدیث عبداللّٰه بن مسعودؓ ان النبی علیه السلام قال خیر امّتی قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم قال عمران لا ادری اذکر النبی صلی اللّٰه علیه

وسلم بعد قرنین او ثلاثۃ۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان بعدکم قوما یخونون ولا یؤتمنون ویشھدون ولا یستشھدون، وینذرون ولا یفون، ویظھر فیھم السمن(البخاری:ح ۲۶۵۱)

☆ وقال وقایۃً لاعراضھم لاتسبّوا اصحابی فوالذی نفسی بیدہ لوانفق احدکم مثل احدٍ ذھبًا ماادرک مدّاحدھم ولا نصفیہ"(سنن الترمذی:ح ۳۸۶۱)

☆ وقولہٗ بابی امّی و عرضی علیہ السلام اکرموا اصحابی فانھم خیارکم (مشکوٰۃ المصابیح:ح ۶۰۱۲)

☆ وقولہ علیہ السلام لاتمسّ النار مسلمًا رآنی اورای من رآنی (سنن الترمذی:ح ۳۸۵۸)

☆ وقولہٗ علیکم بالذین من بعدی ابی بکروعمر ومن الاخبار المستفیضۃ عن النبی علیہ السلام فی ھذالمعنی مانقلہٗ الحافظ العسقلانیؒ فی الاصابۃ (ج:۱ص:۱۰:۱۱) نقلاً من الکفایۃ للخطیبؒ (۴۹:۴۶)

☆ قولہٗ علیہ السلام مھما اوتیتم من کتاب اللہ فالعمل بہٖ لاعذرلاحدکم فی ترکہٖ فان لم یکن فی کتاب اللہ فسنّتہ منی ماضیۃ فان لم یکن سنۃٌ منی ماضیۃ فما قال اصحابی، ان اصحابی بمنزلہ النجوم فی السماء فایّما اخذتم بہٖ اھتدیتم، واختلاف اصحابی لکم رحمۃ (الکفایۃ فی علم الروایۃ ج:۱،ص۴۸)

☆ وحدیث سعید ابن المسیب عن عمرؓ بن الخطاب قال

قال رسول اللّٰه ﷺ سألت ربّی فیما اختلف فیه اصحابی من بعدی فاوحی اللّٰه الی یا محمد ان اصحابك عندی بمنزلة النجوم فی السماء بعضها أضوا من بعضٍ فمن اخذابشیءٍ مما هم علیه من اختلافهم فهو عندی علی هدًی (الکفایة فی علم الروایة ج:۱،ص۴۸)

☆ وحدیث الامام الشافعیؒ بسندہٖ الی انسؓ بن مالك قال قال رسول اللّٰه ﷺ انّ اللّٰه اختار نی واختار اصحابی فجعلهم اصهاری وجعلهم انصاری وانهٗ سیجیٔ فی آخر الزمان قومٌ ینتقصونهم الافلاتنا کحوهم الافلاتنکحوا الیهم الافلاتصلوامعهم الا فلا تصلوا علیهم، علیهم حلّت اللعنة (الکفایة فی علم الروایة ج:۱،ص۴۸)

یہی اور اس قسم کے بے شمار نصوص ہیں جس کی وجہ سے اہل سنت والجماعت صحابہ کرام کی عدالت اور ان کی صداقت وثقاہت کو دین کا اہم ،اساسی بنیا د مانتے ہیں جن کے مبارک شانوں نے دین کا بوجھ اٹھا کر آئندہ نسلوں تک ہدایت کی روشنی پہنچائی، بس بلاشبہ ان کے فضائل قطعی اور متواتر ہیں،ایسے قطعی جو فیروزابولؤلؤ کے شاگردوں اور ابن سبا کے مریدوں کے دسیسہ کاریوں اور من گھڑت افسانوں سے مشکوک نہیں ہوسکتے اور بقول شیخ الاسلام ابن تیمیہ علی الرحمۃ یہ درست نہیں کہ وہ ایسی منقوظات سے رد ہوجائیں جن میں سے بعض منقطع بعض محرف ہیں اور بعض ایسی روایات جن سے ثابت شدہ حقائق پر کوئی اثر نہیں پڑتا،اس لئے کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا،ہم کو کتاب وسنت اور اپنے پیش روؤں کے اجماع اور ان کی مؤید اور متواتر روایات اور عقلی دلائل سے اس بات کا یقین ہوچکا ہے کہ صحابہ کرام انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل الخلق تھے،

اس یقینی ومتواتر چیز پر ان امور کا اثر نہیں پڑسکتا جو مشکوک ومشتبہ ہیں، چہ جائیکہ جن کے باطل ہونا ظاہر ہو چکا ہے (منہاج السنۃ ج:۳ ص:۲۰۹ بحوالہ تاریخ دعوت وعزیمت ج:۲)

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے کیا خوب فرمایا کہ:

فمن استقرأ اخبار العالم فی جمیع الفرق تبین لہٗ انہٗ لم یکن قط طائفۃ اعظم اتفاقاً علی الھدی والرشد وابعد عن الفتنہ والتفرق والاختلاف من اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ الذین ھم خیر الخلق بشھادۃ اللّٰہ لھم بذلک۔(منہاج السنۃ : ج٤،ص٣٦٤)

’’جس شخص نے دنیا کے حالات وواقعات کا مطالعہ کیا ہے اور تتبع کی ہے وہ جانتا ہے کہ کوئی گروہ ایسا نہیں گذرا جو ہدایت وارشاد پر صحابہ سے زیادہ مجتمع اور تفرق اختلاف سے ان سے زیادہ دور ہو ان صحابہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے شہادت دی ہے‘‘

صحابہ کرام کی جانفشانیوں، اخلاص، علو ہمت، ایثار و جہاد اور ان نفوس قدسیہ کی برکات ونورانیت کے بارے میں ابن تیمیہؒ بڑے جوش سے لکھتے ہیں:

واما الخلفاء والصحابہ فکل خیر فیہ المسلمون الی یوم القیامۃ من الایمان والاسلام والقرآن والعلم والمعارف والعبادات ودخول الجنۃ والنجاۃ من النحار وانتصارھم علی الکفار وعلو کلمۃ اللّٰہ فانما ھو ببرکۃ مافعلہ الصحابۃ الذین بلغوا الدین وکل خیر فیہ الشیعہ وغیرھم فھو ببرکۃ الصحابۃ (منہاج السنۃ النبویۃ : ج٦،ص٣٧٦)

گو خطہ ارض پر اس مقدس ترین برگزیدہ جماعت خیار امۃ کی تعدیل وتطہیر اور جذبات مدافعت مجبور کررہے ہیں کہ اس موضوع پر گفتگو کا سلسلہ ان کے مناقب

وفضائل کی کثرت کی مانند کبھی ختم نہ ہونے پائے کہ............

وحدثتني يا سعد عنها فزدتني

جنوناً فزدني من حديثك يا سعد

مگر تنگ دامن کی وجہ سے اس پاکیزہ مجلس کو کسی دوسری فرصت پر اٹھائے رکھتا ہوں، امام شعبیؒ نے اس مقدس جماعت کی محبت میں کیا خوب فرمایا جسے ابن تیمیہؒ نے منہاج السنۃ میں نقل کیا کہ ان کی محبت ایمان کا مدار اور ان سے نفرت کرنے والے یہود ونصاریٰ سے بدتر ہیں اور یہود ونصاریٰ ان مبغضین صحابہ کے مقابلہ میں انبیاء کے زیادہ مرتبہ شناس اور قدردان ہیں کہ یہودیوں سے پوچھا گیا کہ تمہاری ملت میں سب سے بہتر کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا حضرت موسیٰ کے ساتھی اوراُن کے اصحاب عیسائیوں سے پوچھا گیا کہ تمہاری ملّت میں سب سے بہتر کون ہے؟ انہوں نے کہا حضرت عیسیٰ کے حواری اور روافض (بلکہ تمام منقدین صحابہ) سے پوچھا گیا کہ تمہاری ملت میں سب سے بدتر کون ہے؟ انہوں نے کہا اصحاب محمد ﷺ ان نیک بختوں کو حکم دیا گیا تھا صحابہ کے لئے مغفرت کی دعا کرنے کا انہوں نے ان کو سب وشتم کیا (انتهى قوله)

بیشک کہ اولئك ابرالناس قلوباً واقلهّم تكلفًا واعمقهم علمًا وايمانًا کے اولین مصداق جماعت کے احسانات سے بنی نوع انسان تا قیامت گراں بار رہیں گے۔

واللہ اعلم

سميع الحق المتصدع بتعديل اصحاب النبي عليه السلام

احب الصالحين ولست منهم

لعل الله يرزقني صلاحاً

ضمیمہ نمبر: ۲

حضرت معاویہؓ کا مقام ومنزلت

دراصل بہت سے سطحی خیالات اور شیعہ پروپیگنڈہ سے متاثر ہونے والے افراد کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں غلط فہمی ہوجاتی ہے اور حقائق سے چشم پوشی یا مخالفین کے شوروغل کی رو میں بہہ کر اس جلیل القدر کاتب وحی صاحب تدبر وسیاست، ام المومنین سیدہ ام حبیبہؓ کے بھائی جامع زہد وشریعت صحابی حضرت معاویہؓ کے بلند قابلِ فخر رتبہ اور نازک پاکیزہ مقام سے غفلت ہوجاتی ہے، ایسی غفلت اور چوک جس کی وجہ سے انسان قرآن وسنت کی تعدیل صحابہ کرام وتطہیر اصحاب عظام کے واضح نصوص سے غافل ہوجاتا ہے اور وساوسِ شیطان کے جال میں پھنس کر وعیداتِ خداوندی اور تہدیداتِ رسول کا مستحق بن جاتا ہے، گو حضرت معاویہؓ کے اونچے مقام فضیلت ومرتبت اور بیعت یزید کے لئے حضرت حجۃ الاسلام محمد قاسم نانوتویؒ اور محدث وامام جلیل حضرت شیخ مدنیؒ کے مذکورہ مختصر جملے کافی اور تسلی بخش ہیں، مگر ایک جلیل المرتبت صحابی کے رُخِ انور سے کذب وغلط بیانیوں کے سیاہ پردے ہٹانے کی خاطر ہم یہاں دیگر اساطین واکابرین کے ارشادت نیز آخر میں حضرت امیر معاویہؓ کے مناقب ومقامات عالیہ مختصراً پیش کرتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نے حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانیؒ کا کتنا عجیب مقولہ تحریر فرمایا کہ:

"از حضرت غوث الثقلین قدس سرہ منقول است کہ اگر دررہ گذر حضرت معاویہ بنشینم وگردسم اسپ جناب برمن افتد باعث نجات می شناسم"

نیز حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ:

"معاویہ صحابی ابن صحابی اندر صحابیت وفضیلت اوکرا کلام ست مگر کہ رافضی باشد وبلقب "حضرت" وتحیۃ رضی اللہ عنہ اوشان رایاوکردن شعار اہل سنت والجماعت ست وکسیکہ درشان والائے ایشان طعنے یا تشنیع برزبان آرند شعبۂ از رفض دارد وقال رسول اللہ ﷺ اللہ اللہ فی اصحابی (سنن الترمذی: ح ۳۸۶۲) وآنچہ مشاجرات ومنازعات فیما بین واقع شدہ ایں رابر محامل صحیحہ وتاویلات مقبولہ حمل تواں کرد (امداد الفتاوی ج:۴،ص:۱۳۲)

اور فرمایا کہ پس ان کا اکرام اور محبت واجب ہوگی۔ اوران کو بُرا کہنا اور ان سے بغض ونفرت رکھنا یقیناً حرام ہوگا (امداد الفتاوی ج:۴،ص:۱۲۹)

امام شافعی رحمۃ اللہ کا قول دوسرے مقام پر نقل کیا گیا ہے کہ جب ان سے حضرت معاویہ وعمر بن عبدالعزیزؒ کے باہمی تقابل وفضیلت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ امیر معاویہ کے اس گھوڑے کی نتھنوں کی خاک جس پر سوار ہوکر انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا ہے عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔

قاضی ابوبکر بن عربیؒ فرماتے ہیں:

ولکن معاویۃؓ اجتمعت فیہ خصال وھی ان عمر جمع لہٗ الشامات کلھا وافردہٗ بھالمّا رای من حسن سیرتہٖ وقیامہٖ محمایۃ البیضۃ وسدّ الثغور واصلاح الجندوالظھور علی العدو وسیاسۃ الخلق وقد شھدلہٗ فی صحیح الحدیث بالفقہ وشھد بخلافتہٖ فی حدیث ام حرام (العواصم من القواصم: ج ۱، ص ۲۰۶)

"حضرت معاویہؓ میں ہر قسم کے کمالات جمع تھے اور یہ اس لئے کہ حضرت عمر نے ان کی پاکیزہ سیرت اور اسلامی شوکت کی حفاظت سرحدات کی مدافعت، لشکر کی اصلاح، دشمن پر غلبہ اور ملکی نظم ونسق،

سیاست اور دیگر صلاحیتوں کو دیکھ کر انہیں بہت بڑے بڑے کام سپرد کئے اور صحیح حدیث میں ان کی فقاہت اور ام حرام کی حدیث میں ان کی خلافت کی شہادت دی گئی ہے"

چنانچہ حضرت معاویہؓ کی قیادت اور حسنِ سیادت کی بدولت اسلام ایک عالمگیر قوت وطاقت بن گیا اور اسلامی فوجوں نے بر و بحر میں اسلام کے جھنڈے لہرائے، تاریخ اسلام میں بحری بیڑوں اور بحری لڑائیوں کا آغاز اور اسطولِ اسلامی کی تاسیس ان ہی کے ہاتھوں سے ہوئی۔

سعد بن ابی وقاصؓ فاتح عراق وایران کا قول ہے: ما رایت احدًا بعد عثمان اقضی بحق من صاحب ھذا الباب یعنی معاویۃ (البدایۃ ج:۱۱،ص۴۳۵) اسی طرح ابن کثیر نے البدایۃ (ج:۱۱،ص:۴۳۹) میں بڑے ثقہ اور اعلامِ رجال کے سند سے عبداللہ بن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے مارأیت رجلاً اخلق بالملك من معاویہ کیا کوئی شخص جو عادل وحکیم نہ ہو اتنی بڑی داد وتحسین کا مستحق ہوسکتا ہے اور کیا اتنی عظیم صلاحیتوں کے مالک کو امور عظیمہ سپرد کرنے پر حضرت عمرؓ وحضرت عثمانؓ کو ملامت کی جاسکتی ہے؟ اور ان سے قبل حضرت صدیقؓ بلکہ خود حضرت سرورِ کائنات علیہ الصلوۃ السلام انہیں اہم ذمہ داریاں سپرد کرسکتے ہیں؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے کیا خوب فرمایا:

کانت سیرۃ معاویہ مع رعیتہٖ من خیار سیر الولاۃ و کان رعیتہٗ یحبّونہٗ وقد ثبت فی صحیح مسلم قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیارا ئمتکم الذین تحبّونھم ویحبونکم وتصلّون علیھم ویصلّون علیکم (منھاج السنۃ ج:٦ ص:٢٤٧)

امام طبری نے قبیصہ بن جابر الاسدی کی طویل روایت ان کے ذاتی تاثر کی نقل فرمائی کہ قبیصہ نے فرمایا:

ثم صحبت معاویة فمارأیت رجلاً احبّ رفیقاً ولااشبه سریرة بعلانیة منهٗ(تاریخ الطبری: ج۵، ص۳۳۷)

ابوبکر الاثرم اور ابن بطہ نے متعدد طرق سے حضرت قتادہ کا قول نقل کیا

لواصبحتم فی مثل عمل معاویه لقال اکثرکم هذا المهدی (السنة لابی بکر بن الخلال: ح۶۶۸) اسی طرح حضرت مجاہد نے فرمایا لوادرکتم معلویة لقلتم هذاالمهدی ابوبکر اثرم نے فرمایا کہ ایک مجلس میں حضرت عمر بن عبدالعزیز اور ان کے عدل وانصاف کا ذکر ہوا تو حضرت اعمشؒ نے فرمایا فکیف لوادرکتم معاویۃؓ قالوا فی حلمه؟ قال لاوالله بل فی عدله (السنة لابی بکر بن الخلال: ح۶۶۷) عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ابواسحاق السبیعیؒ کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے حضرت معاویہ کا ذکر چھیڑ کر فرمایا لوادرکتموه اوادرکتم ایامهٗ لقلتم کان المهدی، حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں ائمۃ اعلام کی یہ بلند پایہ شہادتیں نبی کریم ﷺ کے اس مبارک ارشاد کی مقبولیت کی شہادت دے رہی ہیں جس میں حضور ﷺ نے حضرت معاویہؓ کے بارے میں فرمایا قال النبی ﷺ اللهم اجعله هادیامهدیاواهدبه وهو من اعلام النبوة (سنن الترمذی: ح۳۸۴۲) اس کے علاوہ امام طبرانی نے بھی جلیل القدر علماء اور ائمۃ عظام سے بروایت عبدالرحمن بن ابی عمیرۃ نقل فرمایا: ان النبی ﷺ قال لمعاویه اللهم علمهٗ الکتاب والحساب وقه العذاب (تاریخ دمشق: ج۵۹، ص۷۵) وکذااخرجه البخاری فی التاریخ واحمدفی حدیث العرباض وابن جریرمن حدیث ابن مهدی وزادفی روایة بشر بن السری وادخله الجنة وغیرهم من رواة هذا الدعاء النبوی لمعاویه من الصحابة اکثرمن ان یحصوا وانظروالبدایة ج:۸ص: ۱۲۰ وتاریخ دمشق لابن عساکرؒ اتنی متواتر احادیث اور دعوات نبویہ ﷺ کے بعد بھی اگر کوئی حضرت معاویہؓ سے بغض اور کدورت رکھے وہ درحقیقت حضرت نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کے ساتھ (ان کے محبانہ برتاؤ اتنے اعتماد اور بھروسہ پر) اظہار ملامت وناراضگی کررہے ہیں فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَاشَجَرَ بَيْنَهُمْ (النساء:٦٤)

اس کے علاوہ خود حضرت معاویہؓ کا یہ ارشاد کہ واللّٰہ ماحملنی علی الخلافة الاقول رسول اللہ ﷺ لی یامعاویہ ان ملکت فاحسن وفی روایة ان ولیت امرالناس فاحسن الیھم (البدایة ج:۹:ص۲۱۱) قال معاویہ فمازلت اظن انی متبلیٌ بعملٍ وغیرذلك من الروایات ماتدل علی ان الامارة والخلافة تصل اخرًا الیه کحدیث ام حرامؓ مارواه انس ان النبی علیه السلام نام عندھا القیلولة ثم استیقظ وھو یضحك قلت فقلت ما یضحکك یارسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال:ناس من امتی عرضوا علی، غزاة فی سبیل اللہ یرکبون ثبج ھذا البحر (البخاری:ح۶۲۸۲ومسلم:ح۱۹۱۲) قال الحافظ ابن کثیر یعنی جیش معاویه حین غزا قبرص ففتحھاسنة ۲۷ھ ایام عثمان بن عفان (بقیادة معاویه عقب انشاء ہ الاسطول الاسلامی الاول فی التاریخ) وکانت معھم ام حرام فی صحبة وزوجھا عبادة بن صامت الیٰ قوله وھذ امن اعظم دلائل النبوة (ج:۸ ص۲۲۹)

ومن فضائله الجمة

مارواه کنزالعمال بقولہٖ یبعث اللہ تعالٰی معاویه یوم القیامة وعلیه رداءٌ من نور الایمان (کنزالعمال ج:۶ص۲۲۹) ومن فضائله اعتراف حبرالامة ابن عباسؓ بتفقھه کمارواه البخاری من حدیث ابن ابی ملیکة ان ابن عباس قیل لہٗ ھل لك فی امیر المومنین معاویة فانہٗ ماأوترالابواحدة فقال انہٗ فقیہٗ وماأخرجہٗ ابن کثیر فی التاریخ(ج:۸ ص:۱۳۵) من قول عمروبن العاص قال مارأیت احدًا اسود من معاویه(ای سیادة) قال حبلة قلت ولاعمر؟ قال کان عمر خیرًا منہٗ وکان معاویة اسودمنہٗ علاانہٗ مع سیاستہٖ وسیادتہٖ کان من الزاھدین والصفوة الصالحین ففی روایة احمد کتاب الزھد (ص:۱۷۲) رأیت معاویة علی المنبر

بدمشق یخطب الناس وعلیه ثوب مرقوعٌ وغیرذلك من تقشفہٖ ماتدل علی ان الصور الحقیقیة لمعاویه تخالف الصور الکاذبة التی کان اعداء الاسلام یصوررونہٗ بها هذاولم یتسع المقام هنالاکثرمن هذا۔

صحابہ کرام کی تنقیص اور حضرت معاویہؓ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو خود ان حضرات کے باہمی برتاؤ اور حقیقت پسندی قدرمراتب سے سبق لینے کیلئے آخر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ایک دواقوال کونقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں جوانہوں نے امیر معاویہ اوران کے گروہ کے نسبت ارشادفرمائے، نهج البلاغة مطبوعہ مصر میں ہے ومن کتاب لہٗ ان علی علیه السلام کتبه الی اهل الامصار تقص فیه ماجری بینہٗ وبین اهل الصفین وکان بدء امرنا اناالتقینا والقوم من اهل الشام والظاهران ربّنا واحدٌ ونبینّا واحد ودعوتنا واحد ودعوتنا فی الاسلام واحدة لانستزیدهم فی الایمان بالله والتصدیق برسوله ولا یستزیدوناقالامرواحد الّا مااختلفنافیه من دم عثمان ونحن منہٗ براء(انتهیٰ)

اللہ اللہ...... رُحَمَاءُ بَیْنَہُمْ کے اس مقدس گروہ کی کیا شان ہے کہ اختلاف کے باوجود حقیقت کی راہ آنکھوں سے نہیں چھپی حضرت علیؓ نے صفین سے واپس ہوکرکتنی وسیع الظرفی، تحمل اور شانِ مومنانہ سے اپنے اتباع کونصیحت کی جسے حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنی جلیل القدر کتاب ازالۃ الخفاء کے اختتام میں بروایت شعبی عن الحارث نقل کیا: ایها الناس لاتکرهوامارة معاویة فوالله لوفقد تموه لقد رأیتم الرؤس تنزواعنکم اهلها کالحنظل حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کتنی عجیب بات کہی تلك قوم طهرالله سیوفنا عن دماءهم فلنطهّر السنتنا عن اعراضهم والله اعلم

سمیع الحق غفرلہ

۲۳ جمادی الثانی ۸۲ھ

ضمیمہ نمبر:۴

ماثورۃُ التقیة

ولنوضح ذلك بماقالہٗ الشیخ الامام محمد قاسم النانوتوی مؤسس دارالعلوم الدیوبندیۃ ومن جعلہ اللّٰہ حصنًا حصینًا للاسلام فی الدیار الھندیه فقال فی رسالتہٖ الخالدۃ قاسم العلوم

”آرے برطبق اصول شیعہ شہادت حضرت امام الشہداء (حضرت حسین) درکنار دین وایمان شان ہم ازدست می رود نعوذ باللّٰہ منہا اگر باور نباشد بنگر کہ در کافی کلینی روایات دریں باب کہ ہرکرا تقیہ نیست دین وایمان ندارد وواردشدہ اند مع سند نقل می کنم:

☆ عن ابن عمر ھشام بن سالم عن ابن ابی عمر الاعجمی قال قال ابوعبداللّٰہ یا اباعمران تسّعه اعشار الدین فی التقیة ولادین لمن لاتقیة لہٗ والتقیة فی کل شئ وفی المسح علی الخفین

☆ عن محمد بن یحیٰی عن احمد بن عمر بن خلادقال سألت ابالحسن عن القیام للولاۃ فقال ابوجعفر التقیة دینی ودین آبائی ولاایمان لمن لاتقیة لہٗ ازیں روایت مثل آفتاب روشن می برآید کہ ہرکہ تقیہ نکند بے دین وبے ایمان است اکنوں از حضرات شیعہ التماس ست کہ اگر ہمیں تقیہ است حسن خاتمہٗ حضرت امام الشہداء معلوم چہ جائیکہ شہادت اوظاہر است کہ دریں روایت ہیچ گونہ گنجائش تاویل یا تخصیص نیست اگر تاویل فرمایند یا تخصیص بعدوے وشخصے نمایند مسموع نخواہد بود اکنوں ازیں چارہ نیست کہ مذہب اہل سنت اختیار کنند واگر اتباع حق عار وانکار است لاجرم از ائمہ دوازدہ گانہ کل یازدہ باقی خواہند اند اندریں صورت انکار ازحق واصرار برمذہب باطل لاجرم خواہد آمد چہ حضرت امام رادریں ضیق وناچاری کہ مقابل سی ہزار فوج جرار چند محدود بودند وآں ہم یکے بعد دیگر شربت شہادت چشیدند تقیہ لازم بود۔ اگر دراول امر امید بود درآخر وقت کہ ہیچ کس نماند تقیہ لازم افتادہ بود........

من آنچہ شرط بلاغ است باتو می گویم تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

(قاسم العلوم،ص ۱۶)

ضمیمہ نمبر:۴

مصالحة حسنؓ ومعاويةؓ وتفويضهٗ الخلافة ومبايعتهٗ على يديه

انّ تسليم الحسن بن عليؓ الامر لمعاويةؓ ومصالحتهما من الحقائق التى صّرح بهما سائراعاظم المورخين وثقة الرجال والروايات المستفيضة الشائعة فى ذلك لاتقتصر على كتب اهل السنة بل صرح بكثير من ذلك رجالٌ من الشيعة وما اكتفوابذكر مسالمتهما بل يصرّحون على بيعة السيدين الشهيدين سيّدى شباب اهل الجنة الحسنؓ والحسينؓ كليهما على يدى الامير معاوية ففى رواية رجال كشي برواية الامام جعفرالصادقؒ ان الحسنؓ والحسينؓ وقيس بن عباده لماقدموالى الشام فاذن لهم معاويه واعدلهم الخطباء فقال يا حسن قم فبايع ثم قال للحسين قم فبايع (بحارالانوار ج ۱۰ ص ۱۲٤ مطبوعه ايران)

وممّا يدل على الوساطة بين الحسنؓ ومعاويةؓ وصلحهما مارواه الامام البخاريؒ فى كتاب الصلح من صحيحه (بخارى ج:۳ ص:۱۲۹)

عن الامام الحسن البصريؒ قال استقبل والله الحسن بن على بكتائب أمثال الجبال (الى قوله) فما سألهما شيًا الّا قالا نحن لك به فصالحهٗ (البداية والنهاية: ج ۱۱، ص۱۳۵-۱۳۶) عقد بيعةٌ من الحسن لمعاويه فى موضع يقال لهٗ مسكنٌ على نهردجيل فى ربيع الاول سنة احدىٰ واربعين فسمّى ذلك العام عام الجماعة لاجتماع المسلمين بعدالفرقة (هامش "العواصم من القواصم" لمحى الدين الخطيب:ج۱، ص:۲۰۱)

وهكذا صدّق الله خبر نبيّهٖ الصادق المصدوق الذّى لايخبر من شيءٍ الّا ويأتى مثل فلق الصبح فعن الحسن (اى البصرى) قال لقد سمعت ابابكرة يقول رأيت رسول اللهﷺ على المنبر والحسن بن عليؓ الى جنبهٖ

وھو یقبل علی الناس مرۃ وعلیہ اُخریٰ ویقول انّ ابنی ھذاسیّدٌ ولعل اللّٰہ
ان یصلح بہٖ بین فئیتن عظیمتین من المسلمین (البخاری فی کتاب مناقب الحسن
والحسین:ح۳۷٤٦) احمدؒ عن سفیان وفی دلائل النبوۃ عن عبداللّٰہ بن محمد
وابوداؤد والنسائی ومعمروابن عساکر (دلائل النبوہ:ج٦،ص٤٤٢)
عن جماعۃ ثم شرع ابن عساکر فی تطریق ھذہٖ الروایات فاقادواجادالامام
ابن کثیرفی البدایۃ والنھایۃ (ج۸،ص۱۸)

وفی روایۃ البراء "والحسن علی عاتقہٖ" ویقول اللھم إنّی اُحبّہٗ فاحبّہٗ
وفی روایۃ ابی ھریرۃ واحبَّ من یحبہٗ (صحیح بخاری:ح۳۷٤۹،مسلم:ح۲٤۲۲)

من عناصر ایما ن الرافضۃ بل العنصر الأول فی ایمانھم اعتقادھم
بعصمۃ الحسن وابیہ واخیہ وتسعۃٌ من ذریۃ اخیہ ومن مقتضی عصمتھم وفی
طلیعتھم الحسن بعد أبیہ انھم لایخطئون وان ماصدرعنھم فھوحق والحق
لایتناقض واھم ماصدرعن الحسن بن علیؓ بیعتہ لامیرالمؤمنین معاویۃ وکان
ینبغی لھم أن یدخلوا فی ھذہ البیعۃ وان یؤمنوابانھا الحق لانھا من عمل
المعصوم عندھم لکن المشاھد من حالھم انھم کافرون بھاومخالفون فیھا
لامامھم المعصوم(ھامش العواصم من القواصم:ج۱،ص۲۰۵) ولایخلواھذامن احد
الوجھین فامّا انھم کاذبون فی دعویٰ العصمۃ لائمتھم الاثنی عشر
فینھاردینھم من أساسہٖ کماینھار فی التقیۃ أساسھم الآخر بان لم یعمل الامام
الحسین بالتقیۃ کما اشرنا الیہ فی مکتوب الشیخ محمد قاسم النانوتویؒ فی
موضع آخروامّا ان یکونوامعتقدین عصمۃ الحسنؓ وان بیعتہٗ لمعاویۃؓ ھی من
عمل المعصوم وان یبطلوا التقیۃ بان ترکھا الحسینؓ لکنھم خارجون علی
الدین ویخالفون للمعصوم فیما جنح الیہ وارادان یلقی اللّٰہ بہٖ وامّا المومنون
برسالۃ جدّ الحسن ﷺ فیرون مسالمتہٗ مع معاویۃ وبیعتہٗ اقرب اعمالہٖ الی اللّٰہ

واعظم منہ علی امّۃ جدہٖ علیہ السلام بحقن دماء المسلمین وعلی رغبۃ ورضاءٍ منہٗ لاعنوۃ ولاخطاء وھی من اعلامہ النبوۃ لانھا حققت مانبأبہ ﷺ فی سبطہٖ سید شباب اھل الجنۃ من انہٗ سیصلحُ اللّٰہ بہٖ بین فئتین عظیمتین من المسلمین فھو متفق علیہ وتناولتہٗ البشریٰ النبویۃ بالثناء والرضا کما قال شیخ الاسلام ابن تیمیۃؒ فی منھاج السنۃ (ج۲، ص۲۴۲) وھذاالحدیث بین ان الاصلاح بین الطائفتین کان ممدوحًا یحّبہٗ اللّٰہ ورسولہٗ وان مافعلہٗ الحسن من ذلک کان من اعظم فضائلہٖ ومناقبہٖ اللتی اثنی بھا علیہ النبی ﷺ ولوکان القتال واجبًا اومستحبًا لم یثن النبی علیہ السلام بترک واجب اومستحب الخ وکماقال العلامۃ ابن الکثیر رحمہ اللّٰہ البار الراشدالممدوح ولیس یجد حرجًاولا تلومًا ولاندمًابل ھوراضٍ بذلک مستبشرٌ بہٖ و ان کان قدساءَ ھذاخلقًا من ذویہ واھلہٖ وشیعتھم ولاسیّمابعد ذلک بمدۃٍ وھلم جرًّا الی یومنا ھذاوالحق فی ذلک اتباع السنۃ ومدحہٗ فیما حقن بہٖ دماء الامّۃ کما مدحہٗ علی ذلک رسول اللّٰہ ﷺ کما تقدم فی الحدیث الصحیح (البدایۃ والنھایۃ ج۸ ص۱۹)

فللّٰہ درّالامام الباقرؒ حیث صدع عن الحق وقال: والذّی صنعہٗ الحسن بن علیؓ کان خیرًا لھذہٖ الامّۃ ممّا طلعت علیہ الشمس(بحارالانوارج۱۰ ص۱۲۴ من کتب الشیعہ)

ولولم یکن ظاھرہ کباطنہٖ فی المسالمۃ لما شرط فی تلک العقد علی معاویہ والحال انّہٗ شرط بعض الامور مما تدل علی خلوصہٖ ورضاءہٖ فبایعہٗ علی ان یسلم علیہ وان لایترک امر المسلمین علی ان یعمل فیھم بکتاب اللّٰہ وسنۃ رسول اللّٰہ وسیرۃ الخلفاء الصالحین (بحا الانوارج:۱۰ ص:۱۲۴ مطوعہ ایران)

وقد ابطل الشیخ القاضی ابوبکر قول الرافضۃ باستخلافِ علی الحسن فقال امّا قول الرافضۃ انہٗ عھدالی الحسن فباطل ماعھد الی احد (اقول کماتدل علیہ روایۃ الامام احمد عن عبداللّٰہ بن سبع قال سمعت علیاً یقول وذکرانہٗ سیقتل قالوا فاستخلف علینا قال لاولکن اترککم الی ما ترککم رسول اللّٰہ ﷺ قالوا فما تقول

لربّك اذاتیتهٗ قال اقوال اللهم ترکتنی فیهم مایدالك ثم قبضتنی الیك وانت فیهم فان شئت اصنحتهم وان شئت اصلحتهم وان شئت افسد تهم [۱] ولكن البیعة للحسن منعقدة وهو أحق من معاویةؓ ومن کثیر من غیره وکان خروجهٗ لمثل ماخرج الیه ابوه من دعاء الفئة الباغیة الی الانقیاد للحق والدخول فی الطاعة فآلت الوساطة الی ان تخلی عن الامرصیانة لحقن دماء الآمة تصدیقًا لقول نبی ﷺ الملحمة حیث قال علی المنبرابنی هذا سیدولعل اللّٰه ان یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین فنفذ المیعادوصحت البیعة لمعاویة ، (العواصم من القواصم :ج۱،ص ۲۰۷)

وهکذا اجتمع شمل المسلمین بعد تفرقهم وتفرغوللحروب الخارجیة والفتوح ونشردعوة الاسلام واعلاء اللوٰیة الرسالة المحمدیة فی اقصی العالم وکان ینبغی ان یسجُدوا فی ایثار الحسن و عقدالبیعة امجادًالایستطیع الغیر مثها ولِلّٰه فی کل شیٔ حکمة فنحن نعدّون بهذاالصلح لحسن مبیّض وجوه المومنین واللّٰه علی کل شیٔ علیم۔

وانا العبد الضعیف سمیع الحق غفرلهٗ ولمن ربّاه
جمادی الثانی ۱۳۸۲ھ یوم الاحد بعد صلوه العشاء
فی ایام الشتاء

---

(۱) مسنداحمد ج ۱، ص ۱۳۰ برقم :۱۰۷۸

ضمیمہ نمبر: ۵

تزویج ام کلثوم بنت علیؓ بعمرؓ مع بعض شواھدہٖ

صرّح المورخون الثقاة باسرھم بتزویج امّ کلثوم بنت فاطمة مع عمر بن الخطاب کالعلامة الطبریؒ فی التاریخ الکبیروابن الحبانؒ فی کتاب الثقاة وابن قتیبةؒ فی المعارف وابن اثیرؒ فی الکامل وابن الکثیرؒ فی البدایة نصّوا جمیعًا علی ان أم کلثوم بنت الفاطمه کانت زوجة عمرؓ وصرّحوا انّھا غیر ام کلثوم الّتی کانت زوجتہٗ من قبلھا (وھی ام کلثوم بنت جرول الخزاعی المعروفة بالملیکة کما صّرح بہٖ ابن الکثیر فی البدایة (ج۱۰،ص:۱۹۶) بروایة الواقدی طلقھا عمر فی سنة ٦ وما اسلمت (الفاروق ج۲ ص۲۱۳)وقال ابن الکثیرؒ فی ذکر ازواج عمرؓ وتزوج ملیکة بنت جرول فولدت لہٗ عبیداللّٰہ فطلقھافی الھدنة وفرق المورخون بینھما ففی ثقات ابن حبان ذکر خلافة عمرؓ ثم تزوج عمرؓ ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب وھی من فاطمه رضی اللّٰہ عنھا ودخل بھافی شھرذی القعدة وفی معارف ابن قتیبة ذکر اولاد عمرو فاطمة وزیدوامھما بنت علی بن ابی طالب من فاطمة بنت رسول اللّٰہﷺ

وقد فصّل ابن اثیرؒ فی کتابہٖ "اسد الغابة فی احوال الصحابة" سیرتھا وتزویجھامع عمر واوثق من جمیع ذلک مافی صحیح البخاری اصحّ الکتب تحت ادیم السماء بعد کتاب اللّٰہ تعالیٰ (مع رغم منکری الحدیث المخذولین خذلھم اللّٰہ تعالی) ان عمر وزّع المرط فی النساء مرة فبقی واحدٌ وترددعمر فیمن یعطیھا فقال لہٗ رجلٌ یاامیر المومنین اعطِ ھذابنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم الّتی عندک یریدون ام کلثوم(الروایة بالمعنی صحیح البخاری باب الجھاد ص ۴۰۳)

ومـمّـا نـصّ بہٖ المورخون ان صداقهافی تزویج عمر كانت اربعین الاف درهم وولدت لها من عمرؓ زیدؓ ورقیة وكانت وفات زید بقتلہٖ خطاءً وذلك یوم ماتت امّه ام كلثوم (رحمة للعالمین ج:۲ ص۱۲۶، الفاروق:۲ ص:۲۱۳) وقد بسط المؤرخ الشهیر العلامة شبلی النعمانیؒ الهندی الكلام فی ذلك فلیراجع الی كتابہٖ الجلیل "الفاروق ج۲" ونكحها عمر تشرفًا وتكرمًا بقرابة النبیﷺ وصلة بہٖ۔

ومن ناحیةٍ اخریٰ

وامّا الرافضة فكابروا وتسامحوا فی ذلك علی حسب عادتهم فمن المعاندین منهم من تعامموا وا نكروا تلك الحقیقة الثابتة ومنهم من لم یجترؤوا علی الانكارولكن قالوا انها كانت بظلم من عمر وقهرٍ وغلبةٍ ومنهم من اعترفوا برضا علیؓ ورغبةٍ فی ذلك ولكن قالوا ان علیًا اراد بذلك القرابة اصلاح غلظة عمر وفظاظتہٖ (والعیاذباللّٰه) كمایدل علیه مانقلہٗ العلامة الشوستری فی "مجالس المومنین" عن كتاب مشقی للسید مرتضی من قول ابی الحسن علی ابن اسماعیلؒ پرسیدند کہ چرا آں حضرت علیؓ دختر بہ عمر بن الخطاب داد، گفت بواسطہ آنکہ اظہار شہادتین می نمود بہ زبان واقرار فضل حضرت امیرؓ می کرد ودر آں باب اصلاح غلظت وفظاظت اونیز منظور بود (بحوالہ نصیحة الشیعة ج اول ص ۱۳۹ از مولانا عبدالشکور لکھنویؒ)

فواسفًا علی الشیعة كیف بهتوا علی الامیر علیؓ وهو اسد اللّٰه تعالی بان یغضب بنته وهولا یدافع ولا یحسّ بل یغتنم غصب عمرؓ بان یصیر بذلك ختنہٗ فلایجبر بعد ذلك علیه وكیف یكون الغصب والجبر من عمر وهو علی اقوال الشیعة كان ترتعد وتخاف وتضطرب كلمّا رأی علیا فی الشوارع اوالطریق كمافی حیات القلوب علی بن ابراہیم از ابو واثلہ روایت کردہ است کہ گفت روزے با عمر بن الخطاب براہے می رفتم ناگاہ اضطرابے دراو یافتم وصدائے از سینہ او شنیدم

مانند کسے کہ ازترس مدہوش شود گفتم چہ شد ترا اے عمر! گفت مگر نمی بینی شیر بیشۂ شجاعت راومعدن کرم وفتوت راوکشندۂ طاغیان وباغیاں اوزنندۂ شمشیر وعلمدار صاحب تدبیر راچوں نظر کردم علی بن ابی طالب رادیدم (حیات القلوب:ج ۲، ص۳۴۷) فالحق ان القرابة بين عمر وعلى كان بصلة الاسلام وصلة الرسول عليه السلام لابجبرٍ وغضبٍ من الفاروق ولابخوفٍ وطمع من المرتضى وهكذافازعمر بمزية قرابة الرسول ﷺ وصار ختنًا للنبى عليه السلام بواسطة ام كلثوم بنت الفاطمةؓ كما تشرفّ بصهرة الرسولؐ بواسطة الحفصةؓ، فعلّى يزوجهٗ البنت واتباعُ علي يبغضونهٗ لقد عتواعتوًاً كبيرا

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

مصرحات ائمة الشيعة

ولنذكرنبذة من مصرّحات كتب الشيعة المشهورة تكون حجة قاطعة على المعاندين وشهادةً كاملة لمزيّتهٖ العالية والهداية من الله ـ

☆ عن جعفر عن ابيه قال ما تت ام كلثوم بنت على وابنهازيد بن عمر بن الخطاب فى ساعةٍ واحدةٍ (تهذيب الاحكام ص:۳۸۰)

☆ ان عليا عليه السلام لمّا مات عمراتى ام كلثوم فاخذبيدها فانطلق بها الى بيتهٖ (فروع كافى ج۲ ص:۳۱۱)

☆ جناب ام کلثوم کبریٰ دختر فاطمۃ الزہرا درسراء عمر بن الخطاب بوداز وے فرزند بیاورد چوں عمر مقتول شد محمد بن جعفر بن ابی طالب اورا درحبالہ نکاح خود آورد

(ناسخ التواریخ باب تزویج ام کلثوم بعمر بن الخطاب ص:۴۷ تا۶۷)

☆ ام کلثوم کبریٰ دختر فاطمۃ الزہرا در سراء عمر بن الخطاب بود از وے فرزند زید تولد شد۔ (تاریخ مظفری ص٤٧ تا ٤٨)

☆ علامة الشیعة نوراللّٰہ الشوستری یصرح بان النکاح کانت برضاعلی وتسلیمہ حیث قال اگر نبی دختر بعثمان داد وعلی دختر بعمر فرستاد (مجالس المومنین ص٨٩) وغیر ذلك من روایاتھم وتصریحاتھم انظروا کتبھم

☆ الاستیصاء ص١٨٤ ج٣

☆ تھذیب الاحکام ج٢

☆ علل الشرائع والاحکام ص٧٣

☆ دمع الھتون ص١٨٤

☆ ایضًا ص١٦١

واللّٰہ اعلم وعلمہٗ اتم

العبد المذنب

سمیع الحق غفرلہٗ

ضمیمہ نمبر: ۶

صهرية عثمانؓ وكونهٗ زوج بنتي النبي ﷺ

نبذةٌ ممّا صرح بهٖ كتب الشيعة

ان من الشيعة من ينكرون ختنية عثمان للنبي عليه السلام ويزعمون ان رقية وام كلثوم ماكانتا من بنات خديجة من النبي عليه السلام بل من زوجها الاول ولكن ذلك مما تابى عنه الاحاديث الصحيحة والاخبار المتواترة ويخالفه ظاهر النص حيث قال الله تعالى يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (الاحزاب:۵۹) اقل الجمع ثلثة ولنذكر عدة اقوال من كتب ائمة الشيعة ليكون ردًّا لاقوالهم الكاذبة وفضيلةً فاخره لذي النورين عثمان رضي الله عنهٗ ففي نهج البلاغة من قول علي لعثمان بعد ذكر مناقبهٖ الكثيرة وقد نالت من صهرهٖ مالم ينالا (اي الشيخينؓ) (شرح ابن ميسم مطبوعه ايران ج ۲۱) فثبت من كلام الاميرؓ صهرية عثمان وانها فضيلةٌ فضل بها الاميرؓ عثمان على الشيخين وكتب الملاّ باقر المجلسي في حيات القلوب (ج ثاني باب پنجاه ويکم) نقلاً عن قرب الاسناد بسندٍ معتبر عن الامام الصادقؒ ان ام كلثوم ورقيه كانتا من بطن خديجة من بنات النبي عليه الصلوة والسلام وكذا روىٰ ابن بابويه بسندٍ صحيح انهما كانتا من بنات النبي عليه السلام ثم قال ان المشهورمن بناتهٖ الاربعةً الاولىٰ زينب ثم ام كلثوم ثم رقيه ثم كتب مانصّه "جمع از علماء خاصہ وعامہ را اعتقاد آنست کہ رقیہ وام کلثوم دختران بودند از شوہر دیگر وبعضے گفتہ اندکہ دختران ہالہ خواہر خدیجہ بودہ اند برنفی ایں دوقول روایات معتبرہ دلالت می کنند" وقد افترىٰ

الـمـلاباقـر حيـث نسـب القول الاول الى العامة اى اهل السنة وفى اصول الـكـافـى لـلشيـخ ابـى جـعـفـر مـحـمـدبـن يـعقوب الكلينى م۳۲۲ھ باب مولدالنبى ﷺ(ص ۲۷۸) ان الـنبـى عليه السلام نكح مع خديجة وقبل البعثة ولـدت من النبى ﷺ (۱) الـقاسـم (۲) والرقية (۳) وام كلثوم (٤) وزيـنـب وبعد البعثة ولـدت لـهٗ الطيب ، والطاهر والفاطمة وكذلك صرح الخليل قزوينى فـى كـتـابـهٖ الصافى شرح الكافى بـقولهٖ "زاده شد برائے اواز خدیجہ پیش از رسالت اوقاسم ورقیہ وزینب وام کلثوم۔ وفى حيات القلوب (ج۲ص۷۱۸تا۷۲۸) وسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است فاطمہ را آنحضرت علیہ السلام بامیر المومنین علی تزویج نمود بعثمان بن عفان ام کلثوم راوبعد از وحضرت رقیہ راباوتزویج نمود: وقال صاحب حيات القلوب فى مـوضع آخر (ص:۲۳۰ باب نمبر:۲۵) واز جملہ آنہا (اى مـن مهـاجرى الحبشة) عثمان بودورقیہ دختر حضرت رسول ﷺ کہ زن اوبود: ونـقـل صـاحـب تهذيب الاحكام فى ادعيتهٖ فـاطـمـة قـولها اللهم صل على رقية بنت نبيّك (ج:۱ ص:۱٥٤ وكذافى استبصارج ۱ ص ۲٤٥) وفى تذكرة المعصومين (مطبوعه يوسفى دهلى ۱۹۱۹ ء) وامّا تزويج خديجة رضى اللّٰه عـنهـا وهوابن لبضع عشرين سنة فولدت لهٗ منهاقبل مبعثهٖ رقيه وام كلثوم وغيرذلك مـن الـروايـات الـمتواترة عند الشيعة لايابئ منه الّا معاندٌ زنيمٌ وتزويج النبى ﷺ اياه بـنتيـه دليلٌ واضحٌ على ايمانهٖ الكامل وتقواه وان النبى عليه السلام يحبّهٗ حبًّا شديدًا ولـو كـان عثـمـان كـمـافـرضـهٗ الشيعة (والـعيـاذ بـالـلّٰه) لمااتصلّه النبى فى قرابتهٖ ولـمـالـقـب "بـذوالـنورين" الى يوم القيامة والفضل بيداللّٰه ولو كرهٗ المبطلون واللّٰه يهـدى مـن يشـاءُ الى صراط مستقيم والصلوة على سيد الورىٰ وعلى آلهٖ واصحابهٖ ذى الدرجات العلى

عبدهٗ الجانى محمد سميع الحق الحقانى

ستره اللّٰه بستره الجميل

حفاظت واشاعت قرآن مجید

حفاظت قرآن کی فضیلت واہمیت پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے یہ خطاب قاری محمد امین صاحبؒ کی دعوت پر مدرسہ عثمانیہ محلہ ورکشاپی راولپنڈی کے جلسہ تقسیم اسناد میں فرمایا جسے مولانا محمد صدیق کیمبلپوری شریک دورۂ حدیث دارالعلوم حقانیہ نے ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے نقل کر کے مرتب کیا اب شامل خطبات کی جارہی ہے۔ (س)

کلمات تشکر

خطبہ مسنونہ کے بعد!

میرے محترم بزرگو! میں حضرت قاری محمد امین دامت برکاتہم کا ممنون ہوں کہ مجھ بیمار کو تقریباً دو سال بعد یہ پہلا اجتماع ہے جس میں انہوں نے مجھے حاضری کا حکم دیا اور میں نے اپنے لئے ان کا حکم بجالانا باعث سعادت سمجھا۔

قرآن کریم جنت کا پاسپورٹ اور ویزہ ہے

میرے محترم بزرگو! میری اس آواز کی کمزوری کی وجہ سے آپ محسوس کریں گے کہ کسی خاص تقریر کا مقصد نہیں ہے نہ میں اس کا اہل ہوں یہ مشتے نمونہ از خروارے جو بعض حفاظ کی دستار بندی ہوئی ہے اور ان کو خلعت عطا فرمایا محلے والوں نے اور انشاء اللہ آئندہ رات کے اجلاس اور دوسرے اجلاسوں میں بھی دستار بندی ہوگی، یہ دستار

بندی اور یہ عزت، آپ کہیں گے کہ اس میں ان کو کیا فائدہ ہوا؟ نہ ڈپٹی کمشنر بنے، نہ تحصیلدار بنے، نہ سیکرٹری، نہ وزیر بنے، یہ کیا چیز ہے جس کیلئے آپ نے ہمیں جمع کیا ہے اور ان نوجوانوں کو مبارک باد دی ہے؟ تو میرے محترم بزرگو! میں آپ سے مختصراً عرض کرتا ہوں کہ آپ یہاں سے یعنی پاکستان سے جب سعودی عرب جائیں گے، قطر جائیں گے، بحرین جائیں گے، شام جائیں گے تو کیا آپ بلا پاسپورٹ اور بغیر ویزے جا سکتے ہیں؟ نہیں چاہے آپ کتنے ہی بڑے آدمی کیوں نہ ہوں لیکن جب تمہارا پاسپورٹ نہیں ویزا نہیں تو آپ سعودی عرب نہیں جا سکتے، حج کیلئے بھی نہیں جا سکتے، عمرے کیلئے بھی نہیں جا سکتے جب تک کہ پاسپورٹ نہ ہو، میں نے آپ کے پنڈی میں ابھی سنا ہے کہ ایک کنال زمین دو لاکھ روپے میں بکتی ہے۔

جنت الفردوس جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی اس کی ایک اینٹ سونے اور ایک چاندی کی ہے اور ہر جنتی کو اس دنیا سے اضعافاً مضاعفاً زیادہ وسیع مکان ملے گا، وقت نہیں ہے کہ میں آپ کے سامنے تفصیل سے عرض کروں لیکن انشاء اللہ جو سب سے آخر میں داخل ہونے والا جنتی ہے اس کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ تبسم فرمائیں گے اور راضی ہو کر کہیں گے کہ میرے بندے! تو کیوں خفا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ جنت بھری ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جا تجھے میں نے جنت دی ہے اور اس میں دنیا سے کئی گنا زیادہ جنت میں جگہ تمہیں دے دی۔

اللہ ہم سب کو نصیب فرمائے تو میں آپ سے عرض کر رہا تھا کہ ایک کنال زمین تو آپ دو لاکھ روپے میں خریدتے ہیں تو جنت کی یہ زمین کیا بغیر پاسپورٹ اور بغیر ویزے مل سکتی ہے؟ ذرا آپ سوچیں تو یہ کھلی بات ہے کہ یہ بھی زمین ہے وہ بھی زمین ہے وہاں بھی اسلامی حکومت ہے اور یہاں بھی اسلامی حکومت ہے لیکن ہمیں بغیر پاسپورٹ جانے کی ہمت نہیں ہوسکتی تو میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ یہاں سے لے

کر عرش تک سب کچھ یہ دنیا میں حساب ہوتا ہے اور عرش کے نیچے، عرش کے سائے کے نیچے جنت اور خصوصاً جنت الفردوس اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو عطا فرمائے کیا وہاں بغیر پاسپورٹ کے جائیں گے، بغیر ویزے کے جائیں گے؟ ذرا آپ سوچیں وہاں بغیر پاسپورٹ اور بغیر ویزے کے نہیں جاسکتے تو اس کے لئے یہ دنیا کا پاسپورٹ اور ویزا کام نہیں دے گا۔

جنت کے درجات قرآن کریم کے بقدر آیات

حدیث شریف میں آتا ہے کہ مسلمان کو جنت کے دروازے پر کھڑا کر دیں گے، آگے مکانات ہیں، جنت کے درجات ہیں قرآن مجید کی جس قدر آیتیں ہیں اس قدر جنت کے درجے ہیں، فرض کیجئے جس طرح بعض قراء کا آیات کے بارے میں خیال ہے تو جنت کے ۶۶۶۶ درجے ہیں تو جتنی آیتیں ہیں قرآن مجید کی ہر آیت کے مقابلہ میں آپ کے لئے ایک درجہ ہے تو آپ نے اگر دس آیتیں پڑھ لیں تو دس درجے ملیں گے اور اگر آپ نے ایک سو آیتیں پڑھ لیں تو آپ کو سو درجے ملیں گے۔

پاسپورٹ ہے نا آپ کے پاس کہ نہیں ہے؟ اور جس کے پاسپورٹ نہ ہو وہ دروازے پر کھڑا رہے گا اسے کہا جائے گا کہ پڑھ! تو وہ کہے گا ہاں جی بتاؤ ویزا بتاؤ پاسپورٹ یعنی وہ پاسپورٹ تو قرآن ہے یہ دنیا کا پاسپورٹ کام نہیں دے گا جنت کا جو پروانہ ہے وہ اللہ کے نزدیک قرآن مجید کی آیات مبارکہ ہیں جتنی آیتیں آپ نے پڑھیں یا سب آیتیں آپ نے پڑھیں تو سب سے اعلیٰ درجہ جنت الفردوس میں آپ کو مل جائے گا، اللہ سب کو نصیب فرمائے اور اگر تھوڑی آیتیں پڑھیں تو جہاں تمہاری قرأت ختم ہوگی وہاں تمہارے لئے جنت کا درجہ متعین کر دیا جائے گا۔

دین کے تعلیم یافتہ بڑے باادب ہوتے ہیں

میرے محترم بزرگو! یہ کہ آپ نے دنیا میں ایک بڑا عہدہ اگر سنبھال لیا تو کیا

وہ صاحب قابل رشک ہے یا یہ نوجوان علماء جنہیں قیامت کا پاسپورٹ ملا اور پاسپورٹ بھی وہ جو اعلیٰ ترین درجے میں جانے کیلئے جو پاسپورٹ ہے وہ ملا اب بتایئے! کہ کون کامیاب ہے؟ یہ کامیاب ہوئے یا وہ جو دنیوی تعلیم میں مہارت حاصل کر چکا ہے۔

دنیوی تعلیم والوں کے ہاں والدین کی بے قدری

فرض کیجئے کہ ایک شخص نے بی اے یا ایم اے کر لیا اور ڈی سی بن گیا یا سیکرٹری بن گیا تو آپ کے ہاں تو مجھے معلوم نہیں لیکن ہمارے ہاں یہ واقعہ ہوا کہ ایک شخص نے اپنے بچے کو دینی تعلیم کی بجائے دنیاوی تعلیم دلائی، اعلیٰ ڈگری حاصل کر لینے کے بعد وہ ڈی سی بن گیا، ایک روز اس کا باپ اسے ملنے کے لئے گیا پھٹے پرانے اور میلے کچیلے کپڑے پہن رکھے تھے جیسے دیہاتوں میں ہوتا ہے دروازے پر کھڑا ہے، پولیس نے اسے روک لیا کہ تم کون ہو؟ ڈی سی کی نظر پڑ گئی کہ یہ تو میرا باپ ہے، کھدر کا کرتہ اور پاجامہ پہن رکھا ہے، پرانی وضع کا آدمی ہے، غیر مہذب ہے تو یہ لوگ میرا مذاق اڑائیں گے تو اس نے چپڑاسی سے کہا کہ اس آدمی کو باہر بیٹھاؤ، یہ ہمارے گھر کا نوکر ہے اور کہو کہ صاحب فارغ نہیں ہیں وہ بھی بڑا حاضر جواب تھا، اس نے دروازے سے آواز دے کر کہا، ہاں میں تیری ماں کا نوکر ہوں یہ کہہ کر چل دیا۔

مدارس دینیہ کے طلباء اور والدین کی خدمت

میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ ادب دینداروں میں ہے یا بے دینوں میں، ظاہر بات ہے کہ قرآن مجید پڑھنے والا جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ پہلے میری نعمتوں کا شکر ادا کرو پھر ماں باپ کا، اور ماں باپ کے قدموں کے نیچے جنت ہے اب یہ بتائیں کہ وہ باپ جس کے یہ بیٹے ہیں جن کی سرپرستی آپ حضرات نے کی ہے، آپ کا بھی اس میں حصہ ہے، حضرت قاری صاحب دامت برکاتہم، تمام محلے والوں اور مدرسے والوں کا اس میں حصہ ہے، بھلا

بتایئے! کہ اس نے جو یہ کہے گا کہ جب بڑا آدمی بن جائے کہ ہمارے گھر کا نوکر ہے، یہ کہنے پر کہ یہ میرا باپ ہے وہ نادم شرمندہ ہوتا ہے کیا اس نے کمال حاصل کرلیا یا وہ جو باپ کو دیکھ کر باپ کے قدموں پر گرنے لگتا ہے اور ماں کے قدموں پر گرنے لگتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ جنت مجھے یہیں سے ملے گی۔ میں عرض کرتا ہوں آپ حضرات اور ہمارے پاس اس کی قدر نہیں۔

عالمگیرؒ اوران کے والد کے درمیان رنجیدگی قرآن نے دور کردی

دیکھونا! یہ غالبًا عالمگیرؒ جو ہندوستان، ہرات، کابل اور یہ تمام بنگلہ دیش اور یہ علاقے سب اس کے زیر حکومت تھے، دہلی دارالحکومت ہے، عالمگیر سے انکے والد صاحب (شاہجہان) کی رنجیدگی اور ناراضگی پیدا ہوئی اب یہ عالمگیر وہ شخص ہے جس کو بارہ ہزار احادیث مع السند یاد ہیں بارہ ہزار احادیث، اور اتنا بڑا آدمی تھا کہ تمام ملک کے بڑے بڑے چالیس علماء انکے ساتھ بیٹھ کر وہ کھانا کھاتا تھا اور صبح سے لے کر دوپہر تک جتنے مسائل پیش ہوتے ان کے سامنے پیش کر دیتا ہے کہ اس کا حکم کیسا ہے؟ اور اس طرح رات کے وقت میں ان سے تمام دن کے مسائل کو شریعت کی میزان میں تولنے کیلئے ان چالیس علماء کے سامنے پیش کیا کرتا تھا، اس نے ایک کتاب مرتب کی، جو ہندوستان کے قوانین تھے اس وقت پاکستان ہندوستان یہ سب ایک ملک تھا اس کا نام عالمگیری تھا اس کو فتاویٰ ہندیہ بھی کہتے ہیں۔

وہ شخص چونکہ باپ اس سے ناراض ہے اب وہ عالم ہے عالمگیرؒ، اس نے یہ سمجھا میرے روزے، میری نماز، میرے حج، میری زکوٰۃ میری تمام نیکیاں اس وقت فائدہ مند ہوں گی جب باپ خوش ہو، اب اس نے چاہا کہ باپ کو خوش کروں، کس طریقے سے خوش کروں؟ اس نے بڑی کوشش کی، جرگے بھیجے پھر اس کے بعد ہدایا اور

تحائف بھیجے لیکن باپ نے کہا کہ میں اس سے منہ نہیں لگاؤں گا وہ بادشاہ تھا اب عالمگیر نے اپنے بیٹے کو قرآن مجید یاد کرایا، یہ تو خود انڈیا کا بادشاہ تھا تو وزیر سے کہا کہ میرے باپ کو جا کر خوشخبری سنانا کہ تمہارے پوتے نے قرآن مجید یاد کرلیا ہے وہ کیا اثر لیتا ہے اس بات پر؟ جیسا کہ آپ حضرات تشریف فرما ہیں اس خوشی میں کہ چند نوجوانوں نے قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ یاد کرلیا ہے تو اس خوشی میں ہم بیٹھے ہیں، تو وزیر سے کہتا ہے کہ جا میرے باپ کے سامنے یہ بشارت دینا کہ تیرے پوتے نے قرآن مجید کو یاد کیا ہے اس نے یہ بات سن لی، چارپائی پر پڑا تھا، بادشاہ تھا، قالینوں کے درمیان نظر بند تھا، اس نے بات کو سن کر کہا، اچھی بات ہوگئی یہ تو میرے پوتے نے قرآن یاد کرلیا اچھی بات ہوگئی خوشی ہے، بس اتنا کہہ دیا اور وہ وزیر اعظم واپس چلا گیا تو عالمگیر کہتا ہے کہ میرے باپ نے کیا اثر لیا ہے؟ تم نے خوشخبری جب اس کو سنا دی تو اس نے جواب میں کہا کہ اس کا کوئی خاص اثر نہیں لیا ہے ویسے اس نے کہا اچھی بات ہوگئی۔

جنت میں حافظ قرآن کے والدین کے لئے تاج

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جس شخص نے قرآن مجید کو یاد کیا جس لڑکے یا لڑکی نے قرآن مجید کو یاد کیا اس کے باپ کے سر کے اوپر قیامت کے دن تاج رکھا جائے گا، یہ لفظ ہے ماں، باپ کا تو اب عالمگیرؒ کے والد نے یہ تو خوشی ظاہر کی کہ میرے پوتے نے قرآن شریف کو یاد کرلیا ہے لیکن جو مقصد عالمگیر کا تھا وہ پورا نہ ہوسکا، وہ سمجھ گیا اور قرآن شریف یاد کرنے لگا دیکھئے! اسے بارہ ہزار حدیثیں یاد ہیں، ایسے بھی گذرے ہیں سلاطین اور عالمگیری جیسی کتاب بھی تالیف کرائی اور ملک کا نظام بھی چلاتا ہے، قرآن شریف یاد کرنے لگا تو اس نے قرآن شریف کو یاد کرلیا اس نے پھر وزیر سے کہا جاؤ میرے والد سے کہہ دینا کہ عالمگیر نے قرآن شریف یاد کرلیا ہے، انہیں خوشخبری سنانا وہ جا کر عرض کرتا ہے کہ حضرت! تیرے بیٹے عالمگیرؒ نے قرآن یاد کرلیا ہے، اس

نے کہا اچھا، وہ تو بادشاہ ہے ملک کا، اتنے بڑے نظام کو وہ چلا رہا ہے، قرآن شریف اس نے کیسے یاد کرلیا ہے؟ تو وزیر اعظم نے کہا کہ حضرت آپ امتحان لے لیں قرآن شریف میں لے آؤں گا اور اس کو بھی بلالوں گا اگر اجازت ہو تو جہاں بھی آپ امتحان لینا چاہیں لے لیں کہ یاد ہے یا نہیں؟ تو اس کو یقین ہوگیا کہ عالمگیرؒ نے قرآن شریف یاد کرلیا ہے تو باپ پہلے لیٹا ہوا تھا تکیہ لگائے ہوئے پھر بیٹھا اور بیٹھ کر ہنسنے لگا خوش ہونے لگا اور اس نے کہا کہ جا میرے بیٹے سے کہہ دینا کہ میں نے تجھ کو معاف کر دیا ہے، جب تم نے قرآن پاک یاد کرلیا تو میں نے بھی تمہیں معاف کر دیا، وہ ویسے نہیں کہتا تھا، وہ اس بنا پر کہ عالمگیرؒ کا باپ یہ سمجھ رہا تھا کہ اس کے بیٹے نے قرآن کو یاد کرلیا ہے تو قیامت کے دن اس قرآن شریف کی برکت سے میرے سر پر تاج رکھا جائے گا اس کا ایک ایک موتی آفتاب کے نور سے بھی زیادہ منور ہوگا جس بیٹے کی برکت سے چاہے اس نے اس کے ساتھ کچھ ناچاقی کی باتیں کی ہوں لیکن اس کی برکت سے مجھے جنت جانا ہوگا اور قیامت کے دن جواہرات کا تاج میرے سر پر رکھا جائے گا تو میں جب اس کی برکت سے اتنا اونچا ہوتا ہوں تو میں اس کو کیوں نہ بخشوں، تو کہا میں نے بخش دیا۔

حفاظ کے والدین کی خوش قسمتی

کتنی بڑی بات ہے جوان بچوں کی، ان نوجوانوں کی ہم نے دستار بندی کی اور آپ کے محلے نے کوشش کی تو یہ بتائیں کہ یہ بہتر ہے یا وہ ڈی سی جو کہتا ہے کہ یہ میرا نوکر ہے وہ بڑا ادب جو کرے گا تو کہے گا کہ یہ ہمارے محلے کا پرانا آدمی ہے اتنا ہی کہہ دے گا، آپ خوش ہوں گے، وہ ڈی سی یا سیکرٹری یا وزیر بن کر بھی آپ کو کہے کہ میرا بڑا بھائی ہے، یا میرا والد ہے، خوش قسمتوں کو یہ بات ملتی ہے لیکن ان بچوں نے جو چیز حاصل کی وہ کتنی بڑی چیز ہے۔

غیاث الدین بلبنؒ کے تمام خدام حافظ قرآن تھے

دیکھو میرے بھائیو! یہ غیاث الدین بلبن بادشاہ جو گذرا ہے اس کا حکم تھا کہ میرے گھر میں جس قدر خادمائیں اور کنیزیں ہوں حافظ القرآن ہوں، آٹا بھی جو گوندھے وہ بھی حافظ القرآن ہو، ہانڈی پکائے تو وہ بھی حافظ القرآن ہو تو ایسے لوگوں کو اپنے پاس رکھتا تھا تا کہ ان کے حفظ کی برکت سے مجھے اور ملک میں ترقی ہو۔

اب یہ بتائیں کہ ان نوجوانوں نے جو کچھ حاصل کیا یہ ماں باپ کیلئے تاج کا سبب بنے گا یا نہیں؟ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حافظ کے ماں باپ کے سر پر تاج رکھا جائے گا تو گویا اس حافظ کو جو خلعت آپ محلے والوں نے دیا تو اللہ ان کو بھی جنت کا خلعت عطا فرمائے گا، جب باپ اور ماں کے سر پر تاج رکھا جائے گا، تو بیٹا جو حافظ قرآن ہے اور بیٹی جو حافظ قرآن ہے اس کو کیا کچھ ملے گا؟ اس کو تو بہت بڑی نعمت ملے گی اس کو تو بہت بڑی چیز ملے گی۔

حفظ قرآن ایک عظیم نعمت

میرے محترم بزرگو! یہ نعمت یہ قرآن کی برکت سے حاصل ہوتی ہے یہ ٹھیک ہے کہ ہمیں اپنی اولاد کے اوپر زراعت، صنعت، حرفت، ملازمت اور تجارت وغیرہ ان چیزوں کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے ہم اس کے مخالف نہیں ہیں لیکن میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ فانی ہے، اس کا فائدہ کوئی مستقل فائدہ نہیں ہے اور جو باقی چیز ہے باقی کا فائدہ یہ ہے کہ جن بچوں نے قرآن شریف یاد کر لیا حفظ، تجوید اور دونوں نعمتیں اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرمائیں، یہ سب سے بڑا احسان ہے، اس کے علاوہ دیکھئے قبر میں ہم اور سب اکیلے ہوں گے۔

قبر میں حضورﷺ کی زیارت

اکبر بادشاہ گذرا ہے، اکبر بادشاہ بڑا ملحد تھا، لیکن اس زمانے کے ملحد بھی عجیب تھے، اس ملحد کے دماغ میں یہ چیز آئی کہ یہاں جو بجلی اور لالٹین موجود ہے، قبر میں کیا ہو گا؟ اندھیرے میں تو بادشاہ کی طبیعت پریشان ہو گئی تو تمام وزراء پریشان ہو گئے ہر ایک نے کچھ نہ کچھ تدبیر بتائی تو ان میں ایک وزیر تھا، بیربل، اس نے آکر بادشاہ سے کہا آپ کو چند دن سے ہم دیکھتے ہیں بڑے مغموم ہیں کیا بات ہے؟ اُس نے کہا بات یہ ہے کہ مروں گا، مرنے کے بعد قبر میں اکیلا رہوں گا، روشنی بھی نہیں ہو گی، اندھیرا ہو گا کیا کریں گے؟

ہندو بیربل بھی انوارِ نبویﷺ سے آگاہ

بیربل نے اکبر کو کہا کہ حدیث شریف میں آتا ہے مسلمان کی قبر میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف مبارک فرشتے کرائیں گے کہ ماتقول فی ھذالرجل اس ذات اقدس کے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟ اب عاشق تو جانتا ہے محبوب کو، تو عاشق قبر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک بارونق کو دیکھ کر لپٹ جائے گا، کہے گا کہ کاش دس برس پہلے مرتا حضورﷺ کا دیدار کر لیتا تو بیربل نے اسے تسلی دی کہ تو تو مسلمان ہے اور تجھے معلوم نہیں کہ قبر میں انوار و برکات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کے آئیں گے تو تاریکی تمہارے اوپر نہیں ہو گی یہ تھا ایک ہندو بیربل اور ایک ملحد اکبر بادشاہ، وہ ملحد اس لئے تھا کہ اس نے سکھوں، ہندوؤں، عیسائیوں، پارسیوں اور مسلمانوں سب کا مجموعہ ملا کر ایک مذہب بنایا تھا تاکہ میری حکومت اور میرے خاندان کی حکومت باقی رہے تو وہ تھا ملحد لیکن کم از کم اتنی فکر تو تھی کہ قبر میں کیا کروں گا؟

قرآن اور عذاب قبر سے حفاظت

میں آپ سے عرض کرتا ہوں صحیح حدیث میں آتا ہے کہ جب آپ اور ہم قبر میں جائیں گے۔تو یہ فرشتے چاروں طرف گرز لے کر آئیں گے،فرشتے آئیں گے، ایک سر کی طرف،اس طرف سے پوچھا جائے گا کہ تو کون ہے؟ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا تھا؟ تیرا رسول کون ہے؟ ظاہر بات ہے یہاں معمولی ممتحن کو جواب دینا مشکل ہو جاتا ہے وہاں کیا حالت ہوگی؟ تو اب وہاں سے سر کی طرف سے جو قرآن پڑھنے والا تھا دنیا میں تو وہ قرآن شریف باہر آئے گا اور وہ یہ کہے گا کہ اس طرف سے تو انہیں نہ مار میں نے اس کے دماغ میں جگہ پکڑی ہے تو اس طرف سے وہ فرشتہ ہٹ جائے گا تو دائیں جانب کھڑا ہوگا،دائیں جانب سے جب وہ مارے گا تو نماز جو ہے دائیں جانب وہ کھڑی ہو کر اس کو کہے گی اس کو مت مار کیونکہ اس نے جمعہ کی نماز پڑھی ہے اور نمازوں میں شریک تھا اس کو مت مارنا وہ سامنے سے ہٹ جائے گا،پھر بائیں جانب سے فرشتہ جب اس سے پوچھے گا اور جب مارے گا اس کو تو روزہ سامنے آئے گا کہ اس کو مت مارنا اس نے تہجد پڑھی ہے،اس نے کھڑے ہو کر تہجد پڑھی ہے۔

قبر میں روشنی کا ذریعہ قرآن

اب یہ بتایئے کہ قبر میں روشنی کا ذریعہ قرآن ہے یا نہیں قبر میں یہ بجلی پنکھا کچھ بھی نہیں ہوگا یہ روشنی نہیں ہوگی،قرآن کی روشنی ہوگی اور یہ نماز کی روشنی ہوگی۔ روزے کی روشنی ہوگی اور تہجد کی روشنی ہوگی لیکن یہ دنیوی روشنیاں جو ہیں، یہ تو نہیں ہوں گی۔تو اب جس نے قرآن مجید یاد کر لیا تو وہ کتنا بابرکت ہے کہ قرآن کی روشنی میں قبر میں لیٹے گا اور قرآن سر کی جانب آکر سپاہی کی طرح کھڑا ہو کر اس کی حفاظت کرے گا تو اب بتایئے کہ یہ شخص قابل مبارک باد ہے یا نہیں؟ اس نے اپنے لئے قبر کی زندگی بھی منور کر لی اور میں کیا عرض کروں۔محترم دوستو! آپ کا عزیز وقت میں لیتا

نہیں یہ مدرسے کی برکت ہے یہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں، یہ مدرسے کی برکت ہے دیکھئے نا آپ کو معلوم ہے کہ جس وقت اس ملک میں انگریز آیا تھا، اس نے پہلے علماء اور دیندار لوگوں کو پھانسی دی اور پھانسی کے ذریعے سے جب وہ اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہوا تو اس نے یورپ سے پادریوں کو بلایا اور ان کو کہا کہ تم ان مولویوں کو چیلنج دے کر اپنے مقاصد میں مقابلہ کرنا۔

مغرب کے تسلط کا مقابلہ، مدرسہ سے

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے ساتھ شاہجہان پور اور دوسری جگہوں میں مناظرہ ہوا، اس میں بھی مخالفین نے شکست کھائی لیکن لاکھوں دینداروں کو انگریز نے قتل کیا تو اس وقت چند بزرگوں نے جس میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ، حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ اور دوسرے بزرگوں نے کہا کہ مدرسے کی بنیاد اب رکھنی چاہیے، ہمارے پاس فوجی طاقت نہیں ہے اور توپیں نہیں ہیں، بندوق نہیں ہے اور اکثر دیندار شہید ہو گئے، اب ہم مدرسے کی بنیاد رکھتے ہیں تاکہ اس میں چند بچوں کو، چند نوجوانوں کو پڑھایا جائے تو وہاں ایک مدرسے کی بنیاد رکھی اس میں ایک استاد اور ایک شاگرد تھا استاد کا نام بھی محمود اور شاگرد کا نام بھی محمود،

ترجمہ قرآن کی خدمت شیخ الہندؒ کی نظر میں

وہ محمود الحسن ایک مدرسے کا طالب علم اور ایک استاد، چند برس گذرے وہ محمود الحسن شیخ الہندؒ کے نام سے ملقب ہوا جو مالٹا میں قید رہے، اسیر مالٹا کے نام سے مشہور ہیں۔ جن کا ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ آج کل بھی الحمدللہ ہر جگہ ملتا ہے حضرت شیخ الہند وہ ہستی ہیں کہ انگریزوں کی رولٹ کمپنی نے کہا کہ تمام ہندوستان میں بغاوت اس مولوی کی برکت ہے، یہ ایک مولوی ہے کہ جس کی وجہ سے انگریز تنگ ہیں رولٹ کمپنی نے تمام

زور حضرت شیخ الہندؒ پر ڈالا وہ جس وقت بڑھاپے میں، آخری عمر میں، آخری وقت میں ہیں، تمام مرید، طلباء اور حکماء ارد گرد جمع ہیں کسی نے کہا حضرت! آپ یہ بتائیں کہ آپ کی زندگی دین کے کاموں میں گذری ہے تو آپ کا کونسا کام ایسا ہے جس پر آپ کو امید ہو کہ اللہ مجھے بخش دے گا کوئی کام تو ہونا چاہئے، ہمارے ہاں ہوشیار لوگ جو ہیں وہ چاہے کتنا ہی خرچ کریں، دس پندرہ روپے گھر میں رکھتے ہیں کونے میں، تاکہ سختی کے وقت کام آئیں تو ہمیں بھی یہ چاہئے کہ ہم سختی کے وقت کیلئے یہ سوچیں کہ ہمارا کوئی دین کا ایسا کام ہونا چاہئے جو وہاں کام دے سکے۔

اور دیکھئے ان مجاہدین کی برکت سے آج ہم آزاد ہیں اور یہ وہ ہستی ہے جس نے تمام عمر انگریزوں کو تنگ کیا، یہ وہ ہستی ہے جس کی عمر جیلوں میں کٹی لیکن وہ کہتا ہے کہ ہاں ایک چیز ہے جس کے اوپر مجھے بھروسہ ہے، قرآن شریف لے کر انہوں نے کہا کہ یہ قرآن شریف جس کا ترجمہ میں نے شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا جو ترجمہ ہے وہ آسان کر دیا ہے، یہ ایک عمل ہے کہ اللہ کے سامنے پیش کروں گا کہ اے اللہ! میں نے آپ کے کلام کی خدمت کی تھی، میں کہتا ہوں کہ اس محلہ والے اور دوسرے جو بھائی مسلمان ہیں، جو علماء ہیں، جو اساتذہ ہیں وہ قابل مبارک باد ہیں اللہ کے سامنے یہ عمل پیش کریں گے کہ یا اللہ! ہم نے ان چند نوجوانوں کو، چند سپاہیوں کو اور چند بزرگوں کو قرآن سکھایا۔

مترجم قرآن شاہ عبدالقادر کی قبر کے انوار

شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے قرآن کی خدمت کی تیس برس تک کہتے ہیں جب ان کا انتقال ہوا، انتقال ہونے کے بعد ایک بزرگ نے غالباً گنج مراد آبادی ہیں، وہ کشف بیان کرتے ہیں کہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ جب دفن ہو گئے دہلی میں ان کی قبر ہے تو چودہ میل کے اندر اندر جتنے اصحاب قبور ہیں، سب سے عذاب اٹھ گیا۔ یہ

قرآن کی برکت ہے، کہتے ہیں چودہ میل اردگرد سے عذاب اٹھا، آپ کہیں گے یہ کیا منطق ہے؟ دیکھو یہ پنکھا ہے یہ آپ کے لئے چل رہا ہے، لیکن وہاں ہوا پہنچتی یا نہیں پہنچتی ہے نا اور وہاں بجلی کی روشنی کو جلائیں تو وہ روشنی باہر صحن کو بھی جاتی ہے یا نہیں؟ جلایا تو آپ نے اپنے لئے لیکن وہ روشنی پہنچتی کہاں ہے اس طریقے سے حضرت شاہ عبدالقادرؒ پر رحمتیں برس رہی تھیں تو اس کی برکت سے چودہ میل کے اندر اندر جتنے اصحاب قبور ہیں ان سے عذاب اٹھ گیا، کتنی بڑی سعادت اور نیک بختی ہے جو آپ حضرات کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے میسر فرمائی۔

دین کی حفاظت مدارس اور مساجد کے ذریعے

میں آپ سے ایک بات خوشخبری کی عرض کرتا ہوں کہ بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان مدارس کی کیا ضرورت ہے؟ میں آپ سے کہتا ہوں کہ انگریز نے ہمارے ملک میں تقریباً دوسو برس تباہی مچائی پھر اس کے بعد جو دور آیا، اس دور میں کتنی تباہیاں اور کتنی بربادیاں ہوئیں لیکن الحمد للہ کہ آج ایک مدرسہ کی آواز پر اتنے مسلمان جمع ہیں اس مسجد میں، یہ ایک آواز پر لبیک ہم نے کہہ دیا اور ہم اور آپ حاضر ہوئے، تو یہ انگریز خود بھی حیران ہوتا تھا کہ لاکھوں، کروڑوں روپیہ، فوج اور مشینیں، توپیں اور ہوائی جہاز اور مشینریاں اور یہ تمام خرچ کیں اور نتیجہ یہ نکلا کہ ایک عالم اور ایک حافظ نے یہ آواز دی، کہ آیئے! آج چند آیتیں قرآن شریف کی سنائیں گے، تو کتنے لوگ جمع ہو جاتے ہیں ایمان باقی ہے یا نہیں؟ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر:۹) اللہ نے اس قرآن کو نازل فرمایا اور وہی اس کی حفاظت کرتا ہے۔

ایمان کی چنگاری، دینی مدارس اور دعوت کی برکت

میں کہتا ہوں کہ اگر آپ پانچ منٹ کے لئے علیحدہ ہو کر سوچیں کہ ہم مسلمان

ہیں کس نے مسلمان کیا ہے؟ ہمارے استاد یہی کہیں گے ہمارے مولوی صاحب نے اور پھر ہمارے باپ نے اور ہمارے باپ کو کس نے مسلمان کیا اس کے باپ کو کس نے مسلمان کیا اس طریقے سے آپ سلسلہ جب چلائیں گے تو آج چودہ سو برس تک ایمان کی جو شمع روشن ہے، یہ مدرسے کے دین کی برکت ہے یا اور کچھ؟ یہ حقیقت میں دین کی برکت ہے یہی ایک نقطہ ہے صحابہ کرامؓ نے جب مکہ معظمہ فتح کر لیا تو وہاں معلوم ہے آپ کو ایک نماز پر ایک لاکھ نمازوں کا اجر ملتا ہے، خانہ کعبہ میں ایک نیکی کا اجر ایک لاکھ درجے ملتا ہے لیکن صحابہؓ نے اسے فتح کیا تو پھر چاہئے تھا وہ وہیں قیام کرتے بس اپنے گھر، اپنے شہر اور پھر مبارک جگہ ان کو میسر ہوئی لیکن نہیں انہوں نے رخ کیا شام کا، ایران کا، عراق کا، انڈونیشیاء کا، ہندوستان کا، پاکستان کا یورپ کا اور افریقہ کا اب صحابہؓ نے اکیلے جا کر ایک ایک ملک میں کسی کو کلمہ سکھایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کسی کو نماز سکھائی اب وہ چودہ سو برس پہلے جو صحابیؓ اس نے کلمہ سکھایا ہے ہمارے دادے کو اور نماز سکھائی ہے آج چودہ سو برس تک کتنے ارب نمازیں ہوئی ہوں گی، ہوئی ہیں نا، کتنے اربوں دفعہ ذکر الٰہی ہوا ہوگا اس کا ثواب آپ کے اعمالنامے میں بھی درج ہوگا اور وہ صحابیؓ جس نے ہجرت اختیار کی، تبلیغ کی اس کے اعمال نامے میں بھی لکھا جاتا ہے کان فلہٗ اجرھا واجر من عمل بھا (مسند احمد: ج ۱۹۲۰۲) اب بتایئے! وہاں رہتے خانہ کعبہ مبارک میں تو ایک ارب نمازوں کا اجر ہو جاتا پھر فرض کیجئے یعنی ایک نماز کا اجر ایک لاکھ لیکن اب کتنا ہے اب قیامت تک جو سلسلہ چل رہا ہے وہ تمام اجر و ثواب صحابیؓ کے اعمالنامے میں لکھا جاتا ہے، میں تو آپ سے عرض کرتا ہوں کہ یہ جو دین کو آپ دیکھ رہے ہیں مدارس کی برکت ہے ایک مدرسہ جو قائم ہوا انگریز کے مقابلے میں تو اس کی برکت ہے ہر مکان کے سائے میں آپ کو ایک عالم اور ایک تبلیغ کنندہ ملے گا۔

دارالعلوم حقانیہ کے طلبہ کا جذبہ جہاد

اور میں آپ کو ایک خوشخبری اور سناؤں محترم بزرگو! دارالعلوم حقانیہ چونکہ سرحد کے قریب ہے اور اس میں تقریباً پانچ سو بچے ہیں، تقریباً ۶ سو تک طلبا ہیں اور اکثر طلبا افغانستان اور بلوچستان کے ہیں تو آج آپ جو چترال سے لے کر بلوچستان تک بیس لاکھ سے زائد مجاہدین اور مہاجرین دیکھ رہے ہیں جو سرحدوں پر پڑے ہوئے ہیں اور افغانستان میں وہ جہاد کر رہے ہیں، روس کے ساتھ، مجھے معلوم ہے کہ یہ طلباء سبق پڑھ کر آتے ہیں، ہمارے سامنے روتے ہیں کہ حضرت! ہمیں اجازت دو کہ ہم جہاد کے لئے چلے جائیں ہم کہتے ہیں بھائی! اس سے بہتر کام اور کیا ہوگا وہ جہاد کو چلے جاتے ہیں اگر حکومت کا سی آئی ڈی ہو تو اس سے آپ پوچھ سکتے ہیں کہ چترال سے لیکر بلوچستان تک یہ محاذ جس پر روسی افواج چوبیس لاکھ یا اس سے زائد ہیں اور اس طرف کون لڑ رہا ہے؟

عرب اکٹھے تھوک کر بھی اسرائیل کو ڈبو دیتے

میں اپنے ساتھیوں کو بھی کہتا ہوں کہ یہ جو اسرائیل اور یہودیوں کا بیت المقدس پر قبضہ ہے خدا معلوم چودہ پندرہ برس یا اس سے زیادہ عرصہ ہوا کہ لڑائی ہو رہی ہے، یہ یہودی جو ہیں نا، یہ تقریباً بائیس لاکھ اس زمانے میں تھے اس کے مقابلے میں اردگرد مسلمان جو انکے ساتھ لڑ رہے ہیں، اردن، شام اور عراق اور یہ اس زمانے میں بارہ کروڑ تھے، بارہ کروڑ اور ۲۲ لاکھ کا مقابلہ ہے اور اگر تمام مسلمانوں کو جمع کر دیں تو وہ اگر تھوکیں صرف اور کچھ نہ کریں، لاٹھی نہ لیں یک بار سب تھوکیں بھی تو یہودیوں کو ڈبو دیں گے یا نہیں ڈبوئیں گے؟

عربوں کی بے ہمتی

لیکن ہوا کیا، ہوتا یہ ہے کہ روزانہ ہمارے دل کو زخمی کیا جاتا ہے آج یہودیوں نے یہ کیا، آج ہماری تجارت کا، آج ہمارے اسلحہ کا، آج اس پر بمباری کی، عراق پر کل ہی بمباری کر چکا ہے، لیکن اس کا مقابلہ بارہ یا پندرہ کروڑ نہیں کر سکتے لیکن یہ روس جس سے تمام دنیا ڈرتی تھی کتنا بڑا ہوا تھا مجھے خود معلوم ہے جب ہم نے سنا کہ روس نے کابل پر حملہ کر دیا اور فوج لائی تو ہم رونے لگے کہ یا اللہ! یہ تو ایک دو دن میں پاکستان آجائے گا پھر یہ پاکستان میں آج یہ مدارس اور مساجد آپ دیکھ رہے ہیں، یہ بخارا اور سمر قند کی طرح ہوں گے، روسی جب بخارا اور سمر قند آیا تو تمام مدارس کو اصطبل بنایا اور تمام مساجد کو تماشہ گاہ بنایا۔

ایک حقانی طالب علم کی لاٹھی کو مشین گن بنانے کی دعا کی قبولیت

آج ہم بھی ایسے ہوتے یا نہ ہوتے، روس کی کتنی طاقت ہے، کتنی کروڑوں فوج ہے، اس کی پشت پر اس کے اتحادی بھی ہیں اور اس کے مقابلے میں میرے سامنے خود ایک طالب علم مجاہد نے کہا کہ میں نے دعا کی یا اللہ! میری لاٹھی کو مشین گن بنا دے دعا میں نے کی، (ابھی روزانہ خدا کے فضل سے دارالعلوم حقانیہ کا بہت بڑا حصہ ہے، یہ جو امراء ہیں جتنے بھی طلباء ہیں، جتنے بھی فضلا ہیں اکثر ان میں وہ تیس برس کے پڑھے ہوئے لوگ ہیں جو جہاد کر رہے ہیں) تو اس نے کہا کہ میں نے یہ دعا کی اور ایک جگہ دو تین ساتھی ایک ساتھ ہم چھپ کر بیٹھ گئے روسی فوجوں کے راستے میں ہم چھپ کر بیٹھے، اس میں ہم کیا دیکھتے ہیں کہ آدھی رات جب ہوئی تو وہ روسی جو بیٹھے ہوئے تھے چوکیدار شراب پی کر بے ہوش ہو گئے، وہ طالب کہتا ہے کہ میں خود اٹھا اور اس روسی سے جو

شراب پی کر لیتا ہوا تھا، لاٹھی مار کر اس سے مشین گن لے کر جتنے بھی وہاں تھے سب کو قتل کرڈالا تو اس نے کہا کہ میری دعا کو اللہ نے قبول کرلیا۔

لاٹھی کو مشین گن بنایا یا نہیں، بدر کی لڑائی میں ایسا ہوا، بدر کی لڑائی بھی ایسی ہوئی صحابہؓ کی، تو میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آج یہ سب کچھ مدرسے کی برکت ہے دیکھو نا اللہ کی امداد اس کے ساتھ ہوتی ہے جس میں دنیاوی غرض نہ ہو، یہ یاد رکھنا اگر میں جہاد کرتا ہوں، اس لئے کہ مجھے وزارت ملے، مجھے صدارت ملے، مجھے کوئی دولت ملے، مجھے کوئی مشین گن ملے، مجھے کوئی صوبہ، علاقہ ملے، پھر امداد نہیں ہوتی، سمجھے نا۔

طلبہ اور بغیر وسائل روس کا مقابلہ

جہاں خالص اس کے لئے ہو توإِنْ تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ تم اللہ کے دین کی امداد کرو اللہ تمہاری امداد فرمائے گا، تو یہ جو ہیں بے دست وپا، آپ بھی متعجب ہوں گے کہ یا اللہ! یہ بے دست وپا افغانی یہ جو طلبا ہیں لڑنے والے ان کے پاس کیا چیز ہے؟ جو روس اور اس کی فوج کا مقابلہ کرتے ہیں لیکن کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے؟ دو سال سے کر رہے ہیں اور الحمد للہ فاتح بھی یہ ہیں انشاء اللہ، اللہ فتح دے گا، یہ برکت کیا ہے، یہ برکت اس کی ہے کہ یہ جو ہیں داڑھی والے سنت کے متبع اور خدا کی رضا و خوشنودی کیلئے ہم سے جاتے ہیں تو روتے ہوئے کہ اے اللہ! مجھ کو شہید کر دے اس نیت سے وہ جاتے ہیں تو اللہ ان کی امداد کرتا ہے آج اس خبیث روس کو بھی انہوں نے روکا ہے اور ان کے ساتھیوں کو بھی۔

جہاد میں اکثریت مدارس طلباء کی ہے نہ کہ عوام کی

یہ میں آپ سے عرض کرتا تھا کہ مدرسے کا فائدہ ایک یہ ہے کہ اس پاکستان ہندوستان میں، آج گیارہ کروڑ مسلمان ہندوستان میں ہیں، ہم جب آرہے تھے اس

وقت سات کروڑ تھے، اب دس گیارہ کروڑ ہیں اور اسی طریقے سے الحمدللہ پاکستان کو اللہ اور بھی ترقی دے اور تمام اسلامی ممالک کو اللہ متحد کر دے، آپس کے جھگڑوں سے مسلمان کو اللہ محفوظ کر دے اور وہی طالب علم ہیں کہ بے دینی کی لہر جب آ رہی ہے یہ حقیقت ہے مجھے پنڈی کا حال تو معلوم نہیں ہے لیکن خود اپنا حال سن لیں کوئی بھی ایسا میں نے نہیں دیکھا جو تلوار لے کر کہتا ہو کہ میں جہاد کے لئے جاتا ہوں، قبائل آتے ہیں، طلبا آتے ہیں، علماء آتے ہیں، ہم سے استفتاء لیتے ہیں، ہم ان کو ترغیب دیتے ہیں کہ بھائی میں خود اندھا ہوں، بیمار ہوں، ورنہ جی چاہتا ہے کہ پہلی صف میں جا کر لڑتا لیکن بد قسمتی ہماری ہے کہ اس سے محروم ہیں لیکن عوام بہت کم ہیں، میں نے نہیں دیکھا کہ اس نے جہاد کی خاطر دعا کرائی ہو، ہاں بعض ملازمین ایسے ہیں جو چترال اور ان سرحدات پر وہ کبھی کبھی جب آجاتے ہیں تو دعا کیلئے آتے ہیں کہ ہم سرحدات پر ہیں، اللہ ان کو فاتح بنائے لیکن یہ برکت مدرسے کی ہے، سمجھے، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ تمام قطار جتنا ہے نا سرحد پر جتنا مدار ہے اکثر دین کے طالب علم یا استاد ہیں یا ان کے رہنما یا ان کے دین دار ہیں کہ جن کو اللہ نے روس کے مقابلے میں اور ان دشمنوں کے مقابلے میں فتح دی ہے تو اب یہ بتایئے! کہ ہم نے اگر بیس طلبا کو اگر چالیس طلبا کو قرآن شریف پڑھا دیا تو اس کا معنی یہ ہے کہ ہم نے چالیس جرنیل تیار کر لئے حقیقت یہ ہے کہ اس مدرسے نے چالیس جرنیل تیار کر لئے۔

طلبہ مدارس اور دارالعلوم حقانیہ کا مجاہدانہ کردار

میں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ خود آ سکتے ہیں دارالعلوم حقانیہ دیکھ سکتے ہیں کہ وہ طلبا کتنے ہیں اور کہاں چلے گئے اور کس قربانی کے لئے جان دے رہے ہیں، یہ مدرسے کی برکت ہے کہ وہ جہاد بھی کر رہے ہیں اور وہ جہاد جائیداد کے لئے نہیں،

وزارت کے لئے نہیں، میں نے آپ سے عرض کر دیا کہ بارہ کروڑ یا تیس لاکھ کے مقابلے میں شکست کیوں کھا رہے ہیں، وہاں مغربیت ہے حقیقت یہ ہے وہاں مغربیت ہے، وہاں دنیوی لالچ ہے اور یہاں مغربیت کا نام ونشان نہیں، پرانے کپڑے وہ پھٹے پرانے کپڑوں میں اللہ کا نام لے کر اللہ کی خوشنودی کیلئے لڑتے ہیں تو یہاں امداد شامل حال ہے روس بھی شکست کھا رہا ہے، یہ مدرسے کی برکت ہوئی نا، اگر مدرسے میں وہ نہ پڑھتے تو ان میں للّٰہیت کہاں سے آتی اور وہ کیا جانتے کہ جہاد کیا چیز ہے؟ وہ یہی جانتے کہ جہاد بندوق لینا اور اس کو قبضہ کرنا یہ اس کا نام ہے لیکن جب اس نے مدرسے میں پڑھ لیا قرآن مجید تو وہ سمجھ گیا کہ جہاد فی سبیل اللہ خدا کے راستے میں جان دینے کا نام ہے اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰہَ تم خدا کے دین کی امداد کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔

اللہ کسی کا محتاج نہیں

دیکھو نا! خدا کسی کی مدد کا محتاج نہیں ہے ہماری نیتوں کا ٹٹول ہے تو اگر ہم خدا کے دین کی امداد کیلئے کھڑے ہو گئے تو اللہ ہماری امداد کرے گا آج ان کو ہم دیکھ رہے ہیں یہ اسلام کی کرامت ہے آیت کا معجزہ ہے تم دیکھ رہے ہو کہ امداد ہو رہی ہے کہ نہیں ہو رہی ؟ تہی دستوں کی امداد ہو رہی ہے وہ کیوں اس لئے کہ وہ دین کی خدمت کیلئے کھڑے ہیں، جہاں بھی مسلمان دین کی خدمت کے لئے کھڑا ہو گا اللہ اس کی امداد کرے گا......آپ حضرات کا بہت وقت میں نے لیا۔

دعا: میرے محترم بزرگو! یہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس دارالعلوم کو، اس کے کارکنوں کو، تمام پاکستان کے رہنے والوں کو اور تمام مسلمانوں کو جتنے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ سب کو دینی دنیوی ترقی سے نوازے یا اللہ! اپنے فضل وکرم سے ہم سب پر احسان فرما۔

اللهم ارحمنا با لقرآن العظیم واجعله لنا اماماً وھدًی ورحمة

اللهم ذکرنا منه ما نسینا وعلمنا منه ما جهلنا وارزقنا تلاوتهٗ

آناءَ اللیل وآناء النهار واجعله لنا حجة یا رب العالمین۔

یا اللہ! تو اپنے فضل وکرم سے ان تمام حاضرین کو، مرد ہیں، مائیں ہیں، بہنیں، بچیاں ہیں بچے ہیں، سب کو اے اللہ! دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا فرما، مجھ ناچیز کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ دین کی خدمت کیلئے صحت عطا فرمائے اور اللہ جل جلالہٗ استقامت علی الدین عطا فرمائے۔

(ماہنامہ الحق مئی ۱۹۸۲ء)

امت مسلمہ کا مقصد تعلیم وابلاغ قرآن

ناظرہ قرآن مجید کی تربیت کے سلسلہ میں تین ہفتوں کے تعلیمی کورس کا انتظام کیا گیا تھا محکمہ تعلیم پشاور کی خواہش پر ضلع پشاور (چارسدہ،نوشہرہ) کے تقریباً بتیس زنانہ اور مردانہ سینٹروں کے لئے دارالعلوم حقانیہ نے قابل اور تجربہ کار معلم فراہم کئے، جن میں اکثریت فضلاء حقانیہ کی تھی، تقریباً ہر سینٹر میں متعلقہ حضرات نے ناظرہ قرآن خوانی کے اسلوب اور طریقہ اداء وغیرہ مباحث اور تعلیم کا کام نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا، اس سلسلہ میں قریبی علاقہ کے سکولوں کے لئے ایک سینٹر دارالعلوم حقانیہ میں بھی کھول دیا گیا تھا ۳۱ر جولائی ۱۹۶۷ء کو اس کلاس کی افتتاحی تقریب میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے علاوہ پشاور محکمہ تعلیم کے حکام اور دیگر حضرات نے شمولیت کی۔ اس موقع پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے خطاب میں فرمایا، شیخ الحدیث کی وہ تقریر شامل خطبات کی جارہی ہے۔

قرآن سیکھنا ایک عظیم نعمت

ناظرہ قرآن کریم کے سیکھنے اور سکھانے کا یہ موقع آپ کی زندگی کا بہترین موقع ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے تلاوت خدا تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف ہے جو تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے اگر کسی ملک کا بادشاہ دو منٹ بھی کسی سے بات چیت کرے تو انتہائی خوش بختی سمجھی جاتی ہے تو اس کورس میں آپ کلام الٰہی پڑھیں گے جو احکم الحاکمین کا کلام ہے، اس کلام کے صدقے میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر کروڑوں بلکہ

بیشمار احسانات فرمائے ہیں ۔ ہماری زندگی کی پریشانیوں کا علاج اسی میں ہے، یہ اس ذاتِ اقدس کی طرف سے نازل ہوا ہے، جو کہ عزت اور ذلت دینے والا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (ال عمران:٢٦)

قرآن کے متعلم اور معلم کا مرتبہ

فرعون جیسا شخص جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا احکم الحاکمین کا مد مقابل بنا، ارحم الراحمین نے فرعون کو اس طغیانی کے باوجود مہلت اور ڈھیل دی لیکن جب مولا نے چاہا تو بحیرہ قلزم میں اس کے اقتدار اور گھمنڈ کو غرق کر دیا، وہی مالک الملک جو ہماری زندگی کے بست وکشاد کا مالک ہے، اپنے پیغمبر کے ذریعے اپنے کلام سے ہم ناچیزوں کو مشرف فرمایا جو نوعِ انسان پر خدا کی سب سے بڑی نعمت ہے، حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: خیرکم من تعلم القرآن و علمہٗ (صحیح البخاری: ح٥٠٢٧) ”تم میں سے بہتر قرآن کا متعلم اور معلم ہے“ یعنی جو خود بھی سیکھے اور اوروں کو بھی سکھائے، اس کتاب سے دنیا کے حقیقی عروج اور ترقی وابستہ ہے، امتِ مسلمہ کا مقصد بھی تعلیم اور ابلاغ قرآن ہے، بتلایا گیا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (ال عمران:١١٠) یعنی تم دنیا کے معلم بنا کر بھیج دیئے گئے کہ اچھی باتوں کا حکم دو اور بری باتوں سے روکو، کفار مکہ نے اس نعمت کی بے قدری کی تو یہ نعمتِ عظمیٰ مدینہ طیبہ منتقل ہوگئی۔

مدینہ منورہ کی مرکزیت اور فضیلت

اوراس کی بدولت مدینہ اسلام کا مرکز اور دل قرار پایا، بے حساب فضیلت اسے حاصل ہوئی جس پر علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں، علماء کرام نے فرمایا کہ مدینہ میں حضور اقدس ﷺ کی لحد اطہر تمام آسمانوں، زمینوں اور عرش تک سے بہتر اور مبارک ہے، مدینہ طیبہ میں ایک نماز کا اجر پچیس ہزار نمازوں کے برابر قرار پایا جس وقت جزیرہ العرب میں اسلام غالب ہوا تو صحابہ کرامؓ نے ایسے مبارک بلاد کو محض تبلیغ قرآن کی خاطر چھوڑا اور اسلام کی روشنی پھیلانے کی خاطر ہندوستان، چین، جاوا، سماٹرا اور انڈونیشیا کی طرف بڑھے اور دنیا میں اسلام کی اشاعت کرکے کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ الخ (آل عمران: ۱۱۰) مصداق ہوئے، آج ان کی برکت سے چودہ سو سال گزرنے پر بھی یہاں اور دنیا کے دور دراز علاقوں میں ستر کروڑ مسلمان موجود ہیں اگر مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں ایک لاکھ اور پچاس ہزار کا ثواب ملتا مگر ان کی تبلیغ کی بدولت جو لوگ مسلمان ہوئے، ان کے بدلے انہیں اربوں بلکہ اس سے بھی زیادہ نمازوں کا ثواب مل رہا ہے کہ ان ہی کی تبلیغ سے آج دنیا کے گوشے گوشے میں کلمہ توحید بلند ہو رہا ہے اور انہی کی کوششوں کی بدولت مسلمانوں نے اس ملک میں آٹھ سو سال تک حکومت کی اور اب ایک الگ مملکت ہمیں حاصل ہے، ان بزرگوں نے قرآن شریف ہاتھ میں لیا یہاں آکر اسلام کی جڑیں لگادیں۔

اکبر کی بے دینی اور اورنگزیب کی دینداری

اگر اکبر نے لادینی کی پالیسی اختیار کی مگر وہ دور بھی آیا کہ اورنگ زیب جیسے بادشاہ تخت نشین ہوئے، ان کے عہد میں قرآن کا دور دورہ تھا، وہ خود حافظِ قرآن تھے، ان کے والد صاحب (شاہجہان) ان سے ناراض تھے، انہوں نے اپنے والد کی خوشنودی

کے لئے حفظ کیا اور جب انہیں اپنے حافظ ہونے کی بشارت سنائی تو انہوں نے فوراً معاف کر دیا کہ قرآن شریف کے حفظ کی بدولت وہ آخرت کے تاج سے سرخرو ہوں گے انشاء اللہ، حدیث میں آیا ہے کہ قرآن شریف یاد کرنے والوں کے والدین کے سر پر قیامت کے دن سونے کا تاج رکھا جائیگا، جس کی چمک دمک شمس اور قمر سے بڑھ کر ہوگی بہر تقدیر اس کے بعد انگریز کا دور آیا، انہوں نے یہ پالیسی اختیار کی کہ مسلمانوں کو قرآن کریم سے محروم کیا جائے اور ان میں مغربی تہذیب کی ایسی سپرٹ ڈال دی جائے کہ رنگ و نسل سے اگر چہ پاکستانی اور ہندوستانی ہوں لیکن تہذیب و تمدن کے لحاظ انگریز یہود اور نصاریٰ بن جائیں چنانچہ ایک حد تک وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہوئے، اب الحمد للہ ہم سب کو اللہ تعالیٰ نے بزرگوں کے مساعی اور مسلمانوں کی قربانیوں سے اسلام کے نام پر ایک اسلامی ملک پاکستان دے دیا ہے اور دنیا کے مسلمانوں کی آنکھیں اس طرف لگی ہوئی ہیں۔

نئی نسل کی اصلاح اساتذہ اور اچھی تعلیم پر موقوف ہے

اس لئے قوم بچوں سے بنتی ہے، نئی نسل کی بنیاد بچے ہیں، آپ حضرات پر بڑی ذمہ داریاں ہیں، انکی صحت و اصلاح اساتذہ کرام اور تعلیم کی صحت پر موقوف ہے، آپ لوگ یعنی اساتذہ حضرات بچوں کے مربی اور ان کی طبیعتوں کے سدھارنے والے ہیں، فلسفہ اور حکمت کے ایک بڑے عالم ارسطو کا قول ہے الطبیعة سراقة طبیعت چوری کرنے والی ہوتی ہے اور بچپن کے زمانہ میں طبیعت ہر قسم کی تربیت کا اثر قبول کر لیتی ہے، آپ اندازاً کم از کم چھ گھنٹے بچوں کو تعلیم دیتے ہیں، آپ قوم کے معمار ہیں، معاشرہ میں انقلاب تعلیم کے ذریعہ ہوتا ہے، ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم سے اتنا کام نہیں ہوسکتا جتنا کہ تعلیم کے ذریعہ، یہاں سے انگریز چلا گیا مگر اسکی تعلیم کا اثر اب بھی باقی ہے اور

ہمارا نظام تعلیم اسی انگریزی خطوط پر قائم ہے، تعلیم اور خاص طور سے دینی تعلیم اشد ضروری ہے اولاً معماران قوم خود صحیح تعلیم سے آراستہ ہوں، طلبہ آپ سے متاثر ہوں گے۔

ناظرہ قرآن کی اہمیت

حکومت نے ناظرہ قرآن خوانی کے سلسلے میں جو قدم اٹھایا ہے، تحسین اور تائید کا مستحق ہے مگر جو کتاب ۲۳ سال کے عرصہ میں نازل ہوئی اسکی ناظرہ کیلئے اکیس دن کافی نہیں، محکمہ تعلیم کو چاہئے کہ وہ اسکے واسطے کافی عرصہ اور وسیع پیمانے پر انتظام کرے تا کہ اساتذہ کو قرآن کریم ازبر ہو جائے بلکہ اسکی تعلیمات پر ان کا علم ضروری ہے، یہ انتہائی افسوس کی بات ہوگی، اگر مسلمان قوم میں معماران قوم خود اسلامی علوم بلکہ بنیادی کتاب قران کریم سے ناواقف ہوں، اس کیلئے قرآن خوانی و قرآن فہمی کا انتظام ضروری ہے، کم از کم محکمہ تعلیم اپنے ہاں اساتذہ کی تقرری کیلئے ناظرہ قرآن خوانی کی مکمل مہارت لازم قرار دے، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محکمہ تعلیم کی مساعی ثمر آور فرما دے اور تمام اساتذہ کورس ناظرہ قرآن مجید ماہرینِ قرآن ہوں اور محکمہ کے حکام اعلیٰ خصوصاً ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع پشاور جناب غلام حیدر خان صاحب اور ان کے نائبین کی اس جلیل القدر کوشش کو بارآور کردے اور متعلقہ حضرات اپنی ذمہ داریوں کو پہچان کر یہ کام احسن طریقہ سے انجام دے سکیں اور حکومت کو تمام عصر تعلیمی نظام کو اصلاحی سانچہ میں ڈھالنے کی جلد از جلد توفیق دے۔

(مولانا سلطان محمود: الحق ج ۲، ش ۱۲، جمادی الاوّل ۱۳۸۷ھ ستمبر ۱۹۶۷ء)

قرآن کریم نسخہ رحمت و ہدایت

۱۹۸۳ء کو دارالعلوم حقانیہ میں باقاعدہ طور پر جب تعطیلات میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ترجمہ قرآن مجید (بصورت دورۂ تفسیر) کے شعبہ کی منظوری دی جسے دارالعلوم کے دو اساتذہ مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب اور مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب پڑھا رہے ہیں تو درس کے افتتاح کے موقع پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے جو دعائیہ کلمات اور مختصر خطاب فرمایا وہی ٹیپ ریکارڈ سے منتقل کر کے شامل خطبات کئے جا رہے ہیں۔ (س)

تفسیر قرآن کی اہمیت

اللہ تعالیٰ ترجمہ قرآن مجید کی اس مبارک افتتاح کو ہم سب کیلئے اجر و ثواب کا ذریعہ اور باعث خیر و برکت بنادے، حدیث مبارک میں آتا ہے خیر کم من تعلم القرآن وعلمه (صحیح البخاری:ح۵۰۲۷) "تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو قرآن مجید خود سیکھتا ہے اور دوسروں کو سکھاتا ہے" قرآن مجید نسخہ ہے رحمت اور ہدایت کا، ہم جب نماز پڑھتے ہیں تو ہماری نماز کی ایک رکعت بھی سورۂ فاتحہ سے خالی نہیں ہوتی اور ہر نماز کی ہر رکعت میں ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ یعنی ہم صراط

مستقیم پر چلنے کی ہدایت مانگتے ہیں، حضورﷺ کا ارشاد ہے کہ آپ کو کوئی بھی حاجت درپیش ہوتو اللہ ہی سے مانگو۔

دعا نہ کرنا اللہ سے بے نیازی کا اظہار

قرآن مجید میں اور خصوصاً نماز خواہ فرض ہو یا واجب ہو یا سنت یا نفل کی ہر رکعت میں یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہم کو بنگلے یا موٹریں یا زمین یا سلطنت یا وزارت عطا فرما ایسی دعا کرنا کوئی ممنوع نہیں، بقدر ضرورت اور بطریق شریعت طلب دنیا بھی جائز ہے، حدیث مبارک میں آتا ہے کہ جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگو، اللہ تعالیٰ مانگنے والوں سے خوش ہوتے ہیں اور نہ مانگنے پر ناراض ہوتے ہیں کیونکہ نہ مانگنا تکبر کی نشانی ہے، ایک انسان جب دعا نہیں مانگتا تو گویا وہ ظاہر کرتا ہے کہ میں مستغنی ہوں، میں اپنے کام خود کرسکتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تکبر بہت زیادہ مذموم ہے۔

دیکھئے! شیطان نے بہت سی عبادت کی تھی، فرشتوں کے زمرے میں تھا لیکن تکبر کیا، تکبر کے نتیجہ میں وہ ملعون اور مردود ہوگیا جو انسان دعا نہیں کرتا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود کو مستغنی عن اللہ تصور کرتا ہے کہ نعوذ باللہ مجھ کو خدا تعالیٰ کے فضل واعانت کی کوئی ضرورت نہیں ہیں، میں اپنا کام خود کرسکتا ہوں، کپڑا طعام خود پیدا کرسکتا ہوں اور دنیا کے کام اور ضرورت خود پوری کرتا ہوں، خدا سے مانگنے کی کیا ضرورت ہے۔

صراط مستقیم کی ہدایت کی جامعیت

سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے سوال کا طریق سکھایا ہے اور صراط مستقیم کی ہدایت طلب کرنے کو اہمیت دی ہے، صراط مستقیم کی ہدایت تمام ضروریات دینی و دنیوی اور امور انسانی کو جامع ہے، صراط مستقیم کیا ہے؟ یہ قرآن مجید ہی صراط مستقیم ہے، بڑی جامع اور

مبارک کتاب ہے جب ہمیں اللہ تعالیٰ صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمادیں تو یقیناً ہم کامیاب ہیں یہ تو حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر چیز کے مقابلے میں ہر نعمت کے مقابلے میں، قرآن کا علم پڑھنا اور پڑھانا بہت زیادہ افضل ہے خیر کم من تعلم القرآن وعلمه (صحیح البخاری: ح ۵۰۲۷) تو یہ نعمت اللہ آپ اور ہمیں نصیب کرے۔

پہلی وحی قرأت کی

یہ آپ کو معلوم ہے کہ نبی کریم ﷺ جب غار حرا میں تھے تو جرائیلؑ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا ''اے اللہ کے رسول! اِقْرَأْ ''پڑھیے'' حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ''میں نہیں پڑھ سکتا'' جرائیل نے تین بار یہی عرض کیا اور حضور ﷺ نے ہر بار یہی جواب دیا کہ ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں'' تب جرائیلؑ نے آپ کو سینہ سے لگایا اور یہ آیات سنائیں ''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ (العلق: ۱) ''اپنے رب کے نام سے پڑھیے جو آپ کا تربیت کنندہ ہے اور آپ کو پالنے والا ہے'' اور آپ کو اس مقام و منصب تک پہنچایا کہ افضل المخلوقات، افضل البشر اور افضل الانبیاء کا درجہ عطا کیا، یہ تربیت کس کی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ہی کی ہے تو اللہ کا نام لیں اور اس کے نام سے بسم اللہ کر دیں اور پڑھنا شروع کریں اگرچہ آپ قاری نہیں ہیں، آپ نے سکول و کالج نہیں پڑھا اور کتابیں بھی نہیں پڑھیں اور نہ ہی کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے نام مبارک ''رب'' اور شانِ ربوبیت کے تقاضے کے تحت آپ کی تربیت کرتا ہے خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اللہ تعالیٰ انقلاب لانے والا ہے، انسان اشرف المخلوقات ہے لیکن انسان منجمد خون سے پیدا ہوا ہے، منجمد خون نجس اور ناپاک ہے، خون اور پھر منجمد لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے انسان پیدا کیا:

خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۝ اِقۡرَاۡ وَرَبُّكَ الۡاَكۡرَمُ ۝ الَّذِىۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ يَعۡلَمۡ (العلق: ۲تا۵)

''اور بنایا آدمی کو جمے ہوئے لہو سے، پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم سے''۔

جامد قلم سے عالم کی ہدایت

دیکھو! تمام دنیا کو اللہ تعالیٰ نے علم کی دولت سے نوازا، یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط اور توسل کے ذریعے سے دیئے ہیں اور آپ ﷺ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے یہ علوم کی نعمت امت کو بخشی ہے:

الَّذِىۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ يَعۡلَمۡ (العلق: ٤تا٥)

''جس نے قلم سے علم سکھایا کہ جس سے انسان بے خبر تھا''

آج ہمارا سارا سلسلہ تصنیف وتالیف کتابت پر ہے اگر رجسٹر یا کتابیں یا مختلف علوم ہیں، منطق ہے یا فلسفہ ہے، سب کتابت پر موقوف ہیں عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ اگر قلم پر متقدین نے لکھائی نہ کی ہوتی تو ہم اور آپ کس طرح علم حاصل کر سکتے تو قلم جماد ہے، اس میں حیات نہیں ہے اور جب اللہ نے چاہا تو ذریعہ اشاعت علوم بن گئی تو قلم کو کس نے واسطہ بنایا؟ اللہ تعالیٰ نے واسطہ بنایا اور قلم جماد ہے مگر اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کی ہدایت کے لئے جماد سے کام لیا۔

حضور ﷺ سے ہدایت عالم کے کام میں کیا استبعاد؟

اے محمد ﷺ! آپ اشرف المخلوقات، افضل المخلوقات اور افضل الانبیاء ہیں اگر آپ تمام جہانوں کیلئے معلم بن گئے تو اس میں استبعاد کیا ہے؟ اقــراء پڑھ! اللہ! جب چاہتے ہیں تو جماد سے کام لے لیتے ہیں ''جو کہ قلم ہے'' تو رسول اللہ ﷺ سے کام لیا اور

تمام دنیا کو علوم نبوت سے معمور کردیا تو آپ بھی جب علوم قرآن پر توجہ دیں گے اور باقاعدگی سے یہاں پڑھیں گے تو یقین جانیں اللہ پاک بھی علوم نبوت کے نور سے مالا مال کردے گا جس جگہ قرآن مجید کی تلاوت ہوتی ہے تو اس جگہ پر شعاع شمس عرش سے نازل ہوتی ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علوم قرآنیہ کے سیکھنے اور عمل کرنے کی توفیق دے، اللہ تعالیٰ دارالعلوم اور اس کے محافظین اور اس کے طلباء، اور اس کے علماء اور اس کے خدام کی اللہ خود حفاظت فرمائے اور بلند درجوں سے نوازے امین۔

(ضبط و ترتیب: مولانا سعید اللہ حقانی، ہری چند چارسدہ)

الحق ج ۲۱، ش ۵، ص ۹، فروری ۱۹۸۵ء

ہر شعبہ زندگی میں قرآن کریم سے وابستگی

۱۶/ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ کو گورنمنٹ کالج نوشہرہ کے منتظمین کی خواہش پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے کالج کی بین الجامعی محفل حسنِ قرات کی صدارت فرمائی، اس تقریب میں دیگر معززین کے علاوہ جناب سید یوسف علی شاہ صاحب سینئر ڈپٹی سپیکر صوبائی اسمبلی بھی موجود تھے، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے صدارتی تقریر فرمایا شیخ الحدیث کی وہ تقریر اب شامل خطبات کی جارہی ہے۔

فردی زندگی

ایک فردی زندگی ہوتی ہے، اور ایک قومی وملی زندگی ہر شخص کھاتا پیتا ہے اور کسی مکان میں رہتا ہے، یہ فردی زندگی ہے جس میں انسان کے ساتھ تمام حیوانات بھی شریک ہیں اور سب تناسل وتوالد اور بقائے نوع کیلئے ان امور کا ارتکاب کرتے ہیں

قومی زندگی کی دو اقسام، مادی اور اسلامی

پھر قومی زندگی بھی دو طرح کی ہے ایک تو آج کل کے یورپ کی زندگی ہے جو سراسر مادی مقاصد پر مبنی ہے، برطانیہ، امریکہ، جرمنی وغیرہ ہر ایک اپنے ملک اور اپنی قوم کی دنیاوی ترقی چاہتا ہے اور ہر ایک دوسروں کو محکوم بنانے اور خود آقا بننے کی فکر میں

ہے مگر اسلام کی قومی زندگی جسکی تشکیل و تعمیر کیلئے قرآن مجید اتارا گیا ہے، مخصوص نظریات پر مشتمل ہے اور وہ دنیا و آخرت دونوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے، قومی زندگی عبارت ہے، قوم کے جذبات، عقائد اور خصوصیات سے اگر وہ زندہ ہوں تو قوم زندہ ہے اور اگر وہ مخصوص چیزیں باقی نہ رہیں تو اس کو مردہ قوم کہا جائے گا خواہ اس کا نام آدمی اور انسان رکھا جائے، مگر انہیں زندہ قوم نہیں کہہ سکتے، قرآن کریم نے ہمیں عقیدہ، اخلاق، اعمال، عبادات، سیاست غرض زندگی کے ہر شعبے کے طریقے سکھلا دیئے۔

قرأت و تجوید کی اہمیت

قرآن کریم کا صحیح تلفظ اہم چیز ہے اگر آج ایک شخص، کسی حاکم اور افسر کا فرمان غلط سلط پڑھ کر سنائے تو سننے والوں کو کوفت ہوتی ہے کہ اسے پڑھنے کا سلیقہ نہیں اور اس حرکت کو حاکم اور بادشاہ کی توہین سمجھا جائے گا، اس طرح قرآن کریم جو احکم الحاکمین کا شاہی فرمان ہے، کا غلط پڑھنا کئی توہین آمیز امور کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اگر کسی نے لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ کے قاف کو کاف سے بدل کر پڑھا تو معنی کتنا بدل جائیگا؟ آج مسلمانوں کی اتنی کثرت کے باوجود برکات ناپید ہیں، پہلے تو قرآن کریم ہاتھ میں لیتے نہیں اگر لیں تو صحیح پڑھ نہیں سکتے اگر پڑھ بھی لیا جائے، تو اصل چیز جو عمل ہے اسے اپنایا نہیں جاتا۔

حقیقی علم اور فن و حرفت میں فرق اور دونوں کی حیثیت

آج ہم ایک ایسے میدان میں جمع ہیں جو تعلیم گاہ ہے مگر دین کی نگاہ میں تعلیم کی جو اہمیت ہے وہ آپ کے سامنے ہے مگر حقیقی علم وہ ہے جس سے دنیا اور آخرت دونوں کی سعادت مندی نصیب ہو اور جس علم کو محض ذریعہ معاش اور روٹی حاصل کرنے کے لئے حاصل کیا جائے وہ فن اور حرفت ہے علم نہیں دونوں شعبے دین کی نگاہ میں اہم

ہیں، کسی ایک کو اختیار کر کے دوسرے کو یکسر نظر انداز کرنا دانشمندی نہیں ہمارے جدِ امجد آدم علیہ السلام علم کی برکت سے مسجود ملائکہ بنے اور خلافتِ الٰہی اور وراثت جنت کے مستحق ہوئے، آج حضرت آدمؑ اور دیگر انبیاءؑ کے درجات مقرب فرشتوں سے بھی بلند ہیں۔

عصری تعلیم کی خرابیاں

ایک زمانہ وہ تھا کہ ہم جسمانی اور فکری دونوں طریقوں سے غلام تھے، اگر چاہتے بھی کہ قرآن کریم اور مسلمانوں کی مخصوص چیزیں ہم میں نشوونما پائیں تو رکاوٹیں تھیں مگر اب جسمانی آزادی ہمیں نصیب ہو چکی، مگر افسوس کہ فکری غلامی اب تک باقی ہے جو جسمانی غلامی سے بدر جہا بدتر ہے اور افسوس کہ تعلیمی اداروں میں اس کے اثرات بہت زیادہ ہیں، مثال کے طور پر مجھے پچھلے ماہ چٹا گانگ اور ڈھاکہ میں وہاں کی یونیورسٹیوں کے بارہ میں معلوم ہوا کہ اکثر طلبہ کے سینوں پر ماؤزے تنگ وغیرہ کے بیج لگے ہوئے ہیں، یہ اس ذہنی غلامی اور دینی تاریخ سے بے خبری کا ثبوت ہے۔

ہمارے اسلاف ابوبکرؓ و عمرؓ ایثار و قربانی کے مثالی نمونے

ہمارے اسلاف سیدنا صدیقؓ سیدنا فاروقؓ اور سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایثار قربانی اور ضبط و نظم کے وہ نمونے پیش کئے کہ دوسرے کروڑوں لیڈران کے قدموں تک نہیں پہنچ سکتے، حضرت صدیقؓ نے جو معمولی تنخواہ لی مرتے وقت اس کی واپسی کی وصیت کر دی، حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے کو ذاتی مکان فروخت کر کے قرضہ ادا کرنے کی وصیت کی یہ اس حکمران کی حالت ہے جس نے اپنے زمانہ میں ۲۲ لاکھ مربع میل علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں دلایا، کپڑوں پر کئی پیوند لگے ہوئے ہیں، بیت المقدس میں فاتحانہ داخل ہوتے وقت غلام کو اونٹنی پر بٹھا کر خود مہار تھامے داخل ہو رہے ہیں، کیا ہمارے اسلاف کے یہ کارنامے بے مثال نہیں اور کیا انہیں اسوہ نہیں بنایا جا سکتا۔

کامیابی کا راز اسلاف کے طرز عمل اپنانے میں مضمر ہے

اس امت کا آخر بھی انہی طور طریقوں سے کامیاب ہوگا جن سے ابتداء میں کامیاب ہوئی، ہم حقیقی معنوں میں تب زندہ قوم ہوں گے کہ بحیثیت مسلمان ہم زندہ ہو جائیں اور جب ہماری قومی زندگی بحیثیت مسلمان ہے تو لوگ پوچھیں گے کہ کہاں ہے وہ اسلام جس کا تمہیں دعویٰ ہے، اس بارہ میں آپ لوگوں پر خاص ذمہ داری عائد ہوتی ہے کیونکہ ملک کی قیادت کا بار آئندہ آپ نوجوانوں کے کندھوں پر آئے گا، خدا کرے کہ آپ حضرات کو اسلام کا صحیح نمونہ بننا نصیب ہو اور آپ کے ذریعہ پورا ملک قرآن اور اسلام کی نعمتوں سے مالا مال ہو جائے۔ امین۔

(اس محفل قرأت میں مختلف کالج اور سکولوں کے طلبہ نے قراءت کی، سکولوں کے طالب علموں میں دارالعلوم حقانیہ کے شعبہ تعلیم القرآن (مڈل سکول) کے طالب علم ہدایت الرحمٰن [حضرت شیخ الحدیثؒ کے عم زاد اور داماد، اسامہ سمیع کے خسر] نے پہلا انعام حاصل کیا۔)

(الحق ج ۳۔ ش ۸۔ صفر المظفر ۱۳۸۸ھ۔ مئی ۱۹۶۸ء)

خدمت علم حدیث کی برکات

۱۹۸۳ء تعلیمی سال کے اختتام پر ختم بخاری شریف کی تقریب شعبان ۱۴۰۴ھ میں
حضرت شیخ الحدیثؒ کے ارشادات کے اہم حصے شامل خطبات کیے جا رہے ہیں (س)

حضرت بلالؓ کا مرتبہ امیہ کی بدقسمتی

حضرت بلالؓ امیہ کے غلام ہیں، ابوبکر صدیقؓ راستہ پر گزر رہے تھے کہ ان کی فریاد سنی تو امیہ کے پاس گئے اور کہا ظالم! تیرا غلام بلالؓ تو ہر حکم بجالاتا ہے، اپنے فرائض ادا کرتا ہے تو تجھے کیا تکلیف ہے کہ اگر اس نے اپنا مذہب بجائے شرک کے توحید اپنالیا تو تیرا کیا نقصان ہوتا ہے؟ خیر، امیہ بدقسمت تھا، جنگ بدر میں مقتول اور مردار ہوا تو ابوبکرؓ سے کہا کہ تم بڑے رحمدل بنے پھرتے ہو اگر اتنے رحمدل ہو تو اس غلام کو تم خرید کیوں نہیں لیتے؟ حضرت ابوبکرؓ تو خدا سے مانگ رہا تھا کہا، بہت اچھا، میں قیمتاً اسے خرید لیتا ہوں، حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ایک منشی تھے جو روم سے آئے تھے نسطاس نام ہے حساب کتاب میں ماہر تھے جبکہ ماہرین حساب کتاب اس وقت کم تھے گویا بہت ہی قیمتی تھے، امیہ کی زبان سے نکلا کہ نسطاس غلام مجھے دے دو اور بلال لے لو کہا مجھے منظور ہے، نسطاس نامی غلام امیہ کو دے دیا کہ واللہ اعلم کتنی قیمت کا ہوگا اور اس کے

بدلے حضرت بلال کو لے آئے، امیہ ہنستا رہا کہ ابوبکر! ہم تو تمہیں عربوں اور خاص کر مکہ میں بڑا عقلمند سمجھتے تھے مگر آج معلوم ہوا کہ تم بڑے ناسمجھ ہو اور کہا کہ یہ بلال تو سوائے چوکیداری کے کسی کام کا نہیں، نہ صنعت نہ حرفت نہ کوئی اور کام کرسکتا ہے، زیادہ سے زیادہ چوکیداری کر سکے گا، تم نے اس کے بدلے ایک حساب دان کاتب ماہر مجھے دے دیا اور اس کے بدلے کیا لیا؟

ابوبکرؓ کی مردم شناسی اور ایثار

حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اس کے بدلے اگر تم اسّی غلام بھی مانگتے تب بھی میں اسے قبول کرلیتا اور فرض کریں کہ اگر یمن کی بادشاہت میرے پاس ہوتی اور تم مانگ لیتے تب بھی اسے چھوڑ کر بلالؓ کو لے آتا۔

حضرت بلالؓ کو غلامی سے نجات

بہرحال حضرت بلالؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ مجھے ایک ظالم شخص سے رہا کردیا اب اگر اللہ کی بندگی کے لئے مجھے خریدا ہے تو عبادت کے لئے مجھے فارغ کردیجئے اور اگر اپنی خدمت کے لئے حاصل کیا ہے تب بھی میں خوشی سے خدمت بجالاتا رہوں گا، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اعتقتك لله بڑی خوشی سے آزاد کردیا، حضرت بلالؓ نے عہد کیا کہ اب ساری زندگی حضورﷺ کی خدمت اور ان کی سنت کی پیروی میں گزاروں گا تو اسی سنت کی پیروی کے بدلے اللہ تعالیٰ نے انہیں کتنا اونچا مقام دیا کہ حضرت عمر امیر المومنینؓ خلیفہ ثانی ہیں جن کے بارے میں حضورﷺ نے فرمایا لو کان نبی بعدی لکان عمر (سنن الترمذی: ح ۳۶۸۶) جن کے بے شمار فتوحات ہیں اور قربانیاں ہیں، ہزاروں مساجد آباد کیں، ہزاروں شہر فتح کرکے مسلمانوں کی سلطنت میں شامل کردئے، ایسے کارناموں والا خلیفہ خطبہ میں ممبر پر فرماتے ہیں کہ

بلال ہمارے سردار ہیں ابو بکر سیدنا واعتق سیدنا ”ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار حضرت بلالؓ کو آزاد کیا ہے“۔

حضرت بلالؓ کو حضورﷺ کی بشارت

صرف یہی نہیں بلکہ یہ تو ان کا ایک مقام ہے جس سے بڑھ کر یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ اے بلالؓ! میں رات کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں جنت میں داخل ہو رہا ہوں اور تمہارے جوتوں کی آہٹ مجھ سے آگے آگے سنائی دے رہی تھی اور یہ ایسا تھا کہ جیسا کہ باڈی گارڈ یا خادمِ خاص آگے آگے جاتا ہے اور راستہ صاف کراتا ہے تو حضورِ اقدس نے اتنی بڑی بشارت دی، حضرت عمرؓ نے ایک مقام کو اشارہ فرمادیا اور دوسرے عظیم مقام کو حضور اقدس ﷺ نے اشارہ فرمادیا تو پھر یہ برکت کس چیز کی ہے؟ یہ حضورﷺ کی اتباع اور سنت کی پیروی کی ہے۔

صہیبؓ رومی کا مقام حضرت عمرؓ کے ہاں

حضرت صہیبؓ رومی روم کے باشندے ہیں، مدینہ منورہ آئے، حضرت عمرؓ کیساتھ اس حد تک تعلق اور الفت ہے کہ بخاری میں پڑھا ہوگا کہ ایک موقع پر حضرت عمرؓ نے پوچھا کون ہے؟ کہا گیا کہ صہیبؓ رومی ملنے آئے ہیں فرمایا بہت اچھا، جلدی بلایئے، حضرت عمرؓ کا جنازہ صہیبؓ رومی نے پڑھایا، یہ عزت ورفعت ان سنتوں کی پیروی کی وجہ سے ہے حضورﷺ کا دامن مبارک جس نے پکڑلیا اور حضورﷺ کے کلمات وافعال واقوال جس نے سنے اور پڑھے تو آپ کو معلوم ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی ہے نضر اللہ امرأ سمع مقالتی فحفظها فاداها کما سمعها (مسند البزار: ج ۱۲۴۱۶)

میرے بھائیو! یہ حقیقت ہے کہ حدیث کے طالب علم کے چہرے پر انوار چمکتے ہیں ایسا نور اور شعلے جیسا کہ چاند کی شعاع، یہ آج جن بچوں نے حفظ قرآن کیا تو ان کی

تلاوت سے انکے منہ سے شعاع شمسی (یعنی سورج کی روشنی) خارج ہوتے ہیں اور محدث کے منہ سے چاند کی طرح انوار خارج ہوتے ہیں۔

قحط اور تنگ دستی میں بھی محدثین اور طلباء کی تروتازگی

فتنوں کے اس دور میں کہ الحاد اور زندقہ کا دور ہے ،فتنوں کی بارش ہے مگر محدثین کو روحانی اور مالی ہر قسم کا جو اطمینان میسر ہے اور جو گزر اوقات ہے متوسط طبقہ سے بھی اچھی ہے،طالب علمی میں دونوں وقت گوشت اور گندم کی روٹی ملتی ہے،سردیوں میں بھی متوسط طبقہ عموماً مکھی کھاتا ہے اور گزراوقات کرتا ہے اور آپ آرام سے سب سہولتیں پا رہے ہیں، یہ حضورﷺ کی اسی دعا اور ان احادیث کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو تروتازہ رکھتا ہے،آپ کے بڑوں نے قربانی دی کہ اپنے جگر گوشوں کو اپنے کام کاج اور خدمت سے جدا کر کے یہاں بھیج دیا کہ قال اللہ وقال الرسول سیکھ کر دین کی خدمت اور علوم کی اشاعت کریں ،تو ایک شخص بھی ہماری سعی وکوشش سے لاالہ اللہ محمد رسول اللہ سیکھ لے تو اتنا بڑا اجر ہے۔

حضرت وحشیؓ کا قبول اسلام

آپ کو تو وہ حدیث یاد ہوگی کہ سید الشہداء حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی کچھ عرصہ چھپے رہے اور پھر ایک دفعہ خفیہ طائف سے مدینہ پہنچے، مدینہ میں کسی نے پہچان لیا،صحابہؓ نے دیکھ کر کہا ارے!یہ تو وحشی ہے،ہر ایک کا خون جوش مارنے لگا اور ہر ایک کے بغل میں تلوار تھی کیونکہ صحابہؓ تو مجاہد تھے،اب وحشی اچانک مسجد نبوی پہنچے تو صحابہؓ ادب کے مارے کچھ نہ کہہ سکے اور حضورﷺ کے اشارے کے منتظر ہیں کہ ابھی اشارہ ہوگا تو اسے قتل کر دیں گے،حضورﷺ نے فرمایا: یہ وحشی ہے اور اسلام لانے آیا ہے، اسے آنے دو پھر حضورﷺ نے فرمایا کہ اگر ساری دنیا کافروں سے بھر جائے اور تم ان سب کو

قتل کر دو تو بیشک بڑا اجروثواب ہے اور یہ کوئی معمولی بات نہیں، نمازیوں کا ایک بڑا مقام ہے۔

جہاد کا مقام واہمیت

اور جہاد کا تو اتنا بڑا مقام ہے کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ مجاہد کے کون برابر ہوسکتا ہے؟ فرمایا کوئی نہیں، صرف وہ شخص جو صائم الدھر اور قائم اللیل ہو، ہمیشہ ساری رات عبادت میں گزارے گویا چوبیس گھنٹوں میں ایک سیکنڈ بھی خالی نہ ہو یا ہمیشہ روزہ رکھے مگر پھر بھی وہ کیسے صائم الدھر ہوسکتا ہے؟ کیونکہ پھر ایام منھی عنہ (سال کے پانچ روز) تو روزہ نہیں رکھ سکے گا تو صائم الدھر کیسے بن سکے گا؟ یا کوئی رات بھر عبادت میں مشغول ہو مگر بول وبراز، کھانا پینا، حوائج ضروریہ تو پھر بھی اسے پورا کرنا ہوگا تو ہر لحہ کیسے قائم اللیل رہ سکتا ہے؟ اگر بالفرض والتقدیر ایسا کوئی پیدا بھی ہوا تو تب وہ مجاہد کے برابر ہوسکے گا، آپ نے تو ابھی پڑھا کہ اعمال تولے جائیں گے۔

مجاہد کے اعمال اور جواہر بھی تولے جائیں گے

مجاہد کی ایک دوسری خصوصیت بھی بڑی عجیب ہے کہ مجاہد کا گھوڑا اگر بھاگتا دوڑتا ہے اور مالک پیچھے پیچھے بھاگتا جارہا ہے گھوڑا پیاسا تھا، راستہ میں پانی پی لیا کسی کا گھاس پھونس کھالیا، کھیت میں منہ ڈال دیا، اپنا ہو یا پرایا کہ وہ تو غیر مکلف تھا حیوان تھا اس میں مالک کے عمل کو کوئی دخل نہیں کہ وہ بے اختیار بھاگتا جارہا ہے اور پانی بھی پیتا ہے، گھاس بھی چرتا ہے تو قیامت کے دن اس کی یہ بھاگ دوڑ اور پیا ہوا پانی اور چرا ہو گھاس بھی میزان اعمال میں تولا جائے گا گو مالک کا اس عمل میں کوئی دخل نہیں تھا گویا مجاہد کے صرف اعمال نہیں بلکہ جواہر بھی تولے جائیں گے۔

اسلام سکھلانے کا مرتبہ جہاد سے بھی بلند ہے

اب جب وحشی اسلام لانے آیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ساری روئے زمین بھی کافروں سے بھر جائے اور کسی نے ان سب کو قتل کر دیا تو بلاشبہ بڑا ثواب ہے مگر اس کے بجائے کسی ایک کو بھی اسلام سکھلایا تو اس شخص کا درجہ اس پہلے والے سے بھی بلند ہے، تو اشاعت دین اورعلوم کی خدمت کرنے والوں اور بقائے دین کی سعی وجدو جہد کرنے والوں کی کتنی بڑی سعادت ہے تو یہ اس پر فتن دور میں اساتذہ وطلبہ علوم دینیہ کو جو مقام حاصل ہے وہ کسی کا نہیں، قرآن کریم کے الفاظ کیلئے اللہ نے حفاظ لگائے اورآج آپ نے حفاظ کی دستار بندی کی تو یہ حفظ ،قرآن کا ایک معجزہ ہے کہ فارغ ہونے والوں میں ایک نوجوان نے صرف ۷۰ دن میں حفظ کیا،قرآن کی لب ولہجہ کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے قراء سے فرمائی ،اعراب اور بنا کا تعلق علم نحو سے ہے، صیغے اور مادے کا تعلق علم صرف سے ہے، اسی طرح معانی مضامین اور مفاہیم کے لئے اللہ نے مستقل ایک جماعت تیار کی فقہائے کرام کی یہ ہدایہ وغیرہ سب قرآن سے وابستہ ہیں، اسی طرح منطق اور فلسفہ کا بھی یہی حال ہے، یہ صغریٰ وکبریٰ اور نتیجہ سب قرآنی استدلالات میں ممد ہیں، ابن سینا نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی تفسیر میں رسالہ لکھا عرصہ ہوا کہ نظر سے گزارتھا، اس کے تمام مباحث ودلائل صغریٰ وکبریٰ پر مرتب تھے، اب جب کہ فلسفہ قدیم کے ہفوات اور بکواسات کا ازالہ اگر میبذی وصدرا سے کرنا مطلوب ہو اورشرح عقائد اورعلم کلام کی کتابیں اسی مقصد سے پڑھی جائیں تو پھر یہ سارے لوگ حضور اقدس ﷺ کی اس دعا کے دائرہ سے باہر نہیں رہ سکتے کہ نضر اللہ امرءً الخ جس منطق اور فلسفہ سے مخالفین شرع کی رد مطلوب ہوا اور اسی مقصد سے شکل اول، شکل ثانی اور شکل رابع کا قرآن وحدیث کے دلائل پر انطباق کرے تو اس کا تعلق بھی علم دین

سے ہوا، پھر حدیث اور قرآن کے طلبہ مشکوٰۃ اور بخاری پڑھنے والے تو بڑے فائق ہیں اور سب سے بڑھ کر دعائے نبوی ﷺ نضر اللّٰہ امرا سمع مقالتی فحفظھا فاداھا کما سمعھا (مسند البزار: ح ٣٤١٦) کے مصداق ہیں۔

حفظ صدری اور کتابی دونوں اس حدیث کا مصداق ہیں

اب یہ تمہارے فرائض میں سے ہے کہ اس حدیث کو یاد کرلیں اور حفظ ایک تو صدری ہوتا ہے اور ایک کتابی، دونوں وعاھا میں داخل ہیں، حفاظ کی طرح بخاری شریف یاد کرلو تو یہ صدری ہے اور نہ کیا تو لکھ لیتے قلم سے لکھتے پھر اس پر نظر ثانی کرتے تصحیح کرتے پھر اسے صندوق میں تالا لگا کر اس کی حفاظت کرتے، گھر کے بچوں پر بھی اعتماد نہ تھا کہ کہیں کوئی اس میں کمی بیشی نہ کر بیٹھے، سفر میں بھی مسودوں کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے اور نظر میں رکھتے تو یہ بھی وعاھا ہے حفظ صدر سے ہو یا کتابت سے اور یا کتاب سے حضور ﷺ کا مطلوب ہے اب آگے ہے واداھا کما سمعھا کہ جب دنیا میں پھیلو گے تو جیسا حفظ کیا بلا کم وکاست اسے دنیا میں پھیلاؤ گے اور حدیث میں ہے فرب مبلغ اوعی من سامع بسا اوقات جن تک بات پہنچی ہے وہ براہ راست سننے والوں سے زیادہ حفاظت کرنے والا ثابت ہوسکتا ہے، اسلاف نے احادیث پڑھ لیں ان تک سننے والوں نے پہنچادیں تو انہوں نے اس سے سینکڑوں احکام، اصول اور فروع مستنبط کیے، یہ فقہ اور اصول فقہ کی تمام کتابیں اور ذخیرے یہی استنباطات ہیں جو فرب مبلغ الخ کے مصداق ہیں، تابعین، تبع تابعین، ائمہ کرام اور فقہائے عظام نے اس کا استنباط کیا تو کیسی کیسی فطانت اور ذہانت اللہ نے انہیں دی تھی کہ حدیث پڑھ لی اور سینکڑوں مسائل اس سے مستنبط کیے تو بہر حال ہم طالبین حدیث کی تروتازگی اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔

وعید میں بھی رحمت کا پہلو

مگر یہ بھی ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ (ابراهیم: ۷) یہاں بھی شانِ رحمت کا ظہور ہے کہ لاعذبنکم نہیں کہا اور وہاں لَاَزِيْدَنَّكُمْ کہا، لام تاکید، نون تاکید کے ساتھ موکد وعدہ ہے ومن اصدق من اللّٰه حدیثا اور اگر ناشکری کی تو پھر جیسے کہ بچوں کو ڈراتے ہیں کہ یہ ڈنڈا ہے اور یہ نہیں کہتے کہ اس سے ماریں گے، تو یہاں یہ نہ کہا کہ لاعذّبنکم کہ میں عذاب دے دوں گا بلکہ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ فرمایا کہ دیکھئے! کہ میرا عذاب بڑا سخت ہے تو یہ اللہ کی مرضی ہے کہ عذاب دیتا بھی ہے یا نہیں گویا گنجائش رکھدی کہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ تو جتنا بھی ہو سکے تو قرآن وحدیث کی اشاعت کرتے رہو۔

عالی کتب پڑھا کر متکلفین بننے کا شوق

اسے بد قسمتی کہیے کہ آج کل دورہ حدیث پڑھا نہیں اور فنون کی عالی کتابیں پڑھانے میں لگ جاتے ہیں اور مدرسین ابتدائی کتابوں پر راضی ہی نہیں ہوتے، حضور ﷺ فرماتے تھے کہ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ کوئی اجر نہیں لوں گا اور فرمایا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ اسی طرح میں متکلفین میں سے نہیں ہوں کہ ابھی مجھ پر کوئی مسئلہ واضح ہوا نہیں اور وحی آئی نہیں مگر میں خود کو بھی اور تم کو بھی تکلیف میں ڈال دو، براۃ عائشہؓ کی دس آیتیں کافی دنوں بعد آئیں۔ ذوالقرنین کے بارے میں جواب کچھ دنوں بعد آیا تو اس وقت تک آپ نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا تو یہ ہے وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ہم تو ملا آں باشد کہ چپ نہ شود کے مصداق ہوتے ہیں، ایسا نہیں ہونا چاہیے بلکہ جو نہ سمجھے کہہ دو کہ صبر کرو، مطالعہ کرلوں، سمجھ لوں پھر تمہاری بھی تشفی کروں گا۔

ائمہ اسلاف اور "لا ادری" کا اعتراف

دیو بند میں ہم اپنے ایک استاد سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگتے تو وہ کتاب بغل میں اٹھا کر شیخ العرب حضرت مدنیؒ کے پاس جا کر پوچھ لیتے واپس آ کر کہتے کہ ابھی مولانا سے پوچھ کر آیا ہوں، آج تو حرف بھی نہ آئے مگر کہتا ہے کہ میں ارسطو زماں ہوں، نہیں ایسا نہیں ہونا چاہئے وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ تو استاد اس پر خوش نہ ہو کہ بڑی کتاب پڑھاؤں۔ بعض اوقات ایک کتاب بڑی کامیاب ہوتی ہے مگر اسے چھوڑ کر حسامی اور عبدالغفور کے پیچھے پڑ جاتا ہے، نئی کتاب مانگ لی وہ تو پڑھی تھی نہیں تو حاصل شدہ عزت اور شہرت گنوا بیٹھتا ہے، اسے تکلف کہتے ہیں تو ہمارا ایک مرض ہے کہ ہم بڑی کتاب کے پڑھانے کے پیچھے لگے رہتے ہیں، دیو بند میں ہمارے استاد تھے، حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب، وفات سے پہلے میں خدمت میں حاضر تھا، ان کا ایک بیٹا تھا جو دیو بند میں مدرس تھا۔ تو مولانا نے وصیت فرمائی کہ تقسیم اسباق کے وقت اسے کتاب میں ترقی نہ دی جائے اور دوسری یہ ایک کتاب کم از کم تین دفعہ پڑھائے، تب آگے ترقی دیں، یہ مطالبہ کرتا رہے گا آپ اس کی بات پر نہ جائیں تو پھر ایک تھوڑے سے عرصہ میں علامہ بن جانا چاہتا ہے مگر آپ اپنے اوپر کبھی بھی عالم کا گمان نہ کریں، امام مالکؒ نے ۴۰ سوالات پر لا ادری کہا، یہ نہ تھا کہ جواب دے نہیں سکتے تھے مجتہد تھے ذرا سی توجہ فرمالیتے مگر مقصد یہ تھا کہ اب جب جواب حاضر نہیں تو پھر بغیر سوچے سمجھے جواب نہیں دے سکتا، آج ہم ایسا کہہ سکیں گے؟ اللہ اکبر، ہرگز نہیں۔

طلباء حدیث کیلئے نبی کریم ﷺ کی یہ دعا مطلق ہے

آپ کو جو یہ سہولت طالبعلمی کی تھی اب جا کر بکھیڑوں میں پڑ کر سب کچھ بھول جاؤں گے اور بعض خوش قسمت ہیں تو تر و تازگی نضر اللہ امراً کا ظہور ہے کہ یہ دار العلوم اس

بنجر علاقہ خشک میں وادی غیر ذی ذرع کا مصداق ہے پھر مجھ جیسا بوڑھا لولا لنگڑا اسکی کیا خدمت کر سکے گا؟ مگر یہ کون کراتا ہے؟ یہ اللہ کراتا ہے۔ یہ ہمارا دین پر احسان نہیں بلکہ دین کا ہمارے اوپر احسان ہے ہم اسکی وجہ سے محفوظ ہیں اور یہ سب حدیث اور قرآن کی برکت دنیا میں ظاہر ہورہی ہے تو خدا ایمان سلامت رکھے تو وہاں بھی محدث کیلئے تر و تازگی ہوگی، امام بخاریؒ دفن ہوئے، خرتنگ شہر میں، تو چھ ماہ تک قبر سے خوشبو آتی رہی لوگ دیوانہ وار آ کر قبر سے مٹی لے جاتے گڑھا بن جاتا، بزرگوں کی دعا سے یہ کرامت ختم ہوئی............

جمال ہم نشیں درمن اثر کرد
وگرنہ من ہما خاکم کہ ہستم

یہ تر و تازگی کی دعا مطلق ہے، دنیا میں آخرت میں، قبر میں، ہر جگہ کے لئے بشارت اس دعا میں موجود ہے، اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ جو یہ سب حضرات آج یہاں جمع ہیں ان کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جہاں کوئی جماعت اللہ کی یاد اور قرآن پڑھانے کیلئے جمع ہوتی ہے تو ملائکہ اس کا گھیرا ڈال لیتے ہیں تو عرش تک قطار در قطار پرے لگ جاتے ہیں حفتھم الملائکہ (الحدیث) یہ بارش جب باہر برسے تو باہر کیوں جاتے ہیں؟ کہ بارش کے قطرے ہم پر بھی پڑ جائیں اسی طرح ان حاضرین مجالس پر جو رحمت برستی ہے فرشتے اِن کا مورد بننے کیلئے اسے گھیر لیتے ہیں ایسی مجلس میں حاضری ایک بڑی فضیلت ہے، اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس نعمت علم کا حق شکر ادا کرنے کی توفیق دے۔

سنن اور مستحبات سائن بورڈ ہیں

وہ شکر کم از کم یہ ہے کہ فرائض، واجبات، سنن اور نوافل ترک نہ کریں، ہر

دکاندار سائن بورڈ لگاتا ہے تو یہ داڑھی بھی ایک سائن بورڈ ہے کہ یہ مسلمان ہے، عالم ہے اور سنت پر عمل پیرا ہے تو ہم سکول ماسٹر بن کر سب سے پہلے اس پر ہاتھ صاف کر لیتے ہیں اور وہاں جا کر چونکہ نتیجہ تابع اخص ارزل کے ہوتا ہے تو وہاں اسی رنگ میں رنگ جاتے ہیں، جنید بغدادیؒ یا حضرت شبلیؒ کے مرضِ وفات میں نزع کا عالم ہے، وضو کرایا گیا تو خلال بھول گئے تو اصرار کیا کہ دوبارہ کرایئے لوگوں نے کہا کہ یہ مستحب ہے اور آپ کی انگلیاں بھی منفک ہے دوبارہ وضو میں بڑی تکلیف ہوگی تو فرمایا جن درجات تک میں پہنچا ہوں تو یہ برکت اسی اتباع سنت کی ہے، اللہ کی برگاہ میں حضوری کے وقت اس مستحب کو چھوڑ دوں تو اللہ کو کیا جواب دوں گا، اللہ پوچھے گا اے جنید! یہ مستحب کیوں ترک کر دی؟ تو علماء عابدین صالحین مستحب بھی ترک کرنے کے روادار نہیں ہوتے اور کچھ لوگ ایسے بدقسمت بھی ہیں کہ فارغ ہو کر اہلِ فتن ہو جاتے ہیں اللہ اس سے محفوظ رکھے، اللہ نے ہم پر جو یہ فضل وکرم فرمایا ہم اس کے نہایت شکر گزار اور ممنون ہیں۔

(آگے اجازت حدیث دیتے ہوئے اپنے اکابر کی سند بیان کی اور فرمایا)

''چہ نسبت خاک را با عالم پاک'' وہ عالم پاک تھا اکابر کا، ہم ان کے خاک پا بھی نہیں ہیں تو میں ان اکابر کی دی ہوئی اجازت آپ کو بھی دیتا ہوں، شرط یہ ہے کہ خوب مطالعہ کریں متکلف نہ بنیں اور جو آتا ہے وہ پڑھائیں۔ (اختتام پر طویل دعا ہوئی)۔

(الحق ج نمبر ۲۰، ش نمبر ۲، ص ۵، نومبر ۱۹۸۴ء)

ضبط و ترتیب: مولانا سمیع الحق صاحب

امام بخاریؒ اور صحیح بخاری

۲۷ رجب ۱۴۰۱ ھ کو دارالحدیث میں ختم بخاری شریف کی تقریب منعقد ہوئی جس میں شیخ الحدیث مدظلہٗ نے حسب ذیل ارشادات سے نوازا اور اب یہ ارشادات عالیہ اِس جلد میں شامل کئے جارہے ہیں......(س)

الحمد لله وكفى والصلاة والسلام على عباده الذين اصطفى اما بعدا قال النبي ﷺ كلمتان خفيفتان على اللسان ثقيلتان في الميزان حبيبتان الى الرحمان سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم (بخاری: ح ٦٦٨٢)

آغازسخن

محترم بزرگو! حدیث اور ترجمۃ الباب کی شرح حضرات اساتذہ فرما چکے ہیں میرے پہلے معمول تھا کہ کچھ کلمات ختم اور افتتاح کے سلسلہ میں عرض کرتا تھا مگر آپ کو معلوم ہے کہ میری بیماری کی وجہ سے جبکہ آج کچھ اس میں اضافہ ہوا ہے خاص معروضات پیش کرنے کی طاقت نہیں، بینائی کی کمی اور سینہ کے درد کی وجہ سے زیادہ بولنے سے قاصر ہوں بہر تقدیر یہ موجودہ اجتماع جو علماء واساتذہ، فضلاء، طلباء اور عملہ اور بعض معاونین کا ختم بخاری شریف کے بارے میں ہے۔

حل مشکلات کے لئے ختم بخاری ایک مجرب نسخہ

جس کے بارے میں ہمارے اکثر اکابر کی رائے ہے کہ حل مشکلات کیلئے ختم بخاری ایک مجرب نسخہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مشکلات حل کر دیتا ہے۔

شیخ جمال الدینؒ فرماتے ہیں کہ میرے استاد اثیر الدینؒ فرماتے تھے کہ میں نے زندگی میں ایک سو بیس مرتبہ مشکلات کے موقع پر اس کا ختم کیا اور اللہ تعالیٰ نے وہ تمام مشکلات حل فرمادیں ایک، دو یا تین مرتبہ کسی کام کے ہو جانے پر منطقی مزاج شخص تو اسے قضیہ اتفاقیہ قرار دے گا مگر ایک سو بیس دفعہ تجربہ میں تو یہ بات نہیں ہو سکتی اس کے پڑھنے کی برکت سے قحط اور خشک سالی کا خطرہ وبائی امراض طاعون وغیرہ کی آفت ٹل جاتی ہے بارش کے لئے ختم بخاری باعث خیر و برکت ہے۔

قرآن وحدیث آفتاب و ماہتاب

حدیث جہاں بھی پڑھی جائے وہاں انوار و برکات نازل ہوتے ہیں، قرآن مجید کی تلاوت سے تلفظ آیات پر منہ سے ایسی شعاعیں نکلتی ہیں جیسے شمسی شعاعیں شمس سے آتی ہیں اور حدیث شریف پڑھیں تو حدیث کے تلفظ سے انوار و برکات چودھویں رات کے چاند کی طرح متورع ہوتے ہیں گویا قرآن آفتاب ہے تو حدیث ماہتاب۔

حضور اقدس ﷺ کی شان ابو طالب کی نظر میں

یہ احادیث مبارک حضور اقدس ﷺ کا کلام مبارک ہے اور حضور اقدس ﷺ کی وہ شان ہے کہ ابو طالب نے فرمایا............

وابیض یستسقی الغمام بو جهه

ثمال الیتامیٰ عصمةٌ للا رامل

(البخاری: ج۱۰۰۸)

حضرت ابو طالب نے بارش نہ ہونے کی صورت میں حضورﷺ کو بچپن میں اٹھا کر خانہ کعبہ کی دیوار کے پاس کھڑا کر دیا اور اس نورانی چہرے کی طفیل و برکت سے بارش کی دعا مانگی جو غریبوں، یتیموں، بیواؤں کے سرپرست و خیر خواہ ہیں، آج بھی الحمد للہ اس اجتماع میں مختلف مقاصد رکھنے والے حضرات جمع ہوئے ہیں یہ ایک ختم نہیں بلکہ اگر سو شرکاء دورۂ حدیث ہیں تو سو ختم ہیں تو جب ایک ختم سے اللہ تعالیٰ مشکلات حل فرماتے ہیں تو سو ختم ہو جانے کے کتنے انوار و برکات ہوں گے۔

سکرات موت میں بھی سماعِ حدیث کام آتی ہے

حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ بہت بڑے صوفی اور ولی اللہ گذرے ہیں انہوں نے وصیت فرمائی کہ میرے سکرات اور نزع کی حالت میں حدیث کی تلاوت شروع کی جائے کہ اسکی برکت سے اللہ تعالیٰ سکرات موت آسان فرمادے شاگردوں نے اس پر عمل کیا تو حدیث کی تلاوت سے ایسے انوار و برکات کا نزول ہوتا ہے۔

الجامع الصحیح للبخاری کے لئے امام بخاریؒ کا اہتمام

یہ کتاب امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ کے مساعی جمیلہ کا ثمرہ ہے کہ احادیث کا ایک صحیفہ اور ایک بڑا ذخیرہ آپ نے جمع فرمایا یہ تقریباً ۶ لاکھ احادیث سے آپ نے بڑے سخت شرائط کے ماتحت منتخب فرمایا ما رواہ عدل تام الضبط بسندٍ مُتصل خالیا من الشذوذ و العلة ایسے سخت اصول وضوابط پھر یہ بھی کہ ہر راوی طویل الملازمة مع الشیخ بھی ہو، امام مسلمؒ کے نزدیک تو امکان ملاقات کافی ہے امام بخاریؒ کے نزدیک نفس ملاقات ضروری ہے مگر تتبع و استقصاء سے پتہ چلتا ہے کہ امام بخاریؒ نے نفس ملاقات نہیں بلکہ طویل الملازمة مع الشیخ سے روایت کرنے پر عمل کیا ہے تو چھ لاکھ حدیث سے آپ نے سات ہزار دو سو چوہتر (۷۲۷۴) احادیث کا انتخاب فرمایا تو جو

کتاب چھ لاکھ احادیث کا مغز ہے اور ایسی کڑی شرائط پر جس کے مؤلف نے پابندی فرمائی اس تعداد میں مکررات بھی ہیں اسے نکال دیں تو چار ہزار بنتے ہیں اور بخاری کی تعلیقات جو ہیں وہ بھی مرفوع ہیں اس کا حساب کریں تو نو ہزار احادیث امامؒ نے اسی کتاب میں جمع کردیں پھر تالیف بھی سولہ سال میں فرمائی جب امام بخاریؒ جیسے ذکی اور فہیم امام جب اسے ۱۶ سال میں جمع کریں تو ہم اگر بیس سال میں بھی قدرے امور سے واقف ہو جائیں تو یہ بھی غنیمت ہے، علامہ الجزائریؒ کی رائے ہے کہ تین ہزار چار سو پچاس تو تراجم آپ نے قلمبند کئے اللہ نے دین کی حفاظت کا انتظام فرمایا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:۹)

امام بخاریؒ کی فہم و ذکاوت اور درس کے شرکاء

اللہ نے امام کو بچپن سے فہم و ذکاوت دی بخارا میں حدیث کے درس میں آپ بچپن سے شامل ہوا کرتے اور وہ زمانہ ایسا تھا کہ ایک ایک درس میں ہزار ہا ہزار کی تعداد میں امراء حکام، تجار، علماء ہر طبقہ کے افراد شرکت کرتے ایسا بھی ہوا کہ حدیث پڑھانے میں منادی و مکبر کی ضرورت پڑھ جاتی جیسے نماز میں امام کی تکبیر کے بعد مکبرین ہوا کرتے ہیں کہ پچھلے صفوں میں تکبیر سنی جائے آج کل تو لاؤڈ سپیکر اس کا کام کرتا ہے مگر اس وقت قاری کی آواز نہ پہنچتی تو دوسرا قاری اس طرح تیسرا حدیث اور درس اوروں تک پہنچاتا ایک ایک درس میں چالیس چالیس ہزار قلم دوات گنے گئے تو نہ لکھنے والے واللہ اعلم کتنی تعداد میں ہوں گے۔

امام بخاریؒ کا شوق حدیث اور محیر العقول حافظہ

مجلس میں ایک لاکھ افراد بھی شریک ہوئے تو امام بخاریؒ خود فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تعلیم حدیث کے لئے پیدا کیا تو بچپن میں شوق پیدا کیا دس سال کے

لگ بھگ کم عمر میں بخارا کے ایک محدث کے درس میں شرکت کرتے تھے ،نوعمر بچے تھے طلبہ تعجب کرتے کہ کیا کرر ہے ہیں ؟ دن بھر جان تھکاتے ہو، جاؤ کہیں کھیلو کودو ، چودہ پندرہ دن یہی حالت رہی ،سولھویں دن مذاق کرنے والے طلبہ کو فرمایا کہ میں فضول وقت ضائع نہیں کرتا ان ایام میں کئی ہزار احادیث سنائی جا چکی تھیں اب ان کو آپ نے ایک ایک دن کے حساب سے پڑھنا شروع کیا پھر دوسرے دن کی مثلاً ایک ہزار حدیث ، الغرض پندرہ دن کی احادیث سنا دیں لوگ حیران رہ گئے پھر اپنے مسودوں کی آپ سے تصحیح کرنے لگے ، یہ ذہانت اور حافظہ اللہ نے ان کو دیا۔

بخاری شریف کا چھ لاکھ احادیث سے انتخاب

صحیح مسلم کا انتخاب تین لاکھ احادیث سے ہوا ہے سنن ابو داؤد ۵ لاکھ سے اور صحیح بخاری چھ لاکھ احادیث سے ہوا ہے اس میں تکرار بھی ہے تو حقیقتاً تکرار نہیں کہ ہو بہو کسی فرق کے بغیر تکرار ہو بلکہ حدثنا حدثني یا اس طرح کا کوئی فرق ضرور ہوتا ہے مثلاً حضرت کعبؓ کی حدیث دس دفعہ آئی ہے تو ہماری نظر میں تو تکرار ہے مگر حقیقت میں ان سب مقامات میں فرق کے ساتھ ہے سند میں یا متن میں یا کسی اور طریقہ سے فرق ہے۔

امام بخاریؒ اور انتخاب حدیث میں اہتمام

پھر اتنا اہتمام وعظمت حدیث کہ ہر حدیث کے ترجمۃ الباب کیلئے غسل فرما لیتے ، صاف کپڑے پہن لیتے عطر لگا لیتے مراقبہ فرما کر اور اگر حرم شریف میں ہوتے تو رکن و مقام کے درمیان مدینہ منورہ میں ہوتے تو روضۂ اطہر کے سامنے مراقبہ ہو جاتے پھر دو رکعت نفل پڑھ لیتے مکمل اطمینان کے بعد اندراج فرماتے تو اگر نو ہزار حدیث و تعلیقات ہیں تو ۹ ہزار دفعہ غسل فرمایا اٹھارہ ہزار رکعت نفل پڑھے یہ عبادت اور عمل

صرف تصنیف بخاری کے لئے تھا اب اس اخلاص سے جس کتاب کی تدوین فرمائی تو بے جانہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو اتنی مقبولیت دی کہ اصح الکتب بعد کتاب اللّٰہ البخاری کا درجہ اکثریت نے اسے دیا۔

صحیح بخاری اور امام مروزیؒ کو خواب میں بشارت

امام محمد بن احمد مروزیؒ ایک عالم ومحدث ہیں فرماتے ہیں کہ میں رکن ومقام کے درمیان ایک دفعہ مراقبہ میں تھا کہ آنکھ لگ گئی دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں دست بستہ کھڑا ہوں تو فرمایا: اے مروزی! کب تک امام شافعی کی کتاب پڑھاتے رہوں گے میری کتاب کیوں نہیں پڑھاتے؟ آپ نے پوچھا آپ کی تالیف کون سی ہے؟ فرمایا: الجامع الصحیح للبخاری تو حضور اقدس ﷺ نے اس کتاب کی نسبت اپنی طرف فرمائی حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں نہ یقظۃ میں شیطان متمثل بشکلہ ﷺ ہوسکتا ہے نہ خواب میں ہوسکتا ہے ختم نبوت اور وحی کی حفاظت کی بنا پر یہ انتظامات ہیں تو امام مروزیؒ کی رؤیائے حقہ میں اسے حضور ﷺ نے اپنی کتاب قرار دیا، اس کے ساتھ جو زہد وتقویٰ امام کا تھا جو قناعت تھی وہ بھی بے مثال ایک دفعہ آپ بیمار ہوگئے ڈاکٹروں نے معائنہ کیا قارورہ طبیبوں نے دیکھا تو کہا یہ تو کسی راہب کا قارورہ ہے کہ اس میں چکناہٹ کا اثر ہی نہ تھا معلوم کیا تو پتہ چلا کہ امام ایک عرصہ سے صرف جو کی روٹی پر قناعت کررہا ہے بغیر گھی وغیرہ کے خشک روٹی۔

امام بخاریؒ اور دنیوی معاملات

اللہ تعالیٰ نے دولت بھی دی تھی مضاربت پر کاروبار چلاتے کسی مضارب نے مال فروخت کیا تو خریدنے والے نے پچیس ہزار روپے دبا لیے، کسی نے کہا اس علاقے کے حاکم و گورنر کو لکھ دے وہ وصول کروا لے گا وہ آپ کا شاگرد یا معتقد ہے مگر آپ نے

فرمایا آج تو وہ مان کر رقم وصول کرا دیگا کل اس کو کوئی ضرورت پڑھ گئی تو الا نسان عبد الاحسان کل اس کی خاطر کسی ناجائز بات پر دستخط نہ کردوں تو میں دین کو حاکموں پر فروخت نہیں کر سکتا حکام کا زیر بار نہیں بن سکتا دین کو دنیا پر فروخت نہیں کر سکتا تو مقروض کی شکایت حاکم کو گوارا نہ کی۔

امام بخاریؒ اور حاکم کے دربار میں حق گوئی اور کمال بے نیازی

یہ تو معمولی حاکم ہوگا خود حاکم بخارا نے دربار میں طلب کیا کہ آ کر بخاری شریف اور کتاب التاریخ مجھے پڑھا دیں کہا نعم الامیر علی باب الفقیر و بئس الفقیر علی باب الامیر میں دربار میں ٹیوشن پڑھانے آؤں آپ کہیں کہ اب وفد آیا، آج امور مملکت میں مصروف ہیں تو فرمایا میں ایسا نہیں کر سکتا تجھے حدیث کی طلب ہے تو میرے دربار میں آنا ہوگا، امیر نے کہا کہ اچھا تو میرے شہزادوں کو جب آپ کے پاس آئیں تو تنہائی میں پڑھا دیا کریں کہ عوام اس مجلس میں شریک نہ ہوں، سوات ملا باجوڑ ملا کو ساتھ نہ بٹھائیں اس پیریڈ میں تو جیسے کفار مکہ کہتے تھے کہ ہم بلالؓ وصہیبؓ وعمارؓ کے ساتھ آپ کی مجلس میں بیٹھ نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ (الانعام:۵۲) امام بخاریؒ نے فرمایا کہ نہیں اگر کوئی اس مجلس میں بیٹھنا چاہے تو میں حضور اقدس ﷺ کے انوار و برکات اور علوم و احادیث میں بخل نہیں کر سکتا کہ کسی کو محروم کر کے اٹھا دوں ایسا نہیں ہو سکتا تو بادشاہ کو لگی لپٹی بغیر جواب دیا۔

مسئلہ خلق قرآن کا ابتلاء اور امام بخاریؒ کی استقامت

بخارا سے شہر بدر کر دیے گئے تو خرتنگ مقام تشریف لے گئے جو سمرقند کے قریب تھا سمرقند کے لوگوں نے بلایا، درخواست پیش کی، آپس میں بھی ان لوگوں کا

اختلاف ہوا کہ امام بخاریؒ آجائیں یا نہیں، محمد بن الذھلیؒ ایک عالم تھے جو امام بخاریؒ کو خلق قرآن کے قائل ہونے کی نسبت کرتے کہ ان کی رائے میں لفظی بالقرآن مخلوق ہے حالانکہ امام کا مقصد یہ تھا کہ ملفوظ تو قدیم قدیم موردو تو قدیم سے کلام نفسی ہے جو غیر مخلوق ہے قدیم تو کلام نفسی ہے، اللہ کی صفت ہے اور اس کا ظہور کلام لفظی میں جس پر آپ اور میں تلفظ کرتے ہیں وہ حادث ہے مگر ملفوظ قدیم ہے۔ مقابلہ کا دور تھا، امام احمد کی ابتلاء کا دور دورہ تھا، کسی نے ہنگامہ اٹھایا اختلاف کرنے والے ہر جگہ ہوتے ہیں۔

فضلاء کو زرین نصیحت

اب آپ لوگ علاقوں میں جائیں گے تو اپنے بلاد و اوطان میں اجتماعات میں قبروں پر مجامع میں اختلافی مسائل سے گریز کریں مسئلہ حیات انبیاء یا کلام اللہ حادث یا قدیم ہے ایسے مسائل کو عوام کیا سمجھتے ہیں کہ آپ جا کر اسے چھیڑ دیتے ہیں نتیجتاً پرانے علماء مخالفت پر کمربستہ ہو جاتے ہیں کہ یہ نیا وہابی کہاں سے آیا وہ مخالف بن جاتے ہیں، پھر صحیح مسئلہ بھی اس کا نہیں سنتے تو جہاں امام بخاریؒ گئے غالباً نیشاپور، تو لوگ ملاقات کیلئے ٹوٹ پڑے، کسی نے پوچھا کلام مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟ آپ خاموش رہے، ٹال دیا، دوسرے دن پھر یہی مسئلہ چھیڑ دیا آپ پھر بھی خاموش رہے یہ نہیں کہ حق ظاہر کرنے سے پہلو تہی کرنی تھی۔

امام ابوحنیفہؒ کا شاگردوں کو حکیمانہ نصائح

امام ابوحنیفہؒ سے طلبہ نصیحت کا تقاضا کرتے تو آپ نے من جملہ اور نصائح کے یہ بھی کہا کہ گاؤں اور علاقوں میں جاؤ گے تو لوگ مسئلہ دریافت کریں گے تو میرا قول اوّلاً پیش نہ کریں بلکہ اور آئمہ اور علماو مثلاً سفیانؒ امام زہریؒ جیسے اکابر کے اقوال پیش کر

دیں پھر اگر میرا قول پیش کرنا چاہیں تو اس کے ساتھ وہ بھی پیش کر دیں مگر اولاً مجھے ہدف نہ بنائیں کہ اس پر بحث اور مناظرے چھڑ جائیں امام اعظمؒ کا تبحر علمی ظاہر ہے کہ کتنا عظیم تھا مگر کسی نے ایک مسئلہ میں دریافت کیا تو جواب آپ نے دے دیا، سائل نے کہا کہ حسن بصریؒ کی تو یہ رائے نہیں، امام اعظم کے منہ سے نکلا کہ اخطأ کہ انکی رائے درست نہیں وہ شخص گالیاں دینے لگا اور کہا یا ابن الزانیۃ اتخطأ الحسن طلبہ یہ دیکھ کر جوش میں آگئے، آپ نے طلبہ کو روک کر اس معترض کو نرمی سے بلایا پاس بٹھلایا اور سمجھایا کہ حسن بصریؒ کے یہ دلائل ہیں اور اس مسئلہ میں میرے یہ دلائل ہیں، اب تم خود اس میں فیصلہ کر لو تو نہ تو اسے ڈانٹا نہ مارا نہ پیٹا، بلکہ سمجھا دیا تو ہمارے اکابر نے ایسے تحمل اور حلم سے کام کیا۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ کا صبر و تحمل

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کی جلالی شان تھی مگر دہلی کے جامع مسجد میں کسی نے مسئلہ پوچھا تو آپ نے جواب دیا، کسی نے کہا: یا ابن الزانیۃ تو ایسی بات کرتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ نے نرمی سے بلا کر اسے کہا کہ میرے والدین کے نکاح کے گواہ موجود ہیں، الحمدللہ میں انہیں اب بھی حاضر کر سکتا ہوں، ایسے جلالی ہستی کا اتنا تحمل اور بردباری تو امام بخاریؒ کا بھی ایسا ہی تحمل تھا سمرقند نہ گئے حاسدین نے خرتنگ میں بھی پریشان کر دیا اور امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ علماء پر شیطان نے حسد کا جھنڈا گاڑ دیا ہے اور تجار پر شیطان نے کذب اور دروغ گوئی کا۔

امام بخاریؒ اور حاسدین کے ہاتھوں پریشانی سے موت کی تمنا

حسد و معاصرت کی وجہ سے امام بخاریؒ پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا امام نے دعا کی یا اللہ! اپنی وسعتوں کے باوجود زمین مجھ پر تنگ ہو چکی ہے اگر آپ کو منظور ہو تو مجھے اپنے دربار میں بلا لو، امام نے چلنے کا ارادہ کیا موزے پہنے چند قدم چلے تھے کہ

پسینہ چھوٹ گیا فرمایا اپنے بستر پر لے جاؤ اپنے کمرہ میں لائے گئے ،عید الفطر جمعہ کی رات ۲۵۶ھ میں آپ کا انتقال خرتنگ میں ہوا جو پہلے جس نام سے بھی تھا، مگر وصال کے بعد وہاں جانے والوں کا ایسا ہجوم ہوگیا کہ وہاں جانے کیلئے گھوڑا وغیرہ نہیں مل رہا تھا، خر کی سواری بھی اتنی بڑھ گئی کہ خر کی سواری بھی نہ ملتی تو خرتنگ کہلایا۔

امام بخاریؒ کی قبر سے خوشبو پھوٹنے لگی

وفات کے بعد قبر سے عالم برزخ کی خوشبو پھیلنے لگی یہ احادیث رسول ﷺ کی خوشبو تھی ، دین کی خوشبو تھی ۶ ماہ تک اثرات نمایاں تھے لوگ مزار سے مٹھی بھر بھر کر لے جاتے ، دن بھر میں قبر گڑھا بن جاتی اور دوبارہ بھر دی جاتی پھر لوگوں نے دعا کی کہ یا اللہ! یہ کرامت اب مستور ہو جائے کہ قبر گڑھا بننے سے محفوظ ہو پھر اللہ تعالیٰ نے اسے بجائے محسوس کے معقول بنادیا اکتفاء عالم برزخ پر کر دیا..........

جمال ہم نشین درمن اثر کرد

وگرنہ من ہما خاکم کہ ہستم

میری کوئی خوبی نہیں میں تو وہی خاک ہوں جو تھا خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا جمال ہمنشین کہ احادیث کی برکات سے منور تھے بعد الموت اثرات قبر سے بھی نمایاں ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ امام کے درجات اسطرح نہایت عالی اور بلند فرمادے۔

فراغت کے بعد فضلاء کا دور آزمائش اور بشارت

دیکھئے! ہمارے فضلاء اب تک تو بڑے اطمینان سے وقت گذار رہے تھے مگر اب جا کر معاش کی فکر لاحق ہوگی ، رہائش قیام شادی کے مسائل سامنے آئیں گے اب تک مدرسہ پر زور تھا تو یاد رکھئے! جس اللہ نے ماں کے پیٹ میں رزق دیا ڈھائی سال ماں کے سینہ سے دودھ دلوایا پھر اب تک اس جوانی میں کہ ہر طرح مہنگائی وغیرہ کا دور

بھی آیا مگر طلبہ دین علماء و فضلاء کی زندگی اب بھی متوسط لوگوں کے برابر یا اس سے بہتر ہے اب گاؤں جا کر ہفتہ دس دن بعد عزیز و اقارب کہیں گے کہ تیار کب تک کھاؤ گے ،اب نکلو کھیتی باڑی کرو، کوئی کام سنبھالو لیکن اگر قرآن و حدیث کی خدمت کا دامن آپ نے تھام لیا اللہ کی رضا کیلئے دین کی خدمت کیلئے کمر بستہ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ جس طرح اب تک اطمینان سے رزق دیتا رہا پھر بھی وہی حفاظت فرمائے گا۔

امام ابوحنیفہؒ کی منیٰ میں صحابیؓ رسول ﷺ کی زیارت اور سماعت حدیث

امام ابو حنیفہؒ ۱۵۔۱۶ برس کی عمر میں منیٰ گئے اپنے والد کے ساتھ تھے وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ ارد گرد جمگھٹا لگا ہے امام نے جا کر دیکھا نورانی بزرگ درمیان میں بیٹھے ہیں کسی سے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا کہ حضور اقدس ﷺ کے صحابی حضرت عبد اللہ بن جزءؓ ہیں اور حدیث پڑھاتے ہیں، والد مجھے میری خواہش پر نزدیک لے گئے تو پہلی حدیث ان سے جو سنی اس کا مفہوم یہ تھا کہ جس کسی نے اللہ کی رضا کیلئے تفقہ فی الدین حاصل کر لی تو فکر معاش اور طلب رزق سے اسے بے فکر کردوں گا تو اللہ نے جو آپ پر مہربانی فرمائی کہ اپنے بندوں کے قلوب میں ڈالدیا کہ وہ تعاون کریں، بے فکر بنا دیا کہ آپ کو تعلیم کا موقع ملے تو اگر یہ سوچ لو کہ جو دین حاصل کر لیا ہے اسے اب اوروں تک پہنچانا ہے اور بغیر کسی لالچ اور عزت کے، تو انشاء اللہ اب طالب العلمی سے بھی بڑھ کر اطمینان و بے فکری کی زندگی گھر میں اور باہر دنیا اور آخرت کی اللہ تعالیٰ عطا فرمادے گا۔

''لا ادری'' کہنے میں کوئی عار نہ سمجھو

میرے بھائیو! یہ احادیث کا پڑھنا پڑھانا تو محض ایک ربط اور مناسبت پیدا کرنا تھا، ترجمۃ الباب اور حدیث میں ربط کیسے ہوا؟ ائمہ محدثین نے اس کے استنباط کیسے فرمائے، ایسے طریقے سامنے آئے تو یہ نہیں کہ اب ہم فارغ ہو کر محدث بن گئے

۶ ماہ بھی بمشکل دورۂ حدیث پڑھ چکے ہوں گے تو اسے احادیث محفوظ ہو جانے اور عالم بن جانے کا کیسے زعم پیدا ہو جائے نہیں محض ایک مناسبت اور تعلق قائم ہوا آپ نے اس درسگاہ میں اساتذہ کی تقاریر کی روشنی میں پڑھانے کا مطالعہ و استنباط کا طریقہ دیکھ لیا، اب جا کر کامل مکمل مطالعہ کرو گے اور جب تک حدیث کے فہم و تفہیم پر یقین نہ آئے تو حدیث مت پڑھاؤ، لاادری کہنا عار نہ سمجھو یہ عین کمال ہے۔

مولانا قاسم صاحبؒ کی اپنے علم کے بارہ میں کسر نفسی

ہمارے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ جس کے فیوضات سے یہ عالم فیض یاب ہو رہا ہے فرمایا کرتے کہ واللہ العظیم قاسم اس دیوار سے بھی جاہل ہے، اس سے بھی بڑھ کر ان پڑھ ہے اور یہ اس لئے فرماتے کہ اس دیوار پر جو شعاع شمس پڑتے ہیں تو ظاہر بین اس کو روشن اور سفید سمجھے گا مگر حقیقت بین کہے گا کہ نہیں دیوار میں کچھ بھی نہیں یہ تو سورج کا کمال ہے، اس کی کرنیں ہیں جو اسے منور بنا رہی ہیں تو یہ علم بھی من جانب اللہ ہے، ذاتی کمال نہیں انما انا قاسم واللہ یعطی (صحیح البخاری: ح ۷۱) تو مولانا قاسم بھی اس طرح فرماتے۔

امام مالکؒ کی مثال

امام مالکؒ کتنے عظیم عالم محدث اور مجتہد تھے ۴۰ مسائل دریافت ہوئے تو ۳۶ مسائل کے بارہ میں فرمایا لاادری (میں نہیں جانتا) صرف ۴ کا جواب دیتے ہیں اگر لاادری کہنا نقص و عدم کمال تھا تو امام مالکؒ آج امام مالکؒ نہ ہوتے تو ہم اب حدیث کے عالم نہیں بنے یہ نہ سمجھیں کہ ہم حدیث کے عالم ہو گئے ہیں تو جب صحت و اصابت کا کامل یقین ہو تب بیان کریں۔

اختلافات سے گریز کریں

پھر یہ بھی خیال رکھو کہ اختلافات سے حتیٰ الوسع گریز کرو جہاں جاؤ گے تو کسی

عالم اور مولوی نے امام مسجد نے پہلے سے اپنا ایک حلقہ بنایا ہوگا تم نئے گئے ہوں گے کوئی حلقہ بھی نہیں ہوگا جاتے ہی اسی سے الجھ جاؤ گے تو وہ آپ پر کیا حکم لگائے گا، عوام میں اعتماد پیدا کیا نہیں تو اپنی بدنامی کراؤ گے تو اختلاف سے اجتناب کیا کرو۔

سندِ حدیث

میں نے بخاری شریف و ترمذی شریف دونوں شیخ العرب والعجم امام المجاہدین مولانا وسیدنا حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز سے پڑھیں قراءۃً تا بعض مقامات سماعاً پڑھے، حضرت مولانا نے حضرت مولانا محمود الحسن شیخ الہندؒ سے پڑھے (جن کا ترجمہ اردو میں مروّج ہے اور افغانستان میں فارسی میں مروج ہے کہ ایسا بہترین ترجمہ کم ہی ہوگا، بہت بڑا مقام ہے شیخ الہندؒ کا اور ترجمہ کے کام پر ایسے خوش تھے کہ رو رو کر فرماتے تھے کہ ساری زندگی تو ویسے گذری البتہ میں نے حضرت شاہ عبدالقادر دہلویؒ کے ترجمہ کو با محاورہ کر دیا اسے بغل میں لیکر اللہ تعالیٰ کے در پر حاضر ہوں گا کہ یا اللہ! اور تو کچھ نہ ہو سکا البتہ یہ خدمت میں نے کی تو اسے ذریعہ نجات سمجھتا ہوں حضرت شیخ الہندؒ جہاد و عزیمت کے امام تھے زندگی جہاد میں گذری) انہوں نے یہ امانت حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ سے حاصل کی (جو قاسم العلوم والخیرات تھے، ان کی تصانیف آب حیات، قبلہ نما وغیرہ ایسی ہیں کہ متقدمین کے عہد میں ہوتے تو غزالیؒ و رازیؒ کا مقام و درجہ پاتے کہ اس پایہ کی ہستی ہیں حیرت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہاں کہاں سے یہ فیضان علوم ان پر فرمایا اب جو مدارس ہندو پاکستان میں ہیں ان ہی کے اخلاص کا نتیجہ ہے صرف یہ نہیں ہندوؤں سے عیسائیوں سے مناظرے دین کے لئے کئے ان کی خدمات بے نظیر ہیں)۔

حضرت نانوتویؒ نے حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ سے انہوں نے حضرت شاہ محمد اسحاق دہلویؒ سے جو حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے نواسے ہیں سے سند حدیث حاصل کی

ان کی سند ترمذی شریف کے آغاز میں درج ہے دسویں ہجری تک حدیث کے علوم مصرو شام وعرب میں تھے مگر ہندوستان میں اسکی ترویج اتنی نہ تھی حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ دو دفعہ حجازِ مقدس گئے دو دفعہ حدیث کا دورہ کیا پہلے اپنے والد ماجد سے پھر مدینہ و مکہ میں وہاں سے آکر صحاح ستہ کی ترویج و اشاعت ہندوستان میں فرمائی موطا امام مالک کی دو شرحیں لکھیں، یہ اشاعت حدیث شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا صدقہ ہے،ان کے اساتذہ کا سلسلہ ترمذی کے آغاز میں ہے بخاری شریف کا سلسلہ بھی مذکور فی الکتب ہے،امام بخاریؒ اورامام ترمذیؒ کے اساتذہ کا سند ہر حدیث کی سند ہے جو حدثنا حدثنی یااخبرنا کیساتھ مذکور ہے جو حضوراقدس ﷺ تک پہنچ جاتی ہے۔

حضرت مدنیؒ کی شفقت اوراجازت سند کی شرائط

ہمیں یہ اجازت اہلیت کی بناء پرنہیں بلکہ محض شفقت کی بناء پر حضرت شیخ نے عنایت فرمائی اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمادے،فرمایا مطالعہ کا حق ادا کرتے رہو اورشرائط کوملحوظ رکھواس طرح صحاح ستہ موطائین اورطحاوی شریف کی اجازت بھی دیدی اور میں عرض کرتا ہوں کہ دریا سے پانی نالہ اور پائپ کے ذریعہ آسکتا ہے،حضور اقدس ﷺ کو جبرئیل علیہ السلام کے وساطت سے اللہ تعالیٰ نے یہ علوم عنایت فرمائے پھر آج کے دن تک اساتذہ کا یہ سلسلہ واسطہ بنا رہا میں حد سے زیادہ گنہگار اور جاہل مطلق ہوں مجھ میں کچھ بھی نہیں یہ تو شیخ کی محبت تھی کہ اجازت دیدی مگر یہ شرط تھی کہ محض مرور نہ کرو گے مطالعہ سے اور یقین حاصل کر کے پڑھاؤ، ہمارے شیخ کے عجیب کرامات تھے،ایک یہ زندہ کرامت ہے کہ آج سارے انڈیا میں پاکستان اور کابل میں احادیث کے سلسلہ سے زیادہ تر ان کے تلامذہ اور تلامذہ کے تلامذہ وابستہ ہیں، اللہ تعالیٰ آپ سب کو ان فیوضات وبرکات سے مالا مال فرماوے۔آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(الحق جولائی ۱۹۸۱ء)

افادیت ختم بخاری شریف

۹/اپریل ۱۹۸۶ء صبح دس بجے مسجد دارالعلوم میں ختم بخاری کی تقریب منعقد ہوئی، جس میں دارالحفظ کے ۲۲ طلبہ (جنہوں نے اس سال قرآن مجید حفظ کیا) کی دستاربندی کی گئی اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ نے اپنے ہاتھ سے حفظ القرآن کی سندیں انہیں دیں اس کے بعد حضرت مدظلہٗ نے بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا اور مختصر خطاب بھی فرمایا جسے احقر نے اسی وقت قلمبند کرلیا، اب افادۂ عامہ کی خاطر شامل خطبات کیے جارہے ہیں......(س)

حفظ قرآن ایک عظیم نعمت

محترم بزرگو اور دوستو!

یہ ایک مبارک مجلس اور مبارک درس ہے، دارالحفظ کے حفاظ سے آپ نے قرآن سنا عربی، اردو مکالمے بھی سنے، الحمدللہ! اسی سال ۲۲ طلبہ نے قرآن مجید مکمل حفظ کیا، یہ دارالتجوید والحفظ کے اساتذہ کی محنت کا ثمرہ ہے، باری تعالیٰ قبول فرمائے، قرآن مجید کی شان اور اس کا بیان، اس کے لئے طویل عمر اور وقت چاہئے، ہمیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی خدمت کی سعادت بھی عطا فرمائی، ہم اللہ تعالیٰ کے اس قدر

عطاوعنایت اورعظیم نعمت کے حد سے زیادہ شکر گذار ہیں، اللہ تعالیٰ دارالحفظ کے ان سب حفاظ اور دنیائے اسلام کے تمام حفاظ قرآن کو علم وعمل کی دولت سے نوازے یہ قرآن تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ہے اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ (الحاقة: ٤٠) اس نعمت عظیمہ کے پڑھنے یاد کرنے، اور پھیلانے اور خدمت کرنے کے مواقع اللہ تعالیٰ نے بطور انعام کے عطا فرمائے ہیں، اور اللہ کریم نے دارالعلوم کے خدام وابستگان، اساتذہ اور معاونین ومتعلقین پر ایک بڑا احسان یہ کیا ہے کہ آج آپ کے سامنے دورۂ حدیث کے تقریباً ڈیڑھ سو طلبہ ختم بخاری کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

حدیث کا مقام اور برکات

ایک حدیث کا پڑھنا ذریعہ نجات ہے اور جب ایک طالب علم بخاری شریف، مسلم شریف، ابوداؤد شریف، ترمذی شریف، مؤطا ئین اور سنن نسائی کے احادیث بھی پڑھ لے تو اس کا کتنا بڑا مقام ہوگا اور اس نے کتنی بڑی سعادتیں حاصل کرلیں، آپ کو مبارک ہو ان بڑی سعادتوں میں آپ شریک ہیں۔

حدیث شریف کا بڑا مقام ہے، اس کا بڑا درجہ ہے، حدیث پڑھنے، سننے اور طلباء حدیث کی خدمت کرنے کی سعادتیں اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخشی ہیں، یہ ایسا رتبہ اور اتنی عظیم سعادت ہے کہ اسکی نظیر نہیں پیش کی جاسکتی، آج احادیث کی برکت سے حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ وارث بن رہے ہیں العلماء ورثة الانبياء (سنن ابی داؤد: ح ٣٦٤١) دنیا کے حکمرانوں کی، صدر کی، وزیراعظم اور امیر وزیر کی، کوئی پوزیشن نہیں، ان کی کوئی حیثیت نہیں، علوم نبوت کی وراثت بہت بڑا مقام ہے جو اللہ نے تمہیں بخشا ہے۔

شرکائے درس حدیث ومعاونین کی سعادت مندی

ویسے بھی آج کی محفل کے سب شرکاء سعادت مند ہیں خوش نصیب ہیں، اللہ

تعالیٰ سرفرازیاں عطا فرمائے، آج کی مجلس میں وہ بھی ہیں جو علوم وفنون میں مصروف ہیں، وہ بھی ہیں جو اس گلشن کی آبیاری کرتے ہیں اس گلشن کے مالی بھی ہیں ہمدرد اور بہی خواہ بھی ہیں، بعض حضرات اشاعتِ دین کی صورت میں مصروفِ خدمت ہیں آج کی ان سعادتوں اور برکتوں میں وہ لاکھوں حضرات شریک ہیں جو یہاں موجود نہیں ہیں مگر ان کے دل دارالعلوم سے وابستہ ہیں ان کی ہمدردیاں یہاں کے طلبہ سے وابستہ ہیں یہاں جو کچھ تلاوت ہوتی ہے درسِ حدیث ہوتا ہے، خدمت واشاعت دین ہوتا ہے، اس میں دارالعلوم کے تمام بہی خواہ اور معاونین برابر کے شریک ہیں۔

ایسے حضرات بھی ہزاروں ہیں جو ملک میں موجود نہیں ہیں اور ہزاروں میل دور بیٹھے ہیں اور ہزاروں غیر ملکی افراد ہیں جو دارالعلوم کی ترقی پر خوش ہوتے ہیں اور اس کی معاونت کرتے ہیں، یہ قرآن وحدیث کے اسباق کی ایک جھلک بطور مشت نمونہ از خروارے، آپ نے دیکھا اور سنا ایسے روزانہ کے اعمال اور کارہائے ثواب میں وہ سب برابر کے شریک ہیں۔

آپ حضرات کا یہاں تشریف لانا دارالعلوم کے کارکنوں کی حوصلہ افزائی کرنا اور ان سب حضرات کا جو ملک وبیرون ملک رہتے ہیں اور ہم جیسے کمزور، گنہگار اورضعیفوں کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھتے ہیں، یہاں کے طلبہ کے تحصیل علم اور خدمتِ دین کا اجر وثواب سب کے اعمالناموں میں درج ہوتا ہے بغیر کسی اہتمام واطلاع کے آپ حضرات جو یہاں تشریف لائے ہیں اس سے بھی ہماری حوصلہ افزائی ہوتی ہے، ہم غریب اور کمزور طالب علم سمجھتے ہیں کہ آج ہم تنہا نہیں بلکہ الحمد للہ سینکڑوں اور ہزاروں سچے عشاقِ رسول ﷺ کی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں۔

آپ حضرات میں کوئی پشاور سے آئے ہیں، بعض حضرات مردان سے آئے ہیں، بعض چارسدہ سے تشریف لائے ہیں، بعض پنجاب سے تشریف لائے ہیں، اللہ کا

قرآن سننے کیلئے، نبی ﷺ کی حدیث سیکھنے کیلئے، گویا آپ اللہ کی راہ میں چلے ہیں، اللہ کی ذات غیور ہے جب بندہ اس کی راہ میں دوکان چھوڑ کر، کاروبار ترک کر کے ضروریات سے بے نیاز ہوکر قدم اٹھاتا ہے تو اللہ کی رحمت اسے جنت پہنچا دیتی ہے۔ من سلك طريقا يلتمس به علماً سهل الله له طريقاً الى الجنة (مسلم: ج۲٦٩٩)

ہم طالبعلم ہیں علم کے نام سے ہمارا تعارف ہے اسی نام سے کھاتے ہیں اور اسی نام سے زندگی گذارتے ہیں آپ سب حضرات طالب ہیں، آخر آپکو یہاں کیا چیز کھینچ لائی، یہی طلب علم کا جذبہ صادق جس طرح باقاعدہ دورۂ حدیث پڑھنا طالبعلمی ہے اسی طرح دوردراز سے حدیث کے درس میں حاضر ہونا اور ایک حدیث سیکھ لینا بھی طالبعلمی ہے، خداتعالیٰ اس کی برکت سے سب پر جنت کے راستے آسان کر دیگا، یہاں قرآن بھی پڑھایا گیا اور حدیث بھی پڑھی جارہی ہے، قرآن پڑھنے والوں پر شعاع شمس کی طرح اور حدیث پڑھنے والوں پر شعاع قمر کی طرح انوار اور برکات نازل ہوتے ہیں۔

ختم بخاری اور قبولیت دعا اور حل مشکلات

ختم بخاری شریف کے موقع پر اللہ پاک دعا قبول فرماتے ہیں، مشکلات آسان فرماتے ہیں، یہ دارالعلوم حقانیہ اور اس میں درس حدیث اور ختم بخاری کی یہ سعادتیں ہزارہا اور رلاکھوں مسلمانوں کی خدمات کا نتیجہ ہے، سب اس میں شریک ہیں، اللہ کریم سب کی خدمات کو قبول فرمادے اور اجر عظیم سے نوازے، میں ہمیشہ عرض کرتا ہوں کہ ہارون الرشید کی بیوی نے نہر زبیدہ بنوائی، بڑا کارنامہ انجام دیا، مرنے کے بعد خواب میں دیکھا، خوش ہے اور جنت کے مزے لوٹ رہی ہے۔ دیکھنے والے نے کہا کہ یہ سب نہر زبیدہ کی برکت ہیں زبیدہ نے عرض کیا نہیں، بلکہ نہر بنوانے کا اجر ان کو ملا جنہوں نے اس کے بنوانے میں مدد کی تھی اور چندہ دیا تھا، میری مغفرت اللہ نے اس

وجہ سے کردی کہ ایک روز میرے ہاتھ میں شراب کا گلاس تھا کہ ادھر مؤذن نے اذان دے دی، اللہ کا نام سن کر عظمت الٰہی کے تصور سے میں نے شراب کا گلاس پھینک دیا تو بہ کی، آج اللہ کی رحمت نے اپنی آغوش میں لے لیا، حدیث میں ہے نضر اللّٰہ امرأ سمع مقالتی فحفظھا فاداھا کماسمعھا (مسند البزار: ۳۴۱۶)

حضور اقدس ﷺ حدیث کے طالب علم کے لئے دعا کر رہے ہیں کہ جس نے میری ایک حدیث سنی پھر اسے یاد کر کے اوروں تک پہنچایا اللہ کریم اسے تروتازہ رکھے، آپ سب اس کے مصداق اور اس دعا کے مستحق ہیں، آپ سب بخاری شریف کی آخری حدیث سن رہے ہیں اسے یاد کرلیں اور اوروں تک پہنچا دیں تا کہ حضور ﷺ کی دعا میں استحقاق پیدا ہو جائے۔

بخاری شریف کی اہمیت

محمد بن احمد مروزیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے رکن اور مقام کے درمیان مراقبہ کیا، حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، آپ نے ارشاد فرمایا: ”کب تک فلاں صاحب کی کتاب پڑھتے رہو گے، میری کتاب کیوں نہیں پڑھتے، میں نے عرض کیا حضرت! آپ کی کونسی کتاب ہے، ارشاد فرمایا بخاری شریف۔

حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ بیمار تھے نزع کی گھڑی قریب ہوئی تو ارشاد فرمایا بخاری شریف کی احادیث کی تلاوت کرو کہ حدیثِ یار سنتے سنتے روح قفس عنصری سے پرواز کرے، وجہ یہ ہے کہ حدیث میں جمال ہے اور قرآن میں جلال ہے، حالتِ نزع میں جمال کی ضرورت ہے، آپ حضرات کا اب حدیث سے تعلق جڑ گیا ہے، ہر جگہ ہر ماحول میں اٹھتے بیٹھتے حدیث کی تلاوت واشاعت کریں۔ دولت اور پیسے کی کوئی پروانہ کرو اللہ کریم آسانیاں فرمادے گا، ہمارے استاذ حضرت مولانا محمد یعقوب

صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رات کو تہجد کی نماز میں اللہ کریم سے یہ منوا چھوڑا ہے کہ فضلاء دارالعلوم کو معاشی تنگی پیش نہ آئے۔

یہ دارالعلوم حقانیہ بھی ۳۰، ۴۰ سال سے قائم ہے اور اس کے خدام اور روحانی فرزند مصروف کار ہیں، یہ سب حضرات اساتذۂ دارالعلوم دیوبند کی دعاؤں کی برکتیں ہیں کہ اللہ کریم سب کو کھلا رزق دے رہا ہے، آپ حضرات بھی تنخواہوں کی کوئی پروانہ کریں، دین کی خدمت، علم کی اشاعت اور تدریس و تعلیم کے شغل کو ترجیح دیں اور اپنے مادرِ علمی سے بھی تعلق قائم رکھیں، اس کی بقا و استحکام کے لئے بھی دعا کرتے رہیں۔

ضبط و ترتیب: مولانا عبدالقیوم حقانی،

(الحق ج ۲۱، ش ۸، ص ۷، مئی ۱۹۸۶ء)

افاداتِ درسِ بخاری

درس بخاری شریف کے افتتاح کی ایک یادگار تقریب

مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۸۱ء بروز جمعرات جامعہ مدینہ اٹک شہر میں حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب دامت برکاتہم کی دعوت پر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مہتمم اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم تشریف لائے اور درس بخاری شریف کا افتتاح فرمایا، نماز ظہر کے بعد حضرت قاضی صاحب نے مختصر سا تعارف معززین شہر اور حاضرین مجلس سے کرایا، بعد میں حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ العالی نے خطبۂ مسنونہ پڑھا، آپ کے ساتھ حاضرین اور طلباء حدیث نے بھی خطبہ کے الفاظ دہرائے اور پھر اسی انداز سے بخاری شریف جلد دوئم کی ایک حدیث کا متن بھی تلاوت کیا گیا۔ آخر میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے مختصر خطاب فرمایا اس پروقار اور یادگار تقریب کا قلمی عکس پیش خدمت ہے۔

حضرت قاضی زاہد الحسینی کا خطبہ استقبالیہ

بعد از خطبۂ مسنونہ! اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

أَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ: ۱۱)

"آپ ﷺ اپنے رب کی نعمتوں کو بیان فرماتے رہا کریں"

ایک ہے غرور، فخر، وہ تو اور بات ہے، ایک ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بیان کرنا، یہ عبادت ہے، سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کو اور ہم جیسے گنہگاروں کو تھوڑی سی دیر کیلئے اپنے گھر میں جمع ہو کر دین کی بات سننے کی توفیق بخشی ہے۔

اکابر کی شفقتیں

ہمارے اکابر، اللہ سب کو سلامت رکھے، ان حضرات کا یہ ممتاز وصف ہے کہ وہ ہمیشہ اصاغر کی سرپرستی فرماتے رہتے ہیں بجائے اس کے کہ وہ اصاغر کی لغزشوں پر سرزنش کریں، ان کو تنبیہ کریں یا سمجھائیں، نہایت شفقت کے ساتھ ان کے گندے چہروں کو اسی طرح دھوتے رہتے ہیں جس طرح ماں اپنے بچے کے چہرے کو دھوتی رہتی ہے یہ بھی اکابر کا خاصہ ہے اور میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وصف ہمارے اکابر کے سوا اور کسی میں نہیں ہے، ہمارے اکابر کی اصاغر نوازی، چھوٹوں پر شفقت کرنا، یہ امام الانبیاء ﷺ کی سنت کی پیروی میں ہے۔

اکابر کی سرپرستی

بعض احباب پوچھتے ہیں کہ اتنے بڑے بڑے کام کیسے ہوتے رہتے ہیں؟ آپ کے پاس کون سا سرمایہ ہے؟ کون سی طاقت ہے؟ کس پر اعتماد ہے؟ کتابیں چھپ رہی ہیں، رسالے نکل رہے ہیں، مدارس اور مساجد چل رہے ہیں، درس و تدریس کے سلسلے جاری ہیں، دینی محافل کا انعقاد ہو رہا ہے تو میں ہمیشہ یہی کہتا ہوں کہ مادی اسباب پر نظر نہ رکھیں، سب سے بڑی اللہ تعالیٰ کی جو ہم پر رحمت ہے، وہ اکابر کی سرپرستی ہے۔ انکی دعائیں ہمارا سب سے بڑا سرمایہ ہے، ہمیں اللہ کی ان نعمتوں کی قدر کرنی چاہیے۔

مولانا عبدالحق کی کرامت

آج کی یہ تقریب کوئی معمولی تقریب نہیں ہے۔ ایک تو دینی مدرسے میں دین کی بات ہوگی پھر اس دین کی بات کو بیان کرنے کے لئے جس کتاب کا انتخاب کیا گیا ہے وہ صحیح بخاری ہے، جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بعد اصح الکتب ہے، آج سے چند سال پہلے ہم نے اپنے مدرسے کے تعلیمی سال کے افتتاح کیلئے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کو زحمت دی تھی اور آپ بہ کمال شفقت تشریف لائے تھے، انہوں نے ہمارے ایک طالب علم کو اصول الشاشی کا درس پڑھا کر ابتداء کی تھی، ان کی وہ دعا اس وقت اتنی مستجاب ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ہمارے مدرسے میں حدیث کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، درس قرآن ہے، درس حدیث ہے۔ پچھلے سال بخاری شریف جلد اول جب ہم نے شروع کی تھی تو ہمارے علاقے کے علماء کے سرپرست اور اس وقت کی بہت ہی بڑی علمی شخصیت، متقی، حیدر والے مولانا عبدالحکیم صاحب تشریف لائے تھے، انہوں نے بخاری کی جلد اول کا افتتاح فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ پچھلے سال بخاری جلد اول تکمیل پذیر ہوگئی اللہ قبول فرمائے۔ اس سال میرا دل یہ چاہتا تھا کہ ہم حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کو پھر زحمت دیں یہ تو آپ حضرات بھی جانتے ہیں، میں بھی جانتا ہوں کہ حضرت ایک تو عدیم الفرصت ہیں پھر ان کی عمر کا تقاضا، پھر امراض کا اتنا غلبہ ہے کہ یہ ان کی کرامت ہے کہ اس حال میں بھی سارے کام نبھا رہے ہیں، تو نہایت شفقت کے ساتھ انہوں نے ہماری سرپرستی فرمائی اور یہاں تشریف لانے کی درخواست کو شرف قبول سے نوازا، ان کا یہاں تشریف لانا ہی ہماری خوش بختی کا ضامن ہے، ہم گنہگار انسان ہیں، اس بستی میں آپ کے قدم آگئے، انشاء اللہ کئی عذاب ہم سے مرتفع ہو جائیں گے

اور پھر آپ حضرات تشریف لائے تو عالم ربانی کی زیارت بھی عبادت ہے، ابھی حضرت حدیث کا سبق پڑھائیں گے ایک منٹ لیں، دو منٹ لیں، جتنی آپ کی مرضی ہے، ہمارے لئے آپ کا آجانا ہی بہت بڑا شرف اور برکت ہے، حضرت کے ساتھ آپ بھی حدیث پڑھیں گے، پھر آپ کا سلسلۂ سند حضرت کے ساتھ مل جائے گا، حضرت کے واسطے سے آپ کا سلسلۂ سند حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جائے گا اور پھر جبریلؑ سے اور پھر خداوند تعالیٰ سے مل جائے گا۔

سند کا درجہ و اہمیت

یہ سند کوئی معمولی بات نہیں ہے، یہ صرف اسلام کا خاصہ ہے، کسی دین میں سند نہیں ہے، اس لئے حضرت کو تکلیف دی گئی ہے کہ آپ تشریف لائیں اور ہمیں اس شرف سے مشرف فرمائیں، ہم نے ایک قسم کی گویا گستاخی کی ہے لیکن کبھی کبھی ایسی چیزیں برکت کے حصول کیلئے گوارا کر لی جاتی ہیں کیونکہ مقصد حصول برکت ہوتا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث کی شخصیت

ان کا وجود اس برصغیر ہی کیلئے نہیں بلکہ عالم اسلام کیلئے اللہ کے دین کا ایک محافظ ہے، انکی تقاریر، اسمبلی میں ان کی بحثیں آپ حضرات نے پڑھی ہوں گی ایک وہ مرد فقیر جس نے ساری زندگی کتاب اللہ اور کتاب الرسول ﷺ کے پڑھانے میں گذاری، وہ کس طرح آئین کے متعلق اپنی صائب رائے دے سکتا ہے اور پھر ایوان سے منوا سکتا ہے کہ ہم بوریہ نشین بھی یہ حق رکھتے ہیں کہ ہم بھی آئین کے متعلق کچھ کہیں اور پھر بتایا کہ اگر ہمیں ذرا سا وقت ملے اور کچھ رکاوٹیں دور ہو جائیں تو آج بھی ہم اپنے اندر وہ طاقت رکھتے ہیں کہ اس ملک میں بلکہ عالم اسلام میں اللہ کے نظام کو نافذ کر سکیں۔

انتخابی مہم میں حصہ

آپ حضرات جانتے ہی ہیں کہ گذشتہ انتخابات میں سرحد کی ایک بہت بڑی شخصیت جو اس وقت صوبہ کے خودمختار وزیر اعلیٰ تھے، کیساتھ اس مردِ فقیر کا مقابلہ ہوا لیکن اس کو حضرت نے ایسی شکست دی کہ وہ جگہ جگہ کہنے پر مجبور ہوا کہ میرے مقابلے میں انسان نہیں تھا بلکہ نبی تھا (العیاذ باللہ) میں کیسے جیتتا اس سے؟ ہم نے حضرت کو واقعی بڑی تکلیف دی میں خود اس پر نادم ہوں۔

حضور ﷺ کا استیذان اور حضرت سعدؓ کو بار بار سلام سننے کا لالچ

لیکن میرے سامنے حضور ﷺ کا ایک واقعہ ہے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعدؓ کے ہاں تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے باہر سے استیذان فرمایا: السلام علیکم، اندر سے کوئی جواب نہیں آیا، حضور ﷺ نے دوسری بار "السلام علیکم" فرمایا کوئی جواب نہیں آیا، تیسری بار فرمایا، کوئی جواب نہیں آیا، حضور ﷺ واپس لوٹے کہ تین مرتبہ میں نے السلام علیکم کہا ہے، کوئی جواب نہیں آتا تو اندر کوئی نہیں ہوگا اور شریعت کا حکم بھی یہی ہے کہ ایسی صورت میں واپس ہو جائیں۔ صحابیؓ حضور ﷺ کے پیچھے دوڑتے دوڑتے آئے کہ "اللہ کے نبی ﷺ! میں نے تو آپ ﷺ کا سلام سن لیا تھا" فرمایا: "تم نے یہ کیا کیا؟ جواب کیوں نہ دیا؟ عرض کیا: حضور ﷺ! میں نے تینوں بار جواب کہا مگر ذرا آہستہ کہا تا کہ جواب بھی ہو جائے اور آپ ﷺ کے سمع تک بھی نہ پہنچے تا کہ آپ ﷺ جو مجھ پر بار بار کہہ رہے ہیں السلام علیکم! یہ برکتوں کا کلام منقطع نہ ہو جائے تو ہم نے بھی گستاخی ضرور کی ہے لیکن انشاء اللہ ان کے قدوم سے ہمارے گناہ معاف ہو جائیں گے، آپ حضرات نے زیارت فرمائی اب حضرت کے ارشادات کو سن لیں گے اور یاد رکھیں، یہی لوگ ہیں میرے دوستو! دین کا دفاع کرنے والے، ہم مسلمان ہیں ہماری سب سے

بڑی گراں مایہ جو متاع ہے وہ ایمان اور دین ہے، دین کے محافظ یہی لوگ ہیں، یہی دین کو محفوظ رکھنے والے ہیں اور ہر باطل نظریہ کا ہر جگہ دفاع کرنے والے ہیں۔

حدیثوں کی چھلنی

ہارون الرشید کے زمانے میں ایک زندیق پکڑا ہوا لایا گیا جس نے موضوع حدیثیں بنا کر احادیث کے ذخیرے میں جمع کر دی تھیں ہارون الرشید کو پتہ چلا تو اس کو بلایا حکم دیا کہ یہ قابلِ گردن زدنی ہے اس کی گردن اڑا دو، اس نے کہا آپ مجھے ماریں کوئی بات نہیں ہے جو میں نے کرنا تھا وہ کر لیا ہے، میں نے کئی لاکھ "حدیثیں" بنا کر احادیث کے ذخیرے میں خلط کر دی ہیں، اب کوئی صحیح اور غلط حدیث میں امتیاز نہیں کر سکے گا لوگوں میں بے دینی پھیل جائے گی۔

تو کیا جواب دیا ہارون الرشید نے؟ کہا کہ بے ایمان! تجھے نہیں پتہ؟ ہمارے پاس ایک چھلنی ہے وہ چھانے گی، تیری بنائی ہوئی موضوع "حدیثیں" نیچے گر جائیں گی، صحیح حدیثیں باقی رہ جائیں گی اور وہ چھلنی کون ہے؟ عبداللہ ابن مبارکؒ عظیم محدث تو یہ لوگ دین کی چھلنیاں ہیں یہ ہمارے دین کے محافظ ہیں، ان کی نیند بھی عبادت، ان کے دیکھنے سے بھی شیطان بھاگ جاتا ہے بلکہ میرا ایمان ہے، اللہ کے ولیوں، علماء حق کی قبروں سے بھی شیطان بھاگتا ہے وہاں بھی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

اب ہمارا چھوٹا سا پروگرام ہے، ہمارے مدرسے کے طلباء ہیں، وہ ایک حدیث پڑھیں گے، حضرت اس کو سماعت فرمائیں گے۔ جتنا بھی آپ بولیں، ایک منٹ بولیں، دو منٹ بولیں، آپ بولیں گے اور پھر حضرت کی دعا پر یہ مجلس برخاست ہو جائیگی۔

درس حدیث از شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہٗ

بِسْمِ اللّٰهِ الرحمٰنِ الرَّحِيمْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَاَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ

وَبِالسَّنَدِ الْمُتَّصِلِ اِلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ ابْنِ اِسْمٰعِيْلَ ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ مَغِيْرَه ابْنِ بَرْدِزْبَه البخاری نفعنا اللّٰه بعلومه آمين

كِتَابُ الْمَغَازِيْ

بَابُ غَزْوَةِ الْعُشَيْرَةِ اَوْقَالَ الْعُسَيْرَةِ وَقَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ اَوَّلُ مَا غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَبْوَاءُ ثُمَّ بُوَاطُ ثُمَّ الْعُشَيْرَةَ (وَبِهٖ قَالَ) حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنِ مُحَمَّدٍ (قَالَ) حَدَّثَنَا وَهْبٌ (قَالَ) حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ (قَالَ) كُنْتُ اِلٰى جَنْبِ زَيْدِ ابْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَنْهُمْ فَقِيْلَ لَهٗ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ قَالَ تِسْعَ عَشَرَةَ قِيْلَ كَمْ غَزَوْتَ وَ اَنْتَ مَعَهٗ۔ قَالَ سَبْعَ عَشَرَةَ قُلْتُ فَاَيُّهُمْ كَانَتْ اَوَّلَ قَالَ الْعُسَيْرَةَ اَوِالْعُشَيْرَ فَذَكَرْتُ لِقَتَادَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَقَالَ الْعُشَيْرَةُ بِلَا شَكٍّ (صحیح البخاری: ح۳۹۴۹)

(حاضرین نے سبقاً سبقاً حدیث کا ایک ایک جملہ حضرت کے پیچھے پیچھے دُہرایا)

مولانا قاضی زاہد الحسینی کی دینی خدمات

میرے محترم بزرگو! بخاری شریف جلد ثانی کا یہ افتتاح ہو رہا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی برکات ہم سب کو عطا فرمائے، حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی دامت برکاتہم اس افتتاح کیلئے زیادہ انسب تھے اور یہ زیادہ لائق ہیں، وہ حقیقت میں مجمع

البحرین ہیں علوم ظاہر یہ بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کو وافر عطا فرمائے ہیں اور علوم باطنیہ سے بھی اللہ نے ان کو نوازا ہے، حضرت لاہوریؒ کے مجاز خلیفہ ہیں اور حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ جو ہمارے سب کے شیخ ہیں، اُن کے شاگرد ہیں، ان سے بیعت ہیں اور پھر ان کی دینی خدمات ہمیں معلوم ہیں کہ یہ کوہاٹ، پشاور، واہ، راولپنڈی، اسلام آباد، ایبٹ آباد اور دوسرے شہروں میں جا کر قرآن مجید کے درس دیتے ہیں، یہ اللہ کی امداد ہے ان کے ساتھ اور اللہ کی جانب سے اتمام حجت ان کو بنایا ہے قیامت کے دن یہ کوئی نہیں کہہ سکے گا کہ ہمیں دین کے مسائل معلوم نہ تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے ''کیوں زاہد الحسینی تشریف نہیں لائے تھے، آپ کے ہاں؟ اور آپ کو تبلیغ انہوں نے نہیں کی تھی؟'' اتمام حجت ہو رہا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل: ۱۵)

یہ ہر ایک کی ہمت نہیں ہے ہم جیسے بوڑھوں اور کمزوروں کیلئے تو ایک قدم لینا بھی مشکل ہے، حضرت مولانا کو اللہ تعالیٰ صحت اور عافیت اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور ان کے صاحبزادوں کو اللہ تعالیٰ ان کا جانشین بننے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ سب حضرات کو یہ رفاقت (جو دین اور دنیا کے فوائد سے مالا مال ہے) نصیب فرمائے۔

شرکاءِ مجلس کیلئے بشارات

خدا کرے کہ کچھ کلمات آپ کی خدمت میں عرض کر سکوں، سب سے پہلے دو تین باتیں ہیں جو مختصراً عرض کرتا ہوں، اول تو یہ کہ آپ حضرات علم سیکھنے کیلئے اس مسجد میں تشریف لائے ہیں کسی نے دس قدم لئے ہوں گے کسی نے سو قدم، کسی نے ہزار قدم، کوئی اپنے کمرے سے یہاں تک آیا ہو، بہر تقدیر مَنْ سَلَكَ طَرِيْقاً يَطْلُبُ فِيْهِ عِلْماً سهل الله لهٗ به طريقاً الى الجنة (صحیح مسلم: ح۲۶۹۹) کا مصداق ہو جاتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص بھی ایک طریقہ، ایک راستہ پر چلے اور اس کا مقصد یہ ہو کہ علم حاصل کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے بدلے میں جنت پہنچانے کا

راستہ آسان فرما دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت عطا فرمائے۔ اس میں ضروری نہیں ہے کہ سفر اختیار کیا جائے، میں نے عرض کیا ہے کہ اُس کمرے سے اس کمرے تک بھی دو تین قدم جو چلا ہو وہ بھی اسی زمرے میں آتا ہے بہر تقدیر اگر جسمانی قدم نہ ہو، قلم کے ذریعے سے آپ نے کچھ علمی وضاحت کر لی، زبان کے ذریعے سے یہ بھی اُسی زمرے میں شامل ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کا خاتمہ جنت میں جانے کا کر دیتا ہے، اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دے گا مثلاً ایک شخص ہے کہ اس کو اللہ نے توفیق دی درس میں شریک ہونے کی اور اس کے سوا کوئی دین کی خدمت نہیں، درس میں شرکت کی ہے تو اللہ اس کے لئے اس درس کی شرکت کی وجہ سے جنت کا راستہ آسان کر دے گا مثلاً آخری عمر میں اس نے حج کر لیا، حدیث شریف میں آتا ہے

اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَآءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ (صحيح البخاری: ح۱۷۷۳)

''حج مقبول کی جزاء اور بدلہ اللہ کے نزدیک سوائے جنت کے اور کوئی نہیں۔''

جنت کا راستہ

کتنی بڑی بات ہے! اُس کے لئے اللہ نے جنت کا راستہ آسان کر دیا، یا ایک اور مثال ہے کہ ایک شخص آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جہاد کے دوران، اور عرض کرتا ہے کہ ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اگر کلمہ پڑھ لوں، مسلمان ہو جاؤں، اور جہاد میں شریک ہو جاؤں تو کیا اللہ تبارک و تعالیٰ مجھے بخش دے گا؟'' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہاں ضرور بخشے گا'' اس شخص نے کہا: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اُس کی مٹھی میں چند چھوہارے تھے، ان چھوہاروں کو پھینکا اور جا کر دشمن کی صفوں میں گھس گیا اور اُسی وقت شہید ہو گیا حضور اقدس ﷺ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ دیکھا آپ نے اس شخص کو، کلمہ پڑھ کر شہید ہوا ہے، نہ اس نے نماز پڑھی ہے، نہ روزہ رکھا ہے، نہ زکوٰۃ دی ہے، نہ حج کیا ہے، لیکن جو قربانی تھی اُس نے کر لی، اب یہ

جنت کا راستہ اس کیلئے آسان ہو گیا یا نہیں ؟ جنت کیلئے جو راستے ہیں، ہزاروں کروڑوں راستے، وہ اللہ کے علم میں ہیں، اللہ ہم سب کو جنت عطا فرمائے جس شخص نے علم کا طریقہ اختیار کیا علم کے راستے پر روانہ ہوا، آپ حضرات یہاں جمع ہیں، اللہ تعالیٰ اُس کیلئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔

مزید خوشخبری

دوسری چیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نضرّ اللّٰہ امرأ سمع مقالتی فحفظها فاداها کما سمعها (مسند البزار: ۳٤۱٦) اللہ تبارک وتعالیٰ تروتازہ رکھے اس شخص کو جو بھی میرا کلام سن لے جیسے آپ نے جلد دوم بخاری شریف کی ایک حدیث آج سن لی، اور جلد اول پہلے ختم کر لی، کلام سن لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ تروتازہ رکھے، وہ دنیوی واخروی دونوں لحاظ سے تروتازہ ہوں، حضرت مولانا زاہد الحسینی دامت برکاتہم نے ابھی آپ سے فرمایا کہ میرے دوست کہتے ہیں یہ تمام کام کیسے چل رہے ہیں؟ میں آپ سے عرض کرتا ہو کہ جو حدیث شریف کی خدمت کریگا اللہ تبارک وتعالیٰ تروتازہ رکھیں گے، دنیا میں بھی، آخرت میں بھی، نہ اس کے لئے پیسوں کی کمی، نہ کپڑوں کی کمی، نہ مکانوں کی کمی، نہ باغوں کی کمی، نہ عزت کی کمی، نہ جلالت کی کمی، کوئی بھی کمی نہیں ہوگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے نَضَّرَ اللّٰہُ اِمرأً سِمِعَ مَقَالَتِیْ جس نے میرے مقالے کو سنا، ایک حدیث کو سنا، اس کو یاد کر لیا پھر اس حدیث کو پہنچا دیا اور لوگوں کے پاس وَاَدَّاهَا کَمَا سَمِعَهَا جس طرح اُسے سنا تھا۔

تروتازگی کی ایک مثال مولانا غور غشتویؒ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہے یقیناً، میں کبھی کبھی اپنے طلباء سے کہتا ہوں حضرت مولانا صاحب غور غشتویؒ آپ جانتے ہیں، محدث تھے، کتنی بڑی

عزت تھی ان کی، کتنا بڑا اجلال اور جمال تھا اُن کا، اُن کے مقابلے میں اور بھی بہت سے اچھے اچھے علماء بھی تھے، غور غشتی میں بھی تھے، چھچھ میں بھی تھے، ہزارے میں بھی تھے، اُس زمانے میں لیکن جو تر و تازگی اور جو عزت حضرت مولانا صاحبؒ کو ملی تھی وہ کسی اور کو حاصل نہ تھی، یہ انعام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی ہی کا نتیجہ تھا کہ نضرّ اللّٰہ امرأ سمع مقالتی فحفظھا فاداھا کما سمعھا (مسند البزار:۳٤۱٦) حضرت مولانا زاہد الحسینی کے جتنے کام ہیں وہ دین کے لئے ہیں اور حدیث کی اشاعت کیلئے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو بھی تر و تازہ رکھیں گے، کوئی کمی انشاء اللہ کسی چیز میں نہیں آئے گی۔

علماء حدیث کا بلند مرتبہ

اور اس کے علاوہ حدیث میں آتا ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اَرحَمُ خُلَفَائِی ''یا اللہ! میرے خلیفہ جو ہوں گے اُن پر رحم فرما''

کتنا بڑا مشفقانہ لفظ ہے۔ یا اللہ! جو میرے نائب ہوں گے، میرے خلیفہ ہوں گے، اے اللہ! اُن کے اوپر رحم فرما تو حدیث میں آتا ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول ﷺ! آپ کے خلفاء کون ہیں؟ فرمایا میرے خلفاء وہ ہیں جو حدیثوں کو پڑھ کر یاد کر لیتے ہیں اور پھر دوسروں تک پہنچاتے ہیں، وہ ہیں میرے خلفاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، یہ میرے خلیفہ ہیں، میرے قائم مقام ہیں اور دین کی اشاعت کرنے والے ہیں جو دین اور وحی اور حدیث کو سیکھ کر پھر دوسروں تک پہنچائیں تو اللہ اس پر رحم کریں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا یقیناً مستجاب ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس دعا کی برکت سے ہم سب کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء میں شمار فرمائے۔

کثرتِ درود اور حضورِ اکرم ﷺ کا قرب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن میرے قریب سب سے

زیادہ وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ درود شریف مجھ پر بھیجتا ہے تو علماء حدیث جو حدیث پڑھنے والے ہیں، ہر حدیث کی ابتداء میں یہ ضروری ہے کہ صحابی کا نام آئے تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تابعین بھی ساتھ ہوں تو رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہم اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام جب آئے تو اس کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا چاہئے تو دن میں اگر سو حدیثیں ہوں گی تو سو بار کم سے کم درود شریف پڑھیں گے، ہزار حدیثیں اگر ہوئیں تو ایک ہزار دفعہ درود شریف پڑھ لیا پھر جو مکثرین صلوٰۃ وسلام ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو علم حدیث پڑھتے اور پڑھاتے ہیں جو درس میں شریک ہوتے ہیں، شریک ہونے والا اور پڑھانے والا دونوں ایک ہی حکم میں ہے۔

امام بخاریؒ کے حالات

میرے محترم بزرگو! حدیث کی بڑی فضیلت ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے امام بخاریؒ کو بہت بڑا شرف عطا فرمایا ہے، ان کا نام ہے ابو عبداللہ محمد ابن اسمٰعیل ابن ابراہیم ابن مغیرہ ابن بردزبہ، ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے، ۱۳ شوال، جمعہ کی نماز کے بعد بخارا کے اطراف وجوانب میں اللہ تعالیٰ ان کو عالم ظہور میں لے آئے اور یکم شوال بعد از عشاء ۲۵۴ھ میں ان کا انتقال ہوا تقریباً ساٹھ برس ان کی عمر تھی لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو جو حافظہ دیا تھا وہ بھی بلا کا تھا، امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں دس بارہ برس کا بچہ تھا کہ اس زمانے میں بخارا کے علماء مدارس میں درس حدیث میں شامل ہوتے تھے۔

بے مثال حافظہ

میں بھی جا بیٹھتا تو علماء مجھے فرماتے کہ بچے! جاؤ جا کر کھیلو، میں نے ان سے کہا کہ آپ حضرات نے پندرہ دن میں پندرہ ہزار حدیثیں پڑھ لی ہیں، ہر روز ایک ہزار حدیث استاذ پڑھاتا رہا اب آپ لوگ آ کر کے مجھ سے سن لیں، پہلے دن فلاں حدیث،

فلاں حدیث، فلاں حدیث پڑھائی گئی، ایک ہزار حدیثیں گنوادیں اور پھر دوسرے دن جو ایک ہزار حدیثیں پڑھائی گئیں وہ یہ ہیں، تیسرے دن کی حدیثیں یہ ہیں تو وہ عالم جو ناقل ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم حیران ہو گئے کہ یا اللہ! اس بچے کو آپ نے کس طرح کا حافظہ عطا فرمایا ہے۔

اتنا بڑا حافظہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا کہ وہ ہر ایک دن میں ایک ہزار احادیث سن کر محفوظ کر لیتے تھے ان کے پاس تقریباً چھ لاکھ حدیثیں جمع تھیں، چھ لاکھ اور جیسا کہ حضرت مولانا نے آپ کے سامنے اشارہ بھی کیا کہ ایک ملحد نے یہ کہا کہ میں نے اپنا کام کر لیا ہے، میں نے حدیثیں بہت سی گھڑلی ہیں اور اس سے دین میں گڑ بڑ پیدا ہو گئی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسے ملحدین کی تذلیل کیلئے جیسے عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا فرمایا، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا فرمایا، وکیع رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا فرمایا، اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے دین کا کام لیا، ان کو چھ لاکھ حدیثیں یاد تھیں، اور ایک دن ان کے استاذ اسحاق ابن راہویہؒ نے کہا کہ ایسا کوئی کارنامہ ہمارے طلباء کر لیں کہ خالص، مرفوع حدیثوں کو جمع کر لیں۔

خواب میں حضورﷺ کی زیارت اور صحیح احادیث کے انتخاب کا اشارہ

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں یہ بات آئی کہ اس خدمت کے لئے میں کھڑا ہوتا ہوں لیکن چونکہ یہ بڑا اہم کام تھا، اس لئے میں نے اس میں تردد کیا۔ خواب میں مَیں نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور میں مورچھل پنکھا جھلا رہا ہوں اور گرد ونواح میں مکھیاں ہیں، ان کو اڑا رہا ہوں تو امام بخاریؒ خواب سے جب اٹھے تو ظاہر بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا یہ بالکل صحیح ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے، شیطان کو اللہ نے یہ طاقت نہیں دی کہ پیغمبرﷺ کی

شکل میں بیداری میں یا خواب میں آسکے تو امام بخاریؒ حیران ہو گئے کہ پیغمبر ﷺ کے بدن پر تو مکھیاں بیٹھا نہیں کرتی تھیں۔ یہ خواب جو میں نے دیکھا اس کی تعبیر کیا ہے؟ پھر انہوں نے اپنے استاذ کے سامنے یہ خواب پیش کیا، انہوں نے کہا کہ مبارک ہو تمہارے ہاتھ سے اللہ تبارک وتعالیٰ دین کی خدمت لے گا اور وہ حدیثیں جو کمزور ہیں وہ الگ کر دو اور جو قوی روایتیں ہیں، اُن کو تم جمع کر لو پھر اس کے بعد امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میرا جذبہ بڑھا اور مجھے مزید شوق پیدا ہوا تو چھ لاکھ حدیثیں ان کو یاد تھیں، اُن چھ لاکھ حدیثوں میں سے انہوں نے انتخاب کر لیا ہے یہ دونوں جلدیں جو ہیں ان میں سات ہزار دوسو چوہتر حدیثیں ہیں (۷۲۷۴) اور مکررات کو اگر نکال دیں تو چار ہزار رہ جائیں گی تو جو چھ لاکھ حدیثوں کا مغز اور نچوڑ ہے وہ امام بخاریؒ نے بخاری شریف میں جمع کر دیں۔

انتخاب میں شدت اہتمام

اور کس طریقے پر؟ اس طریقے پر کہ ہر حدیث کو جو انہوں نے کتاب میں درج کیا ہے تو سب سے پہلے غسل کیا اور خوشبو لگائی، پھر دو رکعتیں استخارے کے طور پر پڑھیں پھر استخارے کے بعد جب انہیں اطمینان ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے تو انہوں نے پھر اس کو لکھنا شروع کیا اور روضة من ریاض الجنه کے پاس، رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اطہر کے پاس بیٹھ کر تراجم ابواب انہوں نے لکھے مثلاً باب بدء الوحی الیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم، باب العلم قبل العمل وغیرھا تراجم ہیں وہ لکھے سولہ برس میں تقریباً انہوں نے ان حدیثوں کا انتخاب مسودے میں کیا ایک مسودہ انہوں نے تیار کیا اور پھر اس مسودے کو دونوں جگہ حرمین الشریفین میں، مکہ معظمہ میں مقام ابراہیم کے درمیان میں لکھنا شروع کیا یا مدینہ منورہ میں روضہ من ریاض الجنه کے پاس بیٹھ کر کے لکھنا شروع کیا۔

حضور ﷺ کا خواب میں صحیح بخاری کی اپنی طرف نسبت

علامہ محمد ابن احمد مروزیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے خانہ کعبہ میں مقام ابراہیم میں مراقبہ کیا، نیند آئی وہیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑا ہوں تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا مجھے کہ اے مروزی! کب تک امام شافعیؒ کی کتاب پڑھو گے؟ میری کتاب کیوں نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت! آپ کی کتاب کونسی ہے؟ فرمایا اَلْجَامِعُ الصَّحِیحِ لِلْبُخَارِیُ فرمایا یہ ہے میری کتاب اس کو بھی تو پڑھا کرو، اسے کیوں نہیں پڑھتے؟ حضور اقدس ﷺ اس کتاب کی نسبت اپنی طرف کرتے ہیں اس لئے کہ صحیح اور مرفوع احادیث اس میں جمع کی گئیں۔

جہاد کی حقیقت اور اہمیت

جو احتیاط امام بخاریؒ نے کی ہے جو تقویٰ اور زہد انہوں نے اختیار کیا اسکی تو کوئی مثال اب تک نہیں ہے، یہ بھی میں آپ سے عرض کردوں کہ بخاری شریف ابتداء سے لیکر انتہاء تک تمام دین کے اوپر حاوی ہے، دین کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جسکی طرف اشارہ یا ثبوت یا دلیل بخاریؒ نے نہ بیان کی ہو، یہ آج جو ہم نے عبارت پڑھی اس کو کتاب المغازی کہتے ہیں، اس سے پہلے جلد اول میں باب الجہاد گذرا ہے، وہ تقریباً ڈھائی پارے ہیں، جہاد کا حکم کیا ہے،؟ جہاد کب عنداللہ جہاد ہوگا؟ نیت کیسی ہونی چاہئے؟ تو جہاد کے جو مسائل ہیں وہ مسائل تو جلد اول میں گذر چکے ہیں، جہاد نام ہے کس چیز کا؟ جدوجہد کا دین کی حفاظت کیلئے اپنی طاقت اور اپنی مشقت کو خرچ کرنا، یہ ہے جہاد تو جہاد کے جو مسائل ہیں وہ جلد اول میں گذر چکے ہیں۔

حضور ﷺ کے جہاد کی تفصیلات

اب اس باب میں یہ بتائیں گے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں کتنے غزوے فرمائے آپ ﷺ نے کتنے سرایا فرمائے؟ کتنے جیوش بھیجے؟ غزوہ اس کو کہتے ہیں کہ جس میں خود نبی کریم ﷺ بنفس نفیس شریک ہوئے ہوں اور جب خود شریک نہ ہوں اور صحابہؓ کو بھیج دیا، مہاجرین یا انصار یا دونوں کو، تو اس کو سرایا کہتے ہیں تو مغازی جو ہیں ان کے بارے میں مختلف اقوال ہیں ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مغازی ۲۷ ہیں، جن غزووں میں رسول اللہ ﷺ خود شریک ہوئے وہ ستائیس ہیں، دوسرا قول یہ ہے کہ چوبیس غزوات ہیں، تیسرا قول یہ ہے کہ ۲۱ غزوات ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ ۱۹ غزوات ہیں، زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انیس غزوات ہیں، بہر تقدیر تفصیل کے ساتھ جن لوگوں نے ذکر کیا ہے وہ ۲۷ ہیں۔

تو ۲۷ غزوات میں رسول اللہ ﷺ نے شرکت فرمائی مثلاً غزوہ تبوک میں، غزوہ خندق میں، غزوہ بدر میں، غزوہ اُحد میں اور سرایا جو ہیں جن میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو جو بھیجا وہ سرایا ہیں، ان میں انصار و مہاجرین کو بھیجا ہے، انکے متعلق کم سے کم قول یہ ہے کہ چالیس سرایا ہیں اور ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ ۵٦ سرایا ہیں تو جو جماعتیں نبی کریم ﷺ نے جہاد کیلئے بھیجی ہیں، اسلام کی خدمت اور اشاعت کیلئے وہ ۵٦ ہیں اور خود بنفس نفیس جن میں حضور اقدس ﷺ نے شرکت فرمائی ہے، وہ غزوات ستائیس ہیں، اس وجہ سے لوگوں نے کہا کہ اس حساب سے حضور اقدس ﷺ کو چالیس سال پر نبوت ملی اور نبوت کے بعد، ۲۳ سال آپ ﷺ روئے زمین پر رہے، تو اس بنا پر حضور ﷺ نے ۵۵ برس کی عمر میں جہاد شروع کیا، ہر تین مہینے میں ایک بار غزوہ کیا، اب ہم لوگ تو کہتے ہیں ہم بوڑھے ہو گئے ہیں، کمزور ہو گئے ہیں اور بے ہمت ہو گئے ہیں لیکن آپ

جانتے ہیں، حضور اقدس ﷺ فتح مکہ کیلئے تشریف لے جا رہے ہیں، یہودِ خیبر کے مقابلے کیلئے تشریف لے جا رہے ہیں تو اُن غزوات میں جو شرکت کی نبی کریم ﷺ نے اور سرایا کو جو بھیجا، ہر سہ ماہی میں ایک جہاد میں حضور اقدس ﷺ نے شرکت فرمائی یا سریہ کو بھیجا۔

قریشِ مکہ کی جفا اور اہلِ مدینہ کی وفاداری

جہاد کیلئے نبی اکرم ﷺ نے اُس وقت تلوار اٹھائی جب مکہ معظمہ میں رسول اللہ ﷺ کو نبوت ملی، تیرہ برس کفار کے ہاتھوں سے قسم قسم کی اذیتیں پہنچائی گئیں، یہاں تک کہ تین سال قید کیا گیا رسول اللہ ﷺ کو خیف بنی کنانہ میں اور آخر میں پھر کافروں نے دار الندوہ میں مشورہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو ہم آج رات شہید کر دیں گے، اُس وقت نبی کریم ﷺ کے پاس وحی آئی کہ آپ ﷺ ہجرت کریں، ان تیرہ برس میں نبی کریم ﷺ نے کسی کافر کو جواب نہیں دیا فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ (احقاف:۳۵) فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا (بقرہ: ۱۰۹) یہ اللہ کا حکم تھا، یہ اللہ کی طرف سے تقریباً اُسی آیتیں صبر کی آئیں، تیرہ برس مکہ مکرمہ میں گزارے اور پھر اس کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو کفار نے اہلِ مدینہ کو بھی خطوط بھیجے، وفود بھیجے اور یہ کہا کہ اے اہلِ مدینہ! تم نبی کریم ﷺ کو اپنے یہاں ٹھہرنے کی اجازت مت دو ورنہ ہم تمہاری عورتوں کو باندیاں بنا دیں گے اور تمہارے لڑکوں کو غلام بنا دیں گے اور تمہارے مردوں کو قتل کر دیں گے اور ہم تمہارے اوپر چڑھائی کر دیں گے۔ چنانچہ اہلِ مدینہ جمع ہوئے، اُن میں بعض منافقین بھی تھے، جیسے عبداللہ ابن اُبی ابن سلول وغیرہ، تو اُن منافقین نے تقریریں کیں کہ بھائی! یہ اہلِ مکہ شجاع اور بہادر اور لڑاکے لوگ ہیں اور یہ صحابہؓ جو تشریف لائے ہیں، یہ بھی مکے کے باشندے ہیں، اپنے گاؤں والے آپس میں جو بھی کچھ کریں، کریں، ہم ان کو جواب دیں گے کہ تم چلے جاؤ یہاں سے، تاکہ لڑائی ہمارے ہاں نہ آئے لیکن جو نوجوان تھے

انہوں نے کہا کہ جب تک کہ ہماری زندگی ہے، ہم رسول اللہ ﷺ اور کسی صحابیؓ کو کبھی بھی مدینہ منورہ سے باہر جانے نہیں دیں گے، ہم کبھی یہ یاداشت نہیں کر سکتے نہ کفار کی دھمکیوں پر عمل کریں گے۔

فرضیت جہاد

اُس وقت جب کافروں کو یہ اطلاع ملی کہ اہل مدینہ جو کاشت کار لوگ ہیں انہوں نے بھی ہمارا مقابلہ شروع کیا ہے تو پھر اُن کافروں نے اس وقت سے تیاری شروع کی کہ جتنا ہو سکے، سامان اور غلہ جمع کرو تا کہ ہم مدینہ منورہ پر حملہ کر کے ان انصار کو بھی شہید کر دیں اور جو مہاجرین ہیں ان کو بھی شہید کر دیں تو اس وقت پھر مسلمانوں کو چارہ نہ رہا بغیر جہاد کے، نیز اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ (الحج: ۳۹) اب تمہیں اجازت ہے، دیکھو اگر شیر، چیتا، یا کتا حملہ کرتا ہے تو کیا ہم کھڑے رہیں گے؟ یا اس کے حملے سے اپنے آپ کو بچائیں گے؟ اگر سانپ یا بچھو سامنے آئے اور وہ ہم پر حملہ کرے تو کیا اپنے آپ کو بچائیں گے یا نہیں بچائیں گے ۱۳ برس تک مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدافعت کی اور صحابہؓ سے کہا کہ کچھ بھی نہ کرو، صحابہؓ زخمی ہو کر بھی صبر کرتے، کافر لوگ ان کو تکلیفیں پہنچاتے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے صبر کرو دوسرے کا مارنا آسان ہے، لیکن خود پٹ جانا اور صبر کرنا یہ مشکل کام ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تربیت صحابہؓ کو دی کہ خود تکالیف برداشت کرو، ۱۴ برس کے بعد پھر مجبوراً یہ اجازت جہاد کی ملی تھی اللہ کی طرف سے أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ (الحج: ۳۹) اور یہ فرمایا اللہ نے کہ تم کو گھروں سے نکالا گیا اور اگر اب بھی تم کافروں سے نہ لڑو تو یہ مساجد ویران ہو جائیں گی، یہ مدارس ختم ہو جائیں گے، یہ

عبادت ختم ہو جائے گی پھر کوئی بھی نہیں رہے گا، تم ان کے ساتھ اپنی مدافعت کر سکتے ہو اور یہ میں نے آپ سے عرض کیا کہ مدافعت کر سکتے ہو اور میں نے آپ سے عرض کیا کہ مدافعت کا مطلب یہ ہے جیسے کہ سانپ اور بچھو کو قتل کرتے ہیں کہ نہیں کرتے؟ یہ نہیں کہ وہ کاٹیں تو تب قتل کرو بلکہ کاٹنے سے پہلے قتل کرو تو یہ بھی جائز ہے کہ جس کافر سے ہمیں خطرہ ہو جائے جیسے روس ہے کہ اب خدا اس کو طاقت نہ دے کہ وہ پاکستان پر حملہ کرے، لیکن کیا ہم اس کا انتظار کریں گے؟ نہیں، اس کا انتظار نہیں بلکہ ہمیں چاہئے کہ وہاں جا کر اس کی گردن پر بیٹھ جائیں۔

بہر تقدیر تیرہ برس مکہ میں اور ایک برس مدینہ میں نبی کریم ﷺ نے صبر کیا، صحابہؓ نے صبر کیا اور کفار کی تکلیفوں کو برداشت کیا، پھر اس کے بعد جب مجبور ہوئے اور کافروں نے بھی ارادہ کیا کہ مدینے پر چڑھائی کریں گے، پھر رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو اجازت دی کہ تم بھی تیاری کرو تو سب سے پہلے جس جماعت کو بھیجا اس میں ابوا، پھر بواط، پھر عشیرہ، یہ تینوں مواقع میں اُن کو بھیجا گیا ہے پھر اُسکے بعد نبی کریم ﷺ غزووں میں شریک ہوئے اور ان کی مدافعت کی، تفصیلات بہت لمبی چوڑی ہیں جن کے بیان کیلئے کافی وقت درکار ہے اسلئے سلسلۂ کلام یہاں ختم کرتا ہوں۔

ابوطالب اور حضور ﷺ کا وسیلہ

یہ بھی آپ یاد رکھیں کہ بخاری شریف کے افتتاح اور ختم کے موقع پر جو دعا ہو اس کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں، آپ کو یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی چھوٹے تھے عمر کے لحاظ سے ابوطالب ان کے چچا ہیں، ایمان اگرچہ نہیں لائے لیکن اُن کی وفاداری اور خدمت گاری بڑی ہے، قحط پڑا تو ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ یعنی اپنے بھتیجے کو لے کر کے خانہ کعبہ کے غلاف کو ہلا کر اللہ سے عرض کیا کہ..........

وابیض یستقی، الغمام بوجهہ
ثمال الیتامی عصمة للارامل
تلوذبہ الهلاك من آل هاشم
فهم عنده فی نعمة وفواصل

(فوائد ابی الحسین بن المظفر:٥٦)

☆ وہ سفید چہرے والاجسکے چہرے کی برکت سے بادلوں سے پانی مانگا جاتا ہے۔
☆ یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کی دادرسی کرنے والا ہے۔
☆ اس کی پناہ میں آجاتے ہیں اولادہاشم میں سے ہلاکت کی تہ میں پہنچنے والے۔
☆ پس یہ لوگ اس کے ہاں نعمت اور فضیلت والے ہیں۔

اس نے کہا کہ یہ نورانی چہرہ ہے اور میں اس چہرے کی برکت سے بارش کی طلب کرتا ہوں کہ یا اللہ! بہ برکت رسول اللہ ﷺ یہ قحط ختم فرما اور رسول اللہ ﷺ کے کلام مبارک میں یہ برکت ہے کہ جس چیز کے لئے آپ دعا کریں گے انشاء اللہ وہ دعا اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے۔

ختمِ بخاری اور اجابت دعا

شیخ جمال الدین صاحبؒ ایک بڑے عالم ہیں، وہ کہتے ہیں میرے استاد شیخ اصیل الدینؒ نے کہا کہ جب بھی میں مشکلات میں پھنس گیا، ایک سوبیس دفعہ میں نے تجربہ کیا کہ ہر مشکل کے لئے ختم بخاری شریف کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو حل کردیا تو جہاں بخاری شریف کا سبق ہوتا ہو جیسے یہاں اس مدرسے میں ہورہا ہے اور حضرت مولانا پڑھاتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اس بستی کو، اُس قصبے کو، اُس علاقے کو، اس گاؤں کو زلزلوں سے قحط سے وبائی امراض سے اور دیگر ظلمتوں، پریشانیوں اور مصیبتوں سے محفوظ رکھتے ہیں، چند منٹ کیلئے آپ اس کو غنیمت سمجھ کر جہاں بخاری شریف پڑھائی

جائے شرکت فرمالیا کریں تو اللہ تعالیٰ بہ برکت حدیث ہر قسم کی مصیبتوں اور مشکلات کو دفع کر دیں گے۔

حدیث قرآن کی تشریح

یا اللہ! ہمارے ان بھائیوں کو، ان طلباء کو، ان علماء کو، ان اساتذہ کو، ان مدارس کو، دین و دنیا کی ترقی عطا فرما، یا اللہ! سب کو کتاب اللہ کا اور حدیث کا علم عطا فرما، امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں اگر حدیث نہ ہوتی تو قرآن کو کوئی نہ سمجھتا، ٹھیک ہے اب نماز کا قرآن میں حکم ہے کہ نماز پڑھو، اب معلوم نہیں کتنی رکعتیں ہیں؟ کس وقت پڑھیں؟ یہ تو حدیث نے ہمیں بتایا، قرآن میں ہے حج ادا کرو، لیکن یہ تو نہیں بتایا کہ طواف کیسا ہوتا ہے، سعی صفا اور مروہ کی کیسے ہوتی ہے؟ تو حدیث کی برکت سے قرآن سمجھ میں آتا ہے اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں جو آئمہ کے اقوال ہیں یہ حدیث کی شرح ہیں اور حدیث شرح ہے قرآن شریف کی، تو اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اور آپ کو کتاب اور حکمت کا، قرآن اور حدیث کا علم عطا فرمائے اور آپ سب حضرات جو یہ مساعی جمیلہ کر رہے ہیں ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ آپکے تمام مقاصد پورے فرمائے، آپ خدا کی کتاب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب اور دین کی کتاب کی حفاظت کرینگے۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

(رپورٹنگ: جناب محمد عثمان غنی مدیر "الارشاد" اٹک ماہنامہ الحق نومبر دسمبر ۱۹۸۱ء)

ترمذی شریف سے افتتاح اسباق

اور اُس کے وجوہات ترجیح

۲۵ شوال ۱۴۰۷ھ کودارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کی افتتاحی تقریب دارالحدیث میں منعقد ہوئی دارالعلوم کے اساتذہ ومشائخ، طلبہ اور قرب وجوار کے احباب ؤمخلصین اس میں شریک ہوئے، حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ نے اس موقع پر جومختصر افتتاحی خطاب فرمایا اب وہ تقریر شامل خطبات ہے...... (س)

جامعہ حقانیہ الولد سر لابیہ کا مصداق

الحمد للہ، اللہ پاک کا فضل وکرم ہے کہ ہم مرکز علم دارالعلوم دیوبند کے اکابر اساتذہ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں، وہاں بھی تعلیمی سال کے آغاز میں تعلیمی کام کی افتتاح جامع ترمذی سے ہوتی ہے جو کتب حدیث میں پانچویں نمبر پر ہے یہ بات میں نے اس وہم کے ازالہ کیلئے عرض کردی ہے کہ بعض مدارس میں تعلیمی سال کا آغاز بخاری شریف سے ہوتا ہے اور ہم جامع ترمذی سے کیوں کرتے ہیں؟ یہ ایک طالب علمانہ اشکال ہے ممکن ہے کہ آپ کے اذہان میں بھی آیا ہوتو میں نے عرض کیا الولد سر لابیہ صالح اولاد اپنے والدین کے نقش قدم پر چلتی ہے، ہم مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند کی روحانی اولاد ہیں وہاں کے اساتذہ ہمارے روحانی آبا ہیں چونکہ وہاں ترمذی

شریف سے آغاز ہوتا ہے اس لئے ہمارے یہاں بھی انہیں کے طریقہ کے مطابق ہم نے ترمذی شریف سے افتتاح کرنے کا عمل جاری رکھا ہے۔

علم الحدیث کی دو اقسام

علم الحدیث کے دو اقسام ہیں

(۱) علم الحدیث بالروایة (۲) علم الحدیث بالدرایة

علم الحدیث بالروایة کی تعریف یہ ہے۔

علم یعرف به مایضاف الی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قولاً اوفعلاً اوتقریراً اوسکوتاً من حیث انه نبی ورسول صلی اللّٰہ علیه وسلم یا علم یعرف به اقوال رسول اللّٰہ علیه وسلم وافعاله واحواله من حیث انه نبی و رسول صلی اللّٰہ علیه وسلم

علم الحدیث بالدرایه جونخبۃ الفکر میں آپ حضرات کو پڑھایا جاتا ہے، نخبۃ الفکر اس فن کی اہم اور بنیادی کتاب ہے، موقوف علیہ کے سال میں پڑھائی جاتی ہے جس نے نہیں پڑھی تو یقیناً وہ علم کے ایک بڑے حصے سے محروم ہے، اس کتاب میں علم الحدیث بالدرایہ کے مشت نمونہ خروارے اہم اور بنیادی مسائل بیان کئے گئے ہیں گویا سمندر کو کوزہ میں بند کردیا گیا ہے، علم الحدیث بالدرایة کی تعریف یہ ہے۔

علم بقوانین یعرف بها احوال السند والمتن من حیث صحة وحسن وضعف وعلو ونزول و کیفیة تحمل والاداء و صفات رجال [1]

صحاح ستہ میں ترمذی شریف کی اہمیت

ہمارے اساتذہ اور اکابر علماء دیوبند نے جب ہمیں حدیث پڑھائی تو درس

---

(۱) علامہ شبیر احمد عثمانی نے اصطلاحی تعریف یوں نقل کی ہے "علم الحدیث الخاص بالدرایه علم یعرف من حقیقة الروایة شروطها وانواعها واحکامها وحال الرواة وشروطهم واصناف المرویات ومایتعلق بها" (مقدمہ اعلاء السنن ج ۱ ص ۸)

حدیث میں ائمہ احناف کے سارے اصول، قواعد، قوانین، تفریعات اور جزئیات کے بارے میں آگاہ کردیا کہ وہ حدیث رسول ﷺ سے ماخوذ اور قرآن وسنت سے مستنبط ہیں عین روح شریعت ہیں، ائمہ فقہاء نے اپنے مذاہب کا استدلال قرآن وحدیث سے کیا ہے، شوافع حضرات، حنابلہ حضرات اور موالک حضرات اپنے اپنے مذاہب اور فقہی مسلک کیلئے احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔

آپ حضرات دورۂ حدیث میں حدیث کی دس کتابیں پڑھتے ہیں ان کتب حدیث میں مسائل واحکام اور ان کے دلائل، وجوہات، قوانین اور اصول وکلیات مذکور ہیں جن حضرات مجتہدین کو استنباط واستخراج مسائل کا ملکہ حاصل ہوتا ہے تو وہ ان پر غور کر کے احکام ومسائل نکالتے رہتے ہیں، بخاری شریف کا بڑا مقام ہے، کتب حدیث میں درجہ اول میں ہے اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری ہے اس کے بعد دوسرے درجہ میں مسلم شریف ہے مگر دونوں کتابوں کا آپ جب مطالعہ کریں گے تو صراحۃً اور آسانی سے کسی بھی مذہب اور فقہی مسلک، حنفی، شافعی، حنبلی یا شافعی یا مالکی کے دلائل آسانی سے معلوم نہیں کئے جاسکتے مسلم شریف میں خالص مجرد مرفوع احادیث ہیں حتی کہ امام مسلم نے تراجم بھی اس کے خود نہیں لکھے بعد میں متاخرین علماء نے لکھے ہیں امام نوویؒ نے لکھے ہیں تاہم اساتذہ حدیث کہتے ہیں کہ امام نووی اس کے تراجم کا حق ادا نہیں کرسکے۔

تفہیم احادیث اور جامع ترمذی

بہرحال مسلم شریف ہو یا بخاری شریف، عراقین اور حجازئین کے دلائل آسانی سے معلوم نہیں ہوسکتے، ان کے لئے دقتِ نظر کی ضرورت ہے مگر امام ترمذی نے اپنی جامع میں اس لحاظ سے سب کچھ آسان کردیا ہے گو ترمذی پانچوں درجہ کی کتاب ہے مگر

سہولت اور تفہیم حدیث اور مستدل ائمہ کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر ہے امام ترمذی نے عراقین اور حجاز یین کے لئے علیحدہ علیحدہ ابواب قائم کئے ہیں، شوافع اور حنابلہ کے مذاہب کی تصریح کرتے ہیں، ان کے مستدل دلائل اور شواہد بیان کرتے ہیں۔

معارف ومسائل کا بحرِ بے کراں

امام ترمذی ایک مسئلہ میں دو باب قائم فرماتے ہیں ایک حنفیہ کا اور ایک شوافع کا پھر وجہ ترجیح بھی بیان فرماتے ہیں، امام ترمذی نے اپنی جامع میں ۱۴ علوم کو جمع کردیا ہے، ہم لوگ اگر ترمذی شریف سے بے نیاز ہوکر دس سال تک بخاری شریف اور مسلم شریف کا مطالعہ کرتے رہیں تو استنباط اور استخراج مسئلہ بہت مشکل ہے مگر امام ترمذی نے تمام ابواب اور ان کے مسائل اس لحاظ سے بھی آسان کردئے ہیں، حدیث کا مقام، درجہ، وجہ ترجیح اور روایت کے بارے میں تفصیلات یکجا کردیئے ہیں۔

ادلہ استخراج مسائل اور ابواب وتراجم اور وجوہات ترجیح ودلائل کے لحاظ سے ترمذی شریف دیگر کتب حدیث سے نافع ہے، اس میں ایسی خوبی ہے جو دوسروں میں نہیں، اس وجہ سے ہمارے اکابر اساتذہ دیوبند، تعلیمی سال کا افتتاح ترمذی شریف سے کرتے ہیں، ترمذی شریف بظاہر حجم میں چھوٹی ہے مگر علوم ومعارف اور مسائل واحکام کا بحر بیکراں ہے۔ (اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے سند حدیث بیان فرمائی، حضرت شیخ الہند کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا)

شیخ الہند کی شخصیت

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن، استاذ الکل ہیں ان کا ترجمہ وتفسیر بے نظیر ہے آپ بڑے متبحر اور عظیم علمی شخصیت تھے، تمام زندگی مجاہدہ وریاضت اور جیل وجہاد میں گذاری، میرے استاد اور شیخ العرب، والعجم مولانا حسین احمد مدنی حضرت شیخ الہند کے شاگرد تھے۔ (بیانِ سند کے بعد ارشاد فرمایا!)

محترم دوستو! میرا جی چاہتا ہے کہ آپ حضرات کی خدمت میں کچھ عرض کروں مگر بدقسمتی سے امراض ہیں عوارض ہیں اور وقت بھی تنگ ہے، بہرحال اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی غیور ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ (محمد:۷)

''اے مومنو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو خدا تمہاری مدد کرے گا اور تم ثابت قدم رہو گے''

یہ دیکھئے اس گئے گزرے ہوئے دور میں اکوڑہ کی اس وادیٔ غیر ذرع میں دارالعلوم حقانیہ کا قیام، خالص خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت پر قائم ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:۹) کا وعدہ ایفا ہو رہا ہے، خدا تعالیٰ نے دین کی حفاظت کی ذمہ داری لی جو لوگ خدمتِ دین میں مصروف ہیں وہ بھی محفوظ ہوں گے۔

بہرحال ہم پر اللہ کریم نے بڑا احسان کیا، قرآن اور حدیث سے ہمارا تعلق جوڑا، ہم نبی ﷺ کی وراثت حاصل کر رہے ہیں، خدا تعالیٰ سب کو اس کا ادب واحترام اور اس کے حقوق اور تقاضے پورے کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے، (اس کے بعد دارالعلوم حقانیہ، اساتذہ وطلبہ، عالم اسلوب، دارالعلوم کے معاونین، سرپرست، اراکین ومخلصین، افغان مجاہدین اور جملہ مسلمانوں کے لئے دعا فرمائی)۔

(ضبط وترتیب: مولانا عبدالقیوم حقانی،

''الحق'' ج ۲۲، ش ۱۰، ص ۸، جولائی ۱۹۸۷ء)

التزام واتباع شریعت

نجات وکامیابی کی بنیادی شرط

الحمدللّٰہ وکفیٰ والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَلَا تَهِنُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ (آل عمران:۱۳۹)

کامیابی کا راز نظام اور اطاعت خداوندی میں مضمر

حضرات! پچھلے جمعہ یہ آیت میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی تھی اور عرض یہ کرنا تھا کہ قرآن وحدیث کی رو سے مسلمانوں کی دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی بغیر اطاعت خداوندی اور بغیر نظامِ خداوندی کے ناممکن ہے، مسلمان جتنی بھی تدابیر اختیار کر لیں کامیابی حاصل نہیں کر سکتے، مسلمان جو وعدہ کر چکے ہیں خدا کے ساتھ کہ ہم مسلمان ہیں لا الہ الا اللہ کہہ کر وعدہ کر لیا ہے کہ اللہ کا ہر حکم جو حضورﷺ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے بھیجا وہ بلاچوں وچرا قطع نظر اس کے کہ اس حکم میں ہمارے لئے کیا خیر و بھلائی ہے کیا نقصان ہے؟ اس کلمے کا مطلب ہے، کلمہ اور ایمان کا مطلب اللہ اور رسول اللہ کی پیروی ہے کہ حضورﷺ اللہ تعالیٰ کے برحق نبی ہیں، ان کی ہر بات خدا کی طرف سے ہے

اور میں ان کے ہر حکم کی تصدیق کرتا ہوں اور ان کا ہر حکم بغیر چوں و چرا مانوں گا اگر ان کے احکام کو ہم نہ مانیں اور اس کا انتظام والتزام ہم نہ کریں اور اللہ و رسول کے حکم ماننے کے لئے آمادہ نہ ہوں تو ہرگز یہ ایمان نہ ہوگا۔

صرف زبانی اعتراف اور محبت کافی نہیں اتباع کی ضرورت ہے

صرف محبت صرف خدمت صرف زبان سے اعتراف کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے پیغمبر ہیں افضل الانبیاء ہیں، افضل البشر والمخلوقات ہیں، وہ سچے تھے اور نبی آخر الزمان تھے، صرف اتنا کچھ کہنے سے ہم مسلمان کہلانے کے سزاوار نہیں ہو سکتے اتنا کچھ تو ابو طالب بھی مانتا تھا اور جتنی محبت تھی اور جتنی خدمت ابو طالب نے کی جتنی مشقتیں انہوں نے آپ ﷺ کی وجہ سے جھیلیں اور کسی نے نہ کی ہوں گی، ابتداء سے آخر تک خدمت بھی کی محبت بھی کی مگر یہ نہ کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ ہیں اور آپ کے ہر حکم کو مانوں گا، نہ زبان سے یہ اقرار کی نہ دل سے تو اس کی خدمت و محبت نجات کا باعث نہ بن سکی۔

ہرقل نے تصدیق کرلیا مگر اتباع نہ کرسکا

ہرقل کا واقعہ معلوم ہے، بخاری شریف میں بھی منقول ہے، ہرقل بہت بڑے بادشاہ تھے اور بڑے عالم بھی اس نے بھی ابوسفیان کے سامنے اعتراف کیا کہ یہ تو وہی نبی ہیں جس کا ظہور کا مجھے یقین تھا مگر یہ خیال نہ تھا کہ وہ آپ لوگوں میں ظہور فرمائیں گے اور کہا کہ مجھے یقین ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور کاش! میں ان کی خدمت میں قدم بوسی کرنے مدینہ منورہ حاضر ہو سکتا تو میں تکلیف اٹھا کر بھی حاضر ہو جاتا اور وہاں جا کر آپ ﷺ کے پاؤں دھو لیتا، ادب واحترام کر لیتا، یہ سب کچھ ہرقل نے کہا ادب واحترام کیا مگر پھر بھی ہرقل کافر رہا، زبان سے سب کچھ کہہ دیا کہ یہ نبی تو کتب

سابقہ کی بشارت کا مصداق ہے، سب باتوں کے باوجود کہا کہ لو لاذلک لاتبعتہ ان سب باتوں کے اعتراف کے بعد بھی راہبوں سے ڈرتا ہوں کہ یہ حکومت سے معزول کر دیں گے اور مار ڈالیں گے، مجھ سے تخت و سلطنت چھین لیں گے تو اس نے لو لا ذلک لصدقتہٗ نہیں کہا بلکہ لو لا ذلک لا تبعتہٗ کہا تصدیق تو ابوسفیان کے سامنے پہلے سے کر دی کہ ان کے سارے خصائل و حالات تو نبی آخرالزمان ﷺ کے اخلاق ہیں دوسرے کے نہیں ہیں تو تصدیق تو کر لی مگر اتباع سے انکار کیا، تصدیق علم تو تھا مگر ماننے کا التزام نہیں کیا ڈر اور لالچ کی وجہ سے، تو معلوم ہو گیا کہ ایمان اتباع سے عبارت ہے نفس علم اس بات کا کہ آپ برحق نبی ہیں، اس سے بات نہیں بنے گی بلکہ جب تک حکم ماننے پر ایمان نہ لائے کہ میں بغیر چوں و چرا مانوں گا میرا اللہ اور رسول پر ایمان ہے اور حضور ﷺ نے شریعت کی جس بات کی رسی میرے گلے میں ڈال دی اس رسی سے کھینچ کر شریعت مجھے جس گڑھے میں ڈالے گی جس سمندر جس کنویں میں ڈالے گی، مجھے کوئی پس و پیش نہ ہوگی بلکہ سر تسلیم خم کروں گا۔

احکام خداوندی کی اتباع مگر دل سے

اب خود اندازہ لگائیں کہ یہ کیفیت اور یہ چیز اگر ہم میں نہیں ہے تو اسے اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے تو خدا سے وعدہ کر لو تنہائی میں کہ اے رب! تیرا ہر حکم بے چوں و چرا مانوں گا، پیغمبر کا ہر حکم بھی خوشی سے مانوں گا اور یہ بھی ایک ضروری شرط ہے کہ حکم مانے تو دل سے مانے دل میں تنگی اور بوجھ محسوس نہ ہو، ارشاد ربانی ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا(النساء:٦٥) اللہ تعالیٰ قسم کھاتے ہیں کہ اے رسول! آپ کے پالنے والی ذات کی قسم کہ یہ لوگ لَا يُؤْمِنُونَ جب تک کہ ان کے درمیان واقع ہونے

والے نزاعی مسائل اور جھگڑوں میں اپنے مقدمات میں تجھے فیصل اور حاکم نہ مقرر کر لیں تیرے حکم کو جو شریعت ہے کے سامنے زانو تہ نہ کر دیں سر تسلیم خم نہ کر دیں حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ جب تک تجھے حاکم نہ مان لیں اس وقت تک مومن نہیں کہلا سکتے ، پھر اس فیصلہ پر دل میں تنگی نہ محسوس کریں۔

شریعت کا فیصلہ ہر حالت میں بخوشی قبول کرنا

آج حضور ﷺ کی شریعت کو سب کی جگہ حاکم بنانا ہوگا، شریعت نے مقدمہ میں ایک کو جتوایا اور دوسرا ہارا تو ایک تو لازماً ظالم ہوگا جس کے خلاف شریعت نے فیصلہ کیا کہ بھئی! یہ زمین اور یہ فلاں حق تو نہیں لے سکتا، تم شریعت کی رو سے وارث نہیں ہو، بے جا قابض ہو گئے ہو اب جب شریعت نے فیصلہ دے دیا تو تمہیں کھلے دل سے اور خوشی سے اس فیصلہ کو تسلیم کرنا ہوگا مگر یہ تو اسی جگہ شریعت کو گالیاں دینے لگتے ہیں کہ یہ کیسی شریعت ہے؟ یہ عجیب انصاف ہے کیا یہ شریعت کا حکم ہے؟ مولوی صاحب اس شریعت سے تو رواج اچھا تھا اس سے تو فرنگیوں کا قانون اور تعزیرات ہند اچھے تھے (العیاذ باللہ) تو جو منہ پر آئے بکتا پھرتا ہے حالانکہ اسلام تو یہ ہے کہ جب خدا کا فیصلہ معلوم ہوا تو خوشی سے اسکے سامنے منقاد ہو جاؤ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ (النساء:۶۵) کہ دل میں بھی تنگی نہ آئے ،طبیعت بھی خفا نہیں بلکہ ہشاش بشاش ہے کہ یہی شارع کا حکم ہے اور الحمد للہ کہ میں نے اس پر عمل کیا۔ اور یہ ایسا ہو جیسا کہ ایک نیک مسلمان ہے، نمازی ہے تو نماز پڑھ لے تو دل خوش ہو جاتا ہے، روزہ دار سخت گرمی میں روزہ رکھ کر خوش خوش اور باغ باغ ہو جاتا ہے، حج میں سات آٹھ ہزار لگا کر واپس آجائے تو دل باغ باغ ہو جاتا ہے کہ یا اللہ! شکر ہے کہ تیری عبادت کی توفیق ملی ......

ع شادم از زندگی خویش کہ کارے کردیم

اسی طرح جب شریعت کا فیصلہ تیرے خلاف ہوا تو دل سے خوش ہوئے کہ

یااللہ! شکر ہے کہ بے انصافی سے، زیادتی سے، ظلم سے تو نے بچا دیا، دوزخ سے بچا دیا، دل سے خوش ہے نہ کہ مسلمان ہوتے ہوئے منہ سے بکواس کرتا پھرے، کبھی مولوی پر رشوت کا الزام ہے، کبھی یہ کہ اس نے پراجنبہ (جتھ بندی پارٹی بازی کی رعایت) سے کام لیا ہوگا۔

شرعی فیصلے پر اعتراضات سے گریز

کوئی شریعت پر ہاتھ صاف کرتا ہے، کوئی بیچارے مولوی پر کہ یہ اس زمانہ کی باتیں نہیں یہ کیا دقیانوسی باتیں ہیں، آج بھی شریعت کی بات اپنے اس ملک میں بیان کرو تو بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ یہ دقیانوسی باتیں ہیں، پرانے زمانے کی باتیں ہیں، شریعت کی یہ باتیں عصر حاضر کے تقاضوں کو پورا نہیں کرسکتیں، معاذ اللہ، تو ہنستے ہیں اور ساتھ ہی پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں، اسلام کے ٹھیکدار بھی بن جاتے ہیں، دیکھو خدا کے حکم کو بہت خوشی سے مان لینا ہی اسلام ہے، تسلیم ظاہری بھی کرلو گردن نہاد بن جاؤ کہ بہت بہتر اے حقدار! آکر اپنا حق، اپنی زمین، اپنا گھر واپس لے لو تو میں شریعت کو تسلیم کرتا ہوں یہ نہ ہو کہ شریعت کا فیصلہ سن کر پھر بھی دیوانی مقدمہ لڑتے پھرو اور دوسری عدالتوں کی طرف بھاگنے لگو اور اس کے خلاف وکیل لڑاتے رہو تو یہ تو اسلام اور تسلیم نہ ہوا اور آج کل کہتے ہیں کہ مسلمان فلاح ونجاح کیوں نہیں پاتے تو اتنا یاد رکھو کہ اپنا ایمان تازہ کرتے رہو دن کو یا رات کو تنہائی میں خدا کے ساتھ چپکے چپکے باتیں کرو اور کہا کرو کہ اے خدا! تو میرا مالک ہے میرا تجھ پر ایمان ہے، اے خدا! تو نے نبی ﷺ بھیجا ہے۔ اے خدا! تو نے وحی بھیجی ہے جس میں میری بھلائی ہے، اے خدا! یہ سب میں مانتا ہوں، اے خدا! بے چون وچرا مانوں گا، ضرور مانوں گا، التزام کرلو کہ کبھی اس کی مخالفت نہیں کروں گا، اگر سمندر میں بھی کودنا پڑے تو انکار نہیں کروں گا۔

بدر کے موقع پر صحابہ کی جان سپاری

بدر کے موقع پر حضرت قتادہؓ نے حضور ﷺ کی خدمت میں یہی عرض کیا تھا حضور ﷺ آپ تو کافروں سے جہاد کا کہتے ہیں ہم آپ پر ایمان لائے تو آپ کا ہر حکم بے چوں و چرا مانیں گے اگر آپ سمندر میں کودنے کا حکم دیں گے تو کونسا مسلمان ہوگا جو نہیں کودے گا اگر برک الغماد تک (یعنی یمن میں دور کی ایک جگہ) تک جانے کا حکم دیں گے تو ہم تیار ہوں گے تو کامیابی اس وقت تک ہرگز نہیں ہوسکتی جب تک مسلمان کا تعلق خدا سے نہ ہو جب تک خدا پر بھروسہ نہ ہو جب تک خدا کا حکم ماننے کے لئے تیار نہ ہو تو کامیابی ناممکن ہے، اگر دل میں یہ گرہ باندھ لو کہ خداوند تعالیٰ اور اس کے ہر حکم کی تعمیل بلا کسی جھجک و تردد کے کرتا رہوں گا پھر اگر آپ سے بہ مقتضائے بشریت کوئی غلطی ہو بھی گئی فوراً نادم ہوگے کہ خطا ہوگئی، یا اللہ! مجھے معاف کردے دل میں وہی عقدہ اور عقیدہ ہے کہ تابعدار رہوں گا۔

عمل میں کوتاہی پر ندامت مگر التزام طاعت

عمل میں کوتاہی پر ندامت ہوئی مگر التزام طاعت میں فرق نہ لائے کہ خدا اور اس کے رسول کا حکم ضرور مانوں گا، خوشی سے اسکی پابندی کروں گا، غلطی ہوگئی تو پھر توبہ کی اور کہا کہ

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف:۲۳)

”اے اللہ! ہم نے اپنے نفس پر ظلم کیے اگر تم نے ہمیں نہ بخشا تو ضرور ہم خسارے میں پڑ جائیں گے“

تو عمل کی کوتاہی سے خلاصی کا ذریعہ استغفار ہے، بدقسمتی تو یہ ہے کہ آج مسلمان کا نہ عمل رہا اور نہ عقیدہ۔

ظالم حجاج مگر عقیدہ پختہ

مسلمانوں میں ایک ظالم بادشاہ گذرا ہے، حجاج بن یوسف ثقفی غالباً حسن بصریؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ہر چیز میں فضیلت دی کہ اس امت کے علماء کا بھی نظیر دیگر امتوں میں نہیں، اس کے اولیاء کی بھی دیگر امتوں میں مثال نہیں اس امت کے صحابہ کرامؓ دیگر امم کے صحابہؓ سے بڑھ کر ہیں، سب فضائل کی پچھلی امتوں میں نظیر نہیں، جو بھی خوبی اور کمال ہے بے نظیر ہے، تو حجاج بن یوسف کا جو ظلم ہے اسکی بھی نظیر نہیں، کسی نے کہا کہ قیامت کے دن حجاج کا ظلم ترازو کے ایک پلڑے میں ہوگا اور دیگر سارے ظالموں کا دوسرے پلڑے میں تو اس کا پلڑا بھاری ہو جائے گا تو اس امت کا ظالم بھی بے نظیر ہے، بڑے سخت گیر شخص تھے، بہت زیادتیاں کیں، مگر عقیدہ درست تھا، قرآن مجید کے زیر و زبر اعراب کی خدمت حجاج نے کی عراق میں حاکم تھا فارس و ہند اور سندھ میں اسلام پھیل رہا تھا، غیر عربی اعراب کے بغیر نہیں پڑھ سکتے تھے تو ان کی خاطر یہ بڑی خدمت کی کہ قرآن کے اعراب شدّ و مد رکوع وغیرہ کو پھیلا دیا بہت بڑا ظالم مگر نماز روزے کا پابند روزانہ تلاوت کرتا قرآن کریم کو دنیا میں پھیلانے کی کوشش کی اور جب سنا کہ کراچی کے آس پاس چند مسلمان مرد اور عورتوں کی کشتی کو راجہ داہر نے لوٹ لیا ہے اور چار مسلمان گرفتار ہوئے، حجاج لرز اٹھا اور اب تو دو چار لاکھ مسلمان بھی قتل ہو جائیں، کافروں کے ہاتھوں تہ تیغ ہو جائیں مگر مسلمان حکمران ٹس سے مس نہیں ہوتے، پرواہ ہی نہیں کہ کیا ہوا، حیرانی ہوتی ہے کہ ان لوگوں میں اسلام کی آخر کونسی نشانی باقی رہ گئی ہے؟ کوئی خوبی ہو تو ہم کہہ دیں کہ اسلام کی فلاں بات تو ہے، حجاج کو اطلاع ہوئی، چونکہ عقیدہ درست تھا تو فوراً اپنے داماد اور بھتیجے کو خطرات میں ڈال کر بھیج دیا کہ مسلمان قیدیوں کو رہا کر دو، آج تک برصغیر میں اسلام کی بادشاہت و حکومت ایسی ہی

کوششوں کی برکت ہے وہ لوگ آئے سمندروں کو پار کیا، سندھ میں راجہ داہر ہاتھیوں کے ساتھ مقابلہ میں آیا، مسلمانوں کے پاس تھا کیا؟ انہوں نے حجاج کو بے سرو سامانی کا حال بھی لکھ دیا کہ گر گئے ہیں، کامیابی بڑی مشکل ہے، امداد کرو اور ہدایات دو۔

حجاج کا محمد بن قاسم کو ایمانی ہدایات

حجاج نے خط لکھوایا کہ اے میرے بھتیجے اے جرنیل! ہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں کہ دیکھو کبھی تم سے اور تمہارے فوجیوں سے پانچ وقتہ نماز میں سستی نہ ہو جائے، دوسری بات یہ کہ اللہ اکبر کہو، تکبیر خداوندی، تو خدا کے سامنے روتے رہو، الحمد للہ پڑھو تب بھی خدا کے سامنے روؤ رکوع میں سجدہ میں اس کے سامنے عاجزی کرو، بڑی عاجزی اور زاری سے پانچ وقت نمازیں پڑھنی ہوں گی۔ تیسری بات یہ کہ اللہ کا ذکر بہت کیا کرو۔

ذکر اللہ کی برکت اور اہمیت

اللہ ، اللہ، اللہ ، لا الہ الا للہ، لا الہ الاللہ ،لا الہ الا للہ حدیث میں آتا ہے کہ جو مجھے یاد کرتا ہے میں اسے یاد کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو کوئی ایک چھوٹی سی جماعت میں مجھے یاد کرتا ہے، میں اس بندہ کو فرشتوں میں یاد کر لیتا ہوں، تم اللہ کا نام کسی ایک گھر میں ایک مجلس میں لے لو، اللہ تعالیٰ عرش کے فرشتوں کے سامنے آپ کا نام لیکر کہتا ہے کہ میرے بندہ نے میرا نام لے لیا ہے تو جتنی بھی زبان اللہ کے نام سے تر رہے تو فلاح ہی فلاح ہے جب کوئی ضروری بات نہ ہو تو اللہ اللہ زبان پر جاری رہے۔

عقیدہ ہی فتح و کامرانی کی بنیاد

حجاج کا سبق ایک پیر کا سبق نہیں، ایک مولوی کا سبق نہیں زبردست قاتل اور ڈنڈے مار ہے، حاکم ہے مگر عقیدہ مضبوط ہے، سخت مرحلہ آیا تو دشمن پر فتح اور دنیا کے فتح کے خیال سے سہی مگر فتح کا ذریعہ اللہ کی رضا سمجھتا ہے کہ

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران: ۱۳۹)

"ایمان ہی فتح و اطمینان و کامیابی کا ذریعہ ہے"

حجاج نے یہی لکھا کہ نماز کی باقاعدگی اللہ کے سامنے زاری والحاح، سجدہ تکبیر و قرأت میں رونا ہی کامیابی کی ضمانت ہے اور اللہ تعالیٰ تو عاجزی سے بہت خوش ہوتا ہے اس سے نہ مانگو تو خفا ہوتا ہے اور انسان سے مانگو تو خفا ہوتا ہے، انسان سے قطعاً سوال مت کرو کہ بابا پانچ روپے دیدو روٹی کپڑا دیدو ایسا ہرگز مت کرو بلکہ اللہ سے مانگو اگر جوتے کا ایک تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اس سے مانگ لو، یا اللہ! سر میں درد ہے یا اللہ! مجھے بھوک لگی ہے، یا اللہ! میں بیمار ہوں مجھے شفا دیدے الغرض جتنی بھی تضرع کرسکو اللہ تعالیٰ ہی خوش ہوگا دعا سے اللہ کو بڑی مسرت ہوتی ہے۔

الدعاء مخ العبادة "دعا عبادت کا مغز ہے" دعا تو وہی کرے گا جس کا عقیدہ ہو کہ خدا ہی دینے والا ہے سب کچھ اس کے ہاتھ میں ہے کسی اور کے ہاتھ میں بالکل نہیں اس لئے تو مانگے گا اور اگر یہ عقیدہ ہو کہ میرا ہاتھ پاؤں میری کاریگری اور ہنر مجھے روٹی دیتا ہے تو پھر وہ دعا بھی نہیں کرتا اس کی نظر اسباب پر محدود ہو جاتی ہے۔

دعا رجوع الی اللہ پر موقوف

حجاج کا یہی مطلب تھا کہ اللہ کے سامنے منقاد ہو جاؤ پھر کہا کہ شوکت وقوت دبدبہ اور فتح خدا کی مہربانی کے بغیر ہرگز نہیں مل سکتے، خدا راضی نہ ہو اور سارا امریکہ پشت پر ہو، سارا چین بھی آجائے پھر بھی کچھ حاصل ہوگا، ایک ویٹ نام کو نہیں قابو کر سکے گا، مسلمان نہ دولت سے نہ شوکت سے عزت حاصل کرسکتے ہیں نہ چین سے نہ روس سے نہ دکان اور فیکٹریوں سے عزت مل سکتی ہے، کہاں کہاں اور کن کن دروازوں پر جبہ

سائی کرو گے، خدا کے پاس کیوں نہیں آجاتے، خدا کا حکم کیوں نہیں مان لیتے کہ شوکت وعزت اللہ کی رضا وخوشنودی اور مہربانی پر منحصر ہے اور وہ طاعت گذار پر ہوتی ہے۔

خدائی برکت اور لعنت کے اثرات سات پشتوں تک

امام احمد نے ایک روایت ذکر کی ہے کہ خداوند تعالی نے بنی اسرائیل سے کہا کہ جو بھی میری اطاعت کریگا میں اس سے راضی ہو جاتا ہوں اور جس سے میں راضی ہو جاؤں اس پر اپنی برکتیں نازل کر دیتا ہوں اور میری برکتوں کا حدود حساب نہیں اور جو میری نافرمانی کرے میں اس سے ناراض ہو جاتا ہوں، اس پر مجھے غصہ آجاتا ہے اور جس پر غصہ آجائے اس پر لعنت نازل کر دیتا ہوں اور کبھی تو اس لعنت کا اثر سات سات پشتوں تک رہتا ہے کہ اس کے بیٹے اور نواسے بھی ٹھوکریں مارے مارے پھرتے ہیں اور فرمانبرداروں کی برکت سات پشتوں اور نسلوں تک باقی رہتی ہے، پوتے پڑپوتے بھی مزے میں ہوتے ہیں، محمد بن قاسم نے حجاج کی نصیحت پر عمل کی ہدایات پر چلا تو ملتان تک فتح کا جھنڈا لہراتا چلا گیا، نہ ہاتھی تھے نہ داہر جیسا ساز وسامان مگر خدا نے مدد کی، حدیث میں آتا ہے کہ میں راضی ہوتا ہوں بندوں پر تو کاشت کے وقت رات کو بارش برساتا ہوں کہ دن کو کام میں بھی حرج نہ ہو فصل بھی اگ سکے اور جب ناراض ہوں تو فصل کاٹتے وقت بارش برساتا ہوں کہ تیار فصل بھی ضائع ہو جائے۔

آفات وبلیات کے اسباب اور علاج

مسلمان اپنی حالت پر اگر آج غور کرے تو سمجھ سکتا ہے کہ خدا کے قہر وغضب کی لپیٹ میں آچکے ہیں۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اس کا علاج بھی ہے لَآ اِلٰـــہَ اِلَّآ اَنْـــتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (الانبیاء: ۸۷) رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (الاعراف: ۲۳)

اعتراف ظلم وگناہ اوراستغفار ہی علاج ہے

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے زمانے میں زلزلہ آیا جیسا کہ سوات میں پچھلے دنوں آیا تو اس نے تمام ضلعوں، تحصیلوں، تھانوں، حاکموں کو حکم بھیج دیا کہ یہ زلزلے خدا کے قہر وغضب کی نشانی ہیں، آپ سب فلاں وقت باہر نکلیں خدا کے سامنے روئیں گڑ گڑائیں توبہ کریں، آدم علیہ السلام کی دعا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف:۲۳) اور حضرت یونس کی تسبیح لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (الانبیاء:۸۷) کا عاجزی سے ورد کریں کہ خدا! اس ملک کو عذاب سے بچائیں تو آج ہم بھی ایسے دور میں ہیں کہ عذاب خداوندی میں گر گئے ہیں تو علاج اب بھی یہی ہے کہ جتنی زاری ودعا ہو سکے، استغفار ہو سکے، کریں تو خداوند تعالیٰ انشاء اللہ ہم پر رحمت فرمادے گا۔

وآخر دعونا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

(خطبہ جمعہ المبارک ۱۹۔ اپریل ۱۹۷۵ء،

الحق ج:۱۶ ش:۷۔ اپریل ۱۹۸۱ء)

رجوع الی اللہ اور استغفار کی اہمیت

۲۱ / اپریل ۸۳ء دارالعلوم ربانیہ شیدو کے ارباب انتظام کی دعوت اور شدید اصرار پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ دارالعلوم ربانیہ تشریف لے گئے حضرت مدظلہٗ کے آمد کی اطلاع علاقہ بھر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل چکی تھی علاقہ بھر سے عقیدت مندوں کا سیلاب اُمڈ آیا تھا حضرت مدظلہ شدید علیل تھے تقریر کرنا دشوار تھا دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے احقر نے وہی دعائیہ کلمات اس وقت محفوظ کر لئے تھے جواب کاغذات کے ڈھیر میں مل گئے ہیں۔

اللہ کریم کا بے پایاں فضل وکرم

ہم دن رات نافرمانی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جو راستہ بتایا ہے اور اللہ کے نبی ﷺ نے جو طریقہ سکھایا ہے اس سے اعراض کرتے ہیں اپنے اعمال کی وجہ سے ہم سزا کے مستحق ہیں مگر اس کے باوجود اللہ رب العزت اپنے فضل وکرم سے اپنے انعامات اور بے پایاں فضل وکرم سے ہم سب کو نواز رہا ہے پانی برساتا ہے، طعام اور اس کے ذرائع سے استفادہ کے اسباب مہیا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ چاہے تو سب کچھ بند کردیں مگر اس کے فضل وکرم پر قربان جایئے ہماری تمام گناہوں اور بڑے بڑے جرائم پر پردے ڈال

دیتے ہیں آیئے! آج اپنے مہربان خدا کے سامنے گڑگڑا کر اور رو، رو کر اپنے گناہ معاف کرا لیں (اس وقت اہل مجلس پر عجیب کیفیت تھی آہ و بکا اور گریہ و زاری کا سماں بندھا ہوا تھا اور لوگ چیخیں مار مار کر رو رہے تھے) اللہ رب العزت نے اپنی مخلوق پر کسی قدر مہربانی فرمائی کہ خود اپنے گناہ معاف کرانے کی تلقین بھی کر دی اور ایسا کرنے والے کو بڑی اور عظیم بشارتوں سے بھی نوازا۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا (نوح: ۱۰ تا ۱۲)

''اور میں نے کہا گناہ بخشواؤ اپنے رب سے بیشک وہ ہے بخشنے والا، چھوڑ دے گا تم پر آسمان کی دھاریں اور بڑھا دے گا تم کو مال اور بیٹے اور بنا دے گا تمہارے واسطے باغات اور بنا دے گا تمہارے لئے نہریں''

اللہ کے سوا کوئی ماویٰ و ملجاء نہیں؟

اللہ پاک کے ان مبارک کلمات میں کس قدر لطف ہے اور شفقتیں ہیں جیسے ایک مشفق اور مہربان والد اپنے سرکش اور نافرمان بیٹے سے کہتے ہیں لخت جگر! تجھے میں نے پالا ہے تیری پرورش میں نے کی ہے اور اب بھی میرے گھر میں تمہارا بسیرا ہے اگر نکال دوں تب بھی میرے در کے سوا تیرا دوسرا در نہیں جہاں تجھے پناہ مل سکے بیٹے آجا اپنے والد کے در پر اپنے مہربان کے گھر میں ہمارا بھی اللہ رب العزت کے در کے سوا دوسرا در نہیں یا اللہ! ہم تیرے نافرمان بندے ہیں ہم نے بڑے بڑے جرائم کئے ہیں یا اللہ! ہم سب اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں میرے اللہ! ہم سب تیرے دروازے پر حاضر ہیں تیری چوکٹ پر سجدہ ریز ہیں یا اللہ! اگر تو دھتکار دے تو کون ہے جو تیرے بندوں کا ماویٰ اور ملجاء بنے یا اللہ! ہم سب کو معاف فرما دے۔

استغفار ہی ذریعہ نجات

عزیز بھائیو! آیئے! آج اخلاص کے ساتھ اپنے گناہوں اور جرائم سے استغفار کرلیں اللہ پاک استغفار کرنے والوں کے گناہوں کو معاف فرماتے ہیں اور دینی و دنیوی رفعتوں اور شفقتوں کے ساتھ ساتھ دنیا و آخرت کی لازوال نعمتوں سے بھی نوازتے ہیں۔

وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّٰتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَٰرًا (نوح:۱۲)

سنت رسول ﷺ کی اہمیت

آپ حضرات نے جو اجتماعی پروگرام بنایا ہے اور بڑے بڑے علماء کرام کو مدعو کیا ہے یہ حضرات ہمیں قرآن پاک، حدیث اور سرور دو عالم ﷺ کی سنتوں کا سبق پڑھائیں گے جو یقیناً ہمارے لئے دنیا و آخرت کی فوز و فلاح کا ضامن ہے حضور اقدس ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا: من تمسك بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهيد (الزهد الكبير للبيهقي: ح ۲۱۷)

شہید جب وفات پاتا ہے تو جنت کی حور و غلمان اس کا استقبال کرتے ہیں اور اللہ رب العزت اپنے خصوصی لطف و کرم سے نوازتے ہیں۔

افغان مجاہدین کیلئے دعائیں

اللہ پاک ہمارے مجاہدین افغانستان کو بھی کامیابی سے نوازے اور ان کو اپنے عظیم مقاصد میں عظیم کامرانی عطا فرمائے الحمد للہ کہ آج روسی دشمن سے کارزار میں علماء بالخصوص دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء برسر پیکار ہیں نہتے ہاتھوں مسلح افواج اور زبردست و طاقتور دشمن سے مقابلہ ہے تقریباً ساڑھے تین برس ہونے کو ہے کہ دشمن کے بمبار

طیاروں، ٹینکوں اور مسلح فوجوں سے ہمارے بے سروسامان مجاہدین اور ہمارے دارالعلوم کے فضلاء اور طلباء مسلسل جنگ کر رہے ہیں جن میں سینکڑوں شہید ہو چکے ہیں ہم سب اللہ رب العزت کی بارگاہ میں تضرع وعاجزی اور اپنے گناہوں وجرائم کے اعتراف کے ساتھ ندامت کا اظہار کرتے ہیں اور دست بدعا ہیں کہ یا اللہ! تو اپنے ان دین کے سپاہیوں اور مجاہدوں کی اپنی غیبی قوتوں سے امداد فرما مجاہدین کیساتھ ہر قسم کی امداد ہمارا فرض ہے اگر اور کچھ نہ ہو سکے تو کم از کم دعا تو کرلیا کریں اگر آج افغان مجاہدین نہ ہوتے اور انہوں نے افغانستان میں روسی اژدھا کا مقابلہ کہ کیا ہوتا تو آج روس خدا جانے ناپاک عزائم میں کس قدر کامیاب ہوتا آپ کو یہ دارالعلوم حقانیہ اور ملک میں دینی مدارس کا جو جال پھیلا ہوا نظر آرہا ہے اگر افغان مجاہدین کی بات نہ ہوتی تو یہ مدارس اور یہ مساجد بھی سمرقند و بخارا کی طرح حیوانات کے اصطبل بن چکے ہوتے۔

شیخ الحدیثؒ کی میدان جہاد میں جانے کی تمنا

ہمارے دلوں میں بھی ایک ارمان ہے، ایک تمنا ہے کاش! اس بڑھاپے میں بھی میدان کارزار میں جانا نصیب ہوتا اور افغان مجاہدین کے شانہ بشانہ دشمن سے لڑنے کا موقع ملتا بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری یہ تمنا شاید تمنا ہی رہے

شہادت کا متبادل راستہ

لیکن خداوند قدوس نے ہم کمزور اور ضعیفوں کیلئے ایک دوسری صورت اور ایک آسان راستہ بتایا ہے کہ جناب حضرت محمد ﷺ کی ایک سنت پر عمل کرنے سے سو شہیدوں کے مراتب و درجات اور ان کے برابر اجر و ثواب کے دینے کا وعدہ فرمایا مثلاً مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں اندر رکھے اور ''اللھم افتح لی ابواب رحمتك'' پڑھیں اور نکلتے وقت دایاں پاؤں باہر نکالیں اور ''اللھم انی اسئلك من فضلك

ورحمتك '' جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا مسنون طریقہ یہی تھا تو اس عمل (جو بظاہر ایک معمولی اور بے حد درجہ آسان عمل ہے) سے اللہ پاک ہم کو سو ۱۰۰ شہیدوں کا ثواب دیتے ہیں دیکھئے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل و کرم اور مہربانیوں کے دروازے بڑے وسیع اور کشادہ ہیں اور ہر وقت کھلے رہتے ہیں ایک سنت کے بدلے کتنی عظیم دولت مل رہی ہے اور جب کھانا کھانے بیٹھیں اور ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ '' پڑھ لیں اور جب فارغ ہو جائیں تو ''الحمد للّٰہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین '' پڑھ لیں اور اگر کسی کو پوری دعا یاد نہیں تو فقط الحمد للہ پڑھ لینے سے بھی سنت ادا ہو جائے گی بظاہر معمولی اور بے حد درجہ آسان عمل ہے مگر بوجہ سنت رسول ﷺ ہونے کے اللہ پاک کے ہاں بے حد مقبول ہے اس لئے اللہ پاک نے سو ۱۰۰ شہیدوں کے برابر اجر و ثواب عنائت فرمانے کی بشارت حضور ﷺ سے سنوا دی ہم پر اللہ پاک نے بہت بڑا احسان فرمایا ہے آج ہمیں دین کیلئے یہاں اکٹھا فرمایا اور اس بے آب و گیاہ علاقہ میں اس قدر عظیم دینی ادارے عطا فرمائے اور اس پتھریلی زمین اور کھنڈرات سے (دارالعلوم حقانیہ کی شکل) میں علوم کے چشمے بہا دیئے اگر تمام زندگی سجدے کرتے رہیں تب بھی خدائے لم یزل کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔

حضور ﷺ کی عجز و انکساری

فتح مکہ کے موقع پر جب آنحضرت ﷺ بارہ ہزار جان نثاروں کے ساتھ فاتحانہ شان سے مکہ میں داخل ہوئے تو تواضع و انکساری اور حد درجہ حیا کی وجہ سے اپنے چہرہ اقدس کو اونٹ کی کوہان پر رکھ دیا تھا اہل مکہ نے دیدہ و دل نچھاور کئے ، میزبانی اور قیام کیلئے اپنے گھروں کو آراستہ کیا اور اپنے اپنے محلات کی پیش کش کی مگر آپ ﷺ نے اس جگہ رہنا پسند کیا جہاں فتح مکہ سے قبل آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے رفقاء نے تین سال کا

عرصہ قید میں گزارا تھا اور بہترین محلات پر قدیم جیل خانہ کو اس اس لئے ترجیح دی تا کہ ابتدائی حالات یاد ہو اور اب خدائے پاک کا فضل وکرم دیکھ کر تشکر و امتنان کی کیفیت پیدا ہو فتح اور کامرانی کے موقع پر بڑائی اور افتخار کی بجائے آنحضرت محمد ﷺ کو تضرع اور عاجزی تواضع اور انکساری زیادہ محبوب تھی آج ہم اپنے اندر جھانک کر دیکھیں، قدرے دولت حاصل ہو جائے یا عزت و جاہ مل جائے یا کسی کمال کو حاصل کرلیں تو کپڑوں میں نہیں سماتے کمالات اور بزرگی جتاتے ہیں اور ہر ممکن طریقہ سے اپنے آپ کو منواتے ہیں اور دنیا کو پدرم سلطان بود کا باور کراتے ہیں اس رویہ سے اللہ پاک ناراض ہوتے ہیں۔

محمود غزنوی سے ایاز کی قربت کی وجہ

محمود غزنویؒ بہت بڑے ولی تھے غزنی سے آئے تھے ہند و پاک کو فتح کر کے سومنات کے مقام تک پہنچے ان کو اپنے ایک غلام اَیاز سے بے حد محبت تھی ایاز شاہی دربار میں مرصع تاج اور لباس پہنتا تھا جس میں بیش بہا موتی اور لعل و جواہر جڑے ہوئے تھے وزراء اور دیگر شاہی مقربین کو اس سے حسد تھا اور محمود غزنوی کی ایک غلام سے محبت پر تعجب بھی تو جب وزراء نے اَیاز سے اس قدر محبت اور خصوصی تعلق کی وجہ دریافت کی تو محمود غزنوی نے فرمایا اس کا جواب کل دوں گا دوسرے دن جب دربار برخاست ہوا اور سارے وزراء جانے لگے تو محمود غزنویؒ نے سب کو روک لیا اور سب وزراء کو ساتھ لے کر اچانک ایاز کے گھر جا پہنچے سب نے دیکھا شاہی لباس اور قیمتی مرصع تاج اتارا ہوا ہے اور پرانا مزدوروں والا لباس پہن کر آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر خود کو کہہ رہا ہے کہ ایاز قدرِ خود بشناس۔

بزرگوں کا مقولہ ہے شریف آدمی جس قدر بلند مراتب پر پہنچتا ہے اس قدر اس میں تواضع اور عاجزی پیدا ہوتی ہے اور ذلیل آدمی جوں جوں اونچے درجات پر پہنچتا

ہے توں توں اس میں دنائت، کمینگی اور ذلالت پیدا ہوتی جاتی ہے بہر حال عرض یہ کر رہا تھا کہ اللہ رب العزت کو اپنے پیغمبروں کی سیرت اور سنت ہر درجہ محبوب ہے۔

موسیٰ سے مشابہت نے جادوگروں کے ایمان کا راستہ کھولا

حضرت موسیٰؑ جب فرعون کے ساتھ مقابلہ میں تھے تو فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر کہا کرتا تھا اس لئے ملک کے تمام جادوگروں کو بلایا جب حضرت موسیٰ سے مقابلہ کرنا چاہا تو جادوگروں نے فرعون سے کہا کہ کل جب میدان میں مقابلہ ہوگا اور جس سے مقابلہ ہوتا ہے ہم نے ابھی تک اسے دیکھا نہیں ہمیں کم از کم اس قدر تو معلوم ہو جائے کہ جس سے مقابلہ کیا جا رہا ہے وہ یہ ہے اور اس شکل وصورت کا انسان ہے تو فرعون نے جادوگروں کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ لینے کا انتظام کر دیا حضرت موسیٰؑ کو دیکھ لینے کے بعد جادوگروں نے فرعون سے یہ درخواست کی کہ جب کھلاڑی اور مقابل میدان میں آتے ہیں تو عام طور پر انکی وردی اور لباس ایک ہی قسم کا ہوتا ہے اس لئے آپ بھی ہمارے لئے یہ انتظام کر دیں کہ ہمارا لباس بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرز کا لباس ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پگڑی ہے، ٹوپی ہے، جوتے ہیں ویسے ہی ہمارے بھی ہونے چاہئیں فرعون کیلئے یہ کوئی مشکل نہیں تھا راتوں رات فرعون نے تمام جادوگروں کا لباس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لباس کی طرح بنوا دیا۔

صبح جادوگر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں نکلتے تو سب کا لباس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح تھا اور گویا لباس وردی کے لحاظ سے سب موسیٰ علیہ السلام کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے جب مقابلہ ہوا تو جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی گواہی دے دی اور اسلام قبول کر لیا مگر فرعون اس سعادت سے محروم رہا۔

فرعون نے جادوگروں کو دھمکیاں دیں مگر وہ اس قدر دین پر مضبوط ہو گئے تھے کہ ان کے لئے فرعون کی کوئی دھمکی اور شدید ترین ساز بھی لغزش کا باعث نہ بن سکی وہ استقامت کا پہاڑ بن چکے تھے اور انہوں نے فرعون سے کہہ دیا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ(طٰہٰ:۷۲) تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خلوت میں خدا کے حضور میں عرض کی یا اللہ! یہ سارا انتظام اس لئے کیا گیا تھا کہ فرعون ایمان لے آئے میں بھی دن رات اس کی اصلاح و تبلیغ کی کوشش کرتا ہوں مگر اس نے تو اسلام قبول نہ کیا سینکڑوں جادوگر اسلام میں داخل ہو گئے آخر اس میں راز کیا ہے تو اللہ پاک نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام! آپ کا لباس نبی کا لباس ہے اور نبی کا لباس اور اس کی شکل و صورت مجھے محبوب ہے تو جادوگروں نے جب میرے محبوب کے لباس کو پہن کر نبی کے ساتھ مقابلہ کیا تو میری رحمت یہ گوارا نہ کر سکی کہ ایک شخص پیغمبر کے لباس میں ہو اور جہنم میں جا پڑے اس لئے میں نے نبی کی شکل وصورت اور اس کا لباس اختیار کرنے کی وجہ سے سب کو اسلام اور اسلام کی دولت سے مالا مال کر دیا تو ہمارے سامنے ایک بہت بڑی گھاٹی (موت) ہے جس کو سب نے عبور کرنا ہے جو پار ہو گیا کامیاب ہو گیا جو راستے میں لڑھک گیا وہ برباد ہو گیا۔

امام زین العابدین اور گالی دینے والے

امام زین العابدین کو کسی نے گالیاں دیں تو امام صاحب ان کیلئے کھڑے ہو گئے اور فرمایا خوب جی بھر کر دو مگر گالیاں دینے والا جب گالیاں دیتے دیتے تھک گیا اور خاموش ہو گیا تو امام زین العابدین نے ان سے فرمایا عزیز! میرے سامنے موت کی ایک بہت دشوار گزار گھاٹی ہے اگر میں نے وہ عبور کر لی تو پھر تیری گالیوں کی مجھے پروا نہیں

اور اگر راستہ میں لڑھک گیا تو پھر ان گالیوں سے زیادہ کا مستحق ہوں اصل چیز خدا کے ہاں مقبولیت اور اس کی رضا ہے، اگر ایک شخص بادشاہ کی نگاہ میں عزیز ہے تو اسے کسی جمعدار اور عوام کی گالیوں کی کوئی پرواہ نہیں کرنا چاہیے اور اگر شاہ کی نظروں سے گر گیا تو وزیروں اور امراء کی نگاہ میں اس کی مقبولیت بے سود ہے۔

(الحق ج ۲۰، ش ۱۱، اگست ۱۹۸۵ء)

علوم نبوت کی فضیلت برکات اور ثمرات

جامع مسجد دارالعلوم میں تعلیمی سال ۸۸ء کے اختتام پر ختم بخاری شریف کی تقریب منعقد ہوئی، حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے اس موقع پر جو مختصر خطاب فرمایا، اسے ٹیپ ریکارڈ سے نقل کر کے افادۂ عام کے پیش نظر شامل خطبات کیا جارہا ہے (ادارہ)

ایک لازوال نعمت حصول علم حدیث

محترم بزرگو! آپ حضرات کو معلوم ہے کہ میں اس سال علالت ، بیماری ، نقاہت اور کمزوری کی وجہ سے کما حقہ آپ کی خدمت کرنے سے محروم ہوگیا ہوں، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے علوم حدیث کی خدمت کیلئے صحت وعافیت سے نوازے اور آپ کو بھی علم نافع نصیب فرمائے۔

محترم بھائیو! یہ علم حدیث سے تعلق بہت بڑی سعادت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو شرف بخشا ہے، اس پرفتن زمانے میں اور مادہ پرستی کے دور میں کہ لوگوں کے دل ودماغ اس فانی اور زائل ہونے والے مال ودولت کے حصول کیلئے پریشان رہتے ہیں ، دنیا اور دولت کمانے کے لئے دوڑ دھوپ کو مقصود زندگی بنالیا ہے مگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے علوم حدیث حاصل کرنے کی لازوال نعمت سے سرفراز فرمایا۔

احیاء سنت کے ثمرات ونتائج

اللہ کریم اس کے برکات وثمرات سے بھی سرفراز فرمائے، آپ کا یہ علم حدیث میں کمال درجہ محنت مطالعہ بڑی نیک بختی ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

نضر اللّٰہ امرأ سمع مقالتی فحفظها فاداها کما سمعها

"تروتازہ رکھے اللہ تعالیٰ اس آدمی کو جس نے میری بات سنی، پھر یاد کیا، پھر پہنچایا جیسا کہ سنا تھا" (مسند البزار:٣٤١٦)

نیز ارشاد فرمایا:

من احیا سنتی فقد أحبنی ومن أحبنی کان معی فی الجنة (مشکوۃ: ج۱۷۵)

"جس نے میری سنت زندہ کی تو اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی تو وہ میرے ساتھ جنت میں اکٹھا ہوگا"

طلبہ دین خلفاء رسول ﷺ ہیں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللھم ارحم خلفائی "اے اللہ! میرے خلفاء پر رحم فرما" صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے خلفاء کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے خلفاء وہ ہیں جو احادیث پڑھتے ہیں پھر اس کی اشاعت میں مشغول رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو یہ مشغولیت مبارک بنادے اور پوری امت کے لئے خیر وفلاح کا باعث ہو۔

دارالعلوم حقانیہ کی دارالعلوم دیوبند سے نسبت

محترم بزرگو! اللہ تعالیٰ ہم اور آپ کو اپنی خصوصی توجہات سے نوازے کہ ہمیں یہاں دارالعلوم حقانیہ میں جمع ہونے اور علوم ومعارف کی تحصیل وتعلیم کے گراں قدر

مشغلہ میں وقت لگانے کی توفیق عطا فرمائیں، دارالعلوم حقانیہ نے اپنے تعلیمی، تربیتی، تدریسی خدمات، تبلیغی فرائض انجام دینے، خدا کی راہ میں حق گوئی اور حق شناسی کا جذبہ پیدا کرنے، ہروقت دہر محاذ میں باطل قوتوں سے ٹکرانے والے، بے پناہ، ایمانی قوت، ہر فن کی ہر مشکل ترین کتاب میں سیر حاصل بحث وتمحیص حاصل کرانے کی صلاحیت او راستعداد مہیا کرنے میں دارالعلوم دیوبند ہی کے طرز وطریقہ کو اپنا محور بنایا ہے، یہی وجہ ہے کہ اکابر علماء دیوبند بالخصوص حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ نے اسے دیوبند ثانی، اور پاکستان کے دیوبند کے لقب سے نوازا ہے، خداتعالیٰ بزرگوں کے حسن ظن کا صحیح استحقاق عطا فرمائے گویا دارالعلوم حقانیہ دارالعلوم دیوبند کا پرتو ہے، درحقیقت یہ شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے فیوض وعلوم کے برکات ہیں اور اپنے اساتذہ کی توجہات اور شفقتیں ہیں۔

دارالعلوم کا فیضان عام

محترم بزرگو! بحمد اللہ دارالعلوم حقانیہ نے بھی دارالعلوم دیوبند کی طرح یوم تاسیس سے لے کر آج تک ہزاروں فضلاء، علماء حقانی، مدرسین، مفتیان عظام مبلغ، بالخصوص مجاہدین فی سبیل اللہ پیدا کیے اور خدا کا فضل ہے اور یہ اس کی خصوصی عنایت ہے کہ آج خدمت دین متین کے جتنے بھی شعبے ہیں اس میں دارالعلوم حقانیہ کو اپنے ابناء کے ہمتوں اور محنتوں کے ذریعہ ایک بہت بڑا مقام ملا ہے، تعلیم وتعلم کے میدان میں، دارالعلوم کے فضلاء کو صفِ اول میں جگہیں مل رہی ہیں، دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں دارالعلوم کے فضلاء بہت بڑی تعداد میں کام کررہے ہیں اور ملکوں ملکوں پہنچ رہے ہیں، تدریسی خدمات کے حلقوں میں پاکستان، افغانستان اوردیگر بیرونی ممالک کے دینی مدارس میں بھی دارالعلوم کے طلبہ بڑی کثرت اورامتیازی طور پر کام کررہے ہیں

اور آج افغانستان کے کارزار میں حق وباطل کے درمیان عظیم جنگ لڑنے اور جہاد فی سبیل اللہ میں پوری بلند ہمتی اور کمال اخلاص کے ساتھ شریک ہونے والے بھی فضلائے حقانیہ ہیں جن کو بحمد اللہ قیادت حاصل ہے جس میں مولوی محمد یونس خالص حقانی اور مولوی جلال الدین حقانی کے نام سرفہرست ہیں۔

دارالعلوم حقانیہ کو اللہ تعالیٰ نے اساتذہ بھی ایسے عطا کئے ہیں جو نہایت قابل، بے حد محنتی اور ہر فن میں مہارت رکھنے والے متقی پرہیز گار ہستیاں ہیں اور ہمارے سرپرست ہیں، ماہر اساتذہ کا حسین گلدستہ ہے جو اللہ نے دارالعلوم کو مرحمت فرمایا ہے۔

شیخ الہند کی فضلاء کو زرین نصیحت

محترم بھائیو! حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن سے دورہ حدیث کے طلباء نے نصیحت کرنے کا مطالبہ کیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا:

''کہ عزت وعظمت اور وقار کی پگڑی آپ کی وجہ سے ہمارے سر پر رکھی گئی ہے یعنی لوگ جو ہمیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یہ آپ کی برکت ہے، تو خدا کے لئے اس پگڑی کو ہمارے سروں سے نہ چھینیں اللھم انی اعوذبك من الحور بعدالکور تو اگر آپ نے اپنے اوطان اور بلاد میں جا کر کبر ونخوت، بغض وحسد، نازیبا افعال، اقوال اور نامناسب اخلاق کا مظاہرہ کیا تو آپ کی ناشائستہ حرکات، سکنات سے وہی عزت جو ہمیں ملی ہے ختم ہو جائے گی اور اگر آپ تواضع عجز، انکساری، تقوی، زہد اور پرہیز گاری اور ایسے اعمال اختیار کریں جو علم کے تقاضے کے مطابق ہو اور عوام کے ساتھ حسن رابطہ اور اچھے تعلقات کو اپنا معمول بنالیں تو یہ آپ کی نیک نامی کا سبب بنے گا اور اس کی وجہ سے آپ کے مشائخ واساتذہ دارالعلوم اور دیگر منتظمین کی عزت دوبالا ہوگی۔

(ضبط وترتیب: مولانا شوکت علی حقانی۔ الحق ج ۲۳، ش ۱۲، ص ۱۳ ستمبر ۱۹۸۸ء)

برکات وثمرات علم دین

مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۸۴ء بروز جمعہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ دارالعلوم حقانیہ کے تین فضلاء مولانا سید عبدالبصیر شاہ ومولانا عطاالرحمن ومولانا عزیزالرحمن کی تقریب دستاربندی میں شرکت کیلئے شبقدر تشریف لے گئے۔ حضرت نے اس موقع پر جو پرمغز خطاب فرمایا وہ شامل خطبات کیا جارہا ہے۔

الحمدللّٰہ و کفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کلمتان حبیبتان الی الرحمٰن خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان سبحان اللّٰہ وبحمدہٖ سبحان العظیم (بخاری: ح ٦٦٨٢) نضر اللّٰہ امرءً سمع مقالتی فحفظھا فأدّاھا کما سمعھا (مسند بزاز: ح ٣٤١٦)

حاجی صاحب ترنگزئی سے ملاقات کا ذکر

محترم بزرگو! یہ میری بہت بڑی خوش قسمتی، سعادت اور نیک بختی ہے اگرچہ اشتداد مرض کی وجہ سے تقریباً تین چار سالوں میں میرا جلسوں وغیرہ میں شرکت بہت کم ہے، یہ شبقدر کا علاقہ اللہ تعالیٰ اس کو آباد رکھے، اس دور میں جب کہ حاجی صاحب

ترنگزئی مجاہد اعظم کا انگریز کے ساتھ مقابلہ تھا، انگریز نے کہا تھا کہ اگر مرغ اذان دے یا نہ دے لیکن صبح ضرور ہوگی، اس کا مطلب یہ تھا کہ میں اس علاقے پر قبضہ کروں گا مگر خدا کی قدرت ہر ایک پر غالب ہے، اللہ جل جلالہ نے انگریز اس کے پلٹن اس کے رسالے تباہ و برباد کئے، ان ایام میں جب کہ حاجی صاحب بقید حیات تھے، اللہ نے ہمیں ان کی ملاقات سے مشرف فرمایا اور ہم نے یہ علاقہ شبقدر دیکھا، اب اللہ تعالیٰ نے یہ مبارک وقت دوبارہ لوٹایا، وہ دور ہمیں یاد آیا کہ مجاہدین کے گڑھ مرکز مجاہدین اور باطل شکن قوم کیساتھ ایک زمانہ بعد ملاقات ہوگئی، یہ میری نہایت خوش قسمتی ہے۔ میں آپ کو کیا عرض کروں میرے بارے میں جو عظیم الشان کلمات ان بزرگوں نے فرمائے، اللہ تعالیٰ انکے درجات بلند فرمائے کہ مجھ جیسے گناہگار کے متعلق اس حسن ظن کے کلمات بیان کیے۔

دین کی حفاظت غرباء سے نہ کہ امراء سے

یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین نازل فرمایا اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر: ۹)

”یہ ذکر میں نے نازل فرمایا ہے اور میں ہی اس کی حفاظت کروں گا“

یہ خدا کی شان ہے، ابتداء تاریخ کا آپ مطالعہ کریں، خلفاء راشدین کے دور کے بعد دین کی خدمت کا ضعفاء و کمزور اور مجھ سے بوڑھوں اور نابیناؤں کو (جو راستہ پر بھی نہیں جاسکتے) موقع بخشا، یہ خدمت اللہ نے بادشاہوں سے نہیں لی، امراء سے نہیں لی، اسلئے کہ کل لوگ یہ نہیں کہیں کہ اسلام دنیا میں بزور سلطنت پھیلا ہے، کوئی یہ نہ کہے کہ اسلام دنیا میں طاقت کے بل بوتے پر پھیلا ہے نہیں بھائیو! یہ عاجزوں اور مسکینوں، فقراء اور ہم جیسے لولے لنگڑوں سے پھیلا، ہم دین کی حفاظت نہیں کرتے بلکہ دین کی

حفاظت خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں لیکن اسکی برکت سے ہم بھی محفوظ ہیں، بالفرض اگر ایک دشمن شہقدر کے علاقے پر اعلان کرے کہ میں اس پر بمباری اور گولہ باری کروں گا اور حکومتِ وقت اعلان کرے کہ ہم نے آلاتِ حرب اور آلات مدافعت اردگرد پھیلائے ہیں، یہاں پر بم نہیں پھینک سکتے تو اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ میں بچ جاؤں تو اس کو چاہیئے کہ اس جگہ کو پہنچ جائے جب وہ اس محفوظ مقام میں پناہ لے تو وہ بھی پر امن ہوگا۔

قرآن کی حفاظت کے لئے مختلف جماعتیں

میں آپ کو کیا عرض کروں ۔قرآن مجید کی حفاظت اللہ رب العزت نے کی ہے، قرآن کے الفاظ کی حفاظت کے لئے اللہ نے حفاظ پیدا کیے، لب ولہجے کی حفاظت کے لئے قراء اس کے مفاہیم ومسائل کے استنباط کیلئے فقہاء کرام، اس کے اعراب وبناء اور حرکات کے لئے نحوی حضرات، صیغے کی تفصیلات کیلئے علماء صرف اللہ نے پیدا کئے ہیں، الغرض اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی خدمت کیلئے مختلف جماعتیں پیدا کی ہیں، آپ لوگ خوش قسمت ہیں اللہ آپ کو اجر دے، یہ ہمارے بھائی جن کی دستار بندی کی گئی ودیگر فضلاء کرام جو یہاں موجود ہے یا ملک کے دیگر حصوں میں تقسیم ہیں، یہ اللہ کی مہربانی ہے، ہماری حفاظت دین کی برکت سے کررہے ہیں، دین کی حفاظت ہم نہیں کررہے بلکہ دین کی وجہ سے ہم محفوظ ہیں ہماری حفاظت دین کی وجہ سے ہورہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعامات

میرے بھائیو! یہ اللہ کا فضل ہے کہ پروردگار جل جلالہٗ نے ہم اور آپ کو دین کی خدمت کا موقع میسر فرمایا، اللہ تبارک وتعالیٰ ان تمام علماء ان تمام فضلاء اور ان تمام رہنمایانِ قوم کی عمر میں برکت فرمادے۔

محترم بھائیو! اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ ہمیں اس نے بہ شکل انسان

پیدا کیا اور پھر بصورت مسلمان اور نبی کریم ﷺ کی امت میں محسوب فرمایا، اللہ کا بڑا کرم ہے اگر ہم کو گندی نالیوں کے کیڑے مکوڑوں کی شکل میں پیدا کر دیتا تو ہمیں یہ حق نہ پہنچتا کہ ہم شکایت کرتے کہ ہمیں کیوں کیڑوں کی شکل میں پیدا فرمایا، یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ ہم اور آپ کو دین کی خوشی میں اور علماء کرام کی دستار بندی میں شرکت کا موقع دیا۔

امام بخاریؒ کی قبر سے خوشبو

محترم بھائیو! دستار بندی جن فضلاء کی کرائی گئی اور یہ دوسرے اکابرین یہ وہ لوگ ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے دعا دی ہے کہ نضر اللّٰہ امرءً سمع مقالتی فحفظھا فأداھا کما سمعھا (مسند بزاز: ح ٣٤١٦) اللہ تعالیٰ تروتازہ اور سرسبز وشاداب رکھے اس شخص کو جس نے میرا کلام اور مقالہ سنا، اس آدمی کو اللہ تعالیٰ دنیا میں قبر میں آخرت میں اور ہر منزل ومرحلہ میں تروتازہ رکھے، میں آپ کو عرض کروں کہ قرآن وحدیث کی برکات ہیں کہ امام بخاریؒ جب انتقال فرما گئے تو انکی قبر سے مشک وعنبر سے زیادہ خوشبو آرہی تھی، زائرین آپ کی قبر سے مٹھی بھر کر مٹی لے جاتے تو عصر تک وہ قبر کافی حد تک خالی ہو جاتی، اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن وحدیث کی خدمت کی بدولت یہ مقام عطا فرمایا، زندگی میں تو چھوڑو بعداز مرگ بھی ان کی قبر معطر تھی اور لوگ اس سے خوشبو حاصل کرتے پھر وہ لوگ جو ان کے خادم تھے انہوں نے دعا کی، کہ ''اے خداوند! امام بخاریؒ کی یہ کرامت مخفی فرما کیونکہ ہر روز یہ قبر خالی ہو جاتی ہے اور ہم اسے بھرتے ہیں اس واسطے انہوں نے چھ ماہ بعد دعا مانگی۔ میں آپ کو عرض کروں کہ قرآن وحدیث کی خدمت جن لوگوں نے کی ہے تو حضور ﷺ کی دعا ہے اور وہ یقیناً مقبول ہے کہ نضّر اللّٰہ امرأ سمع مقالتی پروردگار تروتازہ رکھے، دنیا میں، قبر میں، برزخ میں اور آخرت میں، یہ جماعت علماء ومحدثین، اللہ تعالیٰ ہمیں اس دعا کا مصداق بنادے، میں کبھی کبھی اپنے

طالب علموں سے کہتا ہوں کہ دیکھو! متوسط درجے والے لوگوں سے آپ کے کپڑے سفید ہیں ، ان سے آپ کی خوراک معتدل اور بہتر ہے ، یہ کس چیز کی برکت ہے یہ برکت ہے اس دعا کی ، جو حضور ﷺ نے فرمائی ہے ، علماء کی خوراک ان کی لباس ، طلباء کی خوراک و پوشاک دنیا میں بھی بارونق و باعزت اور قابل فخر ہے اور آخرت میں بھی۔

علماء اور حفاظ کی شفاعت قبول ہوگی

یہ جن فضلاء کی ہم نے دستار بندی کرائی جب یہ لوگ قیامت کے دن اٹھیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے کہ آپ اکیلے جنت میں نہ جائیں بلکہ آپ کے ساتھ جو لوگ آپ کے پسندیدہ ہوں ، میدان حشر میں آپ ان کا انتخاب کریں اور اپنے ساتھ لے جائیں ، اب جو یہاں تشریف لائے ہیں انشاء اللہ ہمارا یقین ہے کہ ان کی معیت میں جب یہ لوگ جنت جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے کہ آپ اکیلے جنت میں نہ جائیں بلکہ وہ لوگ وہ جماعت جنہوں نے آپ کی قدر کی ہے ، دین کے ساتھ ان کی محبت تھی ، آپ ان لوگوں کو بھی اپنے ساتھ لے جائیں اور جب قبر سے اٹھیں تو سورہ بقر اور سورہ آل عمران ان پر سایہ فگن ہوں گی اور لوگوں پر دھوپ ہوگی لیکن وہ حفاظ جنہوں نے سورتیں یاد کی ہیں ، قرآن یاد کیا ہے ، حدیث پڑھی ہے یہ لوگ عرش کے سایہ تلے ہوں گے اور جنت میں جائیں گے ، اکیلے نہیں جائیں گے بلکہ اپنے رفقاء کو بھی ساتھ لے جائیں گے ، اللہ ان کو فرمائیں گے کہ ان کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔

علماء اور حفاظ کے متعلقین کا اکرام

اگر اس دنیا میں کوئی شخص کمشنر بنے ، گورنر بنے ، وزیر بنے تو وہ ایک شخص کو پھانسی کے تختے سے اتار سکتا ہے؟ گورنر بھی اس کو اتار نہیں سکتا ، بشرطیکہ قانون ہو لیکن یہ اصحاب جن کی اب دستار بندی ہوئی ہے ان کے والدین کے سر پر تاج رکھا جائے گا ،

اس تاج کا ایک ایک موتی سورج سے زیادہ چمک دار ہوگا اور اکیلے نہ ہوں گے بلکہ ہم اور تم، تمام سامعین وحاضرین مجلس کے بارے میں یہ لوگ کہیں گے کہ یا خدایا یہ ہمارے ساتھی تھے، دور دور سے ہمارے حوصلے بلند کرنے کے لئے آئے تھے خدا یا ان کو جنت میں داخل فرما، اللہ تعالیٰ ان کو فرمائیں گے کہ آپ آگے ہو جائیں یہ تمام جنت میں جائیں گے اللہ ہمیں ان فضلاء اور علماء کی برکت سے جنت میں داخل فرمادے۔

دستار بندی ایک اعزاز اور ایک عہد

میرے بھائیو! یہ دستار بندی جو ہم نے کی، یہ کوئی معمولی شے نہیں، یہ نبی علیہ السلام کے وارث ٹھہرے اور جن مدرسین نے ان کی دستار بندی فرمائی انہوں نے ان کی قابلیت پر اعتماد کیا یعنی ان میں سے حق گوئی کی قابلیت موجود ہے ان کے مواعظ ان کے مسائل پر ہم نے اعتماد ظاہر کیا یہ درجہ جوان کو ملا یہ نہ وزارت ہے نہ صدارت ہے، نہ گورنری ہے نہ جرنیلی ہے تو پھر یہ کیا ہے؟ بھائیو! اگر ایک شخص مال ودولت کا مالک بن جائے تو زیادہ سے زیادہ یہ کہیں گے کہ یہ قارون کا وارث ہے اگر کوئی وزیر بنا تو یہ ہامان کا وارث ہوا، اس کے درجہ کو پہنچا کیونکہ ہامان فرعون کے زمانہ میں وزیر اعظم تھا اگر کسی کو صدارت یا بادشاہی ملے تو ہم کہیں گے کہ یہ نمرود اور فرعون کا قائم مقام ہے لیکن یہ علم جس نے حاصل کیا تو یہ کیا چیز ہے؟ یہ پیغمبروں کا وراث ٹھہرا جو علم انبیاء سے مخصوص ہے تو وحی کا علم ہے پیغمبر کو جو وحی آئی، متلو وحی، وغیر متلو وحی تو یہ دستار بندی جو ہوئی، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے یہ وحی سیکھی ہے وہ علم وحی انہوں نے مدارس میں علماء سے سیکھی، کتابوں سے سیکھی، اب یہ بڑا تاج ہمارے اور ان کے سروں پر رکھا گیا کہ یہ پیغمبروں کے وارث ہیں پھر جو خصوصیات پیغمبروں کی ہیں ان کی پیروی ہم کریں گے جیسی زندگی پیغمبروں

نے گزاری ہے، اسی طرح زندگی ہم گزاریں گے، پیغمبروں نے جتنا تحمل سے کام لیا تھا اتنا ہم بھی برداشت کریں گے اور ان کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔

ابی بن خلف کا حضور ﷺ کے ہاتھوں قتل بھی رحمت کی وجہ سے تھی

محترم بھائیو! حضور ﷺ نے تمام عمر کسی سے اپنا انتقام نہیں لیا، سوائے ابی ابن خلف کے جو کافر تھا اس نے بھوک ہڑتال کی تھی کہ میں رسول ﷺ کو شہید کروں گا اس وقت تک میں کھانا پینا اور سایہ میں نہیں بیٹھوں گا جب یہ میدان احد میں سامنے آیا تو حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا اسے چھوڑ دو یہ کب تک بھوکا پیاسا دھوپ میں پھرے گا جب یہ قریب آیا تو حضور ﷺ نے نیزہ اپنے ہاتھ میں لیا، اس سے ابی بن خلف کو مارا جس سے معمولی خراش اس کی گردن میں آئی، اس نے چیخ ماری اور تڑپنے لگا، لوگوں نے اسے کہا کہ تم عجیب آدمی ہو ذرا سی خراش پر دھاڑیں مار کر رو رہے اور تڑپ رہے ہو، اس نے کہا کہ تمہیں نہیں معلوم کہ یہ کس کا نیزہ تھا؟ یہ وار اور یہ نیزہ محمد رسول اللہ ﷺ کا تھا اگر اس پر میں نہ روؤں تو پھر کون روئے گا؟

موسیٰؑ اور عزرائیلؑ کا مقابلہ، پیغمبروں کی طاقت اور قوت کی ایک مثال

پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ نے بڑی طاقت عطا فرمائی ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بخاری شریف میں آیا ہے کہ ان کے پاس عزرائیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ میں آپ کی روح قبض کرتا ہوں، وہ اس وقت کچھ مراقبے میں تھے اور قانون یہ ہے کہ جب پیغمبروں کے پاس حضرت عزرائیلؑ جاتے ہیں تو پہلے سلام کہتے ہیں پھر اجازت چاہتے ہیں بعد ازاں انہیں اختیار دیا جاتا ہے کہ آپ دنیا میں رہنا پسند کرتے ہیں یا آخرت تو قبل اس کے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں اجازت دیدیں، اللہ تعالیٰ ملائکہ کو انبیاء کی شان دکھاتا ہے انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ کی روح قبض کرتا ہوں،

یہ اس طرح جس طرح ہم پٹھان ایک جگہ بیٹھے ہوں، ایک آدمی یعنی دشمن آجائے اور وہ کہے کہ میں تمہیں قتل کرتا ہوں، آپ کو مارتا ہوں تو تم اسے کہتے ہو کہ جاؤ تم مجھ کو کیا مارو گے؟ تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ کی روح قبض کرتا ہوں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم میری روح قبض کرسکتے ہو؟ اسے ایک مُکا مارا جس سے ان کی ایک آنکھ پھوٹ گئی تو عزرائیل خدا کے پاس گئے اور عرض کیا کہ آپ نے مجھے ایسے شخص کے پاس بھیجا کہ اس نے میری آنکھ نکال دی ہے تو اللہ پاک نے فرمایا کہ اے عزرائیل! تم خود اولوالعزم فرشتہ ہو، تم نے قانون کی خلاف ورزی کی تم پہلے اس کے پاس جاؤ اور سلام کہو، پھر اجازت مانگو اس کے بعد اس نے جو کچھ تمہیں کہا تجھے معلوم ہو جائے گا چنانچہ حضرت عزرائیل علیہ السلام دوبارہ ان کے پاس گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ خدا نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے پھر انہیں سلام کیا اور کہا کہ آپ دنیا میں رہنا پسند کرتے ہیں یا آخرت میں؟ اگر دنیا میں رہنا پسند ہو تو اپنا ہاتھ دنبے کی پیٹھ پر رکھیں، جتنے بال آپ کے ہاتھ میں آئیں تو ہر بال کے مقابلہ میں آپ کی عمر ایک سال بڑھ جائیگا اگر ایک لاکھ بال ہوں تو آپکی عمر ایک لاکھ سال بڑھ جائیگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، پھر کیا ہوگا؟ تو حضرت عزرائیل نے کہا موت كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ (القصص:۸۸) كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (الرحمٰن:۲٦)
تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: الآن جب پھر مرنا ہے تو اس وقت بہتر ہے۔

موسیٰ کا عمل اور شاہ ولی اللہ کی توجیہہ

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس وقت مراقبہ میں مشغول تھے اور عزرائیلؑ نے آکر کہا کہ میں آپ کی روح قبض کرتا ہوں تو انہوں نے غصہ میں آکر ایک مکا رسید کیا انہوں نے خیال کیا کہ یہ کوئی دشمن ہے جس

سے ان کی آنکھ پھوٹ گئی تو حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ تو حضرت عزرائیلؑ تھے جن کی آنکھ پھوٹ گئی واللہ العظیم اگر یہ وار سات آسمانوں اور زمینوں پر کرتے تو یہ تمام آسمان وزمین ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتے، میں آپ سے کیا عرض کروں، پیغمبروں کو خدا نے کتنی قوت دی ہے لیکن حضور ﷺ نے تمام عمر کسی سے انتقام نہیں لیا، سوائے ابی بن خلف کے کیونکہ اس نے بھوک ہڑتال کی تھی تو اس کی تکلیف کی وجہ سے حضور ﷺ نے اسے جلد از جلد واصل جہنم کردیا۔

میرے محترم بھائیو! ان علماء فضلاء کی دستار بندی جو ہم نے کی، اللہ اس میں برکت ڈالے، میرے بزرگو! آپ کو بخوبی علم ہے، علم کی خدمت جس طرح حضور ﷺ نے کی ہے وہ فرماتے تھے۔ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ "اے لوگو! میں آپ سے تنخواہ وغیرہ نہیں لیتا، اجرت نہیں لیتا" صرف یہ کہتا ہوں کہ قولو لا الہ الا اللہ ہم اور یہ فضلا حضور ﷺ کے نقش قدم پر چلیں گے۔

بے اجر مزدوری خدمت

حضور ﷺ نے اپنے میراث میں ورثاء کو حق نہیں دیا اور فرمایا: یہ صدقہ ہے تو میراث نبی علیہ السلام نے اپنے وارثوں کو نہیں دی تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ میراث یہ بھی ایک منفعت ہے اور فائدہ صرف ایک خاندان کو پہنچا، زکوۃ اسلام میں ایک بڑا شعبہ ہے لیکن نبی علیہ السلام نے اپنی اولاد پر زکوۃ منع فرمائی تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ اس زکوۃ سے نبی علیہ السلام نے اپنی اولاد کی حفاظت کا سامان مہیا کردیا، اسی طرح میراث کو بھی بند کردیا تو نبی علیہ السلام صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کس طرح کن کوششوں سے اسلام ہم تک پہنچایا، یہ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کی حفاظت قیامت تک کریں اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ (النصر:۱) جب فتح مکہ واقع ہوئی تو اللہ نے انہیں فرمایا اب آپ ہمارے

دربار میں آئیں جس طرح کہ ایک کرنل ایک جرنیل بہادری کرے تو اسے وزیر بنایا جائے تو رسول اللہ کو فرمایا گیا کہ آپ ہمارے دربار میں تشریف لائیے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ (النصر:۳) یہ باقی امت فوج ہے ہم اور آپ اسلام کو پھیلائیں گے۔

علماء نے وراثت وخلافت کا حق ادا کرنا ہے

اب اس شبقدر اور دیہات میں جو اسلام پھیلا ہے، ہم اس کی حفاظت کی کوشش کریں گے، اس کوشش کیلئے اکابرین دیو بند نے کتنی قربانیاں دی ہیں، انگریز کے دور میں امرتسر سے لے کر دہلی تک ہر درخت کے ساتھ ایک عالم یا اس کا ساتھی پھانسی پر لٹکایا جاتا رہا وہ ایسے تشدد کے دور میں اسلام کی حفاظت کیلئے سینہ سپر رہے تو جب ہم ان کے وارث ہیں تو نہ دولت، نہ تنخواہ، نہ اور کوئی دنیاوی لالچ اور نہ نام ونمود کا لحاظ رکھیں گے، ہم حضور ﷺ کے نقش قدم کے مطابق اللہ کے دین کی اشاعت اور اسلام پھیلانے کی کوشش کریں گے، وراثتِ انبیاء اور خلافت کا عہدہ اللہ نے دیا، ہم کو اس سے شرف یاب کیا، خداوند قدوس حضور ﷺ کی دعا نضر اللہ امرأ کا مصداق ہمیں بنادے۔

تواضع اور بے نفسی

محترم بھائیو! میں نے چند ٹوٹے پھوٹے کلمات آپ کے سامنے عرض کیئے، میں خود بیمار اور معذور ہوں لیکن ان بھائیوں نے مجھے دعوت دی، یہ میری خوش قسمتی ہے معلوم نہیں کب موت کا بلاوا آجائے پھر ملاقات ہوگی یا نہ ہوگی، اللہ تعالیٰ آپ حضرات کے درجات بلند فرمائے، یہ جتنے معاونین ہیں جتنے اس علاقے کے رہنے والے ہیں، جتنے مجاہدین کے پشت پناہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دنیا وآخرت میں ترقی وخوشحالی نصیب فرمائے، ناچیز کسی چیز کے بھی قابل نہیں، یہ محض آپ کی شفقت ہے کہ آپ لوگوں نے سپاسنامے کی شکل میں اشعار میں اور استقبال کے ذریعہ میری عزت افزائی کی، میں اس کا اہل نہیں یہ آپ کے دل کے آئینے صاف ہیں۔

ظرف میں جو مظروف ہوگا وہی ٹپکے گا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام راستے پر جا رہے تھے تو بعض لوگوں نے انہیں گالیاں دیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام رک گئے انہیں کہا آپ خوب کہتے ہیں، آپ گالیاں دیں، جب انہوں نے گالیاں ختم کیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کیلئے دعائیہ کلمات استعمال کئے، شاگردوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ جناب ان لوگوں نے آپ کو گالیاں دی ہیں اور برا بھلا کہا ہے اور آپ ان کو دعائیں دے رہے ہیں، تو جس طرح ظرف ہو اس طرح مظروف ہوتا ہے، ظرف میں جو کچھ مظروف ہو وہی ٹپکے گا، اگر دودھ ہو تو دودھ، پیشاب ہو تو پیشاب، یہ آپکے اپنے ظروف طاہر طیب اور مزکی ہیں کہ آپ نے مجھ ناچیز کو عزت اور فخر کی نگاہ سے دیکھا، ان علماء وفضلاء، بزرگان واکابرین ودیگر فضلاء سابقین کے علم وعمل میں اللہ تعالیٰ خیر وبرکت اور ترقی عطا فرمائے، آپ کی سمع خراشی میں نے کی، دعا فرمائیں کہ دین کی خدمت کیلئے اللہ تعالیٰ ہمیں صحت دے دے اور تمام مجاہدین ومبلغین جو دین کی تبلیغ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جدوجہد میں کامیاب فرمائے۔

اپنے علم کی لاج رکھنا

حضرت لقمان اپنے بیٹے کو فرماتے ہیں وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ (لقمان:۱۷) تو محترم بھائیو! حضرت شیخ الہندؒ کے پاس طالب علم آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں کچھ نصیحت فرمایئے حضرت شیخ الہندؒ نے دو الفاظ بتائے، انہوں نے فرمایا "دیکھو یہ جو پگڑی آپ لوگوں نے ہمارے سر پر رکھی ہے اسے نہ اتاریں، انہوں نے فرمایا کہ دیوبند تو ایک گاؤں ہے اسے کون پہچانتا ہے، لیکن فضلاء دیوبند تمام ملک میں پھیل گئے، انہوں نے علم کا نمونہ پیش کیا، لوگوں نے کہا یہ تو شاگرد ہیں، ان کے

اساتذہ کا بڑا رتبہ ہوگا، جب شاگردوں کی یہ شان ہے تو لوگوں نے مجھے شیخ الہند بنایا، آپ اگر چلے گئے اور خدانخواستہ شرع کے خلاف کاموں میں مشغول ہوگئے یا ایسے امور میں جو غیر مناسب ہو تو لوگ کہیں گے کہ یہ تو شاگردوں کے کرشمے ہیں ان کا استاد کیا بلا ہوگا تو یہ جو پگڑی آپ لوگوں نے ہمارے سر پر رکھی ہے یہ نہ اتاریں۔

میرے بھائیو! یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ یہ خطہ علماء سے معمور ہے، تمام لوگ انکے پشت پناہ ہیں، فرشتوں نے جن لوگوں کے قدموں تلے اپنے پَر بچھائے ہیں اور آپ لوگوں نے اسکے سروں پر دستِ شفقت پھیرا ہے، اللہ تعالیٰ یہ فضلا اپنے خاندان کیلئے باعثِ برکت بنادے، جب تک علم رہے گا قیامت برپا نہ ہوگی جب علم ختم ہوجائیگا تو قیامت بپا ہوگی۔

جب تک اللہ تعالیٰ کے نام لیوا موجود ہو قیامت نہیں آئیگی لیکن جب خدا کے نام لیوا ختم ہوجائیں گے تو قیامت آجائے گی، آپ لوگ ذکر تبلیغ وتدریس کی کوشش کریں، اللہ آپ کو کامیابی سے ہمکنار کرے اور یہ خالص لوجہ اللہ ہو، اس میں دنیاوی لالچ واغراض کا دخل نہ کیونکہ صحیح وارثانِ انبیاء تب ہوں گے، جب ہم ان کے نقش قدم پر چلیں۔

ضبط وترتیب: مولانا محمد ابراہیم فانیؒ

(الحق ج ن۱۹، ش ۱۱، ص ۷، اگست ۱۹۸۴ء)

ذکر اللہ، قرآن کریم، مدارس اور جہاد

مولانا حافظ محمد ایوب صاحب فاضل و مدرس دار العلوم حقانیہ اور ان کے رفقاء کے شدید اصرار پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے مدرسہ "ریاض العلوم" مانکی ضلع صوابی کی افتتاحی تقریب ۱۹۸۵ء میں شرکت کی، سنگ بنیاد رکھا اور مختصر خطاب بھی فرمایا جسے اسی وقت محفوظ کرلیا گیا، ذیل میں یہ افادات شامل خطبات کیا جارہا ہے (س)

ذاکرین کی مجالس پر نزول سکینہ

محترم بزرگو اور دوستو! تقریر کی اہلیت مجھ میں نہیں، ضعف اور کمزوری ہے، بہر تقدیر، آپ حضرات کا شکرگذار ہوں کہ مجھ ناچیز کو اس مبارک اجتماع اور بابرکت افتتاح میں شرکت کا حصہ دیا لا یقعد قوم یذکرون اللہ عزوجل الاحفتھم الملئکۃ وغشیتھم الرحمۃ ونزلت علیھم السکینۃ وذکرھم اللہ فیمن عندہ (مسلم: ۲۷۰۰)

جب بھی اور جہاں بھی بیٹھ کر کچھ بندگانِ خدا اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو لازمی طور پر فرشتے ہر طرف سے ان کو گھیر لیتے ہیں اور رحمت الٰہی ان پر چھا جاتی ہے اور ان کو اپنے سایہ میں لے لیتے ہیں اور ان پر سکینہ کی کیفیت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ مقربین میں ان کا ذکر فرماتے ہیں۔

خدا کے دین کی اشاعت کی غرض سے یہ اجتماع بلایا گیا ہے، یہاں ایک دینی ادارہ قائم کیا جائیگا، قوم کے بچے قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ اور دینی اور علمی ضروریات سیکھیں گے، خداتعالیٰ اس ادارہ کی تکمیل میں آپ سب کا حامی ہو بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان دینی مدارس کی کیا منفعت ہے؟ آج دنیا کی ریل پیل ہے، بعض لوگ کارخانے قائم کر کے دنیوی منفعت حاصل کرتے ہیں ، بعض سرمایہ اور دولت اکٹھا کرنے کیلئے ناجائز قدم اٹھانے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے مگر آپ لوگ، یہ فضلاء دارالعلوم حقانیہ اور علماء حضرات جو یہاں جمع ہوئے ہیں اور ادارہ کی بنیاد رکھ رہے ہیں اور آپ جیسے مخلصین اور معاونین جو یہاں جمع ہوئے مقصد قرآن پڑھنا، پڑھانا اور اسکی اشاعت کرنا ہے، یہ درحقیقت جنت کیلئے ٹکٹ اور ویزا حاصل کرنا ہے۔

قرآن عالم آخرت کا ویزا

آپ یہاں سے سعودی عرب کو جاتے ہیں تو پاسپورٹ اور ویزا حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے، یہ دنیا رہ جانی ہے سب نے یہاں سے جانا ہے كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (الرحمن: ۲۶ تا ۲۷) یہاں سب جانے والے یہ تمنا رکھتے ہیں کہ خدا ان کو جنت دے اور جنت میں ان کا داخلہ آسان ہو۔

تو بھائیو! جب یہ تمنا رکھتے ہو تو ابھی سے پاسپورٹ اور ویزا بنواؤ اور جنت کے دروازے پر اللہ کے سپاہی (ملائکہ) چیکنگ کرتے ہیں کہ جس کے پاس قرآن سے تعلق، قرآن کی خدمت، قرآن کی تعلیم واشاعت کا پاسپورٹ ہوگا، اس کو جنت کا داخلہ مل جائے گا پھر جنت میں مختلف درجات ہیں، سب سے اعلیٰ اور بلند درجے کا نمبر ۶۶۶۶ ہے یہ اس خوش نصیب کو ملے گا، جس کو سارا قرآن ۶۶۶۶ آیات یاد ہوں، اس پر عمل کیا ہو، اس کے تقاضے پورے کئے ہوں، اشاعت وتعلیم میں حتیٰ المقدور سرگرم رہا

ہو پھر درجات اس سے کم ہوتے جاتے ہیں، جس نے جتنا عمل کیا ہو اور قرآن کی آیات کو اپنایا ہے اسی نسبت سے اس نمبر کا اس کو مقام دیا جائے گا۔

بعض ایسے بھی ہوں گے جنہوں نے قرآن سے کوئی شغف نہیں رکھا تو انہیں روک دیا جائیگا، ہم جیسوں کو تو بسم اللہ بھی صحیح پڑھنا نہیں آتی، اللہ سے درخواست ہے کہ اپنے مخصوص فضل سے چشم پوشی فرمادیں ورنہ قانوناً تو روک دئے جانے کے قابل ہیں۔

دنیاوی تگ ودو دنیا تک محدود

دنیا کا کاروبار کرنا ممنوع نہیں، بنگلہ بنانا ممنوع نہیں، موٹروں پر سواری کرنا اور جہاز میں اڑانا ممنوع نہیں مگر یاد رکھئے یہ ساری چیزیں اگرچہ عارضی طور پر نافع ہیں مگر پائیدار اور وفادار نہیں، یہ مدرسہ اور اس سے تعلق اور اسکی خدمت یہ وفادار بھی ہے اور پائیدار بھی۔

مدارس دینیہ غیر مسلح، پرامن جنگ کے ادارے

محترم بھائیو! آپ جانتے ہیں کہ ان دینی مدارس کے کیا فائدے ہیں؟ ہندوستان پر انگریز کا تسلط تھا بلکہ تمام کفر مسلمانوں کو نگل جانے کے لئے ایک قوت بن چکا تھا الکفر ملة واحدہ اس وقت دیندار مسلمانوں نے اور علماء کرام نے غیر ملکی تسلط سے ہندوستان کو آزاد کرانے کی تحریک چلائی سینکڑوں مسلمان شہید ہوئے امرتسر سے دلی تک علماء کو درختوں کے ساتھ لٹکا کر پھانسی دی گئی، اس وقت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور ان کے رفقاء جمع ہوئے مشورہ کیا کہ مسلمانوں کے مستقبل کی حفاظت کی جائے اور دینی، مذہبی اور سیاسی اقدار کا تحفظ کیا جائے، مغربی سامراج اور انگریز تسلط سے جان چھڑانے کے لئے چھتہ کی مسجد میں انار کے درخت کے نیچے ایک مدرسہ کا افتتاح ہوا، ایک استاد پڑھانے اور ایک شاگرد پڑھنے والا۔

بظاہر یہ کوئی مسلح جنگ نہیں تھی اور نہ ہی کوئی تنظیم تھی لیکن درحقیقت یہ

انگریزوں کے خلاف ان سے نجات حاصل کرنے اور ان کے توپ وتفنگ کے مقابلہ کرنے کا پیش خیمہ تھا، آپ کو یہ سن کر حیرت نہیں ہونی چاہئے۔

روس کے بھاگ جانے کی پیشنگوئی

آج افغانستان کے حالات آپ کے سامنے ہیں، روس جو قوت اور فوجی طاقت کے لحاظ سے پوری دنیا کو تباہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے مگر چند مٹھی بھر مجاہدین (جن میں دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور طلباء کی ایک بہت بڑی تعداد قائدانہ کردار ادا کررہی ہے) جو کم عدد بھی ہیں اور کم عدد بھی، پانچ سال سے روسی انیاب الاغوال کا مقابلہ کررہے ہیں اور آج روس پریشان ہوگیا ہے اور انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب روس بوریا بستر سمیٹنے پر مجبور ہوجائے گا۔

مدارس دینیہ کے برکات

آج آپ کو جو قریہ قریہ اور بستی بستی علماء اور دینی مدارس کا جال پھیلا نظر آتا ہے اور اس جنگل میں جو آپ کا یہ جم غفیر جمع ہے اور آپ ہزاروں روپوں کی صورت میں چندہ دے رہے ہیں اور یہ سلسلہ دن بدن بڑھتا جارہا ہے، اسلام پھیلتا جارہا ہے دینی جذبہ ابھرابھر کر سامنے آرہا ہے۔ انگریز اور مغربی تہذیب کی یلغار دین اسلام کو نہ دبا سکی یہ سب ان دینی مدارس کی برکات ہیں جس نے مدرسہ میں چڑیا کے گھونسلے کے برابر بھی چندہ دیا ہے اس نے جنت میں اپنا گھر بنالیا، اور اب جو پاکستان میں اسلام کا نعرہ بلند ہوتا ہے یہ بھی ان دینی مدارس کی برکات ہیں، دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں جن کی حفاظت ہماری ذمہ داری ہے، انگریز نے اسلام کو ختم کرنا چاہا مگر زمانہ گذرتا ہے، اسلام کی اشاعت ہوتی ہے اگر دین باقی رہے گا تو پاکستان بھی باقی رہے گا اگر خدانخواستہ دینی تعلیم فراموش کردی گئیں تو نہ ملک باقی رہے گا اور نہ ملک والے اور اگر ہم دین کی خدمت کریں گے تو اللہ پاک ہماری نصرت فرمائے گا (الحق: ج ۲۰، ش ۷، ص ۲۵، اپریل ۱۹۸۵ء)

دینی مدارس کا تاریخی پس منظر

قیام اور استحکام کی ضرورت اور برکات وثمرات

مورخہ ۲۳ شوال ۱۴۰۸ھ بمطابق ۱۹۸۸ء بروز جمعرات دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کے افتتاح کے موقع پر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے درس ترمذی سے مختصر افتتاحی تقریر فرمائی، اسکے چند ماہ بعد حضرت کا وصال ہوا، ذیل میں وہی خطاب ٹیپ ریکارڈ سے من وعن نقل کر کے شامل خطبات کیا جارہا ہے (س)

آغاز سخن

میرے محترم بزرگو! بدقسمتی سے میں بیماری کی وجہ سے، جیسا کہ پہلے عادت تھی تفصیل سے معروضات پیش کرنے سے قاصر ہوں، تبرکاً آپ حضرات کے تعمیل ارشاد کی خاطر حاضر ہوں اور اللہ کریم سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو ہمیشہ کیلئے صحت نصیب فرمادے تاکہ آپ سب کی خدمت میں اور دین کی خدمت میں اپنا وقت صرف کروں اور یہی میرے لئے موجب سعادت ہے اور خداتعالیٰ کسی کو بھی اس سعادت سے محروم نہ رکھے اس وقت دو باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں، سند کا کچھ حصہ تو وہی ہے جو میں نے حضرت شاہ ولی اللہؒ تک بیان کیا اور باقی حصہ ترمذی میں موجود ہے، ہر حدیث کی سند میں رواۃ کے اسمائے گرامی مرقوم ہوتے ہیں۔

انگریز سے دین کے تحفظ کیلئے اکابر کا طریقہ کار

پہلی بات یہ کہ ہم مدرسہ کو آئے اور دین کی تعلیم و تعلم پر اپنا قیمتی وقت خرچ کرتے ہیں، آپ کو شاید یہ ایک معمولی چیز نظر آئے لیکن حقیقت میں یہ ایک بہت اہم چیز ہے، جس وقت پاکستان بنا تو ہمارے چند مخلص علماء جمع ہوئے اور یہ مشورہ کیا کہ اس پرفتن دور میں اسلام کے تحفظ کیلئے کونسی راہ اختیار کرنی چاہئے تو ان کی رائے یہ تھی کہ ہمارے بزرگوں اور اسلاف نے جو راہ اختیار کی تھی ہمیں بھی وہی راہ اختیار کرنی چاہیے اور وہ طریقہ یہ ہے کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی جو ہوئی تھی جس کو جنگ غدر کے نام سے مشہور کیا گیا جس میں ظاہری فتح اللہ تعالیٰ نے کفاروں کو دی تھی ، اللہ تعالیٰ کو کچھ ایسا منظور ہوا کہ اہل حق واہل دین علماء کثیر تعداد میں شہید ہوئے، قتل کئے گئے، قید ہوئے اور معدودے چند علماء جو باقی تھے وہ جمع ہوئے اور یہ خیال کیا کہ اب اسلام کی خدمت کس طریقہ سے کرنی چاہیے؟ تو ان بزرگوں نے یہ رائے پیش کی کہ ہم کو اسلاف کے نقشِ قدم پر چل کر دینِ اسلام کی خدمت کرنا ہوگی تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اب تو ان لاکھوں کی فوج کے ساتھ مقابلہ مشکل ہے لیکن اب اس کا مقابلہ دوسرے طریقہ سے کرنا چاہیے، وہ یہ کہ ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی جائے جس میں مجاہدین اسلام تیار کئے جائیں ،فکری اور نظریاتی اساسات کا تحفظ کیا جائے۔

مدرسہ دیوبند کا قیام

یہ مدرسہ انہوں نے دارالعلوم دیوبند کی شکل میں تجویز کیا لیکن مدرسہ کے لئے طلباء اور اساتذہ کی ضرورت تھی تو اولاً ایک شاگرد اور ایک استاد نے یہ کام شروع کیا، استاد کا نام بھی محمود تھا اور شاگرد کا نام بھی محمود تھا جو آئندہ کے لئے حضرت شیخ الہندؒ بن گئے، ان دونوں استاد اور شاگرد نے دارالعلوم کا افتتاح مسجد میں ایک انار کی درخت کے

سایہ میں کیا اور یوں ایک عظیم انقلابی پروگرام کی ابتداء دارالعلوم دیوبند کی شکل میں ہوئی اور انہوں نے اعلان کیا کہ ہم ان غریب الدیار مسافر طالبعلموں سے ہمیشہ کیلئے ان باطل قوتوں کا مقابلہ کریں گے۔

لوگوں نے تمسخر اڑایا

اس زمانے کے لوگوں نے جب یہ بات سنی تو انہوں نے ان کی ہنسی اڑائی اور کہا کہ ان کے دماغ خراب ہیں، اتنی بڑی طاقت سے بھلا کون مقابلہ کرسکتا ہے، ایک طالب العلم اور ملا کی کیا مجال ہے کہ اتنی بڑی طاقت کا مقابلہ کرسکے، ان کے ساتھ تمسخر کیا، لیکن علماء اور طلباء نے اپنا کام نہ چھوڑا اور اشاعتِ علم میں ہمہ تن مصروف رہے۔

مرزا سکندر کو ہر جگہ دیوبند نظر آیا

ایک وقت آیا کہ پاکستان کے ایک صدر جس کا نام مرزا سکندر تھا، یہاں مردان کے ایک گاؤں اتمان زئی آئے تھے تو حاجی محمد امینؒ سمیت چند علماء اس کے پاس آئے اور کہا کہ دین اسلام نافذ کریں، اللہ نے آپ کو قوت اور حکمرانی عطا کی ہے تو وہ بہت غصہ ہوئے اور اپنی انتظامیہ کو سخت ڈانٹا کہ آپ نے ان علماء کو کیوں میرے پاس آنے کو چھوڑا ہے، ان طلباء کو کیوں چھوڑا ہے؟ پہلے تو ہم خوش ہو رہے تھے کہ دیوبند ایک مدرسہ ہے اور وہ ہندوستان میں رہ گیا، اب ہر جگہ دیوبند نظر آتا ہے، یہ دیوبندی تو اللہ ہی جانتا ہے کتنے ہی زیادہ ہیں ہمیں تو ان سے چھٹکارا حاصل نہیں ہوتا ہے بہرحال میں یہ عرض کررہا ہوں کہ ایک وقت تو وہ تھا کہ دارالعلوم کے علماء اور طلباء کے ساتھ لوگ تمسخر اور ہنسی کیا کرتے تھے اور ٹھیک ہے ظاہر میں ایک عالم اور طالب علم کی اتنی بڑی طاقت سے مقابلہ کرنا ناممکن معلوم ہوتا ہے لیکن مرزا سکندر جو اس طاقت کا ایک آدمی ہے وہ سر پیٹتا ہے اور کہتا ہے کہ ان ملاؤں سے تو چھٹکارا حاصل نہیں ہوتا ہے۔

روس بھی علماء، طلباء کے ہاتھوں نالاں

موجودہ وقت میں آپ دیکھیں رُوس چیخیں مارتا ہے، واپس بھاگنے کو تیار بیٹھا ہے، یہ بھی علماء اور طلباء سے تنگ ہے اور واضح نظر آرہا ہے، پہلے اگر ہم کسی کو یہ بات کہتے تو کوئی نہیں سنتا لیکن اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ روس جیسی بڑی طاقت کا حشر دیکھ لیں اور ہمارے ضعیف، بے سروسامان، بے مال و دولت انہی کو اللہ تعالیٰ فتح نصیب فرماتا ہے، ارشاد ربانی ہے اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ مدرسہ اور یہ دارالعلوم دیوبند بھی تحفظ دین کے لئے ایک بنیادی اقدام تھا، اور اب بھی ملک میں یا دیگر ممالک میں جو دین آپ دیکھ رہے ہیں، یہ اُس ایک طالب علم اور استاذ کی کوششوں کا ثمرہ ہے اور انہی کی خدمات ہے۔

جامعہ حقانیہ کے ہاتھوں روس کی شکست کی بشارت

آج آپ نے جس مدرسہ میں افتتاح کیا تو آپ یہ نہ کہیں کہ اس سے ہمیں کیا فائدہ ملے گا، اس سے بھی انشاء اللہ وہی فائدہ ملے گا کہ تھوڑی مدت بعد روس جیسی سپر طاقت آپ سے شکست کھائے گی اور کہیں گے کہ ان طلباء اور علماء کے ساتھ جنگ کرنا مشکل ہے اگر چہ وہ خالی ہاتھ ہیں لیکن اللہ کریم ان کی امداد کرتے ہیں۔

انگریز فوج کا مقابلہ اور جہاد کا کارگر طریقہ

ایک تو یہ بات ہوئی کہ اس موجودہ وقت میں ہم نے جو یہ کتاب سامنے رکھی ہے تو یہ اس زمانے یعنی ۱۸۵۷ء کو توپ اور فوج کے مقابلہ میں آئی تھی تو آپ بھی خوش رہیں کہ ہم نے جہاد کیلئے ایک عظیم طریقہ اختیار کیا ہے اور حصول علم کا عظیم طریقہ اختیار کیا جو کہ مدرسہ میں پڑھنا ہے اور اس موجود دور میں جو دین آپ کو نظر آتا ہے یہ ان

مدرسوں کے برکات ہیں تو بہر حال آپ کی یہ افتتاح اور دینی مدرسہ میں تعلیمی شروع کرنا نہایت ضروری اور بہت فائدہ مند ہے۔

صحاح ستہ کے درجات اور جامع ترمذی کی اہمیت

اور دوسری بات یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ نے اپنے سامنے ترمذی شریف کھولی ہے اور ترمذی شریف ہم نے شروع کرلی ہے تو اپ کے ذہن میں یہ بات آئی گی کہ بخاری شریف ، مسلم شریف ، نسائی ابوداؤداور ترمذی شریف ،علمائے دیوبند نے ترمذی شریف کو تو شروع کے لحاظ سے ترجیح دی ہے حالانکہ بخاری اور مسلم کا مرتبہ اس سے زیادہ ہے، کیونکہ بخاری اُس راوی سے روایت کرتا ہے جو متفق علیہ فی التعدیل وطویل الملازمۃ مع الشیخ ہواور مسلم اس راوی سے روایت کرتا ہے کہ متفق علیہ فی التعدیل ہو اگرچہ طویل الملازمہ مع الشیخ نہ ہو بلکہ امکان لقا کافی ہے تو ایک تو وہ طالبعلم ہے جس نے استاد کے ساتھ دس سال گذارے ہیں اور ایک وہ طالبعلم ہے جس نے ایک سال گذارا ہے تو کون سا قوی ہوگا تو ضرور وہی زیادہ قوی ہوگا جو استاذ کے ساتھ زیادہ مدت رہا ہو، بار بار دورۂ حدیث پڑھا ہو تو معلوم ہوا کہ بخاری کا مرتبہ مسلم سے بھی آگے ہے۔ پھر ابوداؤد اور نسائی میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ تیسرا مرتبہ نسائی کا ہے کیونکہ نسائی کی شرط یہ ہے کہ شیخ مختلف علیہ فی التعدیل ہو اور طویل الملازمہ مع الشیخ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ تیسرا مرتبہ ابوداؤد کا ہے اور ابوداؤد کی شرط یہ ہے کہ شیخ متفق علیہ فی التعدیل ہو یا نہ ہو امکان اللقاء بھی ضروری نہیں ہے اور ترمذی اُس راوی سے روایت کرتا ہے جو متفق علیہ فی التعدیل ہو یا مختلف علیہ فی التعدیل اور امکان اللقاء بھی ضروری نہیں ہے۔

پانچویں مرتبہ مگر وجوہ ترجیح

یہ ترمذی صحاح ستہ میں پانچویں مرتبہ میں ہے البتہ اس ترمذی میں چودہ پندرہ علوم ہیں جیسا وہ کہتے ہیں حدیث حسن، غریب وغیرہ اور راوی کے قوت اور ضعف کی نشاندہی کرتے ہیں اور روایت کا درجہ بیان کرتے ہیں۔

چونکہ اس میں چودہ پندرہ علوم ہیں، طلباء کو اس میں زیادہ فائدہ ہوتا ہے تو جو ترمذی پڑھتے ہیں تو وہ چودہ پندرہ علوم بیک وقت پڑھتے ہیں تو ہمارے اساتذہ اور بزرگان دیوبند تدریس کے لحاظ سے ترمذی کو ترجیح دیتے ہیں تو ہم ان کی تقلید میں افتتاح ترمذی شریف سے کرتے ہیں اگرچہ مرتبہ کے لحاظ سے پہلے بخاری پھر مسلم پھر نسائی اور ابوداؤد کا ہے ترمذی کا مرتبہ ان سب سے پیچھے ہے۔

جہاد کا سلسلہ مدارس کی برکت

آخر میں میں یہ عرض کروں گا کہ یہ دارالعلوم علماء، طلباء، مخلصین و محبین، معاونین، عامۃ المسلمین نے چلایا ہے اور اس کی بنیاد بزرگوں نے انگریز اور اس کے نظام کے مقابلہ کی خاطر رکھی ہے اور آج ہم کو معلوم ہے کہ بزرگوں کے نیک مشورہ کی برکت سے جو جہاد کا سلسلہ چل رہا ہے یہ سارا اس مدرسہ کی برکت ہے اور اسی کی خدمات ہیں، اللہ قبول کرے۔

محسنین دارالعلوم کے لئے دعا

میرے محترم بزرگو! تبرک حاصل کرنے کی غرض سے میں نے افتتاح کیا، میں بہت ضعیف ہو چکا ہوں، آپ میرے لئے دعا کریں میں آپ کیلئے دعا کرتا رہوں گا۔ اس کے طلباء اور اساتذہ بڑے مخلص ہیں، جن کی دین کے سوا کوئی غرض نہیں ہے اور اس کے مخلص معاونین جن میں بہت سے ایسے بھی ہیں جو محنت و مزدوری کر کے اپنے

لئے دووقت کا کھانا پیدا کرسکتے ہیں اور پھر ایک وقت کیلئے اپنے آپ کو بھوکا رکھ کر دارالعلوم میں چندہ دیتے ہیں تاکہ طالبعلم روٹی کھالیں، ایک مرتبہ ایک فوجی میرے پاس آیا تھا اور ایک روپیہ چندہ دے کر رو پڑا اور کہا کہ زیادہ چندہ کی طاقت نہیں، میں مزدوری کرکے دو وقت کی روٹی پیدا کرسکتا ہوں تو ایک وقت کی روٹی نہ کھائی اور یہ چندہ دارالعلوم میں دیتا ہوں تو اس مخلص کا ہم پر حق ہے کہ اس کو اور اس جیسے ہزاروں مخلصین کو دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی سعی وکوشش قبول فرمالیں، میرا تو دل چاہتا ہے کہ ان تمام بزرگوں کے نام لے لے کر ان کیلئے دعا کرلیں لیکن یہ ممکن نہیں، البتہ جن لوگوں نے ان قریبی دنوں میں دعاؤں کا کہا ہے یا ابتدائے روز سے دارالعلوم سے وابستہ ہیں، وفات پاچکے ہیں، یا زندہ ہیں، معاونین ہیں، چندہ دہندگان ہیں، سرپرست ہیں، اساتذہ ہیں یا طلباء ہیں ان سب کو دعاؤں میں یاد کرتے ہیں اور بہت سے بیمار ہیں ان کے لئے بھی دعا کریں۔

شیخ الحدیث کا تشکر والحاح

میں آپ کے سامنے ایک مریض بیٹھا ہوں، مجھے جتنا افسوس ہے، جتنی ندامت ہے اور اللہ کے دربار میں اتنی ہی زاری والحاح، منت وسماجت ہے کہ یا اللہ! مجھے بھی اس نعمت خدمتِ دین میں حصہ عطا فرمادے اور اس نعمت میں ہمیں زندہ رکھے اور اپنے بھائیوں کے ساتھ شریک رکھے اور اسی میں موت دے (آخر میں تفصیلی دُعا فرمائی)

ضبط وترتیب: مولانا شیر بہادر حقانی شریک دورۂ حدیث،

(الحق ج ۲۳، ش ۹، ص ۶ جون ۱۹۸۸ء)

علم وعمل

فارغ التحصیل طلبا سے خطاب کا ایک اقتباس

سلسلہ اسناد بخاری وترمذی اور حضرت مدنی کا کمال شفقت

میں نے آپ کو ابتداء میں ذکر کیا تھا کہ میں نے شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام و المسلمین حضرت علامہ مولانا حسین احمد مدنیؒ سے یہ بخاری شریف اور ترمذی شریف قراءتاً وسماعتاً پڑھ لیں ، انہوں نے یہ دونوں کتابیں حضرت شیخ الہند سے پڑھی ہیں اور حضرت شیخ الہندؒ نے یہ کتابیں بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے پڑھی ہیں اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے یہ کتابیں حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ سے پڑھی ہیں اور شاہ عبدالغنی مجددیؒ نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ سے پڑھی ہیں، ترمذی کا سند ابتداء کتاب میں مذکور ہے اور بخاری شریف کا بقیہ سند ابتداء میں مذکور ہے اور میں نے آپ کو بالتفصیل ذکر کیا ہے، آپ اس کو یاد رکھیں۔

درس احادیث کی اجازت بشرط مطالعہ

حضرت مدنیؒ نے اپنے کمال شفقت ومحبت سے ہمیں آخر سال میں تمام احادیث کے پڑھنے پڑھانے کی اجازت دی تھی، بشرطیکہ آپ مطالعہ کریں اور

من کذب علی متعمدًا فلیتبوّا مقعدہ من النّار سے اپنے آپ کو بچائیں یہ دین بہت بڑی امانت ہے اور امانت کے ضیاع کے بارے میں آپ کو معلوم ہے لا ایمان لمن لا امانۃ لہٗ یہ دین امانت ہے اور آپ کے سروں پر سند اور ختم بخاری کی پگڑی جو باندھی گئی یہ آپ کو عظیم امانت سپرد کر دی گئی، آپ یہ امانت محفوظ رکھیں جیسا کہ اللہ نے دین نازل فرمایا ہے، حضرت جبرئیل نے حضورﷺ کے سامنے بیان فرمایا ہے اور آج تک ہم کو اکابرین نے پہنچایا ہے، یہ آپ اپنی زندگی کے آخری سانس تک بغیر ترمیم وتحریف بغیر زیادت ونقصان کے بغیر دنیوی اغراض کے لوگوں تک پہنچائیں گے اور اپنا عملی نمونہ پہلے بتائیں گے۔

مجھ میں ضعف کی وجہ سے زیادہ کچھ کہنے کی گنجائش نہیں، اللہ تمام حاضرین کے درجات بلند فرمائے خصوصاً تمام اساتذہ کرام تمام عملہ اور تمام طلبہ وفضلاء کو اللہ اجر عظیم عطا فرمائے اور دارالعلوم کے وہ تمام معاونین ومحسنین ہر ملک کے لوگ جو مالی جانی قولی امداد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے مال، اولاد اور عمر میں برکت ڈالے، جنہوں نے دعاؤں کے بارے میں لکھا ہے، اللہ ان کے مقاصد کو پورا فرمادے امین

(الحق دسمبر ۱۹۸۰ء)

قرآن اور حدیث

قال اللہ، قال الرسول ﷺ کی عظمت

نئے تعلیمی سال کی افتتاحی تقریب سے شیخ الحدیث قدس سرہ کا خطاب

طالب علمی بڑی شرف وعزت

محترم بزرگو! حضرات اساتذہ کرام اور معزز طلباء کرام!

ہم اللہ کی حمد وثنا اور شکر ادا نہیں کر سکتے، اللہ کی بہت نعمتیں ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ (ابراهيم: ٣٤)

اللہ نے ہم پر احسان کیا کہ انسان کی شکل میں پیدا فرمایا پھر علم کا خادم بنایا، دیکھو! نالیاں صاف کرنے والے بھنگی بھی تو ہماری طرح کے انسان ہیں مگر اللہ نے ہمارے لئے پاک حالت، باوضو رہنے کی زندگی اور قرآن وحدیث سے وابستہ رہنے کے لمحات پسند فرمائے ہمیں اپنے اساتذہ، علماء اور کتاب وسنت کے سامنے زانوئے تلمذتہ

کرنے کا موقع بخشا، یہ عزت بہت بڑی عزت ہے اس شرف کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں پہنچ سکتی، یہ خوبیاں نہ صدارت میں ہیں نہ وزارت میں اور نہ جرنیلی میں ہے، دنیا و مافیہا کی نعمتیں اس کے برابر نہیں پہنچ سکتیں، بادشاہی ملی تو فرعون و نمرود کی نیابت ملی، وزیر ہوا تو ہامان کے قائم مقام ہوا، فوجی جرنیل ہوا تو رستم کی جانشینی ملی لیکن اس سے نبوت کی نیابت اور حضور ﷺ کی سنت کی سعادت حاصل نہیں ہوسکتی اور نہ یہ عہدے اور مناصب سنت رسول ﷺ کے مقام و عظمت تک پہنچ سکتے ہیں۔

ہمیں نہ عہدوں کی ضرورت ہے ،نہ تاج وتخت کی ضرورت ہے، نہ وزارت اور صدارت کی ضرورت ہے ،نہ موٹروں اور بنگلوں کی ضرورت ہے ،ہمارے خدا نے ہمیں تاج علم کا جو اعزاز بخشا ہے ہم اس پر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔

قال اللہ وقال رسول اللہ کا درجہ ومرتبہ

خدا کی قسم ! اگر تمام دنیا اور جنت ومافیہا کی نعمتیں ایک طرف کردی جائیں اور دوسری طرف قال اللّٰہ وقال الرسول ﷺ کی نعمت کو رکھا جائے تو یہ ساری نعمتیں اس کے رتبہ کو نہیں پہنچ سکتیں ،آئندہ اسباق میں اساتذۂ حدیث آپکو بتائیں گے کہ کتب حدیث میں صحاح ستہ کا مقام کیا ہے، صحاح میں ہر ایک کتاب اور اس کا درجہ کیا ہے، بخاری ومسلم کا درجہ کونسا ہے؟ ہر ایک کتاب کا اپنا طرز ہے، اپنے شرائط ہیں ہر مصنف کے اپنے اصول ہیں۔

افتتاح جامع ترمذی سے کیوں؟

آج ہم دار العلوم کی تعلیمی سال کی افتتاح درس ترمذی سے کررہے ہیں، یہ پانچویں درجہ میں ہے اس سے قبل بخاری ،مسلم ، ابوداؤد اور نسائی کا درجہ ہے مگر اس قدر یاد رہے کہ ہمارے اکابر، علماء دیوبند، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی طرز پر تدریس

حدیث کرتے ہیں، ہمارے اساتذہ، تدریسِ حدیث میں طلبہ کے فائدے اور علمی استفادہ کو ملحوظ رکھتے ہیں اس وجہ سے علم حدیث کی تدریس میں مرکز اور محور کے طور پر ترمذی کو مباحث علمیہ ودرسیہ میں خصوصیت دی جاتی ہے، وجہ ظاہر ہے کہ امام ترمذی نے اپنی تصنیف میں بخاری اور مسلم کی نسبت تسہیل اور تفصیل کی ہے، شوافع، احناف، موالک اور حنابلہ بلکہ عراقیین اور حجازیین کے لئے علیحدہ علیحدہ ابواب قائم کئے ہیں، ترجمۃ الباب قائم کرکے اس کی دلیل لاتے ہیں، بیان مسائل کے لحاظ سے جس قدر اختلافِ مذاہب ہے اس کا اکثر حصہ ترمذی میں بیان کردیا گیا ہے۔

جامع ترمذی کی خصوصیات

گو سنن ترمذی کا حجم چھوٹا ہے لیکن علوم کا سمندر ہے، بعض اوقات تیس تیس صحابہ یا اس سے زائد راویوں کو اشارہ کردیا جاتا ہے گویا علوم اور مرویات حدیث کا خزانہ ہے، ایک دلیل کی جگہ وفی الباب سے کثیر دلائل کو یکجا کردیا گیا ہے، ترمذی سے قبل کے درجات کی چاروں کتابیں اپنی ترجیحات کا ذکر کرتی ہے، امام ترمذی بھی اپنی ترجیحات بیان فرماتے ہیں لیکن یہ ان کا بڑا احسان ہے کہ ہمیں معلوم ہوجاتا ہے کہ شوافع حضرات، مالکیہ حضرات، حنفیہ حضرات کے علاوہ سفیانؒ، احمد بن حنبلؒ اور دیگر ائمہ کے مذاہب ودلائل کیا ہیں، علاوہ ازیں ترمذی میں حدیث کا درجہ حسن صحیح اور ضعف وقوت کی تصریح بھی کردی گئی ہے، جس سے دلیل کی حیثیت معلوم ہوجاتی ہے۔

تحصیل علم اور مذاہب ودلائل کی وسعت کے پیش نظر ترمذی کو ترجیح حاصل ہے، ترمذی میں حدیث کے چودہ علوم بیان کردیئے گئے ہیں، افہام وتفہیم کے لحاظ سے بھی ترمذی آسان کتاب ہے، سند کی قوت اور فضیلت ورتبہ کے لحاظ سے لاریب چاروں کتابیں سب سے بڑھ کر ہیں مگر تفصیل وتسہیل اور سیرت وتفہیم کے لحاظ جو مقام

ترمذی کو حاصل ہے وہ اس کی اپنی امتیازی شان ہے کہ خداتعالیٰ اس کی آسانی کے پیش نظر، مجھ جیسے غبی طالب علم کو بھی کچھ سمجھ لینے کی توفیق ارزانی فرماتے ہیں، دراصل اس تفصیل سے اس وہم کا ازلہ کرنا مقصود تھا کہ جب بخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے تو اس سے تعلیمی سال کی افتتاح ہونی چاہئے تھی، لہٰذا اب جب تفصیل آپ کے سامنے آگئی تو وہم کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی۔

حضور ﷺ کے خلفاء کون ہیں؟

حضوراقدس ﷺ نے دعا فرمائی رحم اللّٰہ خلفائی یااللہ! میرے خلفاء پر رحم فرما، صحابہ نے سنا تو خوش ہوئے اور عرض کیا من خلفائك؟ آپ کے خلفاء کون ہیں؟ تو حضوراقدس ﷺ نے فرمایا علماء میرے خلفاء ہیں، آپ سب علم کی تحصیل کیلئے گھروں سے نکلے ہیں، خدانے علم کی عزت بخشی ہے، دعا ہے کہ باری تعالیٰ سب کو اس کا مصداق بنادے، حضور ﷺ کی خلافت یہی ہے کہ یہاں دارالعلوم میں حدیث رسول ﷺ کی تعلیم حاصل کرلی جائے اور پھر فراغت کے بعد اپنے علاقہ اور اپنے وطن میں جاکر بلکہ پوری دنیا میں اس کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے، ہمیں ایسے کوتاہیاں نہیں کرنی چاہئیں کہ حدیث پڑھیں اور نماز رہ جائے۔ حدیث بھی پڑھیں اور جھگڑے بھی کریں اور ایسے نامناسب اور نازیبا حرکتیں کریں جو شریعت میں حرام ہیں۔

حدیث رسول ﷺ کے ہم پر بڑے حقوق ہیں، ہم اس کے حقوق کب ادا کرسکتے ہیں، خود آپ دیکھتے ہیں کہ اللہ نے ساری عمر مجھے حدیث کے ساتھ خدمت کا تعلق بخشا ہے مگر میں بغیر کسی تواضع کے واقعتاً یہ حقیقت کہتا ہوں کہ میں گنہ گار ہوں، میں ہر لحاظ سے قصووار ہوں، میں حدیث رسول ﷺ کا حق ادا نہیں کرسکا اور اگر سینکڑوں سال عمر بھی مل جائے تب حقوق حدیث میں ہزاروں حصہ بھی ادا نہ کرسکوں گا۔

اصل علوم قرآن وحدیث، علوم آلیہ وسائل

آپ قاضی پڑھتے ہیں، شمسِ بازغہ پڑھتے ہیں، صدرا پڑھتے ہیں یہ سب بالطبع ہیں اصل علم، علم حدیث ہے گھر ہو اور اس میں غسل خانہ نہ ہو تو ناقص رہتا ہے، علمِ حدیث میں کمال اور مہارت اور فہم کی جلا کا فائدہ منطق سے حاصل ہوتا ہے۔

سرسبز وشاداب رہے، کون؟

علاوہ ازیں حضورِ اقدس ﷺ نے طلبہ علم حدیث کیلئے سرسبزی وشادابی اور خوشحالی وخوش بختی کی دعا کی ہے نضر اللّٰہ امرءً سمع مقالتی فحفظها فأدّاها كما سمعها (مسند بزاز: ح ۳٤١٦) مگر یہ سعادتیں خوش نصیبوں کو حاصل ہوتی ہیں ادب اور کمال ادب اس سے حاصل ہوتی ہیں، ادب میں وجدان چلتا ہے، محبت چلتی ہے، عقل اور منطق نہیں چلتی مثلاً کتاب پر روٹی رکھنا بے ادبی ہے اور اگر کوئی منطقی ایسا کرے اور آپ اس سے کہہ دیں کہ بھائی یہ بے ادبی کیوں؟ تو وہ منطقی انداز میں کہہ سکتا ہے کہ ارے بھائی! اس میں بے ادبی کا کیا سوال؟ کیا روٹی پاک چیز نہیں ہے، بے ادبی تب ہوتی ہے جب ناپاک چیز کو کتاب پر رکھ دیتا، اصل چیز ادب وتواضع ہے ایک واقعہ جو حضرت امام ابوحنیفہؒ کا مشہور ہے اور اسی نوعیت کا ایک واقعہ امام زین العابدینؒ سے بھی منقول ہے۔

ادب وتواضع امام ابوحنیفہؒ کا تحمل

واقعہ یہ کہ امام ابوحنیفہؒ راستہ پر چل رہے تھے کہ کسی نے گالیاں دینی شروع کردیں، مغلظ گالیاں، امام ابوحنیفہؒ سر جھکائے گالیاں سنتے جارہے تھے جب گھر کے دروازے پر پہنچے تو چوکھٹ پر بیٹھ کر گالیاں دینے والے سے کہا، بھائی! لو بیٹھ گیا ہوں،

جب سیر ہو جاؤ تب گھر جاؤں گا اور پھر بعد میں چند اشرفیاں بھی اپنے غلام کی وساطت سے اس کے گھر بھیجوا دیں کہ تم نے میرے عیوب ظاہر کر کے میرے گناہ کم کر دیئے اور مجھ پر احسان کیا۔

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہؒ سے دورانِ درس کہا گیا کہ حسن بصریؒ کے مسلک پر آپ جو یہ اعتراض کر رہے ہیں سراسر غلط ہے کہنے والے نے جو آپ کے درس میں شریک اور تلمیذ تھا آپ کو اس موقع پر ولدالزنا تک کی گالیاں دیں مگر امام اعظم ابوحنیفہؒ نہ اشتعال میں آئے، نہ گالیاں دیں اور نہ غصہ کیا بلکہ فرمایا، بھائی! آپ کا مجھے والدالزنا کہنا بے جا ہے کہ میرے والدین کے نکاح کے گواہ اب بھی موجود ہیں، اسی نوعیت کا ایک واقعہ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور حضرت شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنیؒ کا بھی بیان کیا جاتا ہے، بہر حال یہ علم جو پھیلا ہے اخلاق اور حضور ﷺ کی دعا سے پھیلا ہے۔

دنیا ٹھکرائیں تو جوتوں میں پڑے گی

یہ دارالعلوم حقانیہ آپ کے سامنے ہے یہ سب حضور ﷺ کی حدیث کی برکتیں اور آپ کی دعاؤں کے ثمرات ہیں مجھے یاد پڑتا ہے کہ اوائل میں ایک مرتبہ ایک صاحب نے ۲۵ روپے مجھے دئے، میں حیرت واستعجاب میں تھا کہ ان کو کیسے سنبھالوں گا، کتابیں کیونکر خرید دوں گا اور پھر ان کے اعتماد کے مطابق صحیح مصرف میں کیسے خرچ کروں گا مگر اب خدا کا فضل ہے کہ اللہ نے دارالعلوم کے لاکھوں کے حساب کیلئے غیب سے رجال کار پیدا کر دیئے ہیں۔

بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کے پاس ایک شخص ڈھیروں کی رقم لایا مگر آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، عرض کی اگر خود نہیں لیتے تو طلبہ میں تقسیم فرمادیں، حضرت نانوتویؒ نے فرمایا کہ یہ کام آپ خود بھی انجام دے سکتے ہیں،

جب بانی دارالعلوم مسجد میں درس دینے لگے تو جوتے اتار کر باہر رکھ دئے تو اس عقیدت مند نے وہ رقم جوتوں میں رکھ دی اور خود چلا گیا، بعد میں حضرت نانوتویؒ نے اپنے تلامذہ سے فرمایا! دیکھئے! ہم خدا کے فضل سے دنیا کو ٹھکراتے ہیں تو دنیا پاؤں میں پڑتی ہے اور اگر ہم نے دنیا کی طلب کی تو دنیا دور بھاگے گی، ہمارے پاس ۲۵ روپے تھے مگر اب خدا کا فضل ہے یہ دارالحدیث، یہ دارالعلوم یہ ۱۵ سو طلبہ، یہ عمارتیں، یہ اخراجات، بس اللہ ہی ہے جو پورا کر رہا ہے۔

عزیز طلبہ! میں کہتا ہوں! اللہ گواہ ہے تم کبھی یہ نہ کہنا کہ کیا کھائیں گے، کیا پئیں گے، خدا کی مدد تمہارے شامل حال ہوگی، حضرت مولانا محمد یعقوبؒ نے جو اللہ کی بارگاہ میں فضلاء دارالعلوم دیوبند کیلئے کفایت کی دعا کی تھی، اس کے اثرات دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء میں بھی پائے جارہے ہیں اور پائے جاتے رہیں گے۔

شریعت بل کا معرکہ اور جامعہ حقانیہ کا کردار

موجودہ حالات میں اس وقت شریعت بل کا مسئلہ ایوان بالا میں پیش ہے، جسے سینٹ میں مولانا قاضی عبداللطیف اور سمیع الحق نے پیش کیا ہے، یہ اعزاز بھی اللہ نے دارالعلوم کو بخشا ہے، حکومت نے چال چلی اور کہا کہ شریعت بل میں عوام تمہارے ساتھ نہیں، پاکستان کے عوام شریعت چاہتے ہیں، حکومت نے شریعت بل مشتہر کر دیا، خدا کا فضل تھا اللہ نے توفیق دی ہم نے اس سلسلہ میں تحریک شروع کردی، علماء اور فضلاء سے رابطہ قائم کیا، ڈویژنوں کی سطح پر علماء کنونشن بلائے مانسہرہ، مردان، بنوں اور پشاور میں بڑی بڑی کانفرسیں ہوئی[1] اسکے بعد ہم نے اسمبلی ہال کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کا پروگرام بنایا، آپ نے اخبارات دیکھے ہونگے قلیل ترین وقت میں بغیر کسی پیشگی تیاری کی معمولی سی اطلاع پر ۷ جولائی کو کئی لاکھ سے زائد، علماء، مشائخ، عوام،

فضلاء وکلاء اور طلبہ نے مظاہرہ میں حصہ لیا، شدید بارش اور حکومت کی رکاوٹوں کے باوجود مظاہرہ کامیاب رہا، حکومت حیران ہے، خود ہم حیران ہیں کہ اس قدر مختصر وقت میں اتنی بڑی تعداد میں دین توحید کے پروانے کہاں سے جمع ہوگئے میں اسے غیبی نصرت سمجھتا ہوں، یہ اللہ کی مدد تھی، آسمانی فرشتے تھے، جس نے دین کے وقار اور شریعت بل کی عظمت اور علماء کی عزت کو بڑھا دیا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر: ۹)

خدا کے حضور بوڑھی ہڈیوں کا لاشہ پیش کروں، شریعت بل کی تحریک

آپ کو میری حالت معلوم ہے، امراض وعوارض کا مجموعہ ہوں، ایک قدم اُٹھانے کی سکت نہیں ہے مگر جب شریعت کی بات تھی، نظامِ مصطفٰی ﷺ کے نفاذ کا مسئلہ سامنے آیا، شریعت بل کی بات آئی تو میرے پاس کیا ہے جو خدا کے حضور پیش کروں یہی پرانی اور بوڑھی ہڈیوں کا لاشہ اور ڈھانچہ، آخر میں اندھا بوڑھا، کمزور، گنہ گار لاغر کیا کرسکتا ہوں اور کس کام کا ہوں، تاہم میں نے اس کو نجات ذریعہ سمجھا اور عین ممکن ہے کہ باری تعالیٰ اسی راہ پر ہمیں قبول کرکے شاید آخرت میں سرخروئی کا ذریعہ بن سکے۔ اس مصروفیت کی وجہ سے دارالعلوم کے افتتاح میں ایک دو روز کی تاخیر ہوئی۔ بہرحال والدین نے آپ کو تحصیل علم کیلئے بھیجا ہے۔

اللہ پاک کا ارشاد ہے:

فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (التوبۃ: ۱۲۲)

---

(۱) اس موقع پر تقریباً صوبہ سرحد کے ۳۰ ہزار سے زائد علماء کرام نے حضرت شیخ الحدیث کے دست حق پرست پر شریعت بل کے منوانے کے لئے عملاً جہاد کرنے اور ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے بیعت کی (ع ق ح)

آپ اپنی پوری توجہ تعلیم پر مرکوز کردیں، جب علم میں کمال آئے گا تو دنیا خود تمہارے دروازے کھٹکھٹائے گی۔

جلال الدین حقانی اور جامعہ حقانیہ کا کردار

آج مجاہد کبیر جلال الدین حقانی فاضل حقانیہ کا چہار دانگ عالم میں چرچا ہے کہ اس نے دارالعلوم کے اساتذہ اور علم کا حق ادا کیا ہے، آپ اکیلے ہو مگر جب علم کے تقاضے پورا کروگے تو چار لاکھ علماء اور عوام کا عظیم مجمع تمہارے ساتھ ہوگا۔

افغانستان کی جنگ میں دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور طلباء لڑ رہے ہیں دشمن کے مقابلہ میں ان کی تعداد انگلیوں پر گنی جاتی ہے مگر خدا نے انہیں کامیابیاں دیں کہ وہ علم کے تقاضے پورے کرکے نکلے ہیں۔

فلسطین اور افغان مسلمانوں کا موازنہ

فلسطین میں جنگ ہے ۱۲ لاکھ یہودی، چودہ کروڑ مسلمانوں کو لوہے کے چنے چبوا رہے ہیں وہاں علمی قیادت نہیں اسلامی قیادت کا فقدان ہے اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ (محمد:۷) فلسطین میں مسلمانوں نے اسلامی تہذیب وتمدن اور تعلیم واخلاق ترک کردئے ہیں، لباس معاشرت، شکل وصورت یہودیوں کی بنا رکھی ہے جبکہ افغانستان میں بدر واحد کی یاد تازہ ہورہی ہے، وہی اخلاق، وہی صورت وہی جہاد، وہی عمل اور وہی لباس، اس لئے خدا کی نصرتیں ان کے ساتھ ہیں، الحمد للہ خدا کا احسان ہے، اب کے حالات آپکے سامنے ہیں ہم نے اپنی ذات یا مفاد کو کوئی اہمیت نہیں دی اور ہمارا ذاتی مفاد کیا ہوگا، خدا نے الحمد للہ سب کچھ دیا ہے، یہ صرف دین ہی کی عزت ہے، بڑے بڑے لوگ ملاقات کرنا چاہتے ہیں دارالعلوم آنا چاہتے ہیں مگر ہم نے انکار کردیا ہے کہ یہ غریبوں اور فقیروں کی جھونپڑی ہے ہمیں امیروں سے کیا واسطہ، آج کراچی، ملتان،

لاہور اور پشاور، ملک کے چپے چپے سے شریعت بل کی حمایت میں آواز اٹھ رہی ہے اور لوگ علماء حق کی پشت پر کھڑے ہیں، خود میرے پاس کیا ہے بنگلہ نہیں، اپنی موٹر تک نہیں، ایک جریب زمین نہیں، کوئی دولت نہیں، مگر یہ دین کی برکتیں ہیں کہ اجلاس بلایا اور احتجاجی مظاہرہ کی درخواست کی تو علماء و مشائخ اور مسلمانان پاکستان کا سیلاب تھا جو اسمبلی ہال کے سامنے ایک طوفانی سیلاب کی شکل میں امڈ آیا۔

متحدہ شریعت محاذ کی تشکیل اور قومی اسمبلی کے باہر طوفانی مظاہرہ

من آنم کہ من دانم ،میری کوئی حیثیت نہیں ، یہ محض خدا کا فضل ہے اس کی عنایت ہے مجھے اپنے وجود پر اور اعذار پر جب سوچنے کا کوئی موقع ملتا ہے تو مجھے یقین ہوتا ہے کہ میں تو بوڑھا اور لنگڑا ہو چکا ہوں کس کام کا ہوں مگر اللہ کی بارگاہ میں کوئی عذر نہیں بن پڑتا، یہی وجہ تھی کہ میں نے اپنے عوارض اور ضعف و نقاہت کے پیش نظر اس بار کے الیکشن میں قطعی طور پر کھڑے نہ ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا مگر آپ جانتے ہیں کہ صرف تحصیل کیا علاقہ بھر اور ملک بھر کے علماء اور مشائخ نے رائے دی، دباؤ ڈالا اور مجھے مجبور کر دیا کہ الیکشن لڑوں پھر الیکشن ہوا، میں خود گھر سے باہر نہیں نکلا، کنویسنگ نہیں کی، مجھے اپنے لئے اپنا ووٹ ڈالنا شرم آتی تھی کہ میں اپنے لئے اہلیت کا دعویٰ کیسے کروں۔

انتخابات میں کامیابی اور عوام کا اعتماد

مگر لوگوں نے مجھے دیکھے بغیر اعتماد کیا اور مجھے بڑی بھاری اکثریت سے کامیاب کرایا، اور اب جو اس حالت میں اجلاس میں شرکت کرتا ہوں، متحدہ محاذ شریعت کی تشکیل کی ہے، مظاہرہ میں شرکت کی ہے یہ اس لئے کہ میرے سامنے اپنے دارالعلوم دیوبند کے ایک مہربان استاد مولانا عبدالسمیعؒ کا واقعہ ہے، مشکوٰۃ شریف پڑھایا کرتے تھے، جب بیمار ہوئے تو استعفیٰ دیدیا، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے

ان سے فرمایا: عبدالسمیع! کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ کی بارگاہ میں ایسی حالت میں جاؤ کہ مشکوٰۃ شریف تمہاری بغل میں ہو تو میں عرض کرتا ہوں کہ میرے پاس کیا ہے سوائے حدیث رسول ﷺ کے، سوائے قال اللہ وقال الرسول ﷺ کے، سوائے نظام شریعت کی دعوت کے، اب جی یہی چاہتا ہے کہ موت ایسی حالت میں آئے کہ زبان پر قال اللہ وقال الرسول ﷺ ہو اور ہاتھ میں نظام شریعت کا جھنڈا ہو۔

متحدہ شریعت محاذ کو بظاہر جو کامیابی حاصل ہو رہی ہے میں اس پر فخر کرتا ہوں، عجب اور تکبر کے طور پر نہیں کیا یہ خالص اللہ کا فضل ہے، ہم کچھ نہیں، سب کچھ خدا ہے، ہم زندہ باد، مردہ باد پر خوش نہیں ہوتے، خدا نہ کرے کہ کفرانِ نعمت یا تکبر سرزد ہو اور ساری نعمتیں چھین لی جائیں۔

اساتذہ کا حسین گلدستہ

اللہ نے دارالعلوم کو حدیث، تفسیر، فقہ اور فنون کے لئے اکابر ومشائخ اور بہترین اساتذہ کا حسین گلدستہ عطا فرمایا ہے، یہ سب اکابر دیوبند کی برکتیں ہی ہے، ان کی کفش برداری پر ناز ہے، آپ کا اور ہمارا یہ فرض ہے کہ آج کی بابرکت محفل میں دارالعلوم کے قدیم وجدید سرپرست ومعاونین، اساتذہ ومشائخ، بانیین ومخلصین اساتذہ وانتظامیہ اور تمام کارکنوں کے حق میں دعا کریں خواہ وہ ملک یا بیرونی ملک سے تعلق رکھتے ہوں اللہ ہم سب کے لئے دین کا راستہ آسان کردے اور سب کو دنیا وآخرت کی لازوال نعمتوں سے مالا مال کردے۔ آمین

(ضبط وترتیب: مولانا عبدالقیوم حقانی:
الحق ج۲۱، ش۱۰، ص۳، جولائی ۱۹۸۶ء)

مدارس عربیہ کے طلبہ سے اہم گزارشات

دوران تعلیم کیسی زندگی گزاریں، وقت کے تقاضے اور ذمہ داریاں

۲۴ شوال المکرم ۱۴۰۲ھ کو دارالحدیث میں نئے تعلیمی سال کے آغاز کے موقع پر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ نے درس ترمذی شریف کے افتتاح کے بعد طلبہ سے حسب ذیل بصیرت افروز خطاب فرمایا جس کے مخاطب تمام دینی مدارس کے طلبہ اور اہل علم ہیں اب وہ بصیرت آموز بیان شامل کتاب کیا جارہا ہے..........(س)

طلب علمی کے مجالس پر اللہ کی رحمتیں

خطبہ مسنونہ اور افتتاح ترمذی شریف کے بعد: یہ افتتاح مبارک ہو حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب طلبہ حدیث سیکھنے اور دین سمجھنے کے لئے تشریف لاویں تو انہیں مرحبا کہیں تو بھائیو! میں بھی آپ سب کی خدمت میں اصاغر و اکابر کی خدمت میں مرحبا پیش کرتا ہوں، طالب علم کی بڑی شان ہے اور عالم کا بڑا مقام اور مرتبہ ہے، حدیث مبارک میں آتا ہے کہ ایک قوم کسی مکان میں جمع ہو جائے ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ یتلون کتاب اللہ فیتدا رسونہ بینھم الاحفتھم الملائکۃ ونزلت علیھم السکینۃ وغشیتھم الرحمۃ (ابن ماجہ: ج ۲۲۵) اللہ کے ذکر کیلئے جمع ہوتے ہیں تو عرش کرسی اور آسمانوں کے فرشتوں کے سامنے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے فرشتو! یہ

میرے عباد ہیں، میرے اس گھر میں جمع ہوئے ہیں یہ آپ تو کہا کرتے تھے کہ اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ (البقرۃ: ۳۰) مگر یہ تو دین سیکھنے کیلئے ملک کے مختلف اطراف سے آ آ کر یہاں جمع ہو گئے ہیں اور اس گرمی میں ان تکالیف میں ان لوگوں نے دین سیکھنے کیلئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے۔

میرے محترم بزرگو! دنیا کا ایک معمولی صدر اگر کسی کا ذکر اپنی مجلس میں کر دے تو وہ اس پر کتنا فخر کرتا ہے کہ آج فلاں مجلس میں میرا ذکر بادشاہ نے کر دیا تو جب احکم الحاکمین ملک الملک وہ سب فرشتوں کے سامنے ہم جیسے گنہ گاروں (ہمیں بھی اور سب کو اللہ تعالیٰ ان میں شامل کر دے) کا ذکر فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس طرح ایک بڑی عزت، بڑا مقام، بہت بڑا درجہ ان لوگوں کو دینا چاہتے ہیں جو درس قرآن وحدیث اور اللہ کی خاطر اپنے بلاد واماکن کو چھوڑ چکے ہیں تو یہ ایک بڑا مقام ہے۔

مستحبات اور سنن کا بھی خیال رکھنا

میرے بھائیو! میں بیماری اور گرمی کی وجہ سے کچھ زیادہ عرض نہیں کر سکتا البتہ اتنا عرض کروں گا کہ علم اور اہل علم کی جتنی قدر ہے تو یہ قدر اس وقت ہے کہ اس کے ساتھ عمل بھی ہو، فرائض اور واجبات تو ہوں گے ہی مستحبات اور سنن بھی صحیح ادا ہو اور میں آپ سے عرض کروں کہ مثلاً یہ دار العلوم ہے اس کے مختلف شعبوں پر تقریباً ۱۱ لاکھ کے لگ بھگ روپیہ خرچ ہوتا ہے۔

لوگ بھوکے رہ کر بھی دین کی خاطر ہمیں کھلاتے ہیں

یہ خطیر رقم قوم اس مدرسہ کو دیتی ہے کہ اس میں دین کی کچھ خدمت ہوتی ہے، یہ آپکو بھی معلوم ہے کہ اگر ہم اور آپ اپنے گھروں میں بیٹھ جائیں تو ہمیں کوئی دو چار دن بھی کھانا نہیں کھلائے گا، ہمارا بھائی کیوں نہ ہو باپ کیوں نہ ہو کیا مفت کھانا دے

دے گا؟ ہرگز نہیں بلکہ کہے گا کہ جاؤ اپنی محنت مزدوری کرو کیا تیار خور بیٹھے ہو مگر آپ کو قوم نظر عزت سے دیکھتی ہے تو اس وجہ سے نہیں کہ تم فقراء ہو اور ان کو کھانا بانٹنے کی اور جگہ نہیں مل رہی بلکہ ان کے اپنے گھروں میں ضرورت مند ہوتے ہیں، بھوکے ہوتے ہیں، آس پاس بھوکے پیاسے موجود ہیں مگر ان کا آپ پر حسن ظن ہے، نیک گمان ہیں کہ یہ باعمل لوگ ہیں، دین سیکھنے والے ہیں، اگر انہیں یقین آجائے کہ یہ لوگ بھی ہماری ہی طرح اہل دنیا ہیں، دنیا کے طلبگار ہیں، دنیا کے شوقین ہیں تو اسی وقت ہمیں جواب دے دیں کہ جایئے اپنا کام کیجئے...... میں آپ سے کیا عرض کروں اسی ہفتہ کا واقعہ ہے جو گذر چکا کہ میں اپنی مسجد میں تھا ایک دو مہمان آئے اور طالب علم ہی انہیں لے کر آئے تو ایک شخص نے کہا کہ میں کچھ رقم مدرسہ کیلئے لایا ہوں مگر اب لانے پر خفا ہوں اور پچھتاتا ہوں کہ مسجد میں نماز پڑھنے گیا تو امام نے پگڑی نہیں باندھی تھی اور قدمین کے درمیان فاصلہ چار انگلیوں سے زیادہ تھا، تو دیکھیے، پگڑی باندھنا امامت کے دوران فرض نہیں، واجب نہیں، سنت موکدہ نہیں، لیکن افضلیت اور استحباب تو ہے نا، اسی طرح نماز میں قیام کے دوران ہمارے حنفیہ حضرات کا مسلک یہ ہے کہ قدمین میں بقدر چار انگلیوں کے فاصلہ ہو، غیر مقلد حضرات کی رائے ہے کہ اس سے زیادہ مسافت ہو، تو اس ہفتہ کی بات ہے کہ وہ شخص پیشانی پر بل لئے ہوئے آیا اور مجھے بھی گھور گھور کر دیکھتا تھا اور کوستا تھا کہ یہ کیسے لوگ ہیں کہ یہ مستحبات کے تارک ہیں تو میں نے اس سے اندازہ لگایا اور آپ بھی لگالیں کہ قوم کا ہمارے اوپر کتنا اچھا گمان ہے، قوم جب یہاں آتی ہے اور دارالعلوم کیساتھ کچھ بھلائی کرتی ہے تو اس وجہ سے کہ یہاں تو سب قطب اور غوث بیٹھے ہوں گے۔

قوم کا دینی مدارس اور طلبہ سے حسن ظن

یہ سب فرائض واجبات تو کیا مستحبات اور سنن کی اشاعت کرنے والے ہوں گے، یہ ان کی توقع ہوتی ہے آپ سے اس وجہ سے مدد کرتے ہیں گھر میں اپنے باپ کو اپنے بیٹے کو نہیں دیتے، بھائی کو نہیں، پڑوسی کو نہیں، وطن کے غربا کو نہیں دیتے اور آپ کو دیتے ہیں، یہاں پہنچاتے ہیں، اب اگر وہ دارالعلوم میں آجائیں اور یہاں حالت یہ ہو کہ سڑک کے کنارہ پر مسجد ہے تو گاڑیاں اور بسیں تو رک کے یہاں نماز کے لئے جمع ہوں ادھر جماعت کھڑی ہو ادھر سبیل پر طلبہ نے قبضہ جما رکھا ہو اور وضو کیلئے دیر سے پہنچنے والے مہمانوں کیلئے جگہ نہ ملے، تو یہ وضو کرنے والے طلبہ جماعت پڑھنے تو آگئے مگر تاخیر سے آئے یا جلدی آئے ہیں؟ ظاہر ہے کہ پہلے آچکے ہوتے تو تکبیر اولیٰ کو پہنچتے تک مسجد بھر چکی ہوتی، صف بھر گئی ہوتی تو آنے والے مہمان جو دارالعلوم پر خرچ کرتے ہیں اور اپنے خون پسینہ کو خرچ کرتے ہیں، خوش ہو کر جاتے۔

طلبہ کی خاطر ایثار کی مثال

میرے پاس کچھ عرصہ قبل ایک فوجی سپاہی آیا اور مجھے ایک طرف کر کے دارالعلوم کے لئے کچھ دینے لگا شاید سوا روپیہ تھا یا اس سے کچھ زیادہ ہوگا۔ دینے پر شرما رہا تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہا مولوی صاحب! یہ رقم بہت حقیری سی ہے تم محسوس نہیں کرو گے مگر یہ ایک ایسے شخص نے رقم بھیجی ہے کہ اس نے ایک وقت کھانا نہیں کھایا اور اسے بچا کر آپ کے پاس بھیج دیا ہے کہ طالب علموں پر خرچ ہو، میں سمجھا کہ وہ شخص یہ صاحب خود ہی تھے اور اس کو بھی راز میں رکھنا چاہتے تھے تو یہ لوگ ہمارے اوپر اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ طلبہ دین یہ غوث اور یہ قطب اور نیکوکار اور متقی ہوں گے اور جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے کہ

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَٰؤُا (الفاطر:۲۸)

''بیشک اللہ کے بندوں میں سے اللہ سے خوف کھانے والے علماء ہی ہیں''

اللہ سے علماء ڈرتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ اس دور میں اللہ سے ڈرنے والے یہی لوگ ہیں۔

جنید بغدادیؒ تھے غالباً نزع کی حالت میں بھی تسبیح ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی شاگردوں نے اور مریدوں نے کہا کہ حضرت! اب تو تسبیح رکھ دیں فرمایا کہ اس تسبیح کی برکت سے تو اس مقام تک پہنچے ہیں مطلب یہ تھا کہ مستحب کی پیروی کرنے سے اللہ نے آج یہ مقام دے دیا تو آج آپ یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ یہ مستحب چھوڑ دیں۔

میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ قوم ہم سے عبرت اور نصیحت لیتی ہے اکیلا اکوڑہ نہیں آس پاس بلکہ سارا پاکستان آپ کی مدد کرتا ہے آپ کو غور سے دیکھتا ہے۔

اہل علم کی ضرورت اور مانگ

میرے بھائیو! یہ ایک ایسا وقت آیا ہے ایسا دور آیا ہے کہ علماء کا وجود عنقا بنتا جا رہا ہے۔ رمضان کی تعطیلات میں بے شمار خطوط آ رہے تھے کہ برائے خدا ہمیں ایسا کوئی مدرس عالم دے دیجئے کہ جید عالم ہو، فنون پر عبور ہو، جتنی بھی تنخواہ چاہے ہم پیش کر دیں گے مگر ایسے عالم کو ہمارے پاس بھیج دو اور اگر اس کے ساتھ طلبہ بھی ہوں تو اور بھی اس کی قدر کریں گے، یہ حکومتیں اچھے ذی استعداد علماء کی تلاش میں ہیں، مختلف اسلامی ریاستوں سعودی عرب، کویت، بحرین اور افریقہ میں ایسے افراد کی ضرورت ہے اور ایسے لوگ بھی دارالعلوم سے اچھے جید علماء، حفاظ، قراء کے لئے رجوع کر رہے ہیں، رابطہ عالم اسلامی افریقی ملکوں کے لئے اچھے مستعد افراد کو اسلام کی اشاعت اور تعلیم کیلئے طلب کر رہی ہے مگر ان کا یہ بھی مطالبہ ہوتا ہے کہ یہ علماء عربی بول چال، عربی تحریر و تقریر کا بھی استعداد رکھیں مگر ہمارے ہاں افراد کی کتنی کمی ہے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ انشاء اللہ صرف پاکستان میں نہیں سارے عالم اسلام میں اور بین الاقوامی طور پر آپ فضلاء اور اچھے علماء کی مانگ بہت بڑھ جائے گی تو اس کیلئے یہ ضروری ہے کہ دارالعلوم ہی میں آپ کا یہ سارا وقت علم میں، عمل میں، عبادت میں خرچ ہو اور جب آپ کسی راستہ سے گذریں تو لوگ دیکھ کر کہیں کہ سبحان اللہ یہ فرشتے ہیں یا انسان ہیں اور وہ دیکھ کر تعجب کریں کہ یا اللہ! ایسے پرفتن دور میں ایسے پاک اخلاق والے، ایسے نورانی چہروں والے، ایسے باعمل، ایسے نماز کی پابندی کرنے والے ایسے ایک دوسرے پر نثار ہونے والے بھی موجود ہیں تو آپ سے یہ عرض کرنا تھا کہ ایک وقت آنے والا ہے جو بہت دور نہیں قریب ہے کہ تمہارے پیچھے پیچھے لوگ بھاگتے پھریں گے، منت سماجت کریں گے کہ ہمارے ساتھ جا کر درس تدریس کرو، پانچ پانچ چھ چھ ہزار تنخواہوں کی پیش کش کریں گے کہ ہمارے ہاں دین پڑھاؤ تو اللہ تعالیٰ دنیوی پوزیشن بھی دے گا، تمہاری حیثیت بہت اونچی ہوگی مگر یہ تب کہ تمہارا وقت ضائع نہ گذرے علم کے ساتھ عمل ہو سارا وقت اسی میں صرف ہو جائے۔

خواص امت کیلئے مستحب پر بھی عمل لازمی ہے

یہ لوگ نہیں مانتے کہ تم کہہ دو کہ بابا یہ تو مستحب ہے وہ کہے گا کہ ٹھیک ہے یہ مستحب ہے مگر خواص کو تو مستحب بھی ترک نہیں کرنا چاہئے وہ تو مستحب کی بھی پابندی کریں جیسے حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا انہیں کہ ان مستحبات نے تو یہ درجہ دیا، اب مرتے وقت مستحبات کو کیوں چھوڑوں تسبیح کو کیوں ہاتھ سے رکھ دوں تو واجب تو نہیں تھا مگر مستحب کی پیروی ترک نہیں کرنی چاہئی۔

دھڑے بندی، غیر تعلیمی، جماعتی اور سیاسی سرگرمیاں نہایت مہلک ہیں

بہر تقدیر میرے بھائیو! اب اندرونی حالات جو مدرسہ کے ہیں انشاء اللہ

مدرسہ سے آپ کی جو بھی خدمت ہو سکے اپنی طاقت کے مطابق کرتی رہے گی اور اس میں انشاء اللہ کمی نہیں کریں گے مگر تم بھی برائے خدا کوئی ایسی حرکت نہیں کرو گے جو مدرسہ والوں کیلئے باعث پریشانی ہو، مدرسہ والوں کو اس سے پریشانی ہو مثلاً مدرسہ میں کئی کئی پارٹیاں طلبہ کی بن گئیں، کمرہ میں رہنے والے ایک دوسرے کے پیچھے پڑ گئے، یہ ضادی ہے یہ فلاں ہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی دوسرے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، ایک کی جگہ دو دو جماعتیں ہونے لگیں تو نماز کی جماعت جب ایک نہ رکھ سکے تو وہ آگے قوم میں اتفاق و اتحاد کیسے برپا کرسکتا ہے، یہ جھگڑے فساد کرنے لگ جائیں تفرقہ بازی، جتھہ بازی، دھڑے بازی میں لگ جائیں تو آگے قوم کی اصلاح کیسے کرسکیں گے؟ ایسے لوگ مدرسہ کیلئے اور مجھ ناچیز بیمار اور بوڑھے کیلئے انتہائی ضعف، کمزوری اور تکلیف کے باعث ہوں گے۔

تفرقے اور پارٹی بازی

میں آپ کی خدمت میں اس وقت تو یہ اپیل کرتا ہوں کہ جتھے نہیں بناؤ گے تفرقے میں نہیں پڑو گے آپس میں پارٹی بازی نہیں کرو گے، بس تعلیم اور درس و تدریس میں لگے رہیں، بڑے علماء راسخین اور مخلص اساتذہ اللہ پاک نے ہمیں دیئے ہیں اور جتنے بھی دارالعلوم کے ملازم ہیں سب خادم ہیں انشاء اللہ ہم سب خدمت کریں گے مگر تم لوگ بھی اللہ کی خاطر ہماری حالت پر رحم کرو گے کہ یہ جماعتیں یہ انجمنیں یہ سیاست بازی یہاں نہیں کرو گے، اس کے لئے ہم ہرگز ہرگز تیار نہیں ہیں، یہ وفاق المدارس کی بھی ایک طے شدہ پالیسی ہے یہاں بھی وفاق کے مجلس شوریٰ کا سب سے بڑا اجلاس ہوا تھا اور اس میں طے ہوا ہے کہ کسی قسم کی کوئی پارٹی یا تنظیم اور جماعت نہیں ہوگی، کسی مدرسہ میں اور اسی رمضان میں بھی مدارس سے اساتذہ کے بارہ میں جتنے بھی خطوط آئے

اساتذہ اور طلبہ کو مانگنے کیلئے، تو ہر ایک میں یہ بھی لکھا ہوتا کہ اس شرط پر ہمیں اساتذہ چاہئیں کہ جماعتوں اور سیاسی تنظیموں والی بیماری ان میں نہ ہو، جتھہ بندی اور پارٹی بازی نہ کرے ورنہ ہم ایسے لوگوں کو رکھنے کیلئے تیار نہ ہوں گے۔

میں آپ سے یہ عرض کروں کہ آپ سب یہاں علم کیلئے آئے ہیں، ماں باپ نے تمہیں علم کے حصول کیلئے یہاں بھیجا ہے، آپ سب کا اپنا مدرسہ ہے، مہما امکن ہم خدمت کی کوشش کرتے رہیں گے انشاء اللہ مگر یہ لازمی ہے کہ آپ سب آپس میں متفق رہیں آپس میں جھگڑے نہ ہوں باہمی اختلافات نہ ہوں، ایک دوسرے سے قربان ہوتے ہوا ایک دوسرے کے غیبت اور برائی نہ ہو اور اپنے اساتذہ کا ادب کرو گے۔

ادب اور خدمت

اور یہ یاد رکھیں کہ علم ادب ہی سے آتا ہے، استاد کا ادب کرو گے اور خدمت بھی تو علم اللہ تعالیٰ دے دے گا اگر استاد کا ادب اور خدمت نہ ہو تو علم بھی نہیں ہوگا پھر دیکھئے! یہاں خدمت بھی استاد کی کونسی بڑی کرنی ہے کوئی بھینس نہیں گائے نہیں کہ چرائی ہے نہ کوئی گھاس استاد کیلئے کاٹ کر لانا ہے کپڑے دھونے نہیں سوائے اس کے کہ استاذ کا احترام ملحوظ رکھو، ہم دیوبند میں ہوتے تھے تو جس راستہ پر سامنے سے استاد آجاتا تو ہم راستہ چھوڑ کر ایک طرف ہو جاتے کہ کہیں ان کے احترام اور عظمت کے خلاف نہ ہو جائے، ان کی عظمت ادب اور احترام کی وجہ سے راستہ چھوڑ دیتے تو یہ باتیں اپ کو ملحوظ رکھنی چاہئے۔

منکرات سے اعراض

مستحبات پر عمل، منکرات سے بچنا، بعض لوگ کمروں میں سگریٹ پھونکتے ہیں

یہ بہت غلط بات ہوگی، داڑھی ایک مشت سے کم تراشنا بھی فسق ہے، داڑھی مونڈنا بھی فسق ہے اور مشت بھر سے کم تراشنا بھی فسق ہے۔

سنت پر عمل

دیکھئے یہ سنت کا لیبل جب ہم اپنے اوپر لگاتے ہیں تو خود تو سنت پر عامل ہو جائیں، خود سنت پر عامل نہ ہوں گے اور باہر جا کر پرویز اور منکرین حدیث سے کہیں گے کہ سنت حجت ہے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (النساء: ۵۹) کہیں گے تو وہ کہے گا مولوی صاحب! یہ اپنے چہرے کو دیکھ لو، کیا تمہارا یہ چہرہ اور داڑھی سنت پر پوری اترتی ہے کیا یہ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ہے؟ تمہارے چہرے کا سائن بورڈ تو سنت کے خلاف ہے تو ہم دوسروں کو کس طرح سنت پر کاربند رہنے کی بات کرسکیں گے جب خود عمل نہیں ہوگا، ان باتوں میں آپ کا نقصان نہیں بلکہ آپ ہی کا فائدہ ہوگا اور انشاء اللہ علم میں بہت خیر و برکت ہوگی، ٹھیک ہے نا؟ انشاء اللہ آپ کو اللہ تعالیٰ ان قواعد شرعیہ پر کاربند رہنے کی توفیق دیگا اور اللہ تعالیٰ دنیا اور عقبیٰ دونوں بہتر کردے گا، اللہ تعالیٰ سب کو علم باعمل نصیب کردے ہمیں بھی اللہ تعالیٰ آپ کی خدمت کے لئے صحت عطا فرمادے۔ واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین

(ماہنامہ الحق ۱/۱۷)

تعلیم اور امتحانات

طالبعلم کی زندگی کا مقصد اولین

دارالعلوم میں جلسہ تقسیم انعامات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کا خطاب

دسمبر ۱۹۸۶ء کو دارالعلوم کی امتحانی کمیٹی کے اہم فیصلوں سے بحمد للہ طلبہ میں جذبہ تحصیل علم محنت وتکرار اور ذوق مطالعہ کی زبردست انگیخت ہوئی جس کے نتیجہ میں سہ ماہی امتحانات کے نتائج مجموعی طور پر سابقہ روایات سے بہت بہتر رہے چنانچہ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۸۶ء جو حسب اعلان دارالعلوم کی جامع مسجد میں جلسہ تقسیم انعامات منعقد ہوا، دارالعلوم کے اساتذہ ومشائخ اور طلبہ شریک ہوئے، تلاوت کلام پاک کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق قدس سرہ نے درج ذیل افتتاحی کلمات ارشاد فرمائے۔(س)

عبادت گاہ سے پہلے تعلیم گاہ پھر طلبہ

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تعلیم گاہ اور درسگاہ پیدا فرمائی، عبادت گاہ اپنی جگہ ضروری اور اہم ہے مگر تعلیم گاہ اس سے بھی اہم واقدم ہے تو اللہ کریم نے لوح محفوظ

کو پیدا فرمایا، عرش وکرسی پیدا فرمائی اور لوحِ محفوظ کو علم وعرفان کا چشمہ اور منبع بنادیا اور جب مدرسہ بن جاتا ہے، تعلیم گاہ قائم ہوجاتی ہے تو اس کے لئے طلبہ کی ضرورت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور ملائکہ کی تخلیق فرمائی اور ان کو درسگاہِ علم ومعرفت کے اولین طلبہ بننے کا شرف عطا فرمایا، خدا کی شان دیکھئے، کائنات میں اولین معلم اور استاد خود اللہ پاک ہیں۔

امتحان میں کامیابی پر انعامات خداوندی

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (البقرۃ:۳۱)

''اور سکھا دیئے اللہ نے آدم علیہ السلام کو نام سب چیزوں کے''

اللہ پاک نے حضرت آدم کو تعلیم دی، سبق پڑھایا، اسماء کے نام سکھائے تعلیمی تربیت فرمائی تعلیمی تربیت کے بعد طلبہ کا امتحان لینا ان میں صلاحیت کی پختگی اور اسباق میں ترقی کی ضمانت ہوتا ہے، خود اللہ پاک نے پھر امتحان بھی لیا اولاً ملائکہ سے سوال دریافت ہوا:

اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (البقرۃ:۳۱)

''بتاؤ! مجھے نام ان سب کے، اگر تم سچے ہو''

فرشتوں نے عرض کیا اے بارالٰہ! ہمیں تو وہی کچھ یاد ہے جو آپ نے سکھایا ہے جس درجہ کی تعلیم دی ہے۔

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ (البقرۃ:۳۲)

''عرض کی پاک ہے تو ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا آپ نے ہم کو سکھایا بے شک تو ہی اصل جاننے والا حکمت والا ہے''

تب حضرت آدمؑ سے اللہ پاک نے امتحان لیا تو حضرت آدمؑ نے صحیح جوابات دیئے، امتحان میں کامیاب ہوئے تو اللہ کریم نے انعام سے نوازا اور خلافت ارضی کا گرانقدر انعام عطا فرمایا۔

إِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيْفَةً (البقرۃ: ۳۰)

’’کہ میں بنانے والا ہوں زمین میں ایک نائب‘‘

ہمارا یہ دارالعلوم، تعلیمی سلسلہ، اسباق امتحانات اور آج یہ تقریب انعامات بھی اس سلسلہ کی پیروی ہے جو خود خدا نے جاری فرمایا ہے تخلقوا باخلاق اللّٰہ آج دارالعلوم کی طرف سے تمہارے امتحانات میں بہترین نتائج پر انعامات دئے جارہے ہیں، یہ دنیا کا اعزاز تو ہے ہی، آخرت کا اعزاز بھی ہے، خود اللہ بڑے بڑے اعزازات سے نوازیں گے صرف طلبہ ہی کو نہیں ان کے والدین کو بھی اولاد کی اعلیٰ تعلیم پر انعامات سے نوازا جائے گا، ایسے طلبہ کے والدین کو قیامت کے روز موتیوں سے مرصّع تاج پہنائے جائیں گے، ایک ایک موتی کی روشنی دنیا کے ہزاروں سورج سے بڑھ کر ہوگی۔

تعلیم عزت، رفعت اور اللہ کی معرفت کا ذریعہ ہے، باری تعالیٰ نے اس عظیم انعام سے آپ کو نوازا ہے، دعا ہے کہ باری تعالیٰ ہم سب کو علم نافع کے سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نوٹ: شیخ الحدیثؒ کے خطاب کے بعد بعض اساتذہ کے اصرار پر مولانا سمیع الحق صاحب نے بھی خطاب فرمایا جو کہ اُن کے خطبات (خطبات مشاہیر ج ۵) میں ملاحظہ فرمائیں۔

ضبط وترتیب: مولانا عبدالقیوم حقانی

(الحق ج ۲۲، ش ۳، ص ۵۹، دسمبر ۱۹۸۶ء)

تعمیر مساجد کی فضیلت

تکیہ مسجد (حالاً مسجد تقویٰ) صدر بازار نوشہرہ وسط چھاؤنی اور بہترین علمی و معاشرتی محلِ وقوع کی وجہ سے مسلمانوں کی نذرانۂ عبودیت پیش کرنے کا ایک اہم مرکز ہے اور سابقہ چھوٹی مسجد اب عبادت گزاروں کی کثرت کی وجہ سے وسعت کی طالب تھی، چنانچہ خدا کے فضل و کرم سے ۲۱ر جنوری ۱۹۶۶ء بمطابق ۲۹ر رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ (جمعۃ الوداع) اس مسجد کی چار دیواری کے افتتاح کیلئے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ نے تقریر جمعہ میں تعمیر مسجد کی فضیلت بیان فرمائی اور نماز جمعہ کے بعد مسلمانوں کے ایک جم غفیر وانبوہ کثیر میں چار دیواری مسجد کا اپنے مبارک ہاتھوں سے افتتاح فرما کر نہایت پرسوز دعا فرمائی، تعمیر مسجد کیلئے مسلمانوں کی تڑپ حقیقت میں تبدیل ہوتی چلی گئی اور تمام مسلمانوں نے اس کی تعمیر ووسعت میں جس گرمجوشی و تعاون کا اظہار کیا اسکی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی، ذیل میں شیخ الحدیث کا پرمغز بیان شامل کتاب کیا جارہا ہے۔ (س)

الحمد للّٰہ و کفیٰ والصلوۃ والسلام علیٰ عباد اللّٰہ الذین اصطفیٰ اما بعد بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من بنی للّٰہ مسجداً بنی اللّٰہ لہٗ بیتاً فی الجنۃ ۔

مساجد کا وجود دنیا کی بقاء کے لئے ضروری ہے

"فرمایا حضور اکرم ﷺ نے کہ جس نے اللہ کی رضا کیلئے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتے ہیں"

مسجد تکیہ کے بانی مبانی

محترم بزرگو! آج آپکی خدمت میں تعمیر مسجد کے بارہ میں کچھ عرض کرنا ہے آج جس مسجد میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں الحمدللہ ثم الحمدللہ آپ کے سامنے ایک نیا نمونہ و نقشہ ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا خاص فضل و احسان ہے اور تمام مسلمان اسکی تعمیر و وسعت کیلئے کوشاں ہیں بھائیو! پاکستان بننے سے قبل انگریزوں کے دور میں یہاں ہندو تھا سکھ تھا دینی کام جہاں شروع ہوتا، اس کے مقابلے میں ہندو اور سکھ کھڑے ہو جاتے اور ان دو ملعون قوموں کی سر پرستی انگریز خبیث کر کے اپنی اسلام دشمنی کا اظہار کرتا اس مسجد تکیہ کے پہلے بانی جناب میاں اکبر شاہ صاحبؒ کا کا خیل نے جب مسجد کی تعمیر شروع کی تو حکومت انگریز نے ان کو بلا کر کام بند کرنے کو کہا تو انہوں نے صاف جواب دیا کہ ہم کوئی اپنا ذاتی گھر نہیں بنا رہے، اللہ کے گھر کو بنا رہے ہیں اس لئے اس کام کو نہیں روکا جا سکتا الحمدللہ آج اس کا نتیجہ ہے کہ ہم اور آپ اس میں نذرانہ عبودیت ادا کرنے کیلئے جمع ہیں اور سب ثواب میں ان کا بھی برابر کا حصہ ہے۔

پاکستان بننے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دینی کاموں میں آسانیاں پیدا فرمادی ہیں اب تو حکومت اور عوام میں کوئی فرق ہی نہیں ہے سب بحمد للہ مسلمان ہیں اور اللہ کی عبادت کو ہی اپنا منتہائے مقصود سمجھتے ہیں عوام ہوں یا خواص ٹھیکیدار ہوں یا مزدور کمیٹی کے ممبر ہوں یا غیر سول ہوں یا فوجی، دینی کاموں اور خاص کر مسجد کی تعمیر و توسیع کے بارہ میں ایک مٹھی ہیں یہاں تو اختلاف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

تمام مساجد کی بنیاد خانہ کعبہ

میرے محترم بزرگو! تمام دنیا کی بنیاد و اصل خانہ کعبہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا بھی مرکز ہے اور ساری دنیا کی مساجد اس کے ذیلی مراکز ہیں جن سے مسلمان اپنی نسبت رکھتا ہے اور اسے قابل فخر سمجھتا ہے اصل میں انسان اللہ کی عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور عبادت کی جگہ مسجد ہے۔

ہر حکومت کیلئے دفتری جگہ ہوتی ہے ہر تحریک چلانے کے لئے ایک مرکزی دفتر ہوتا ہے اسی طرح اللہ کی بندگی کے مراکز مساجد الٰہیہ ہیں اور ان سب کی اصل الا صول (مرکز) بیت اللہ (مکہ معظمہ) ہے یہی شعائر اللہ ہیں۔

مساجد کی تعمیر مسلمانوں کا شیوہ

میں نے جو حدیث شریف پڑھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مساجد اللہ کو آباد کرنا مسلمانوں کا شیوہ ہے اور وہ اس لئے کہ مثلاً اگر نوشہرہ اس مال روڈ پر ایک غیر مسلم نو وارد آجائے تو دور سے مسجد کو دیکھ کر کہے گا کہ نوشہرہ کے لوگ مسلمان ہیں اسلئے تو انہوں نے اس شکل کا عبادت خانہ اپنے لئے بنایا ہے اگر یہاں کے لوگ مسلمان نہ ہوتے تو اس شکل کا معبد نہ ہوتا دیکھا آپ نے؟ آپ کی مسجد نے آپ کے مسلمان اور مومن ہونے کا اعلان کر دیا۔

بیت اللہ شریف پوری دنیا کا مرکز

ان مساجد کی اصل بیت اللہ پوری دنیا کا بھی مرکز ہے زمین کو جب اللہ نے پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو سب پانی تھا پانی کے اوپر جھاگ پیدا کر دی جہاں سب سے پہلے جھاگ اٹھی تھی وہیں بیت اللہ تعمیر ہوا تو معلوم ہوا کہ سب سے پہلے بیت اللہ کی زمین پیدا ہوئی اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب بیت اللہ نہ رہے گا تو دنیا

بھی ختم کر دی جائیگی کیونکہ جب مرکز نہ رہا تو اس کی شاخوں اور توابع کا رہنا مشکل ہے
جیسے کہیں فوجی اپنے جرنیل کے ساتھ ہوں تو جرنیل کا خیمہ مرکزی حیثیت رکھتا ہے جب
تک وہ اپنی جگہ موجود ہے سب مطمئن ہیں مگر جونہی جرنیل صاحب کا خیمہ اکھڑا یا جھنڈا
اترا بس سب پھر اپنے مرکزی شخصیت کے پیچھے بھاگتے ہیں اسی طرح جب دنیا کی اشیاء
یہ دیکھیں گی کہ ان سب کی اصل بیت اللہ نہیں ہے بس سب بحکم خداوندی فنا ہوتی جاویں
گی اور اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ بیت اللہ کو کون ختم کر سکتا ہے تو اس کے بارہ میں اتنا عرض
ہے کہ اس وقت بیت اللہ اور دنیا کی تمام مساجد پر اللہ تعالیٰ کی تجلیات ہیں جب اللہ اس
دنیا کو فنا کر چاہیں گے بیت اللہ سے اپنی تجلیات اٹھالیں گے پھر اسے حبشہ کے کالے
لوگ ختم کر دیں گے باقی جب تک تجلیات خداوندی رہیں گی اسکی طرف کوئی نظر اٹھا کر
دیکھ نہیں سکتا کیا آپ نے ہاتھی والوں کا واقعہ نہیں پڑھا اللہ نے ان کو کیسے تباہ کر دیا یہ
تمام مساجد اسی بیت اللہ کی نقل ہیں اب جو مساجد خداوندی کو تباہ و برباد کرنے کے لئے
اٹھے گا خدا اسے ایسی جگہوں سے تکالیف دیگا اور ایسے ہاتھوں سے اسے ذلیل کرے گا
جو ان مخالفوں کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا یعنی آپ اندازہ لگائیں ناکہ (ابابیل)
چھوٹی چھوٹی چڑیوں نے ہاتھی والوں کو ہلاک کر دیا اسلئے مساجد کے بارہ میں اپنے خدا
سے خوف چاہیے اس میں شوروغل تک ممنوع ہے چہ جائے کہ اسکی بے حرمتی کی جائے۔

مساجد کی تعمیر اور انبیاء کرام

یہ مسجد کی تعمیر تو انبیاء علیہم السلام کا کام ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے بیت اللہ تعمیر کیا ہے حضور اقدس ﷺ نے مساجد تعمیر فرمائی
ہے جب آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو مسجد نبوی ﷺ بنانے کے لئے خود
اینٹیں اٹھا رہے ہیں سب صحابہ عشاق رسول ﷺ تھے انہوں نے عرض کیا کہ آپ یہ

تکلیف نہ فرمادیں ہم خادم حاضر ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ اللہ کے گھر کا کام ہے کیا میں اس فضیلت میں شامل نہ ہو جاؤں اللہ اللہ کیا مقام ہے مسجد کی تعمیر کا ! حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی جو میں نے ابتداء میں پڑھا کہ جس نے خدا کے لئے مسجد بنائی تو اللہ اس کے لئے جنت میں مکان بناتے ہیں ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ اگر چہ ایک چڑیا کے گھونسلے کے برابر کسی نے مسجد بنائی تب بھی اللہ جل شانہٗ جنت میں مکان دیں گے اس کے بارہ میں علماء کرام نے لکھا ہے کہ چڑیا کے گھونسلہ کے برابر مسجد تعمیر کرنے سے یہ مراد ہے کہ اگر کسی نے مسجد کی تعمیر میں اتنی امداد کی جس سے ایک چڑیا کا گھونسلہ بن سکتا ہو (مثلاً ایک اینٹ) تو اللہ تعالیٰ اسے بھی جنت میں مکان دیں گے کتنا سستا سودا ہے سبحان اللہ ایک اینٹ جتنی چیز مسجد میں خرچ کر کے جنت میں مکان مل سکتا ہے اور یہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ویسے کوئی مذاق کی بات نہیں ہے۔

آج الحمد للہ اپنی حکومت ہے سارے چھوٹے بڑے مسلمان ہیں اور مسجد خداوندی کی تعمیر چاہتے ہیں ابھی ابھی مجھے مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے بتلایا کہ کس طرح لوگوں کا جوش وخروش ہے کوئی دیوار بنا رہا ہے تو کوئی مٹی پھینکوا رہا ہے کوئی پیسے دے رہا ہے تو کوئی اپنا وقت قربان کر رہا ہے سب بڑے چھوٹے اپنی اپنی جگہ مسجد کی توسیع وخوبصورتی کے خواہاں ہیں ساری تحصیل نوشہرہ کے لوگ دیوانہ وار فدا ہیں یہ کیا چیز ہے؟ یہ ایمان کی نشانی ہے۔

مساجد کی تعمیر حصول جنت کا ذریعہ

بھائیو! اگر خدانخواستہ لوگ مخالفت کرتے تو خدا کا گھر تو ان کے ہاتھوں نہ سہی کسی اور خوش قسمت کے ہاتھوں بن جاتا وہ خدا کا کیا بگاڑتے خود اپنے لئے دنیوی و آخروی ذلت و رسوائی کے اسباب پیدا کرتے بھائی سیدھی سیدھی بات ہے کہ خدا کی زمین ہے حکومت مسلمانوں کی ہے، رہنے والے سب مسلمان ہیں خدا کا گھر بنایا جا رہا

ہے اس میں کسی کو کیا کلام ہو سکتا ہے تعمیر تب رد کی جا سکتی تھی جب کوئی اپنا ذاتی مکان بنا رہا ہو یا خدانخواستہ حکومت اپنی نہ ہوتی اب تو ہم سب خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے جنت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہمیں عطا فرما دیا ہے بس جتنا ہو سکے اس کی امداد کرو اور جو کام کر رہے ہیں ان کا ساتھ دو۔

یاد رکھو! جو اللہ کے شعائر (نشانیوں) کو آباد کرے گا خدا اسے بھی آباد کرے گا اور جو اللہ کے شعائر کو مٹائے گا اللہ اسے مٹا دے گا۔

عزت و ذلت کا مالک اللہ ہے

خدا کی قسم، سیکنڈوں میں اللہ عزت کو ذلت میں تبدیل کرنے پر قادر ہے اپنے دنیوی عز و جاہ کے غرور میں آ کر کوئی غلط قدم نہ اٹھانا ورنہ اللہ کی گرفت کے لئے تیار ہو جاؤ اللہ کے گھر کو مسمار کرنا یا سے خرابی پہنچانا غیرت خداوندی کو چیلنج ہے اور جس کے خلاف اللہ ہو جائے ساری طاقتیں اس کے مقابلے میں ہیچ ہیں اللہ سب کا خالق ہے باقی سب اسکی مخلوق ہیں اللہ کے دین اور اسکے شعائر کی حفاظت کرو خدا تمہارا نگہبان ہوگا اب اللہ رب العزت سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہاں کے مسلمانوں کو اس کار خیر میں حصہ لینے کی سعادت نصیب کرے اور نہایت بحسن و خوبی اس کام کو سب افسر، ماتحت، امیر، غریب بڑے چھوٹے اپنا کام سمجھ کر سرانجام دیں اللہ تعالیٰ سب کو اپنی رضا سے نوازے آمین۔ وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

دینی مدارس و مساجد
اہمیت ،ضرورت، برکات اور خدمات

۱۹۸۶ء کو ماہ شوال میں دارالعلوم کے فاضل مولانا شاہد کمال کی دعوت پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے سواتو پھاٹک پشاور میں دینی مدرسہ کی افتتاح کے موقع پر مختصر خطاب فرمایا جو محفوظ کرلیا تھا، اب شامل خطبات کیا جارہا ہے۔

کلمات تشکر

میرے محترم بزرگو! چونکہ وقت بہت مختصر ہے اور میں اس کا اہل بھی نہیں ہوں کہ معروضات پیش کرسکوں ایک تو بیماری ہے علالت ہے کئی سالوں سے جلسوں وغیرہ میں شرکت نہیں کرسکا، یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ جیسے بزرگوں اور دیندار حضرات نے ملاقات کا موقع فراہم کردیا ہے، آپ علم کی، دین کی عزت اور قدر کرنے والے ہیں اللہ نے تمہیں جذبہ ایمانی سے نوازا ہے جس کی برکت سے مجھ جیسے گناہگار کو بھی آپ کے ہاں حاضری کی سعادت عطا فرمائی۔

محترم دوستو! وقت نہیں کہ کچھ عرض کرسکوں، یہ ایک مسجد اور مدرسہ کی افتتاح کا پروگرام ہے، ہم جو اس تقریب میں جمع ہوئے ہیں سب اللہ کے حضور عاجزانہ درخواست کریں کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد و مدرسہ کو اپنے انور و برکات سے مالا مال کردے۔

مساجد کی تعمیر اور اس کی اہمیت 'عنداللہ محبوبیت

بھائیو! مسجد کی بنا کی تقریب کی اہمیت اور عنداللہ اس کی محبوبیت کا اندازہ آپ اسی سے لگاسکتے ہیں کہ خداتعالیٰ نے جنت سے دو پتھر بھیجے، ایک حجراسود دوسرا مقام ابراہیم کہ میرے گھر اور میرے مکان کی تعمیر ہو گویا اللہ نے اپنے گھر کی تعمیر کے لئے جنت سے پتھر نازل فرمائے، مسجد و مدرسہ کی تعمیر اللہ کے نزدیک نہایت محبوب اور قابل قدر چیز ہے، اس کی تعمیر پر عالم کا ذرہ ذرہ اور مخلوق کا ہر فرد فخر کرتا ہے۔

بیت اللہ، اللہ کا اولین گھر ہے اور باقی مساجد و مدارس اس کی شاخیں ہیں، ہم اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ جس طرح اللہ نے اپنے گھر کی تعمیر کے لئے جنت سے حجر اسود و مقام ابراہیم کو نازل فرمایا ہم بھی اس طریقہ پر اس کی نقل کرتے ہوئے یہاں اللہ کے گھر کی بنیاد رکھیں کہ خداتعالیٰ ہمیں بھی ان انوار و برکات سے مشرف کردے جو وہ اپنے گھر کے خدام پر نازل فرماتے ہے، مسجد کی بنیاد اور تعمیر گو اینٹ، پتھر، چونا اور مٹی کی ترکیب پر موقوف ہے مگر اللہ کی گھر کی نسبت کے پیش نظر جس طرح حجر اسود اور مقام ابراہیم کو شرافت حاصل ہوگئی، عزت حاصل ہوگئی، قرب و رضاء کا وسیلہ بن گیا جو شخص حجر اسود کے سامنے ہو ایمان و یقین کے ساتھ، اللہ اکبر پڑھا، حجر اسود کو بوسہ دیا، تقبیل کیا تو اسکے سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے پاک کردیتے ہیں، اسے حج مبرور حاصل ہوجاتا ہے، حج مبرور کا بدلہ سوائے جنت دینے کے کسی اور چیز پر اللہ راضی نہیں ہوتے، حج کے بدلے فقر کو دور کردیتے ہیں، مفلسی ختم ہوجاتی ہے، یُسر اور تونگری آجاتی ہے، آپ دیکھ لیں جن لوگوں کو حج کی سعادت حاصل ہوئی ہیں حج سے قبل ان کے ہاں فاقہ تھا، غربت تھی، مسکنت تھی مگر حج کے بعد آسودہ حالی ہے۔

یہ تقریب بھی خدا کے گھر کے آباد کرنے اور دین کی خدمت کرنے کی تقریب

ہے، یقیناً جب اخلاص ہوگا تو اللہ تعالیٰ وہی، انوار وتجلیات نازل فرمادینگے جو وہ بیت اللہ کے خدام و متعلقین پر نازل فرماتے ہیں۔

یہ پاک مجلس ہے یہ مبارک محفل ہے، یہ خدمت واشاعت دین کا عزم ہے، یہ آپ جیسے نیک ارادے رکھنے والوں، پاک ہستیوں اور پاکیزہ نفوس کی برکتیں ہیں، آج دین محفوظ ہے، قرآن محفوظ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث محفوظ ہیں، اسلام باقی ہے تو یہ مساجد اور مدارس اور ان کے خدام کی برکت ہے، تعلیم وتعلم اور درس و تدریس کی برکت ہے، آپ جس کام کرنے کا ارادہ کر چکے ہیں، یہ ایسے نیک عزائم اور پاکیزہ ارادوں کی برکتیں ہیں۔

علماء طلباء اور مساجد کی برکات

اگر آج علماء ،طلباء اور مساجد ومدارس نہ ہوتے تو روس جیسے ظالم اور جابر طاقت کا مقابلہ کون کرسکتا تھا اگر مدارس نہ ہوتے تو علماء نہ ہوتے تو ہمیں بسم اللہ کون سکھلاتا؟ نماز کس سے سیکھتے؟ قرآن کون پڑھاتا؟ ماں بہن کی تمیز کیسے ہوتی اور انسانیت کو شرافت کون بخشتا؟ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں جب انگریز غالب ہوئے اور مغربی تہذیب کی یلغار نے مسلمانوں کی قومی وملی ورثہ کو لے بہانے کا رویہ اختیار کیا تو حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور ان کے مخلص رفقاء نے دیوبند میں ایک دینی مدرسہ، دارالعلوم کی بنیاد رکھی، انار کے درخت کے نیچے، ایک طالبعلم، ایک استاد، مدرسہ کا افتتاح ہوگیا، دنیا ہنستی تھی کہ یہ کیا ہورہا ہے؟ یہ کیا انقلاب لائیں گے؟ مگر آج ہم دیکھتے ہیں جہاں جاؤ گے دارالعلوم دیوبند کے فضلاء یا انکے تلامذہ کا فیض پاؤ گے، ہر گلی کوچہ میں آپ کو کلمہ گو ملیں گے جو علماء دیوبند کے عقیدت مند ہوں گے ہمارے اکابر نے سستی نہیں کی، غفلت سے کام نہیں لیا، بر موقع اور بروقت قدم اٹھایا اور آج اللہ کریم نے انکی

ہمت ومحنت قبول کرلی، اگر دارالعلوم دیوبند کا مدرسہ قائم نہ ہوا ہوتا تو علماء دیوبند کے دینی، قومی، ملکی اورملی خدمات نہ ہوتے، اس ملک میں دین اسلام کا حقیقی حلیہ بھی موجود نہ ہوتا، آج ہمارا ملک محفوظ ہے، ہماری اسلامی اور تاریخی روایات محفوظ ہیں، یہ سب دینی مدارس اور اکابر علماء دیوبند کی برکتیں ہیں، آپ کا یہ مدرسہ جس کی آپ آج بنیاد رکھ رہے ہیں، یہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، حدیث کا مضمون ہے جو اللہ کا گھر بناتا ہے، مسجد بناتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں شاندار محل عطاء فرماتے ہیں، مسند بزار کی روایت میں ہے جس نے چڑیا کے گھونسلے کے برابر بھی اللہ کی مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا اس کیلئے بھی عن ابی ذر رضی اللہ عنہ النبی ﷺ قال من بنی للہ مسجداً ولو قدر مفحص قطاۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ (رواہ مسند البزار) کی بشارت ہے۔ خداتعالیٰ سب کو اپنی رضا سے نوازے اور زیادہ سے زیادہ خدمت واشاعتِ دین کا مواقع فراہم فرمادے۔

ضبط وترتیب: مولانا عبدالقیوم حقانی

(الحق ج ۲۲، ش ۱۲، ص ۸ ستمبر ۱۹۸۷ء)

مدارس دینیہ کا قیام
روحانی اور اخلاقی استحکام

دارالعلوم حقانیہ کا عظیم الشان سالانہ اجتماع فارغ التحصیل طلباء کی دستار بندی

شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غور غشتویؒ کی صدارت اور وزیر تعلیم میں جعفر شاہ کی شرکت

اعلان کے بموجب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا سالانہ جلسہ اب کے سال ۱۶ر۱۷ مئی ۱۹۵۱ء کو اپنی روایتی شان سے منعقد ہوا چنانچہ ۱۶رمئی کو اس عظیم الشان اجتماع میں شریک ہونے کیلئے صوبے بھر کے گوشے گوشے سے عوام، علماء اور زعمائے ملت اکوڑہ پہنچ گئے اور حسب پروگرام ٹھیک چار بجے شام اس اجتماع کی پہلی نشست منعقد ہوئی دارالعلوم حقانیہ کی طرف سے اس اجتماع کیلئے ایک عظیم الشان پنڈال بنایا گیا تھا اور پنڈال کے جنوب کی سمت ایک بلند، کشادہ اور آراستہ اسٹیج بنایا گیا تھا جس پر علماء، مدعوین اور دیگر عمائدین موجود تھے پہلی نشست کی باقاعدہ کاروائی ۴ بجے شروع ہوئی صدارت مولانا نصیر الدین غور غشتویؒ نے فرمائی، تلاوت کلام پاک کے بعد کاروائی شروع کی جانے والی تھی کہ عزت مآب میاں جعفر شاہ کاکاخیل صاحب وزیر تعلیم صوبہ سرحد تشریف لے آئے جن کا استقبال نہایت پر جوش طریقہ سے عمل میں آیا تھوڑی دیر کیلئے پنڈال ''دارالعلوم حقانیہ زندہ باد'' اور ''میاں جعفر شاہ زندہ باد'' کے نعروں سے گونج اٹھا اس کے بعد مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ نے دارالعلوم کے چوتھے سال کی اجمالی روئداد پیش فرمائی اور خطاب بھی فرمایا جواب شامل خطبات ہے۔

کلمات تشکر

سب سے پہلے ہم پر خداوند قدوس کا شکریہ ادا کرنا لازم ہے کہ اس نے کن کن حالات میں اور کیا کیا احسانات فرمائے کہ آج ہم آپکے سامنے دارالعلوم کے چوتھے سال کو محض انہی انعامات خداوندی کی بنا پر کامیاب طور پر پیش کرنے کے قابل ہوئے اور اس کے ساتھ ہی روئداد مدرسہ پیش کرنے سے پہلے میں یہ ہی ضروری خیال کرتا ہوں کہ آپ تمام حضرات کا شکریہ بھی ادا کروں کہ آپ نے دارالعلوم سے ہمدردی کی اور کماحقہ' سرپرستی فرمائی اور اسی ہمدردی کے جذبے کے ماتحت آپ نے اس شدت گرمی کے موسم میں اس اجتماع میں شرکت فرما کر ہماری حوصلہ فزائی فرمائی۔

قلب وروح کی بصیرت کے لئے آفتاب نبوت

حضرات! خالق مخلوقات نے جس طرح بندوں کی بینائی کی خاطر شمس وقمر پیدا کیا اسی طرح قلب وروح کی بصیرت کیلئے آفتاب نبوت کو ظاہر فرمایا تا کہ طالبین حق فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ (الحج:٤٦) کے مصداق ہونے سے بچے رہیں حق سبحانہ' تعالیٰ نے اپنی رضا اور دین مبین پر چلنے کے لیے صراط مستقیم کو واضح فرمایا اور موصل الی الحق اور موصل الی اللہ قرآن مجید اور صرف قرآن مجید ہی ہے ارشاد ہوتا ہے إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر:۹) حفاظت دین کی خدمت کے سلسلے میں ہمیشہ اس امت مرحومہ میں سے ایک خاص گروہ کو نہاں خانہ غیب سے توفیق و امداد ارزانی ہوتی رہی ہے اور قرب قیامت تک عطا ہوتی رہے گی لاتزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین علی من ناواهم حتیٰ یقاتل اخرهم المسیح الدجال (الفتن لحنبل بن اسحاق: ح۱۱) جس طرح پروردگار عالم ظلمت شب کے بعد زندگی بخش اجالے سے عالم آب وگل کو بقعہ نور بنا دیتا ہے اسی طرح سرور

کائنات ﷺ کے نام لیواؤں پر جب کبھی بھی خواہشات، نفسیانیات، خارجیات و دیگر امور طبعیہ کی بنا پر گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا تھا جلد سے جلد اسے اپنی رحمت کاملہ کے لامتناہی انوار کی شعاعوں سے ایک قابل رشک روشنی میں تبدیل کر دیا گیا لا یزال اللّٰہ یغرس فی ھذا الدین غرسا (ابن ماجہ: ج ۸) جس طرح کسی باغ کا مالک پرانے درختوں کی بجائے نئے پودے لگا دیا کرتا ہے اسی طرح اس عالمگیر قانون کے زیر اثر دین حنیف کی بقاء کیلئے دور اکابرین ختم ہونے کے بعد اصاغرین متاخرین کے علمی شمیم سے دنیا کے مشام کو معطر و معنبر بنایا گیا یہی سنت ایزدی ہے اور اسی کا وعدہ بھی فرمایا علوم قرآنی مکہ معظمہ میں نازل فرمائے گئے مشرکین مکہ کی ناقدر شناسی کی وجہ سے انصار مدینہ کے مکانوں میں نشو نما دی گئی جن کی قدر دانی کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا گیا ہے

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ (الحشر:۹)

عراق میں اس کے پھلنے پھولنے اور پھیلنے کے سامان فراہم کر دیئے گئے فتنہ تاتار چھا جانے کے ۱۰۰۰ھ تک شام و مصر میں مینار علم برابر روشنی دیتا رہا۔

برصغیر میں علم نبوت کے پرچارک

۹۰۰ھ کے بعد علم نے ہندوستان کی طرف رخ کیا حضرت قطب الاقطاب مجدد الف ثانیؒ، حضرت شیخ عبدالحقؒ صاحب محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کا خاندان اور ان کے بعد رئیس متکلمین والمحدثین حضرت قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسمؒ صاحب دیوبندی قدس اللہ اسرارہم نے ایسے نازک دور میں جبکہ یورپ اور اس کے دلدادگان علوم دینیہ و اسلامیہ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی وجہ سے ملک سے حاملین ملک کو چھانٹ چھانٹ کر شاطران یورپ بزعم خود علم کو ختم کر چکے تھے ایسے زمانے میں جب کہ مطالعہ کیلئے چراغ تک میسر نہیں ہو سکتا

تھا، توفیق خداوندی سے علوم دینیہ کے آب حیات سے مردہ ارواح کو زندہ کرانے کے لئے ایک نہر قائم کی یعنی ان مذکورۃ الصدر حضرات نے مدارس علوم دینیہ کی بنیاد رکھی اور طالبان علم کی تمام ضروریات کی فراہمی کیلئے مدارس کو متکفل گردانا لوگوں کی بے توجہی اور بے ہمتی کی بنا پر جس قدر خلاف ہوتا رہا قدرت کاملہ غیب سے کشودِ کار کے اسباب پیدا کرتی رہی تا کہ حقیقی زندگی کے اس سرچشمۂ فیض سے زیادہ سے زیادہ لوگ فیضیاب ہوں اور اصولِ قدرت بھی یہی ہے کہ جس چیز کی جتنی زیادہ ضرورت ہو اسے اسی قدر آسان اور عام کر دیا گیا ہے، ہوا کی ضرورت چونکہ ہر قسم کی مخلوق کو ہر وقت اور بہت ہی زیادہ ہے اس لئے وہ ہر قید و بند اور احتساب انسانی سے آزاد ہے، ہوا کے بعد زندہ رہنے کے لئے ہر مخلوق کو پانی کی اشد ضرورت ہے تو اسے عام اور سہل الحصول بنا دیا گیا ہے، سونا چاندی جواہرات وسائل ہیں مقاصد حیات ان پر کچھ موقوف نہیں تو کم کر دی گئی ہیں اسی طرح انگریزی علوم کی ضرورت کم تو اس کے حصول میں موانع، ہر قسم اخراجات وغیرہ زیادہ بلکہ بسا اوقات نا قابل برداشت دینی علوم کی ضرورت عام اور زیادہ ہے تو اس کے حصول کے لئے ہر قسم کی سہولتیں میسر ہے۔

پاکستان میں مدارس دینیہ کا قیام اور استحکام

خداوند کریم نے جب پاکستان جیسی نعمت عظمیٰ کے عطا کرنے سے مسلمانوں کو نوازا، فوجی اور اقتصادی استحکامات عطا فرمائے تو یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ مراکز علوم دینیہ سے کٹ جانے پر روحانی استحکامات سے محروم رکھتا، جس وقت پاکستان کا ایک طائفہ پاکستان کی دنیوی اور مادی بنیادوں کو مضبوط کرانے کی مجاہدانہ کوشش کر رہا تھا، جو وقت کا اہم ترین تقاضا تھا عین اس وقت سرور کائنات ﷺ کی زندگی بخش اور روح پرور تعلیم کے ذریعے ملت اسلامیہ کے ہر فرزند کو اخلاقی اور روحانی طور پر مستحکم بلکہ زندہ جاوید بنانے

کیلئے ایک قلیل البضاعة جماعت (جن کے بازوں میں بظاہر کچھ طاقت نہ تھی) بے سروسامانی کی حالت میں اٹھی اور جب خداوند کریم چاہے تو مکڑی کا جالا بھی جسے اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ فرمایا گیا بڑے بڑے مضبوط اور مستحکم قلعوں سے بڑھ کر ذریعہ تحفظ بن جاتا ہے

خدمات دینیہ کی ایک کڑی جامعہ دارالعلوم حقانیہ کا قیام

اس اخلاقی اور روحانی سلسلہ استحکامات کی ایک ضعیف سی کڑی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک خلدہا اللہ کا قیام ہے جس کی چند سالہ زندگی کی حیرت انگیز ترقی ملک کے اکثر و بیشتر بالغ نظر اور صائب الرائے حضرات سے خراج تحسین حاصل کرتی چلی آئی ہے اس وقت خداوند لایزال کے حضور اقدس میں لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتے ہوئے میں اپنے بہی خواہوں، معاونین بلکہ ملت اسلامیہ کے ہر فرزند کی خدمت میں بہت ہی مسرت اور ابتہاج کے ساتھ، ۱۳۶۹ھ ہجری یعنی دارالعلوم کے چوتھے سال کی کارگزاریوں کا اجمالی نقشہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

جامعہ حقانیہ اور نفاذ شریعت کی تحریک

منبر جامعہ حقانیہ سے حضرت شیخ الحدیثؒ اور مولانا سمیع الحق کی طرف سے
پارلیمنٹ میں نفاذ شریعت کی جدوجہد تحریکی دورے اور شیخ الحدیثؒ سے نفاذ
شریعت کیلئے بیعت اور دوروں کے خطبات کی جھلکیاں۔

تاریخ انسانیت گواہ ہے کہ علوم نبوت کے ورثاء، مشائخ عظام، فضلاء کرام اور علماء حق نے ہر دور میں ظلمت کدۂ جہالت میں شمع حق فروزاں رکھی اور اسلام کی شان کو بلند رکھا انہی کے مساعی، بروقت رہنمائی، بے لوث قیادت وشجاعت سے چمنستانِ دعوت وعزیمت کی رونقیں قائم ہیں ارباب عزیمت اور حق پرست علماء کے اس لازوال کردار کو تاریخی تسلسل حاصل ہے ماحول اور سوسائٹی کے نامساعد اور نازک سے نازک حالات بھی انہیں جادۂ حق اور اعلاء کلمۃ الحق کے فریضہ کی ادائیگی سے نہ روک سکے۔

اب جبکہ مملکت خداداد پاکستان ایک خطرناک، نازک ترین اور فیصلہ کن مرحلہ سے گذر رہی ہے سرحدات پر خطرات کے بادل منڈلا رہے ہیں غیر ملکی اشاروں پر مفاد پرست عناصر آخری کھیل کھیلنے کا فیصلہ کر چکے ہیں ارباب اقتدار نفاذ شریعت بل کی منظوری ونفاذ میں منافقت اور حد درجہ بزدلی کا مظاہرہ کر کے تاخیری حربے استعمال

کر رہے ہیں ادھر عیاش اور فحاش طبقہ کھلم کھلا شریعت بل کے خلاف جلسے جلوس، ہنگامے کر کے حکومت پر دباؤ ڈال رہے ہیں ایران کے اشاروں پر خمینیت کے علمبرداروں نے شریعت بل کی خلاف تحریک چلانے اور لکھنؤ ایجی ٹیشن کی یاد تازہ کر دینے کی دھمکی دے دی ہے حیرت اس پر ہے کہ بعض مذہبی جماعتوں نے بھی شریعت بل کو لادینی جمہوریت اور مغربی سیاست کے سیاہ چشموں سے دیکھا اور ایک روشن حقیقت بھی انہیں تاریک نظر آئی ......

نہیں غم کہ دشمن ہے سارا زمانہ
مگر آہ کہ تم نے بھی اپنانہ جانا

دوسری طرف وہ ظالم اور لادینی قوتیں جنہیں پوری قوم نے ۱۹۷۷ء میں بے مثال اور زبردست قربانیاں دیکر مسترد کر دیا تھا۔ سوشلزم کا وہی عفریت ایک نئے رنگ ڈھنگ، نئے جوش و جذبہ نئی للکار اور پکار کے ساتھ میدان میں آ کودا ہے......

ع اگر چہ پیر ہے مومن جواں ہیں لات ومنات

ایسے حالات میں انقلاب برائے اسلام کی بجائے، محض مغربی جمہوریت کی بحالی اور محض انقلاب کی خاطر ایجی ٹیشن، پیشاب کو شراب سے دھونے کے مترادف ہے اور اپنے ہاتھوں سے ملک کو تباہی کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیلنا ہے۔

ملک اسلام کے نام پر قائم ہوا، جمہور مسلمانوں کا مطالبہ بھی نفاذ اسلام کا ہے، لہٰذا ایسے حالات میں اہل اسلام بالخصوص علماء امت اور مذہبی جماعتوں کا یہ فرض ہے کہ وہ جماعتی اور گروہی تعصب سے بالاتر ہو کر صرف اور صرف نفاذ شریعت کی تحریک چلائیں بمقتضائے حدیث بحری قذاقوں کی سرکوبی کے لئے کشتی کے چھت پر مورچہ بندی کے بجائے اس دشمن پر نظر رکھنا ضروری ہے جس نے کشتی کے نیچے سے تختہ نکال کر سوراخ

کردیا ہے اگر ادھر توجہ نہ کی گئی تو بحری قذاقوں کی تاک میں رہنے والے لقمۂ اجل بن جائیں گے۔

الحمد للہ کہ جمعیۃ علماء اسلام (س) جو شاہ ولی اللہؒ اور شاہ عبدالعزیزؒ کے علوم وافکار کی ترجمان سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی قربانیوں کے امین مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے عزم اور ولولۂ جہاد کی محافظ، شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ اور بطل جلیل مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حکیم الامت حضرت تھانویؒ، شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ، شیخ الاسلام حضرت عثمانیؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ بخاریؒ اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی وراثت اور عظمتوں کی حامل جماعت ہے، دین کی حفاظت واشاعت اور حریم اسلام کی حراست اور مدافعت میں کسی غفلت ومداہنت اور حالات کے دھارے میں بہہ جانے کی بجائے دینی وملکی حالات کے ہر گوشہ پر جامع اور ہمہ گیر انداز میں مخلصانہ اور اجتماعی سوچ وبچار کے بعد میدان عمل میں مصروف کار ہے، حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم اس جماعت کے رہنما وسرپرست ہیں۔

شریعت بل: برصغیر کی پارلیمانی تاریخ میں پہلا مکمل آئینی خاکہ

برصغیر کی پارلیمانی تاریخ میں صرف اور صرف جمعیۃ علماء اسلام ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس کے پارلیمانی قائد مولانا سمیع الحق صاحب اور قاضی عبداللطیف صاحب کی طرف سے ایوان بالا سینٹ میں نظام شریعت کے مکمل نفاذ کے سلسلہ میں ایک جامع آئینی خاکہ ''شریعت بل'' کے نام سے پیش کردیا گیا جسے ایوان نے بطور ایجنڈا کے منظور کرلیا ہے مگر حکومت نے تاخیری حربوں اور منافقانہ رویے کی وجہ سے اسے تین ماہ کے لئے مشتہر کردیا ہے بظاہر یہ مرحلہ اہل اسلام کیلئے حیرت انگیز اور مایوس کن

تھا مگر قدرت کو اس کے ذریعہ کچھ اور ہی منظور تھا شریعت بل کی حمایت میں کراچی سے خیبر تک عظیم تحریک چلی اہلِ اسلام نے پھر سے نظام اسلام سے مضبوط وابستگی کا اظہار کیا، خوابیدہ جذبات بیدار ہوئے ولولے تازہ ہوگئے اور یاس وقنوط کے بادل چھٹ گئے اربابِ اقتدار، اہل ہوئی والحاد روسی امریکہ ایجنٹوں، عیاش وفحاش اور لادین عناصر کی آنکھیں اس وقت چندھا گئیں دینی زوال وانداراس کا خواب دیکھنے والے حواس باختہ ہوگئے جب یادگار سلف محدث کبیر قائد تحریکِ نفاذ شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ' نے پیرانہ سالی، ضعف ونقاہت کے باوجود صوبہ سرحد میں ڈویژنوں کی سطح پر حقانی فضلاء اور علماء کنونشن بلائے، انہیں احساس ذمہ داری اور فرائض منصبی یاددلایا جبکہ اس سے قبل حضرت شیخ الحدیث مدظلہ' کے مشورہ سے شریعت بل کے محرک مولانا سمیع الحق نے ضلع دیر کے علماء بالخصوص دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء سے ملنے اور تحریک نفاذ شریعت کے لئے فضا ہموار کرنے کے سلسلہ میں سہ روزہ پروگرام بنایا وہاں کے مشائخ علماء اور فضلاء کے خصوصی اجتماعات اور کئی ایک مرکزی مقامات پر جلسہ عام سے خطاب بھی فرمایا ضلع دیر میں پھیلے ہوئے دارالعلوم کے تین سو فضلاء کے لئے مولانا سمیع الحق کی تشریف آوری نعمت غیر مترقبہ تھی اس لئے انہوں نے ہر جگہ آپ کا شایانِ شان استقبال کیا اور پروگرام کی ترتیب میں زیادہ سے زیادہ استفادہ کو ملحوظ رکھا۔

ادھر کراچی کے اکابر علماء جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما بالخصوص وہاں پھیلے ہوئے دارالعلوم کے سینکڑوں فضلاء کے شدید اصرار ومطالبہ پر مولانا سمیع الحق نے ۱۶ اپریل سے ۲۲ اپریل تک کا وقت کراچی، حیدرآباد اور میر پور خاص کیلئے دیدیا چنانچہ وہاں بھی آپ کے پروگرام کو زیادہ سے زیادہ نافع بنانے کیلئے علماء اور وکلاء کے خصوصی اجتماعات کے علاوہ کثرت سے اجتماعات کے پروگرام بنائے گئے جگہ جگہ پر خلوص اور والہانہ استقبال ہوئے خصوصی اجتماعات وخطابات کے علاوہ اہم مرکزی مقامات پر جلسہ ہائے

عام کیے گئے بحمد للہ کراچی کے علماء بالخصوص دارالعلوم کے فضلاء جمعیۃ علماء اسلام اور سوادِاعظم اہل سنت کے بزرگوں کی سرپرستی اور مخلص کارکنوں کی زبردست محنت سے ساڑھے پانچ لاکھ افراد نے شریعت بل کی حمایت میں فارم پر کیے جنہیں پندرہ پیٹیوں میں بند کرکے وہاں کے علماء کے ایک وفد نے مولانا سمیع الحق کی قیادت میں سینٹ کے چیئرمین کے حوالے کردیے، کراچی میں مولانا سمیع الحق کی تحریک نفاذ شریعت کے سلسلہ میں ہفتہ بھر کی مساعی اور پروگرام کاروائی اور تقاریر کراچی کے اخبارات تفصیل سے شائع کرتے رہے اس دوران حیدرآباد کے استقبالیہ میں بھی شرکت کی اور میرپور خاص بھی گئے جہاں ان کی نہایت پرتپاک پذیرائی کی گئی اور کئی پروگرام ترتیب دیے گئے تھے۔

شیخ الحدیث کے طوفانی دورے

ادھر خود شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ سب سے پہلے ۱۰ اپریل کو ہزارہ ڈویژن کی سطح پر علماء کنونشن کے لئے مانسہرہ تشریف لے گئے ۱۳ اپریل کو مردان ۱۶ اپریل کو بنوں اور ۲۷ اپریل کو پشاور کے علماء کنونشن میں شرکت فرمائی ہر جگہ ہزاروں علماء دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء دیندار مسلمانوں اور جمعیۃ علماء اسلام کے مخلص کارکنوں نے حضرت مدظلہٗ کا زبردست اور شاندار استقبال کیا موٹروں، بسوں، ویگنوں، سوزوکیوں، کاروں اور سکوٹروں کے میلوں لمبے جلوس نکالے، سب سے پہلے پروگرام مانسہرہ کا تھا جہاں کا استقبالی جلوس اور علماء کا عظیم اجتماع تاریخی تھا کنونشن میں اولاً شریعت بل کے محرک مولانا سمیع الحق نے ملکی حالات، سیاسی صورت حال، جماعتی پروگرام علماء کی ذمہ داریاں، نازک ترین حالات میں محتاط لائحہ عمل اور تحریک نفاذ شریعت واہمیت پر بصیرت افروز خطاب فرمایا ان کے بعد جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی رہنما مولانا محمد اجمل خان کی ولولہ انگیز تقریر سے جذب وشوق اور جذبہٗ جہاد وحریت کا زبردست سماں بندھا مولانا

نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی اس ضعف ونقاہت اور پیرانہ سالی میں ہزارہ کے سنگلاخ پہاڑی علاقہ میں تشریف آوری کو قدرت کے غیبی اور تکوینی امور سے دین الٰہی کی غیبی نصرت قرار دیا اور اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے دست حق پرست پر نفاذ شریعت کے لئے بیعت کرنے کی تجویز پیش کی ہزاروں علماء نے فوراً تائید کی اور بیعت کیلئے بڑے پرخلوص اور والہانہ انداز میں لپک پڑے چنانچہ اخباری اطلاع کے مطابق ہزارہ ڈویژن کے تین ہزار علماء نے تحریک نفاذ شریعت کے لئے آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور آپ کو قائد شریعت کا خطاب دیا ۱۳ اپریل کو مردان کے علماء کنونشن میں ڈیڑھ ہزار اور ۱۶ اپریل کو پشاور میں صوبہ سرحد کے مختلف اضلاع سے آئے ہوئے اکابر ومشائخ، سینکڑوں علماء، اور دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء صوبائی کنونشن میں شریک ہوئے شریعت بل منوانے، نفاذِ شریعت کی پُر زور تحریک چلانے اور نظامِ شریعت کی بالادستی کی خاطر ہر قسم کی قربانیاں دینے کا عزم کیا اور حضرت شیخ الحدیث الحدیث مدظلہ کی قیادت میں جہاد مسلسل کی خاطر آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت بھی کی۔

ان اجتماعات میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے مختصر بیانات کے کچھ ضروری حصے اگلے صفحات میں نذر قارئین ہیں امید ہے الحق کے ذریعہ مستفید ہونے والے تمام علماء بالخصوص ملک وبیرون ملک پھیلے ہوئے فضلاء حقانیہ بھی ان ارشادات کا اپنے آپ کو مخاطب سمجھیں گے اور اجتماعی وتنظیمی میدان میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ حضرت درخواستی مدظلہ اور دیگر اکابر وعلماء ومشائخ کے مسلک پر مضبوطی سے گامزن رہیں گے۔

(مولانا عبدالقیوم حقانی، الحق اپریل ۱۹۸۶ء)

تحریکِ نفاذِ شریعت کا آغاز

علماء کنونشن مانسہرہ جامع مسجد ناڑی ۱۰ اپریل ۱۹۸۶ء کو شیخ الحدیثؒ کا خطاب

اہل پاکستان کا امتحان اسلام یا سیکولرازم

محترم بزرگو اور دوستو! آج آپ کی خدمت میں حاضری کی سعادت اور ملاقات کا شرف حاصل ہو رہا ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں چلنے پھرنے کا نہیں، اٹھنے بیٹھنے کا نہیں، بات کرنے کی بھی طاقت نہیں، ہر لحاظ سے ضعف اور کمزوری ہے وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ (یٰس: ۶۸) والا معاملہ بن گیا ہے مگر اس کے باوجود حاضر خدمت ہوا ہوں کہ آج اہلیانِ پاکستان اور نو کروڑ اہل اسلام کے امتحان کا وقت ہے کہ اہل اسلام کیا چاہتے ہیں؟ سیکولرازم چاہتے ہیں، سوشلزم چاہتے ہیں، دہریت چاہتے ہیں یا پھر دین اسلام چاہتے ہیں اور اس کے مکمل نفاذ اور بقاء تحفظ کے لئے خود کو بھی اور اپنے سب کچھ کو قربان کر دینا چاہتے ہیں۔

اسلام کے نام پر ریفرنڈم مگر نفاذ میں تاخیری حربے

ریفرنڈم اسلام کے نام پر ہوا غیر سیاسی انتخابات اسلام کے نام پر ہوئے، ملک اسلام کے نام پر بنا ان حالات اور ایسے پس منظر اور ناقابل تردید حقائق کا تقاضا تو

یہ تھا کہ موجودہ حکمران اوّل روز یہ اعلان کر دیتے کہ ہمارا قانون اسلام ہے ہمارے ملک کا نظام اسلام ہوگا لیکن بدقسمتی سے نئی حکومت کو بھی ایک سال مکمل ہوگیا مگر وہ مسئلہ جس کے لئے ملک بنا تھا جوں کا توں باقی ہے، مارشل لاء ایک آرڈر سے لگادیا گیا اور پھر ہٹادیا گیا، ہنگامی حالات اٹھادیے گئے، جمہوریت بحال کردی گئی آئین میں ترامیم کے بل پاس کردیے گئے، سب کچھ ہوا مگر قوم کو کیا ملا، نظریہ پاکستان کی پاسداری کتنی ہوئی؟ صرف آج ہی نہیں ۳۸ سال سے اسلام کے ساتھ مذاق کیا جارہا ہے اور آج تک نظام شریعت نافذ نہ ہوسکا اگر مارشل لاء ایک ہی اعلان سے لگ بھی سکتا ہے اور اُٹھ بھی سکتا ہے تو اسلام کو کیوں نافذ نہیں کیا جاسکتا؟ اب پھر شریعت بل کو مشتہر کرکے پوچھا جارہا ہے کہ تم اسلام چاہتے ہو کہ نہیں چاہتے، ایسے تاخیری حربوں سے اور ایسے سوالات سے ۹ کروڑ مسلمانوں کو پریشان کیا جارہا ہے۔

شریعت بل پر ریفرنڈم کی کفر: جیسا کہ جھوٹے مدعی سے نبوت کی دلیل طلب کرنا

محترم بزرگو! دیکھو! حضور اقدس صلی علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا لیکن اگر کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کردیا اور اس نے اپنے دعویٰ کا اعلان کردیا کسی مسلمان نے سنا اور مدعی نبوت سے معجزہ اور اسکی نبوت کی صداقت کی دلیل طلب کی تو علماء کہتے ہیں کہ جھوٹے کی نبوت کی دلیل طلب کرنے والا بھی کافر ہوگیا اب حکومت نے پھر سے لوگوں سے استفسار شروع کردیا ہے کہ اسلام چاہتے ہو یا نہیں؟ اسلام سے چاہت اور محبت کا اظہار ہر دور میں ہر حالت میں مسلمانوں پر فرض ہے اب اس معمہ سے پھر ۹ کروڑ مسلمان پریشانی میں مبتلا ہوگئے۔

ہمارا مطالبہ اسلام پر عمل اور تنفیذ

میں اس ضعف اور پیرانہ سالی میں اس لئے گھر سے نکلا ہوں کہ مسلمانوں کو خبردار کردوں اور ان سے اپیل کروں کہ وہ متحد ہو کر حکومت پر واضح کردیں کہ ہم صرف اسلام چاہتے نہیں بلکہ اس پر عمل بھی کرواتے ہیں اور ملک میں اس کو نافذ بھی کرنا چاہتے ہیں آج یہ مانسہرہ کا نہیں بلکہ تمام پاکستان کا اجتماع ہے اس میں کوہاٹ، بنوں، پشاور، لاہور اور کراچی سے بھی نمائندے شریک ہیں، میں یہ بات واضح کردینا چاہتا ہوں کہ نفاذِ شریعت کی تحریک میں غفلت، تساہل اور خاموشی اور مداہنت کا مظاہرہ نہ کیا جائے۔

مجھ سے بیعت کرنے کا تقاضا

آپ حضرات نے نفاذِ شریعت کیلئے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور مجھے یہ عزت بخشی، واقعہ یہ ہے کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں، تاہم آپ میرے بزرگ ہیں اور میں نے بزرگوں کا حکم بجالایا اور اسی کو اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں اب اس کے بعد آپ کا اور تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر نفاذِ شریعت کی مہم شروع کردیں، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اسلام کو ترجیح دیں اسلام کی دعوت دیں اسلام کا ذکر کریں جیسے سلمان فارسیؓ سے کسی نے کہا کیا نام ہے؟ فرمایا، میرا نام اسلام ہے، کہا باپ کا نام کیا ہے؟ فرمایا اسلام، کہا ملک کا نام کیا ہے؟ فرمایا اسلام۔

اسلام کے بارے میں کوئی تذبذب نہیں

ہمیں اسلام کے بارے میں کوئی تذبذب نہیں ہے اور آج جو نعرے لگ رہے ہیں جو خطرناک سیلاب آرہا ہے وہ اسلام کے خلاف ایک منصوبہ اور سازش ہے آپ سب متحد ہو کر حکومت پر واضح کردیں کہ ہم صرف اور صرف اسلام چاہتے ہیں آپ

حضرات خود علماء ہیں آپ نے میرے ہاتھ پر بیعت کر کے مجھ پر بڑا بوجھ ڈال دیا ہے مگر اب آپ کو بھی ایک وعدہ کرنا ہوگا آپ وعدہ کریں اس کے بعد آپ کی زندگی اسلام کے نفاذ اور اجراء کے لئے وقف ہوگئی اور جب تک مکمل نظام اسلام نافذ نہیں ہو جاتا آپ آرام سے نہیں بیٹھیں گے۔

بہرحال میں تو ملاقات کے لئے حاضر ہوا تھا اور یہ پیغام دینے کے لئے کہ ہم ملک میں صرف اور صرف نظامِ اسلام کا نفاذ اور مکمل اجراء چاہتے ہیں اگر یہ واقعہ ہے اور آپ کے بھی یہی جذبات ہیں تو پھر عملی میدان میں کام کرنے کے لئے تیار رہنے چاہئے۔

(ضبط و ترتیب: مولانا عبدالقیوم حقانی)

نفاذ اسلام کیلئے بیعت کی اہمیت

۱۳راپریل ۱۹۸۶ء مدرسہ تحفیظ القرآن پارھوتی مردان میں شیخ الحدیثؒ کا خطاب

بیعت تحریک نفاذ اسلام اور توڑنے پر وعید

محترم بزرگو! بھائیو! علماء کرام اور فضلاء عظام! آپ مجھ ناچیز کے ہاتھ بیعت کررہے ہیں یہ بیعت تحریکِ نفاذ اسلام کیلئے ہے اور جب تک ہماری اندر جان موجود ہے، روح موجود ہے اس وقت تک ہم نفاذِ اسلام کی تحریک مساعی اور کوشش جاری رکھیں گے اور جب تک جسم میں روح موجود ہے جدو جہد جاری رہے گی، رسول اللہ ﷺ نے بھی غلبہ دین کیلئے صحابہؓ سے بیعت لی تھی فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (التوبۃ: ۱۱۱) بیعت ایک عہد ہے، ایک کوشش ہے، مسلسل جہاد کا وعدہ ہے فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ (الفتح: ۱۰) جس نے بھی یہ عہد توڑا وہ گویا تباہی کے گڑھے میں جاگرا اس نے گویا خدا کا عہد توڑا۔

آپ حضرات خود مشائخ اور علماء کرام ہیں قوم اور ملک وملت کے رہنما ہیں آپ نے مجھے جو یہ عزت دی ہے، میں ہرگز اس کا اہل نہیں یہ آپ حضرات کی مربیانہ شفقت ہے، خداتعالیٰ ہمیں اس بیعت اور معاہدہ میں صادق اور سچا بنادے آمین، ہم ان شاء اللہ ہر ممکن جانی، مالی، بدنی کوشش کریں گے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ کے ہاں احیائے سنت کی اہمیت

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مجدد اول ہیں اور اپنے وقت کے خلیفہ ہیں فرماتے ہیں اگر میرے بدن کو ایک ایک عضو کردیا جائے، میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں تو میری بوٹیوں کا قیمہ بنادیا جائے مگر اس قربانی سے حضور اقدس ﷺ کی ایک سنت زندہ ہوجائے تو یہ قربانی میرے لئے آسان ہے اور سعادت ہے فرمایا میری سلطنت ختم ہوجائے میری زندگی لے لی جائے مگر حضور ﷺ کی سنت زندہ رہے۔

شریعت بل کی منظوری سے انحراف اور رکاوٹیں

ہماری اور تمہاری کامیابی یہ ہے کہ شریعت کی بالادستی اور دین اسلام کے اجراء کے لئے ہر قربانی دے سکیں، ہمارے سامنے لوگ اسلام اسلام کے نعرے لگاتے ہیں، حکومت نے اسلام کا ڈھنڈورا پیٹا مولانا قاضی عبدللطیف اور برخوردارم سمیع الحق نے ایوانِ بالا میں شریعت بل پیش کردیا مگر اس کی تائید اور شرعی نظام کی حمایت نہ حکومت کررہی ہے اور نہ سیاسی لیڈر۔

اسلام کے ٹھیکیدار حکمرانو! اب یہ صوبہ سرحد کا خلاصہ جمع ہے، پورے صوبے بلکہ پورے ملک کی نمائندگی یہ علماء کررہے ہیں یہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ تم نے جو نفاذِ اسلام کا ٹھیکہ اٹھارکھا ہے وہ اسلام کب نافذ ہوگا بعض بدنصیب لیڈر ایسے بھی ہیں جو بدقسمتی سے یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر سمیع الحق اور قاضی عبدالطلیف کا پیش کردہ شریعت بل حکومت نے منظور کرلیا تو ہم اسے نہیں تسلیم کریں گے۔

اہل حق اور اہل باطل کے درمیان تصادم

میرے محترم بزرگو! آج ہم نے وعدہ کیا ہے، اللہ سے، کہ نفاذ شریعت کے لئے جس قربانی کی ضرورت پڑی دریغ نہیں کریں گے اور نفاذِ شریعت کیلئے تمام طریقے

استعمال کریں گے، آج آپ حضرات یہاں مردان میں جمع ہوئے ہیں، پرسوں، مانسہرہ میں ضلع ہزارہ کے اکابر علماء اور دارالعلوم کے فضلاء جمع ہوئے تھے، ایک بڑا کنونشن ہوا تھا ، کوہستان کے دور دراز پہاڑی علاقوں سے بڑے بڑے علماء تشریف لائے تھے اور مجھ ناچیز سے شریعت کے نفاذ کیلئے بیعت کی تھی، ۱۹۵۷ء کی جنگِ آزادی میں علماء اور اہلِ حق نے فرنگی کا مقابلہ کیا اور آج تک علماء اہلِ حق اہل باطل سے برسرپیکار ہیں، اسلام کو خطرہ نہیں، ہمارے اور تمہارے ایمان کو خطرہ ہے۔

احیاءِ اسلام کیلئے اکابر اور فضلاء حقانیہ کی قربانی

اے علماء کرام، اے فضلاء عظام! آیئے دینِ اسلام اور سنت رسول ﷺ کے احیاء کی کوشش کریں، جس طرح شاہ عبدالعزیزؒ نے قربانی دی، شاہ ولی اللہؒ نے قربانی دی شہدائے بالاکوٹ نے قربانی دی ہم بھی اس قربانی اور انکے نہج پر قربانی کیلئے تیار رہیں، آج بھی الحمدللہ علماء خصوصاً دارالعلوم کے فضلاء غفلت میں نہیں بلکہ اہل باطل سے مختلف محاذوں پر برسرپیکار ہیں یہ مولانا جلال الدین حقانی جو پچھلے دنوں زخمی ہوئے آپ ہی کے دارالعلوم کے فاضل ہیں جس طرح ملک بھر کے دینی مدارس میں فضلائے حقانیہ کام کر رہے ہیں اس طرح جہاد افغانستان میں بھی وہ کسی سے پیچھے نہیں رہے اور الحمدللہ کہ آج ہر مدرسہ، ہر محلہ میں دارالعلوم کا کوئی نہ کوئی فاضل مصروف خدمت دین ہے اور آج جو اسمبلی میں شریعت بل پیش ہوا یہ بھی فضلائے حقانیہ کی مساعی کا ثمرہ ہے، آپ حضرات عقل مند ہیں، دانا ہیں، ہوشیار ہیں اور سمجھدار ہیں، میں کمزور ہوں، بوڑھا ہوں، نظر بھی بہت کمزور ہے مگر جب یہ تصور دامن گیر ہوا کہ امت من حیث المجموعہ روبہ تنزل ہے، امت کی یہ زبوں حالی دیکھ کر غفلت کا احساس ہونے لگتا ہے کہ خدا کو ہم کیا منہ دیکھائیں گے کہ تیرے دین کی کیا خدمت کرکے لائے ہیں؟

شریعت بل کے نفاذ کی تحریک اور مطلقاً نفاذِ شریعت کے لئے علماء اور فضلاء کا فرض ہے کہ وہ قائدانہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کریں، میں پھر کہوں گا کہ ہمارے ملک کے سیاستدانوں نے آنکھوں پر پٹی باندھ لی ہے اور تعصب میں آگئے ہیں، بے نظیر کی وزارت اور اقتدار کیلئے تائید کی ایک تحریک بھی شروع ہے، ہم بھی آخر میں عرض کریں گے کہ ہم نے شریعت بل کے سلسلہ میں بہت توانائی خرچ کی ہے اور اسے نافذ کرانے کے لئے ہر طرح سے کوشش کریں گے۔

(مدرسہ تحفیظ القرآن پار ہوتی مردان ۱۳/اپریل ۱۹۸۶ء)

سوشلزم، کمیونزم کا سیلاب اور اس کا سدّ باب

۱۶۔اپریل ۱۹۸۶ء کو مدرسہ معراج العلوم بنوں میں شیخ الحدیث صاحبؒ کا خطاب

کلمات تشکر

محترم بزرگو! علماء کرام، مشائخ عظام اور محترم دوستو! آپ حضرات کے سامنے تقریر کی ضرورت نہیں سمجھتا آپ خود علماء اور فضلاء ہیں ساری باتیں آپ کے سامنے کہہ دی گئی ہیں ایک دو باتیں عرض کر دیتا ہوں، آپ حضرات نے عظیم استقبال کی صورت میں مجھ ناچیز کی قدر افزائی کی ہے جس ولولہ، جوش، خلوص اور محبت کا اظہار کیا ہے یہ خالص دین کا جذبہ ہے، آپ حضرات علماء ہیں اور زیادہ تر دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء ہیں آپ نے قدر افزائی کی ہے یہ خالص دین دوستی اور علم پروری ہے ورنہ میری کوئی حیثیت نہیں۔

سوشلزم ایک عظیم فتنہ

آج اگر ایک طرف ارباب اقتدار دوغلی پالیسی اور منافقت کا عمل اختیار کئے

ہوئے ہیں تو دوسری طرف سوشلزم کا عظیم فتنہ پھر سے بیدار ہوگیا ہے ایک طوفان ہے جس نے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے یہ اجتماع جس میں کم سے کم پانچ ہزار علماء ہیں اور مجمع کی تعداد دس ہزار سے بھی زائد ہے، اس کے داعی عبدالحق کی کیا پوزیشن ہے، کیا حیثیت ہے میرے پاس کیا ہے؟ نہ دولت ہے، نہ وجاہت ہے، نہ جوانی ہے اور نہ صحت ہے۔ آج آپ بھی سوچ رہے ہیں اور تقریباً ہر مکان میں ہر گھر میں، گلی کوچہ میں فتنے کی آمد اور سوشلزم کے سیلاب کا تذکرہ ہے، آپ کا اجتماع اس کا جواب ہے، آپکے عزائم اور آپ کا ولولہ اس کے لئے مضبوط بند ہے، آپ کے عظیم اجتماع نے ثابت کردیا ہے کہ ہم ارباب اقتدار کی دورنگی پالیسی کو ٹھکراتے ہیں اور دہریت، کمیونزم اور سوشلزم کو بھی ٹھکراتے ہیں ایک مداری کی پیچھے احمقوں کی دنیا جمع ہوجاتی ہے، آج ایک عورت کے پیچھے پوری قوم سرپٹ دوڑ پڑی ہے مگر یاد رکھنا اس سے دین کا اور اسلام کا کوئی نقصان نہیں اسلام محفوظ ہے إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ(الحجر:۹) خطرہ ہے تو ہمیں ہے، آپ کو ہے کہ ہمارا ایمان باقی رہتا ہے یا نہیں؟ آپ یہ ثابت کررہے ہیں کہ اس ملک کے مسلمان بغیر دین اسلام کے کسی چیز کو پسند نہیں کرتے، الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ آج دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء ہر میدان میں باطل کا مقابلہ کررہے ہیں، اللہ نے ان کے علم میں اور ان کے عمل میں برکتیں رکھ دی ہیں۔

اعلاء کلمۃ اللہ کی غرض سے حاضری

آپ حضرات سے کافی عرصہ سے ملاقات کا موقع نہیں ملا تھا، حفاظتِ دین اور اعلاء کلمۃ اللہ کی غرض سے اپنے فضلاء سے اور آپ حضرات علماء سے ملاقات کی سعادت حاصل ہورہی ہے، الحمدللہ کہ دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اوّل روز سے ایسے کارنامے انجام دے رہے ہیں جو ہر لحاظ سے نمایاں ہیں پاکستان کے اکثر دینی مدارس میں دارالعلوم ہی

کے فضلاء مصروف درس ہیں تعلیم میں، تبلیغ میں، اشاعت دین میں تصنیف و تالیف میں سیاست میں اور جہاد میں پیش پیش ہیں، جہادِ افغانستان میں قیادت دارالعلوم کے فضلاء کے ہاتھ میں ہیں، یہ مولانا جلال الدین حقانی مولانا دیندار حقانی مولانا یونس خالص یہ سب دارالعلوم کے روحانی فرزند ہیں، یہ دیکھئے! مولانا نصر اللہ منصور موجود ہیں ان سے آپ پوچھ سکتے ہیں کہ جہادِ افغانستان میں دارالعلوم کے فضلاء کا کتنا حصہ ہے؟

شریعت بل کے خلاف اہل باطل اور منافقین کا اتحاد

حضرات علماء کرام! آج پھر مسلمانوں پر ملک پر اور اہل اسلام پر خطرناک اور نازک حالات آگئے ہیں شریعت بل کے خلاف باطل طاقتیں منظم ہو کر آگئی ہیں، سوشلسٹ، دہری، شیعہ اور مرزائی اس کو دبانے اور نامنظور کرانے کی تحریک چلا رہے ہیں، حکومت کو دھمکیاں دے رہے ہیں دوسری طرف حکومت، شریعت بل اور شرعی نظام کے نفاذ کے بارے میں تاخیری حربے استعمال کر رہی ہے اور پھر لوگوں سے پوچھا جا رہا ہے کہ تمہیں شریعت کا قانون چاہئے یا نہیں؟

حیرت ہے کہ پاکستان کس لئے بنا تھا، ریفرنڈم کس لئے ہوا تھا، الیکشن میں کونسا نعرہ تھا، یہ سب کچھ اسلام اور نظامِ شریعت کے نام پر ہوا مگر ابھی تک اسلام کے بارے میں کوئی پیش قدمی نہیں ہوئی؟ ہم سمجھتے تھے کہ اسمبلیاں قائم ہوں گی تو سب سے پہلا کام اسلام کا نفاذ ہوگا مگر بدقسمتی سے علماء کم تعداد میں پہنچے اور باقی تو وہی ہیں جو اسلام کے ابجد سے واقف نہیں ہیں آج کہا جا رہا ہے کہ ہم نے مارشل لاء ہٹا دیا، ہنگامی حالات ختم کر دیئے، جلسہ جلوس کی اجازت دیدی، جمہوریت کا تحفہ دیدیا، مگر ہمیں اس سے کیا غرض؟ جس کام کے لئے تم نے ریفرنڈم کیا تھا، اسمبلیاں بنائیں، وہ تو اسلام کے نفاذ کیلئے تھیں، تو ہم پوچھتے ہیں یہ پانچ ہزار علماء پوچھتے ہیں، یہ کروڑہا مسلمان پوچھتے ہیں کہ تم نے اسلام کے نفاذ کے لئے کیا کیا؟

حکمرانوں کی وعدہ خلافی نے بے دینوں کو اکھٹا ہونے دیا

آج جو بے دینی کا طوفان آیا ہے، آج جو وطن توڑ دینے کے منصوبے بنائے جارہے ہیں، آج جو صوبائی اور قومی تعصب کی لہر نے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، آج جو بے دین قوتیں پھر اکھٹی ہوگئی ہیں، یہ سب اس لئے ہے کہ تم اسلام کے قانون کے نافذ کرنے کے جھوٹے وعدے کرتے رہے یہ اس بات کی سزا ہے کہ تم نے اسلام کے نام پر پاکستان بنایا مگر عملاً اس سے کنارہ کشی کی آپ جانتے ہیں میں کمزور ہوں، عوارض میں گھرا ہوا ہوں مگر میں چاہتا ہوں خریدارانِ یوسف میں نام لکھوادوں، مگر مرتے مرتے بھی جس بات کو حق سمجھتا ہوں، جس راہ کو درست پاتا ہوں وہ آپ پر واضح کردوں، وہ حکومت پر واضح کردوں، حق کا اعلان کردوں تو یہ میرے لئے سعادت ہے

علماء فضلاء کا پیغام حکمرانوں کے نام

انشاء اللہ اس ملک میں جمعیۃ علماء اسلام کی بات چلے گی اس ملک میں علماء کی اور حقانی فضلاء کی بات چلے گی، اس کے لئے آپ کو بڑی قربانیاں دینی ہوں گی، میں سی آئی ڈی والوں سے کہتا ہوں کہ آج یہاں پانچ ہزار علماء جمع ہیں، ہر عالم اپنے اپنے شہر کا نمائندہ ہے ۔ یہ سرحد کا نمائندہ اجلاس ہے تم صدر کو اور وزیر اعظم کو ہمارا پیغام پہنچادو کہ اس ملک میں ہم صرف اسلام چاہتے ہیں امریکہ والا اسلام نہیں، روس والا اسلام نہیں، صرف اور صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ والا اسلام چاہتے ہیں۔

بوڑھا ہو کر جگہ جگہ جا کر صحابہؓ کی نقل اتارتا ہوں

میں اپنے فضلاء کی خدمت میں اور آپ حضرات علماء کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ میں ضعیف العمر ہوں اب چلنے پھرنے کے قابل نہیں مگر مجھے یہاں ایک

جذبہ لایا ہے میں ہزارہ میں بھی گیا اور مردان میں بھی علماء کو دعوت دی اور ان سے بات کی، آج آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، میں بوڑھا ہوں مگر صحابہؓ سے دین کی خدمت اور اعلاء کلمۃ اللہ کا جذبہ سیکھا ہے اب اسکی نقل اتارتا ہوں خیبر کی جنگ میں حضرت علیؓ کی آنکھیں دکھتی تھیں مگر خیال آیا کہ دین کی نصرت کا وقت آپڑا ہے اسلام کو قربانی کی ضرورت ہے اور میں ٹھنڈی چھاؤں میں پڑا رہوں لہٰذا جذبہ صادقہ نے انہیں اٹھایا اور میدان جنگ میں لا کھڑا کیا اللہ کریم نے ان کے ہاتھ سے خیبر فتح کرا دیا ہم بھی کمزور ہیں، گناہگار ہیں مگر کیسے خاموش بیٹھ سکتے ہیں جب دین کو ضرورت ہے تو اللہ کے ہاں کیا جواب دیں گے؟

حکمرانوں کو وارننگ جو صحیح ثابت ہوں

آپ دعا فرمادیں کہ اللہ کریم نصرت فرمادے اور دین کو غلبہ ہو مگر میں ارباب اقتدار پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے سوچ لو شریعت بل منظور کر کے بلا تاخیر نافذ کر دو اگر اب بھی موقع گنوا دیا اللہ کی مہلت کو نہ سمجھا تو یاد رکھنا نہ تم ہو گے اور نہ تمہارا اقتدار، خود بھی تباہ ہو جاؤ گے اور قوم و ملک کو بھی تباہ کر دو گے

(بنوں مدرسہ معراج العلوم ۱۶ اپریل ۱۹۸۶ء)

قومی اسمبلی اور سینیٹ میں اذانِ حق

۱۶ جون ۱۹۸۶ء کو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نے قومی اسمبلی کے ایوان سے جو خطاب فرمایا سیکرٹریٹ کی رپورٹ سے شامل خطبات ہے۔ ☆

قومی زبان میں بات چیت قومی غیرت کا تقاضا ہے

عالی جناب سپیکر صاحب! اور معزز اراکین! میں کمزوری اور بیماری کی وجہ سے کچھ معروضات پیش کرنے کا اہل بھی نہیں لیکن محترم سپیکر صاحب کی مہربانی ہے کہ انہوں نے مجھ ناچیز کو موقع دیا میں اس وقت یہ چاہتا ہوں کہ ہمارے محترم مولانا (شاہ تراب الحق) نے دو باتیں جو اس وقت آپ کے سامنے پیش کی ہیں ان دو باتوں کے متعلق مختصراً عرض کروں۔

ایک بات تو یہ ہے کہ ہمارا قومی بجٹ ہے اور قوم اس کو کہتے ہیں جس کے اپنے خصوصیات ہوں اب سب سے پہلے ہماری خصوصیات کیا ہیں مثلاً زبان ہے اب ہماری زبان عام طور سے عوام جتنے بھی ہیں وہ ۹۲ فی صد کم از کم اردو بولتے ہیں اور یہاں اسمبلی

☆ ۱۹۷۰ء کے معرکۃ الآراء انتخابات میں آپ کو کامیابی کے بعد دستور ساز اسمبلی میں ۱۹۷۷ء تک اسلام، ملک وملت اور آئین کی تدوین میں آپ نے جو جنگ لڑی وہ احقر کی مرتب کردہ کتاب ''قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ'' تقریباً چار سو صفحات میں اسکی تفصیلات ہیں (سمیع الحق)

اور سینٹ میں ۵۰ فیصد ایسے ہوں گے جو انگریزی کو جانتے ہیں ورنہ ان کی اپنی مادری زبان اردو ہے اور مادری زبان ہی کو جانتے ہیں سوال یہ ہے کہ قوم نے ہمیں بھیجا ہے کہ تم جاکر ہمارے لئے آئین کے دفعات اور قوانین اور اس کے نفاذ کے لئے کوشش کرو وہ عوام جو ہمیں ووٹ دیتے ہیں وہ انگریز دان اور انگریزی بولنے والے نہیں ہیں بلکہ انگریزی (غیر قومی لسان) کو ہم نے تو اس وقت جب کہ ہندوستان آزاد ہوا پاکستان آزاد ہوا اس وقت سے ہم نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔

ظاہر بات ہے کہ یہاں قوانین بنتے ہیں ان کی زبان جو قوانین بنانے والے ہیں وہ انگریزی زبان میں بولتے ہیں تو کم از کم ایوان کے اندر ۵۰ فی صد ایسے ہیں جن کو یہ معلوم نہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے قوم کی گردن پر ہم ایک قانونی تلوار رکھتے ہیں لیکن نہ ہمیں معلوم ہے اور نہ قوم کو معلوم ہے کیوں کہ وہ انگریزی نہیں جانتے۔

اپنی زبان بولنے پر شرم کیوں؟

میں آپ سے عرض کرتا ہوں ہر قوم کی غیرت کا تقاضا ہوتا ہے کہ وہ اپنی اور مذہبی خاصیت کو محفوظ رکھے یہاں پر صدر ایران آئے تھے لیکن انہوں نے اپنی زبان کو نہیں چھوڑا دنیا بھر کے سربراہان تشریف لاتے ہیں اور جن کی عربی زبان ہے وہ عربی زبان میں تقریر بھی کرتے ہیں اور بیانات بھی دیتے ہیں اور جن کی دوسری زبان ہے مثلاً جاپانی یا جرمنی یا عربی تو وہ اپنی اپنی زبان میں تقریر کرتے ہیں یہ نہیں کہ ان کو انگریزی نہیں آتی لیکن وہ انگریزی کو جب کہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہماری قوم کی زبان نہیں ہے تو ہم اس کو کیوں بولیں اس لئے وہ اگر یہاں جاپان سے آتے ہیں تو جاپانی زبان میں تقریر کرتے ہیں مگر ہمارے پاکستانی اپنے ایوان میں جو مسلمانوں کا ہے اور زیادہ تر حصہ مسلمانوں کا ہے اس ایوان میں ہماری حالت یہ ہے کہ ہم کو اپنی زبان میں پر شرم آتی

ہے رعب ڈالنے کے لئے کہ ہم بھی انگریزی جانتے ہیں اور کچھ نہیں ہے صرف اتنی بات ہے لیکن اس کو دیکھنا ہے کہ ہم جو بات کہتے ہیں کیا اس ایوان کے معزز اراکین اور عوام جو باہر ہمارے کردار کو دیکھ رہے ہیں وہ بھی سمجھتے ہیں یا نہیں اگر وہ نہیں سمجھتے اور میں نے عرض کیا کہ آپ تجربہ کرلیں ۵۰ فیصد انگریزی کو نہیں سمجھتے اس لئے انگریزی نہیں بولنی چاہئے اور اردو کے لئے ہمیں بجٹ میں انتظامات کرنے چاہئیں۔

بجٹ لٹریچر انگریزی میں کیوں؟

دیکھئے! ہمیں پہلے دن جو بجٹ ملا ایک بہت بڑا بنڈل کوئی من دو من کا ہوگا لیکن میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ ناراض نہ ہوں قسم دیتا ہوں کس نے پڑھا ہے اور اس پر جو لاکھوں روپے خرچ ہوئے ہیں اس کا کیا فائدہ وجہ یہ ہے کہ وہ انگریزی میں ہے اس کی تمام تفصیلات انگریزی میں ہیں ہم نے تو انگریزوں کو طلاق دے دی چھوڑ دیا ہے پھر اس انگریزی کو کیوں مسلط کیا جاتا ہے یہاں سب سے بڑے، قابل، سمجھ دار قانون دان موجود ہیں وہ قوم کی حالت پر، عوام کی حالت پر رحم کریں کہ وہ جہاں تک ممکن ہو سکے اس زبان کو جو قومی ہے اور جس کو عوام اور خواص بولتے اور سمجھتے ہیں اس کو رائج کیا جائے۔

قیام پاکستان کا مقصد اور اسلام

ایک چیز تو میں یہ عرض کر رہا تھا جس کی طرف مولانا نے اشارہ بھی کیا اور دوسری چیز میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ پاکستان جو بنا ہے وہ اس لئے کہ یہاں اسلام کا نفاذ ہوگا اب دیکھنا یہ ہے کہ ۳۹ سال ہم نے جو پاکستان میں گذارے ہیں اس میں ہم نے اسلام کا کتنا کام کیا ہے ہم خدا کے سامنے جواب دہ ہوں گے کہ تمہارے ۳۹

سال گذر گئے آزادی کے زمانے سے اب تک تم نے ان ۳۹ سال میں کیا کیا؟

بنی اسرائیل سے ہماری مشابہت منتخب پارلیمنٹ کیلئے مثال عبرت

میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ قرآن مجید میں سورہ بقرہ میں یہ واقعہ ذکر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام انہوں نے اپنی قوم کو فرعون مصر سے چھڑایا اور جب بحیرہ قلزم سے پار ہو گئے تو اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جو ڈگڈگی اور ڈھول بجا رہے ہیں اور کچھ لوگ ہیں جو موسیقی میں لگے ہوئے ہیں اور گاؤ پرستی میں لگے ہوئے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قوم نے درخواست کی:

يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ (الاعراف۔۱۳۸)

''اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی ایسا خدا تجویز کر جیسا ان کے لئے جو گاؤ پرستی میں لگے ہوئے ہیں''

جو قوم موسیقی اور ناچ گانے میں مشغول ہیں ہمارے لئے بھی ایسا خدا بنالو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا افسوس! تمہاری حالت پر کہ خدا نے تم کو غلامی سے آزادی دی جیسے ہم لوگوں کو اللہ پاک نے انگریز کی غلامی سے نجات دی ہندو کی غلامی سے آزادی دی اور ہمیں اللہ نے پاکستان جیسی نعمت عطاء فرمائی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں......

قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ (الاعراف:۱۳۸)

''بڑے جاہل ہو بڑے ناشکرے ہو''

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم سے کہا کہ ظالمو! یہ تو کافر ہیں مشرک ہیں ڈگڈگی بجا رہے ہیں جیسے ہماری قوم (T.V) اور دوسرے لہولعب میں لگی ہے ہماری قوم اب کہتی ہے کہ ہم آزاد ہو گئے تو ہمیں چاہیئے کہ یہ تماشے جو یورپ کے مختلف ممالک میں

یا کفاروں کے مختلف ممالک میں ہوتے ہیں وہ ہمارے لئے جائز کردو میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ ان ۳۹ سال میں ہم نے دین کے لئے کیا کیا اور اس وقت یہ بھی مطالبہ ہورہا ہے کہ تم ہمارے لئے ایسی تہذیب وتمدن جاری کردجیسا کہ یورپ والے رات اور دن عیاشی میں مشغول ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے ہمیں محفوظ رکھے، میرے محترم بزرگو! قوم موسیٰ نے اس وقت تو یہ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو جمع کرکے کہا کہ ''دیکھو جب تم غلام تھے تو غلام کے لئے آزادی نہیں ، اس کا تو اپنا اختیار نہیں ہوتا غلامی میں تو حاکم کی تابعداری ہوتی ہے لیکن اب تم آزاد ہو گئے اب تمہارے لئے قانون خداوندی ہے جس کی تعمیل تمہیں کرنی ہوگی قوم نے کہا بہت بہتر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے لئے قانونِ خداوندی ہوتو موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے اور وہاں پر تورات شریف قانون کی کتاب خدا کی طرف سے ان کو ملی اور پھر ان کے پاس آئے اور انہوں نے قوم کو جمع کیا جس طرح کے ہم یہاں ایوان میں جمع ہیں اسی طریقہ سے لاکھوں لوگ جمع ہوگئے حضرت موسیٰ نے کھڑے ہوکر قوم کے سامنے تقریر کی کہ یہ توریت شریف خدا کا قانون ہے جو آزاد ملک میں رہنے والے لوگوں کے لئے ہے تمہارے لئے یہ اللہ کا قانون ہے یہ خدا نے مجھے دیا ہے کہ یہ قانون قوم کو پہنچادو۔

قوم موسیٰؑ کا تورات پر تردد اور پھر اس کی ہلاکت

قوم نے کہا کہ ہمیں کیا معلوم ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے یا نہیں ہمیں تو یہ معلوم نہیں ہے ہم تو تب اس کو اللہ کا کلام کہیں گے کہ یہ کلام خود اقرار کرے اور خود توریت شریف کے ذریعہ سے ہمیں معلوم ہوجائے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اچھا تم قوم کے چیدہ چیدہ نمائندگان کو منتخب کرو جس طرح کہ ہمیں قوم نے نمائندہ منتخب کیا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نمائندے مقرر کرو تا کہ میں

اللہ کے دربار میں لے جاؤں ، چنانچہ انہوں نے ستر آدمی منتخب کیئے اور کوہ طور پر گئے تو انہوں نے اللہ کا کلام سنا سننے کے بعد حضرت موسیٰ نے نمائندوں سے کہا کہ کیا تم نے اللہ کا کلام سن لیا تو انہوں نے کہا ہاں سن لیا ہے لیکن ہمیں معلوم نہیں یہ کس کی بولی تھی یہ کس کی زبان تھی یہ کون تھا یہ تو ہمیں معلوم نہیں ہم تو تب مانیں گے جب ہم خدا کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور وہ فرمائیں کہ یہ میرا کلام ہے۔

قومی اسمبلی کے ارکان بنی اسرائیل کے منتخب کونسل سے عبرت لیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے غصہ ہوئے اور خدا کی جانب سے منتخب لوگوں پر ایک صاعقہ یعنی بجلی گری کیونکہ یہ تو بڑی جرأت ہے دنیا کا صدر اور بادشاہ تو ہر کسی کے در پر نہیں جاتا تو خدا تمہارے در پر کیسے آئے گا یہ تم نے کیا کہا کہ خدا ہمارے ساتھ براہ راست ، بالمشافہ انٹرویو کرے اور ہمیں سمجھائے تب ہم مانیں گے اس وقت ان کی اوپر ایک صاعقہ یعنی بجلی گری اور سب مر گئے۔

کونسل کے نمائندوں کا خاتمہ

کونسل کے جتنے نمائندہ تھے وہ سب ختم ہو گئے حضرت موسیٰ اکیلے رہ گئے عرض کیا یا اللہ! میری قوم زور آور قوم ہے اب جب قوم کے پاس جاؤں گا تو وہ کہیں گے کہ ہمارے نمائندوں کو تم نے قتل کر دیا اور میرے اوپر دعویٰ کریں گے یا اللہ! ان کو تو زندہ کر دے تاکہ یہ قوم کے سامنے جا کر خود گواہی دیں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان نمائندوں کو کوہ طور پر زندہ کیا حضرت موسیٰ ان نمائندوں کو لے کر اپنی قوم کے پاس گئے جب قوم کے پاس گئے تو جلسہ ہوا جلسہ میں حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ یہ تورات شریف اللہ نے ہمیں قانونِ زندگی عطا فرمایا ہے وہ نمائندے بیٹھے ہوئے تھے ان

نمائندوں سے کہا تم کھڑے ہو جاؤ کیا تم نے سنا ہے (کہ یہ خدا کا کلام ہے) یا نہیں سنا؟

قوم موسیٰ کے نمائندوں کی کتاب اللہ میں ترمیم و تحریف

قوم کے جو نمائندہ کوہ طور پر گئے تھے انہوں نے کھڑے ہو کر کہا اے عوام! اے قوم! یہ ٹھیک ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے اور خدا نے نازل فرمایا ہے لیکن ساتھ ساتھ اللہ نے یہ بھی کہا ہے کہ جتنا تم سے ہو سکے آسانی سے اس پر عمل کرو ورنہ خیر خیریت ہے یہ جملہ اپنے پاس سے بڑھا دیا نمائندہ نے یہ تو کہا کہ یہ خدا کلام ہے اس لئے کہ کوہ طور پر ڈنڈا لگایا گیا تھا لیکن پھر ساتھ یہ اضافہ کر دیا کہ جتنا تم سے ہو سکے کرو جتنا نہ ہو سکے مت کرو۔

حضرت موسیٰ کی قوم سے ناراضگی

حضرت موسیٰؑ بڑے ناراض ہوئے اور کہا کہ اے قوم! تم خدا کی کتاب میں ترمیم اور تحریف کر رہے ہو خداوند کریم نے یہ کہاں فرمایا ہے کہ تم سے جو ہو سکے وہ کرو اور جو نہ ہو سکے وہ نہ کرو چنانچہ اس قوم کو وادی تیہہ میں چالیس سال تک قید رکھا اور قید کے چالیس سال بعد تمام بوڑھے جو تھے وہ مر گئے اور نئی نسل نوجوانوں کا پیدا ہوا انہوں نے پھر جہاد کیا اور دین کا جھنڈا بلند کیا۔

آزادی کے ۳۹ سال اور ہمارا کردار

میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ ہم نے ۳۹ سال میں دین کیلئے، قرآن کیلئے اور اشاعت دین کے لئے کیا کام کیا ہے اور اگر کیا ہے تو وہی جواب ہے جو بنی اسرائیل نے دیا کہ جتنا ہم سے ہو سکے گا کریں گے اگر یہ جواب ہے تو اس جواب کا معنی تو انکار ہے اس جواب کا معنی تو خدا کے عذاب کو دعوت دینا ہے جیسا کہ اس وادی میں ان کو قید کیا گیا اور وہاں مر گئے اور پھر اس کے بعد ایک دوسری نسل پیدا ہوئی اور انہوں نے

اسلام کو جاری کیا میں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ ہمارے ساڑھے نو کروڑ مسلمان جو پاکستان میں ہیں انہوں نے ہم کو منتخب کیا ہے اور یہ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں کہ تم اللہ کا قانون ہمارے سامنے پیش کردو اور اس کو جاری کردو اب قوم کی ذمہ داری ہمارے سروں پر ہے اگر ہم نے اس میں لیت ولعل سے کام لیا تو جیسا کہ بنی اسرائیل نے کہا کہ جتنا ہو سکے کرو باقی چھوڑ دو اگر خدانخواستہ ہم نے بھی یہی جواب دیا کہ جتنی عیاشی ہم چھوڑ سکیں چھوڑ دیں گے ورنہ اس سے زیادہ نہیں چھوڑیں گے تو یاد رکھئے! جس طرح وادی تیہ میں ان کو ہلاک کیا گیا اسی طرح ہماری قوم کا بھی انجام ہوگا تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ حتی الوسع اردو میں تقریر فرمایا کریں تا کہ باہر نو کروڑ عوام ہیں اور یہاں جو ۵۰ فیصد ہیں کم سے کم یہ تو سمجھیں کہ کسی مقرر نے کیا دلیل بیان کی ہے اور کیا تقریر کی؟

پاکستان کا مطلب کیا؟

دوسری یہ گذارش ہے کہ ہم الحمدللہ ۳۹ سال سے غلامی سے آزاد ہو گئے ہیں غلامی کے دور میں ہم انگریزوں اور ہندوؤں کے تابع تھے اور غلام بیچارہ ہوتا ہی تابع ہے لیکن اس کے بعد الحمدللہ ہم آزاد ہیں اس ۳۹ سال میں ہم نے قرآن مجید پر عمل نہ کرنے کے بہت سے بہانے کئے اس کا موقع نہیں کہ آپ سے تفصیلاً عرض کروں بہت سے بہانے بنائے میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو خدانخواستہ یہ ہمارے امتحان کا آخری وقت ہو ایسا نہ ہو کہ اللہ کی طرف سے گرفت ہو کہ تم کو ہم نے آزادی دی پاکستان جیسی نعمت عطا فرمائی قرآن جیسی نعمت عطا فرمائی حضرت محمد ﷺ کی امت میں پیدا کیا تو ہم نے دین کیلئے اسلام کے لئے کونسی پیش قدمی کی؟ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ سوال ہم سے ہوگا اور باقی جتنی تفصیلات ہیں یہ اپنی جگہ پر ٹھیک ہیں لیکن سب سے

پہلے جو پاکستان بنایا اس وقت نعرہ کیا تھا پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ یہی تھا یا کچھ اور تھا؟ اصل بات یہ ہے ہمیں اس بجٹ میں سب سے پہلے اس لا الہ الا اللہ کی اشاعت کیلئے اس کے اجراء اور نفاذ کے لئے جتنا ہم سے ہوسکے کرنا چاہیے محترم وزیر خزانہ سے اور دوسرے وزراء سے عرض کروں گا جس مقصد کے لئے ہم یہاں آئے ہیں اور پاکستان بنایا ہے اس مقصد کی طرف پوری توجہ دیں اور ہم سب یہ فیصلہ کریں کہ جب تک ہماری زندگی باقی ہے ہم اللہ کے دین کا بول بالا کریں گے اور انشاء اللہ دین کی اشاعت اور دین کی خدمت کریں گے۔

وآخر دعوانا الحمد للہ رب العلمین

(الحق ج ۲۱، ش ۱۰، ص ۴۱، جولائی ۱۹۸۶ء)

علماء کی پارلیمانی سیاست کا مقصد نفاذِ شریعت

انتخابات ۸۵ء سے قبل مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کے انتخابی ارشادات

۱۹۸۵ء کے انتخابات میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ قومی اسمبلی کے لئے بہت بڑی بھاری اکثریت سے کامیابی اور مدیر الحق مولانا سمیع الحق سینٹ (ایوان بالا) کے انتخابات میں صوبہ سرحد سے بلامقابلہ منتخب ہوئے، انتخابات سے قبل شیخ الحدیث قدس سرہ نے دو مواقع پر ارشادات پیش کئے، پہلی تقریر انتخابات سے پہلے ۱۵ فروری کو نوشہرہ کلاں میں اور دوسری تقریر انتخابات میں کامیابی کے بعد دارالعلوم میں کی۔ ان بیانات کو افادیت کے پیش نظر شامل خطبات کئے جارہے ہیں...... (ادارہ الحق)

کلمات تشکر

میرے ان دوستوں نے جو اشعار کہے ہیں یہ ان کا حسن ظن ہے اور آپ سب کی شرافت ہے میں ایک عاصی ہوں بالکل بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ میری کوئی پوزیشن نہیں، یہ دین کی قدر آپ کو ملحوظ ہے کہ آپ مہربانی کرتے ہیں، یہ سب کچھ دین کے نقطہ نظر سے ہے، میری حیثیت تو ظاہر ہے کہ ایک مسجد کا امام ہوں آج کل امام کی کیا

پوزیشن ہے اور کیا حیثیت ہے، دنیوی پوزیشن یا دوسرے امور ان سب کا نہ میں مستحق ہوں اور نہ میرے پاس ہیں پھر مجھ گناہگار کا آپ نے اس قدر استقبال فرمایا علماء اور رفقاء اور مخلصین جنہوں نے اب اس مہم میں شب و روز ایک کردیا ہے گھر گھر پھرتے ہیں یہ میری خاطر نہیں بلکہ دین کی خاطر ہے میں نے عرض کیا میں کیا ہوں میری تو کوئی پوزیشن ہی نہیں ہے، نہ فوج ہے، نہ طاقت، نہ جوانی ہے، نہ سرمایہ اور بوڑھا ہوں واقعہ بھی یہ ہے کہ بڑھاپے کا عیب میرے اندر موجود ہے، کمزور ہوں، یہ آپ جو کچھ کرر ہے ہیں، یہ سب دین کی عزت ہے جو آپ کے قلوب میں ہے ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ آپ کی یہ حوصلہ افزائی جو مجھ ناچیز کی آپ کرر ہے ہیں اگر خدا کو منظور ہوا تو میں کہہ سکوں گا کہ میرے پیچھے ساری قوم ہے تحصیل نوشہرہ کے غیور مسلمانوں کی آواز ہے، میں عرض کردوں آپ کے سامنے مولانا عبدالقیوم نے مختصر تین چار باتیں سابقہ قومی اسمبلی سے متعلق بیان کردی ہیں یہ سب جو کچھ ہوا ہے اس کا ثواب اور اجر آپ کا ہے۔

دینی جدوجہد میں حلقہ انتخاب کا حصہ اور اجر

دیکھو ہارون الرشید مشہور بادشاہ گذرے ہیں ان کی بیوی ہے زبیدہ، اس نے طائف سے مکہ تک نہر کھودی ہے جس میں مزدلفہ اور منٰی وغیرہ اور اطراف سے لوگ پانی حاصل کرتے ہیں، اس کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا ہے، زبیدہ نے کہا کہ اللہ نے مہربانی کی اور اس نے میری مغفرت کردی وجہ پوچھی تو کہا کہ نہر کی وجہ سے نہیں، نہر کی کھدائی میں تو قوم کا پیسہ تھا جو بیت المال اور قوم کے چندہ سے صرف ہوا اس کا اجر و ثواب تو سارا ان لوگوں کے نامۂ اعمال میں درج ہوگیا ہے جن کا مال اس میں لگا ہے اور معاونت کی ہے تو یہاں بھی اگر شریعت

کے ایک مسئلہ کو بھی قانون تحفظ حاصل ہو جائے تو اس کا پورا اجر وثواب آپ کے تحصیل نوشہرہ کے مسلمانوں کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔

اللہ اپنے دین کی حفاظت خود ہی کرتا ہے

دیکھو بھائیو! ۱۴ سوسال سے یہ دین محفوظ ہے اللہ تعالیٰ خود اس کی حفاظت کرنے والے ہیں وہ صرف ہماری نیتیں دیکھتے ہیں دیکھو! چودہ سوسال سے دین محفوظ ہے، قرآن محفوظ ہے حدیث کا ایک ٹکڑا ضائع نہیں ہوا ایک زمانہ میں جب حفاظ قرآن کی تعداد کا حساب لگایا گیا تو چودہ لاکھ تھی خدا جانے اب کتنی ہوگی۔

انتخابات میں شرکت سے گریز

خود میرے سامنے جب یہ مسئلہ پیش ہوا تو میں نے بہت اعذار پیش کئے لیکن پھر سوچا کہ یہ اللہ کو منظور ہے کہ اکبر پورہ سے لیکر نظام پور تک پھر سے لوگوں میں بیداری پیدا ہو، اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوں اور دین کی بلندی کے لئے حرکت پیدا ہو۔

ایٹم بم کا مقابلہ اللہ اکبر سے

میں دیوبند میں تھا کہ اخبار میں پڑھا کہ کفار نے اٹیم بم بنالیا ہے جس سے ایک دنیا تباہ ہو جاتی ہے میں دل میں سوچ رہا تھا کہ اس کے مقابلہ میں کون آسکے گا؟ اسی روز حدیث میں دیکھا کہ قیامت سے قبل ایک وقت آنے والا ہے کہ مسلمان قسطنطنیہ کا محاصرہ کرلیں گے اور مسلمانوں کے پاس اسلحہ نہیں ہوگا سوچیں گے کہ اس قلعہ کو کس طرح گرائیں اور فتح کریں تو بس ''اللہ اکبر'' کا نعرہ لگائیں گے تو دیواریں گر جائیں گی تو میرے دل میں یقین آگیا کہ کفار سینکڑوں ایٹم بم بنالیں ہمارے پاس کوئی اسلحہ موجود نہ ہو صرف اخلاص سے اللہ اکبر کا جب نعرہ لگائیں گے تو نہ روس ہوگا نہ امریکہ نہ جاپان

رہے گا نہ کفار کی شان وشوکت اب بھی اسلام کی کرامت ظاہر ہورہی ہیں، افغان مجاہدین کے پاس نہ تو اسلحہ ہے نہ جہاز ہیں اور نہ بم ہیں حتیٰ کہ فاقے پر فاقے برداشت کررہے ہیں مگر پھر بھی سردی، گرمی اور سخت حالات میں وہ روس جیسی زبردست طاقت کیساتھ لڑ رہے ہیں ۔ افغانستان اور پاکستان ایک مضبوط قلعہ بن چکے ہیں اگر افغان مجاہدین نہ ہوتے تو نہ پاکستان ہوتا اور نہ مساجد و مدارس ہوتے مگران کیساتھ اللہ کی امداد شامل حال ہے وہی بچانے والا اور حفاظت کرنے والا ہے ۔

اللہ کے سامنے دینی خدمات کی پیشکش: مولانا مدنیؒ کی مولانا عبدالسمیع کو نصیحت

میں عرض کررہا تھا کہ میں جب بھی اس مسئلہ کیلئے کھڑا ہوا تو اس کی بھی کوئی وجہ ہے مجھے یاد ہے کہ جب ہم دارالعلوم دیوبند میں تھے، ہمارے استاد مولانا عبدالسمیع صاحبؒ قدرے بیمار ہوئے اور استعفیٰ پیش کردیا تو حضرت شیخ العرب والعجم مولانا حسین مدنیؒ نے فرمایا ''عبدالسمیع! کیا تم اس چیز کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ کی بارگاہ میں حاضرہ ہو تو تمہاری بغل میں مشکوٰۃ ہو، اللہ تعالیٰ پوچھے، کہ عبدالسمیع! تم نے دین کی کیا خدمت کی ہے؟ تو آپ یہ پیش کردیں کہ ''اللہ! دین کی خدمت کرتے اور مشکوٰۃ پڑھاتے پڑھاتے اپنی جان آپ کی سپرد کردی'' مجھے استاد محترم کا سبق یاد آیا جب ہم سے پوچھا جائے گا کہ تم نے دین کی کیا خدمت کی ہے؟ تو ہم عذر نہیں پیش کرسکتے کہ بوڑھے تھے، کمزور تھے، ضعیف تھے، اللہ پاک فرمائے گا کہ جب عذر تھا اور کھڑے ہوکر نماز نہیں پڑھی جاسکتی تھی تو بیٹھ کر پڑھتے اگر یہ مشکل تھا تو لیٹ کر پڑھتے اور اگر یہ بھی مشکل تھا تو اشارہ سے پڑھتے ، معاف نہیں ، ہمارے حکم کی تعمیل ضروری ہے۔ دین کی حفاظت تو اللہ نے خود کرنی ہے مگر اللہ کو یہ منظور ہے کہ تحصیل نوشہرہ کے مسلمانوں کے دلوں میں جو جذبات اور دین الٰہی کی محبت موجزن ہے اور دینی خدمات دارالعلوم

حقانیہ کی صورت میں جو موجود ہیں یہ سب پھر سے موج میں آجائیں آج جو تحصیل نوشہرہ پھر سے نعرہ تکبیر سے اس کی فضا گونج اٹھی ہے یہ سب اللہ کی رحمتیں ہیں دراصل اللہ تعالیٰ امتحان لینا چاہتے ہیں۔

نارنمرود اور حضرت ابراہیمؑ کی مخلوق سے بے نیازی

ایک واقعہ عرض کرتا ہوں کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالنے کا فیصلہ کرلیا تو ملائکہ حاضر ہوئے ، جبرائیلؑ حاضر ہوا اور عرض کی ، میں انگلی کے اشارہ سے دنیا کا نقشہ بدل سکتا ہوں اس موقع پر آپ کے اشارہ سے ہر خدمت کے لئے تیار ہوں حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا اما انت فلا آپ سے مدد نہیں لیتا، اللہ تعالیٰ خود دیکھ رہے ہیں جبرائیلؑ نے عرض کی اللہ سے سوال کیجئے تو فرمانے لگے انہ بحسبی حالی من سوالی یہ موقع امتحان کا تھا میں کبھی کبھی طلبہ سے عرض کرتا ہوں جب طلبہ پڑھتے ہیں تو استاد سے سوال پوچھتے ہیں لیکن جب امتحان کا وقت ہوتا ہے تو پوچھنا جرم ہوتا ہے۔

یہ حضرت ابراہیمؑ کی قربانی کو اللہ نے ہمارے لئے نمونہ بنایا ہے کہ زندگی میں امتحان کے وقت بھی آتے ہیں امتحان کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے۔

چڑیا اور چھپکلی دونوں کا علیحدہ علیحدہ کردار

اس وقت دو حیوانات تھے جو حضرت ابراہیمؑ کے آگ میں ڈالے جانے والے منظر کو دیکھ رہے تھے چڑیا، دریا سے چونچ میں پانی لا لا کر دور سے آگ پر ڈالنے کی کوشش کرتی تھی ظاہر ہے کہ ایک قطرہ پانی سے اس پر کوئی نتیجہ مرتب نہ ہوتا، مگر اس نے اخلاص دکھایا مگر چھپکلی سوراخ سے منہ نکال کر آگ کو مزید پھونکنے لگی تا کہ تیز ہوجائے اس طرح اس نے اپنی طبیعت خبیثہ کو ظاہر کیا، اللہ کی نگاہ میں تو کوئی چیز چھپی نہیں ہے مگر

پھر امتحان میں ڈال کر دنیا کی نگاہ میں اللہ پاک یہ ظاہر کرانا چاہتے ہیں کہ فلاں فلاں لوگ چڑیا کی چال چلتے ہیں اور فلاں فلاں چھپکلی کی۔

مقصد نفاذ شریعت ہے نہ کہ دنیوی مفادات

میرے محترم دوستو! اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوں گے میں بوڑھا بھی ہوں خدا جانے کب موت آتی ہے لیکن اس بات کا جواب میرے پاس نہ تھا جب اللہ پوچھے کہ تم نے دین کی کیا خدمت کی تو میرے پاس یہ عذر نہ تھا کہ چارپائی پر پڑا بیمار تھا یا بوڑھا ہوں اس لئے فیصلہ کرلیا کہ جب اللہ پوچھے گا کیا لائے ہو تو مولانا عبدالسمیع صاحب والی بات عرض کردوں گا، حکمران جو کہتے ہیں کہ ہم کامل مکمل اسلام نافذ کریں گے خدا توفیق دے کہ نافذ کردیں اور اگر نافذ کرنے میں پس وپیش کریں گے تو ہم اور آپ سب ان کے گریبان میں ہاتھ ڈالیں گے کہ جب تم نے اسلام کے نام پر ووٹ لیا ہے تو اب اس کی نفاذ میں سستی اور لیت ولعل کیوں ہے؟

انتخابات میں شرکت کا مقصد

دنیوی مفادات کی تحصیل نہ پہلے غرض تھی نہ اب ہے اور الحمدللہ کہ نہ طبعاً یہ چیز پسند ہے دومرتبہ آپ نے پہلے بھی مجھ پر اعتماد کیا میرا سارا ریکارڈ آپ کے سامنے ہے کہ ہم نے دنیوی مفادات ٹھکرادیے اور ہمیشہ دین کے لئے کام کیا ہے بنیاد رکھ دی گئی ہے اب اسلام کی بلڈنگ تیار کرنی ہے اگر اس میں بھی حکومت سستی کرتے تو میں نے عرض کردیا بڑے بڑے طاقتور حکمران آئے دین کی خدمت کی تو زندہ رہے اور زندہ ہوگئے، عالمگیر آیا، ہارون الرشید آیا اپنے اچھے کارناموں سے آج تک زندہ ہیں، جنھوں نے قوم کی خدمت نہیں کی اسلام کی کے قانون کو ترجیح نہیں دی ایسوں کی صبح شام کرسیاں بدلتی رہتی ہیں صبح حکومت ہے تو شام کو ہتھکڑی ہے

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ (محمد:۷)

"اگر تم دین کی نصرت کروگے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا"

یَنْصُرْکُمْ خدا تعالیٰ تمہاری امداد دنیا، قبر اور آخرت میں کرے گا اور جس نے دین کو ہاتھ میں لیکر اس سے کھیلتا رہا اور تمسخر کرتا رہا تو وہ دنیا میں بھی ذلیل ہوگا اور آخرت میں بھی یہ تحصیل نوشہرہ کے مسلمان پھر سے جو مہربانیاں کررہے ہیں اور آج تحصیل میں اللہ کے دین کی نصرت کیلئے جو حرکت پیدا ہوگئی ہے خدا تعالیٰ سب کو اس کا عظیم بدلہ دے اور دنیا و آخرت میں سرخروئی سے نوازے (آمین)

(الحق: ج ۲۰، ش ۵ فروری ۱۹۸۵ء)

عوام کی ایثار وقربانی
اور اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے اظہار حق

۲۵ فروری ۸۵ء رات کو دس بجے کامیابی پر جمع ہونے والے ہجوم سے خطاب

الحمد للّٰہ وکفی والصلاۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی
اما بعد! فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
وَ اِذۡ تَاَذَّنَ رَبُّکُمۡ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ وَ لَئِنۡ کَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ (ابراھیم:۷)

کامیابی پر قوم کی خوشی اور مسرت کا اظہار

میرے محترم بزرگو! ابھی ابھی کہ پولنگ سٹیشنوں پر گنتی بھی مکمل نہ ہوئی ہوگی باہر سے کثرت سے مہمان آئے ہیں اکوڑہ کے گردونواح اور تحصیل نوشہرہ کے دوردراز دیہاتوں سے آپ تشریف لائے ہیں خداتعالیٰ اس کو دین کی بالادستی کا ذریعہ بنادے اور یہ خوشحالی اور مسرت جس کا آپ اظہار کررہے ہیں دین کے لئے ہے اور اسلام کے لئے ہے حقیقتاً مسرتیں تب ہوں گی جب اس ملک میں اسلام کا قانون نافذ ہوگا اور اسلام کا

جھنڈا بلند ہوگا یہ ظاہر ہے کہ اس قدر محبت جو آپ مجھ عاجز گناہ گار اور مسکین کے ساتھ کرتے ہیں یہ برکت کس کی ہے؟ میری اپنی تو کوئی حیثیت نہیں ہے میں خود کو خوب جانتا ہوں ”من آنم کہ من دانم“

قوم ناتواں چڑیا کا کردار تو ادا کرسکتی ہے

یہ صرف آپ دین اور علم کی عزت کرتے ہیں یہ آپ کی علم نوازی اور دین دوستی ہے جو الحمد للہ الحمد للہ آپ کے اندر بدرجۂ اتم موجود ہے اب میں عرض کرتا ہوں کہ آپ نے میرے سر پر ایک تاج رکھ دیا ہے اعتماد کا، مقصد یہ ہے کہ ایوانِ حکومت میں (جہاں ملک کے منتخب لوگ موجود ہوتے ہیں) حق کی آواز بلند کی جائے، حق کا اظہار کیا جائے اور حق ان تک پہنچایا جائے، قرآن، حدیث اور فقہ کی روشنی میں ملکی مسائل حل کئے جائیں ہم بے بس اور ناتواں ہیں مگر اتنا تو کرسکتے ہیں جو ایک ناتوان چڑیا نے کیا، کہ ایک لق ودق صحرا میں ایک درخت پر اس نے گھونسلا بنایا اور اس میں انڈے دئے کہ ایک ہاتھی آیا اور درخت کے تنے سے جسم رگڑنے لگا، جس سے درخت لرز اٹھا، اب چڑیا پریشان ہے کہ گھونسلا گر جائیگا اور سب کچھ اجڑ جائیگا بے بس تھی آخر سوچا کہ اس کے کانوں میں کیوں نہ گھس جاؤں اور اسے پریشان کروں، چڑیا کانوں میں گھس گئی اور اپنے پروں کو پھڑ پھڑاتی رہی، ہاتھی بالآخر پریشان ہوکر درخت سے جدا ہوکر دوڑ پڑا کہ یہ ایٹم بم کہاں سے آگیا اس طرح درخت گرنے سے بچ گیا اور چڑیا کا گھونسلا بھی تباہی سے محفوظ رہا یہی صورت ہمارے دین اور اسلام کے درخت کی ہے کہ زمانہ ہاتھی کی طرح اسے جڑ سے اکھاڑنا چاہتا ہے دنیا نہیں چاہتی کہ یہ سالم رہے تو ایک چڑیا کی طرح ایوان میں جا کر چیخنا اور چلانا تو کرسکتے ہیں جس سے ان شاء اللہ اسلام کا درخت گرنے سے بچ سکتا ہے۔

اظہار حق اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کوئی لمحہ ضائع نہ ہوگا

میں عرض کر رہا تھا کہ یہ بات میرے لئے تب واقعتاً باعث مسرت ہوگی کہ ہم ایوان میں حق کی آواز بلند کرنے میں کامیاب ہوجائیں اور اس کی اجراء ونفاذ کی کوشش کریں، مجھے حقیقی خوشی تب ہوگئی اور تب یہ کہہ سکوں گا کہ میں آپ کے اعتماد کو بجا رکھ سکا، آپ کی دعا شاملِ حال ہو اور خدا تعالیٰ مجھ میں اہلیت بھی پیدا کردے اور صلاحیت بھی اور حق کی آواز بلند کرنے کی طاقت اور ہمت بھی دے دے اور الحمد للہ ثم الحمد للہ ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں نے مجھ عاجز، مسکین اور گناہ گار پر اعتماد کیا ہے میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ اگر میں زندہ رہا اور جب تک سانس باقی رہا تب تک اظہار حق میں اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ایک بھی لمحہ ضائع نہیں کرونگا ہمارے سامنے صحابہؓ کا نمونہ موجود ہے حضرت ابوذرؓ جو نبی کریم ﷺ کے ایک جانثار صحابیؓ تھے فرمایا کرتے تھے کہ میری گردن پر تلوار رکھ دی جائے اور مجھے ذبح کیا جانے لگے ایسی حالت میں اگر سمجھ گیا کہ حق کی بات قوم تک پہنچانا ضروری ہے ایک اور حدیث بھی کہہ سکوں سنا سکوں تو میں ایسے عالم میں جان کی پروا کئے بغیر حق بات قوم تک پہنچا دوں گا اس وقت میں یہ نہ دیکھوں گا کہ دشمن میرے سر کو تن سے جدا کر رہا ہے وہ اپنا عمل کرتا رہے، ایک منٹ تو اس کا بھی اس میں صرف ہوگا اتنے میں کلمۂ حق کہہ ڈالوں گا تو ان شاء اللہ، ان شاء اللہ، آپ نے مجھ پر بھی اعتماد کیا ہے خدا مجھے اس کا اہل بنادے آپکے سامنے میں یہ اقرار واعتراف کرتا ہوں کہ اگر حق کے اظہار کا موقع ہو اور زندگی کے آخری لمحات ہوں تو میں اپنی طاقت اور مقدور بھر اس وقت بھی حق ظاہر کر کے رہوں گا۔

ضلع نوشہرہ کے عوام کی ایثار وقربانی

محترم بزرگو! مسلمانوں بالخصوص تحصیل نوشہرہ کے جوانوں، بوڑھوں، بزرگوں،

مردوں ،عورتوں اور بچوں نے اس انتخابی مہم میں جس ایثار اور قربانی کا مظاہر کیا ہے خداتعالیٰ اس کو رایگاں نہیں کرے گا، آپ کی یہ کوشش اور جدو جہد اللہ کی رضا کیلئے ہے، مجھ عاجز کی آپ نے حوصلہ افزائی کی ، یہ حقیقت میں آپ نے میرے سر پر تاج رکھ دیا ہے اب آپ میرے لئے دعا کریں کہ دینی خدمت کے اس تاج عظیم کی ذمہ داریاں بھی نبھا سکوں اور اس کے حقوق ادا کرسکوں، میں اول اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے مجھ جیسے گناہ گار اور مجھ جیسے کم علم انسان کو پھر خدمت کا یہ موقع بخشا چونکہ موقع اور یہ عزت آپ کی برکت آپ کی ووٹ اور آپ کی جدوجہد اور کوشش کے ذریعہ سے بخشا گیا ہے ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ اگر میں واقعتًا وہ ذمہ داریاں بجالایا اور خدمت کی اور ایوان میں اظہار حق میں کامیاب ہوگیا تو اجر وثواب کا جھنڈا اور آخرت کی سرخروئیاں آپ کے سر ہوں گی۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ (ابراھیم :۷)

"اگر تم نے شکریہ ادا کیا تو میں تم پر نعمت اور زیادہ کردوں گا"

حقانیہ کی تدریجی ترقی لوگوں کے دلوں میں محبت

دیکھئے !اس شہر اکوڑہ میں ،آپ سب نے اولاً ایک چھوٹا سا سکول بنایا جو آج تک بحمد اللہ ۳۰، ۳۵ سال سے قرآن ودین کی تعلیم وتربیت میں مصروف کار ہے اس سکول سے ہم مسجد (قدیم دارالعلوم حقانیہ) کو منتقل ہوئے ، پھر اس مسجد سے اس عظیم دارالعلوم حقانیہ کو منتقل ہوئے جس میں آج آپ سب تشریف فرمائیں پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ اس جگہ بڑی بڑی کھڈیں تھیں ،جنگل تھا، بنجر زمین تھی، اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جنت الفردوس عطا فرماوے جنہوں نے دارالعلوم کیلئے یہ زمینیں وقف فرمادیں اور جو زندہ ہیں ان کی عمر میں برکت دے اب وہ چھوٹا سا پانی کا قطرہ خدا کے فضل سے دریا کی شکل میں بہہ رہا ہے۔

آپ جانتے ہیں خصوصاً وہ حضرات جو ملک و بیرون ملک سفر پر رہتے ہیں جب وہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم اکوڑہ خٹک کے باشندے ہیں یا تحصیل نوشہرہ سے ہمارا تعلق ہے یا دارالعلوم حقانیہ سے ہماری وابستگی ہے تو لوگ ان کا بے حد زیادہ اکرام کرتے ہیں اور نچھاور ہوتے ہیں وجہ صرف دین ہے اور دینی علوم کی خدمت ہے، آپ حضرات نے دارالعلوم حقانیہ کی صورت میں دینی علوم کی قدر اور خدمت کی ہے اللہ کی ذات سب سے زیادہ غیرت مند ہے تو ایسے بندوں کی اللہ پاک خوب قدر کرتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں:

''اے بندو! میں بھی تمہارے ساتھ ایسی مہربانیاں ،انعامات اور احسانات کروں گا جو نہ آنکھوں سے دیکھے گئے ہیں نہ کانوں سے سنے گئے ہیں اور نہ کسی خیال میں آئے ہیں (یعنی جنت الفردوس)''

میرے بھائیو! میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ آپ کو اور ہم کو دین کی خدمت کا موقع دیا ہے اور دین کی خدمت اور سعی اور جدوجہد کا موقع دیا ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے مواقع بھی انشاء اللہ عنائت فرمائے گا کہ ہم بطور اعلان یہ ظاہر کرسکیں گے کہ پاکستان میں مکمل دین نافذ ہے زراعت ،تجارت،حکومت،سلطنت، فوج ، اور اقتصادیات و معاشیات سب پر اسلام اور قرآن کے مطابق عمل ہوتا ہے، ہم دنیا کو بتا سکیں کہ یہ اسلام کا عدل ہے۔

حضرت عمرؓ کا جلال قیصر و کسریٰ پر ان کا رعب و ہیبت اور صحابی کا کلمہ حق

حضرت عمرؓ کو اللہ پاک نے جلال دیا تھا۔ایک روز قوم کا امتحان لینے کا فیصلہ کرلیا ایک بہت بڑے مجمع میں تقریر کے دوران فرمایا کہ'' اے قوم کے لوگو! میں آپ کی نگاہوں میں اس وقت کیا حیثیت رکھتا ہوں؟ سب نے کہا ،آپ خلیفہ راشد ہیں ،

آپ کی بہت بڑی شان ہے قیصر وکسریٰ اپنے محلات میں آپ سے لرزتے ہیں قیصر اپنے بنگلے میں حضرت عمرؓ کے خوف سے چالیس ہزار سپاہی رکھتا تھا ادھر عمرؓ کی یہ حالت تھی کہ سر کے نیچے کچی اینٹ رکھ کر سو جاتے تھے، قمیص پر بارہ بارہ پیوند لگے ہوتے تھے۔

حضرت عمرؓ کو ایک بوڑھے صحابی کی تنبیہ

مگر خدا تعالیٰ نے رعب وہیبت سے نوازا تھا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا میں ایک شدید ضرورت کی بناء پر ایک غیر شرعی طریقہ جاری کرنا چاہتا ہوں آپ اس کی تائید کریں گے یا نہیں مجمع کے آخر میں ایک بوڑھا کھڑا ہوا اور کہا امیر المؤمنین ! میری ایک گزارش ہے تلوار نیام سے نکالی اور کہا اے امیر المؤمنین ! یاد رکھو! اگر شریعت کے قوانین کی پابندی کرو گے اسلامی احکام کے اجراء ونفاذ کی کوشش کرو گے تو ہم آپ کی فرمانبرداری کریں گے لیکن اگر خلاف شریعت کوئی قدم اُٹھاؤ گے تو یاد رکھو میری تلوار ہوگی اور آپ کا سر ہوگا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے دنوں ہماری مسجد میں جرمنی کے کچھ انٹرویو نگار[1] آئے تھے ان کا اعتراض تھا کہ مسلمانوں میں سے جب ایک شخص خلیفہ بن جائے تو اسے ہٹایا نہیں جاسکتا میں نے کہا حاشا وکلا ایسا نہیں ہمارا قانون ہے کہ اگر خلیفہ وقت بھی دین کے خلاف قدم اٹھائے تو رعایا کا ایک ادنیٰ آدمی تک تلوار سے اسے سدھارنے اور اس کی اصلاح کرنے کی جرأت رکھتا ہے، میں نے ان لوگوں کو تفصیل سے حضرت عمرؓ کا واقعہ سنایا جو ابھی آپ کو سنایا ہے۔

---

(۱) انتخابات کے دنوں میں جرمنی وغیرہ کے کچھ انٹرویو نگار انٹرویو لینے آئے تھے اور حضرت سے ان کی مسجد قدیم میں نماز مغرب سے قبل طویل انٹرویو لیا۔

حضرت عمرؓ کی خوشی

حضرت عمرؓ بہت خوش ہوئے اور کہا کہ الحمدللہ ہماری قوم میں بہت زیادہ جرأت ایمانی ہے، ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ حق کی تائید کی خاطر جب تک مجھ میں سانس ہے حق ظاہر کرتا رہوں گا، خدا نے ہمیں کامیابی اور فتح دی ہے اس میں ہم کسی کی توہین اور تذلیل نہیں کرتے اور نہ یہ ہونا چاہئے خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

(الحق ج ۲۰، ش ۵، ص ۲، فروری ۱۹۸۵ء)

خانہ کعبہ کا محاصرہ

خانہ کعبہ کے محاصرہ کے واقعہ ہائلہ کی اطلاع آنے پر دارالعلوم حقانیہ کے تمام طلبہ واساتذہ نے دارالحدیث میں جمع ہو کر ختم کلام پاک کے دعا وتضرع والحاح کی اس تقریب میں دعا کے دوران حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ نے جو کلمات ارشاد فرمائے وہ افادۂ عام کی خاطر شامل کتاب کئے جاتے ہیں۔

الحمد للّٰہ وکفی والصلاۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطان بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ○ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ○ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ○ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ○ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ○ (الفیل)

ناقابل برداشت صدمہ فاجعہ

محترم بزرگو! اگر آج ہم آنسوؤں کی جگہ قلب وجگر کا خون بہالیں تو ہمیں حق ہے، میرے خیال میں اس سے بڑھ کر صدمہ نہیں ہوسکتا جو کل دنیا کے مسلمانوں کو پہنچا

ہے اس دور میں جس میں ہم جا رہے ہیں اس سے قبل بھی ایسے واقعات ہوئے ہیں حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیرؓ کے خلاف قدم اٹھایا تو خانہ کعبہ مبارکہ زادھا اللہ شرفاً و تکریماً خالی ہو گیا اس کی عداوت حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور اُن کی فوج سے تھی چنانچہ یہ موجودہ تعمیر بیت اللہ شریف کی تقریباً وہی تعمیر ہے جو حجاج نے کرائی تو خانہ کعبہ کی توہین اور بے ادبی اس کا قصد نہ تھا، وہ ایک ظالم گذرا ہے، مخالفین سے شدید انتقام لیتا تو اُس محاصرے کا اور آج کے محاصرے کا فرق ہے یہاں بیت اللہ شریف کے اندر محاصرین و مفسدین نے اپنے بموں سے اسلحہ سے مسلح ہو کر حرم شریف کو نقصان پہنچایا صرف حرم شریف نہیں سارا مکہ حجاج سے بھرا ہوا ہے اور اُن وافدین بیت اللہ جو اللہ کے مہمان ہیں کو حرم شریف سے روک دیا گیا ہے، صحیح صورت حال اب تک شاید وہاں کی حکومت پر بھی واضح نہیں ہو سکی سعودی عرب کے مواصلات بھی منقطع ہیں۔

بیت اللہ عالم کی بقاء کا ذریعہ

محترم بزرگو! یہ تقریباً ایک ارب مسلمانوں کی موت و حیات کا سوال ہے اور صرف ایک ارب مسلمانوں کا نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان کا مسئلہ ہے کہ بیت اللہ اور خانہ کعبہ مبارکہ یہ شاہی خیمہ ہے وجہ الارض پر یہ کل عالم اللہ کے عبید اور غلام ہیں، خواہ کافر ہے، خواہ مسلمان یہ سب عبید اور غلام ہیں، ہم سب غلام ہیں اور غلام کا کام یہ ہے کہ جہاں بادشاہ خیمہ زن ہو تو اس کے ارد گرد رہے، غلام اور عبید آ کر دائرہ کی شکل میں اس کے گرداگرد قیام کرتے ہیں کہ یہاں بادشاہ کا خیمہ ہے اور وہ خیمہ شاہی جب تک کھڑا ہو تو چاروں طرف فوج سپاہی، غلام، تابعدار فرمانبردار سب موجود رہتے ہیں اور جب بادشاہ خیمہ اٹھالے اس کیلئے بادشاہ اعلان نہیں کرتے پھرتے جھنڈا لہرا رہا ہوتا ہے تو لوگ دیکھ کر اپنے اپنے مقام پر موجود رہتے ہیں، کیمپ لگا رہتا

ہے، کسی دن اٹھ کر دیکھ لیں کہ خیمہ بھی نہیں اور جھنڈا بھی نہیں لہرا رہا ہے تو سب کیمپ اکھڑ جاتا ہے۔ سب بوریا بستر اٹھا کر چلنے لگتے ہیں تو شاہی خیمہ کی موجودگی افواج کی غلامی اور ڈیوٹی پر رہنے کا سبب ہوتی ہے، اٹھ جاتا ہے تو اب غلام وہاں کیا کریں؟ سب میدان خالی ہو جاتا ہے۔

خانہ کعبہ تجلیات خداوندی کا مرکز

خانہ کعبہ جمال و جلال خداوندی اور تجلیات خداوندی کے فیضان کا مرکز ہے، خانہ کعبہ پر اوپر سے تجلیات ربانی کا فیضان ہوتا ہے ہم اور آپ جو نمازوں میں خانہ کعبہ کا رخ کرتے ہیں تو یہ مبارک عمارت اور دیواریں مقصود نہیں بلکہ وہ تجلیات ہیں جو اوپر سے آتی ہیں۔

عبداللہ بن زبیرؓ اور حجاج کے ہاتھوں خانہ کعبہ کی نئی تعمیر

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے زمانہ میں نئی عمارت تعمیر کرائی گئی جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرز پر تھی تو کئی دن دیواریں جب تک نہیں چنیں گئیں تو کوئی دیوار نہ تھی اور پھر بھی مسلمانانِ عالم کا رخ ادھر ہی ہوتا تھا پھر حجاج بن یوسف نے دوبارہ پرانے نقشہ پر نقشہ بدل دیا، دوبارہ تعمیر کرائی اور اس میں خدا کی حکمت تھی کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں بھی موجودہ نقشہ ہی تھا، حج و مناسک حج اور طواف وغیرہ میں وہی صورت سامنے رہ گئی تو مقصود عمارت نہیں، وہ فضا اور تجلیات الٰہیہ ہیں، جب تک وہ تجلیات مبارک موجود ہیں کوئی دشمن اس وقت تک اس جگہ پر قبضہ نہیں کر سکتا۔

اصحاب فیل اور ابرہہ کا واقعہ

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ (الفیل: ۱) ہاتھی والوں کے ساتھ،

ابرهة الاشرم کے ساتھ اللہ نے کیا کیا؟ یہ خانہ کعبہ اور مکہ مکرمہ، متکبرین اور جبارین کی گردن توڑ کر رکھ دیتا ہے۔ اس وجہ سے اس کا نام بکہ بھی ہے لا نها تبك الجبابرة سرکشوں کی گردن توڑنے والا ہے مگر یہ اس وقت تک ہے جب تک تجلیات الٰہی باقی ہوں گی اور جب تجلیات مرتفع ہوئیں تو ایک حدیث میں ہے کہ ایک چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا ٹیڑھے پاؤں والا ایک حبشی آکر خانہ کعبہ (اعاذ اللّٰہ من الهدم) کو ڈھادے گا اللہ تعالیٰ ہمارے دور میں ایسا وقت نہ لائے اس لئے کہ تجلیات اٹھادی گئی ہوں گی۔

بیت اللہ، شاہی خیمہ اور قیام عالم کا ذریعہ ہے

بادشاہ خیمہ میں ہو تو میلوں لوگ رعب میں رہتے ہیں، بادشاہ وہاں سے چلا جائے تو خاکروب اور بھنگی بھی آکر اُس عمارت اور خیمہ کو اکھاڑ کر لپیٹ دیتے ہیں، تو قیامت سے قبل حج بھی بند ہو جائے گا۔

الغرض خانہ کعبہ کی روئے زمین پر موجودگی سارے عالم کی بقاء کا ذریعہ ہے۔ اللہ نے قرآن میں اسے قِيٰمًا لِّلنَّاسِ کہا ہے۔ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ (المائدہ: ۹۷) اسے ذریعہ بقائے عالم کا بنادیا تو جب تک یہ شاہی خیمہ موجود ہے تو افریقہ، امریکہ مشرق و مغرب کے سارے غلام بھی مرکز کے گرد ام القریٰ کے گرد موجود ہیں اور جس وقت یہ تجلیات اٹھالی گئیں اور مکہ مکرمہ اور بیت اللہ کسی کے ہاتھ منہدم ہو جائے تو چاروں طرف، ایشیاء، افریقہ امریکہ زلازل وغیرہ سے تباہ و برباد ہو جائے گا اور قیامت قائم ہو جائے گی۔

اس صدمے کی شدت

آج جو صدمہ ہے اور جو حادثہ پیش آیا ہے صرف مسلمانوں کی عزت و بقاء اور عبادت کا سوال نہیں خدانخواستہ قیامت اور عالم کی تباہی کا پیش خیمہ بن سکتا ہے ساری

دنیا کی تباہی کا سوال ہے بیت اللہ نہ رہے تو ساری دنیا نیست و نابود ہو جائے گی یہ وہ خانہ کعبہ ہے کہ خود حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کی تعمیر میں حصہ لیا سیدنا ابراہیمؑ اور سیدنا اسماعیلؑ جیسے دو نبیوں نے اس کی عمارت اپنے ہاتھوں سے بنائی وَ اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمٰعِيْلُ (البقرة:۱۲۷) طوفانِ نوحؑ کے وقت یہ عمارت اٹھائی گئی تھی پھر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حضرت جبرئیلؑ نے بنیادوں کے نشانات بتلا دئے انہوں نے ان بنیادوں پر تعمیر کی اس سے قبل حضرت آدمؑ نے تعمیر فرمائی اور ان سے بھی قبل نامعلوم زمانے تک فرشتے خانہ کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے، اب بھی فرشتے موجود ہیں مگر اس وقت تو خالص فرشتے طواف کیا کرتے تھے اور یہ خانہ کعبہ زمین کا وہ حصہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے پانی پیدا کیا تو اس پانی میں اول جو قطعہ مبارکہ زمین کا نمودار ہوا ہے وہ یہی ٹکڑا ہے ام القریٰ ہے، ماں ہے، اصل ہے پھر فرشتے یہاں طواف کرتے۔

خانہ کعبہ اور سعودی عرب کی مرکزیت

اب تو نمازوں میں اللہ نے اسے نمازیوں کا قبلہ قرار دے دیا ہر دور میں کافروں کے دلوں میں اسکی یہ مرکزیت کھٹکتی رہی مگر قدرت کو منظور ہے کہ اس وقت سارے اسلامی حکومتوں کا مرکز بھی سعودی حکومت کو بنا دیا، پٹرول اور سونے کے ذخائر سے اللہ نے اس خطہ کو بھر دیا ہے مالی اور اقتصادی حالت بھی یہاں کی اللہ تعالیٰ نے بہتر کر دی کہ اب امریکہ اور روس جیسی خبیث طاقتیں بھی اس حکومت سے ڈرتی ہیں اور محتاج ہیں کہ کہیں یہ اپنے سونے کے ذخائر واپس نہ کر دے تیل بند نہ کر دے عبادت کے لحاظ سے یہ عالم ہے کہ ۲۰، ۲۵ لاکھ افراد اس سال بھی حج کے موقع پر جمع تھے تو گویا ظاہری صوری 'روحانی اور مادی ہر لحاظ سے اس مقام کو اللہ پاک نے مرکزیت دی ہے

اور عظمت وعزت کا اسے ایک مرکز بنا رہا ہے دنیا کے کافر ہرگز نہیں چاہتے کہ مسلمان ایسی ترقی کرے کہ ان کے ہاتھوں میں دولت کے ذخائر بھی ہوں اور عبادات میں بھی مذہب میں بھی ایسا ذوق شوق ہو کہ ۲۵،۲۵ لاکھ ایک موقع پر موجود ہوتے ہوں۔

مسلمانوں کے اتفاق واتحاد کی جو مساعی ہو رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ اسے کامیابی سے ہمکنار کردے تو یہ کافروں کے دل میں ایک کانٹا ہے بڑا خطرناک کانٹا ہے اور یہ لوگ سو سال قبل سوچتے ہیں کہ اس صورتحال کا نتیجہ کیا نکلے گا اب یہ واقعہ ہمارے سامنے ہے معلوم نہیں کہ کون لوگ ہیں کچھ جذباتی ہیں۔

خانہ کعبہ کی توہین قیامت کا پیش خیمہ

خانہ کعبہ کی معمولی توہین اور تھوڑی تکلیف بھی سارے مسلمانوں کے ظاہری و باطنی دونوں طرح کی تباہی ہے کہ ایسا کرنا ظاہراً داعیہ کبریٰ قیامت کا پیش خیمہ ہوسکتا ہے اور یہ ایک بڑا چیلنج ہے کہ ایک ارب مسلمانوں کو یہ کافر طعنہ دے سکیں گے کہ اپنا مرکز عبادت تو آزاد کرلو، اللہ تعالیٰ اس واقعہ کو خانہ کعبہ کی عظمت اور مسلمانوں کی عزت کا ذریعہ بنا دے تو اللہ کے خزانوں میں کچھ کم نہیں، جب بھی موقع ہو تو ہم ہر طرح کی قربانی کیلئے تیار رہیں گے ہماری جان ہماری عزت ہماری آبرو ہمارا سب کچھ خانہ کعبہ پر قربان ہوجائے تو کم ہے، اب آگے جو واقعات آئیں گے تو اس کا انتظار کریں گے۔

بہر تقدیر اس وقت بھی اور اُس کے بعد بھی ہمارا ماویٰ و ملجاء اللہ پاک ہے دعا کا مرکز وہی ہے اخلاص سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ خانہ کعبہ کی عزت وعظمت قائم رکھے اور محبوسین کو اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے کہ محبوس مسلمانوں کو اور کل دنیا کے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

آج کا دور عجیب ہے، جنگ چھڑ گئی تو پھر محاذ محاذ نہیں ہے بموں اور جہازوں کی جنگ ہے ایک بم سے ضلع اور صوبے ختم ہوتے ہیں تو بغیر انابت الی اللہ کے کوئی اور ذریعہ نہیں اللہ تعالیٰ اس ختم مبارک کو قبول فرمادے اخلاص سے چلتے پھرتے ہوئے اللہ کو یاد کرتے رہیں نمازوں میں رو رو کر اپنے گناہوں کی توبہ کریں قیامت دنیا کے بدترین لوگوں پر قائم ہوگی، نیکوکاروں پر نہیں، دن رات روئیں، استغفار کریں اور اللہ تعالیٰ اس ابتلاء کو ٹال دے گا، دعا فرمادیں اور اس کے بعد آج کے بقیہ دن اظہار افسوس کے طور پر تعطیل رہے گی، گو دارالعلوم میں تعطیل کا ایسے مواقع پر دستور نہیں تو آپ جا کر ذکر و استغفار اور دعا میں وقت گزاریں و آخر دعوانا ان الحمد لِلّٰہ رب العالمین

(الحق ۲ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۷۹ء)

چیچک کی وجہ سے

تیرہ سو مشتاقان حج کو محروم رکھنے کا جرم

تعدیت مرض کے موضوع پر شیخ الحدیث کے پُر مغز تاثرات

۱۹۶۹ء کو سفینہ عرفات سے جانے والے حجاج کرام کو جس اندوہناک صورتحال کا سامنا کرنا پڑا وہ پورے عالم اسلام کے لئے سنجیدہ غور وفکر کا مستحق تھا، مغربی تہذیب کی رو میں ہم ایسے بہہ گئے کہ ہمارا دل و دماغ ہر معاملہ میں اسی ڈگر پر سوچنے لگا، مسبب الاسباب پر بھروسہ جاتا رہا اس حد تک بہر حال روادار نہیں، کہ چند ایک آفت رسیدہ افراد کی وجہ سے ہزار بارہ سو مسلمانوں کو بیت اللہ کی آغوش میں پہنچ کر بھی فریضہ حج سے محروم کر دیا جائے، اس مسئلہ پر ماہنامہ الحق کے سرپرست حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ نے ایک مجلس میں اپنے جو تأثرات ظاہر کئے ہیں انہیں برادرم مولانا شیر علی شاہ المدنی مدرس دارالعلوم، نے اپنے الفاظ میں ضبط کیا ہے، کیونکہ یہ ایک اہم مسئلہ بھی ہے اس لئے افادہ عام کی خاطر اسے شامل کتاب کیا جارہا ہے۔ (س)

اسلام میں امراض کے تعدی اور بدفالی کی گنجائش نہیں

عرفات کے بابرکت میدان میں رحمت کائنات محسن انسانیت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر لاکھ سے متجاوز نفوس قدسیہ کو یہ اعلان فرمایا کہ جاہلیت کے تمام رسوم کو میں نے یہاں روند دیا ہے، آئندہ مسلمانوں کو صرف اسلام اور دین کی پیروی کرنا ہوگی ،جاہلیت کے اس عقیدہ کو''امراض کے اندر تعدی ہے'' آنحضرت ﷺ نے دوسرے موقع پر اس طرح باطل قرار دیا کہ لا عدویٰ و لا طیرۃ (اسلام میں امراض کی تعدی اور بدفالی وغیرہ نہیں) اگر موجودہ دور کے مسلمان اس عقیدہ پر قائم رہتا تو آج تقریباً تیرہ سو زائرین حجاج تڑپ تڑپ کر حج کی سعادت سے محروم نہ رہتے ،ان مظلوم حجاج کی بے تابانہ نگاہیں ان مقدس پہاڑوں پر پڑ رہی تھیں جس کے درمیان بیت اللہ شریف کا مقدس ونورانی بقعہ ہے،ان کے کان گزرنے والے لاکھوں حجاج کی تکبیروں کی آوازیں ،لبیک کی آوازیں سن رہے تھے مگر افسوس کہ حکومت کی بے بصیرتی اور تغافل نے ان بے دست و پا دور افتادہ مسلمانوں کے دیرینہ تمناؤں اور دلی خواہشات کو جدہ کے صحرا میں دفنا دیا طرہ یہ کہ آغوش حرم میں مناسک حج سے محروم کردئے گئے ،اس جانکاہ منظر کا احساس وہی کرسکتا ہے، جس کو حرمین شریفین کی دید کا جذبہ اور تڑپ دیارِ حبیب ﷺ کو کھینچ رہا ہو۔

واقرب ما یکون الشوق یوما

اذا دنت الخیام الیٰ الخیام

وبا سے فرار غیر مسلموں کا عقیدہ

تاریخ میں یہ سانحہ رہتی دنیا تک ذمہ دار افراد کی قساوت اور شقاوت کا بدنما داغ رہے گا ،اگر یہ غفلت شعار حکام دسویں کی رات کو بھی حجاج کرام کو عرفات پہنچا دیتے تو ان کا فریضہ ادا ہوجاتا ،پاک و ہند میں اسلام کی ترویج واشاعت کی ایک اہم

وجہ یہ بھی بتاتے ہیں، کہ جب ہندوستان کے شہروں یا قصبوں میں طاعون یا ہیضہ کی بیماری پھیلتی تو وہاں کے مقامی ہندو اپنے گھروں اور شہروں میں اپنے بیماروں کو چھوڑ کر دور بھاگ جاتے تھے اور مسلمان اپنے پختہ عقائد اور بلند اخلاق کی بناء پر اپنے گھروں میں رہ کر ان ہندو بیماروں کی خدمت کرتے رہتے، جب وہ بیمار ہندو شفایاب ہو جاتے تو بے اختیار وہ مسلمان ہو کر کہتے کہ جو مذہب زندگی کے نازک اوقات میں اپنے پیروکاروں کی ہمدردی اور اعانت چھوڑ دیتے وہ موت کے بعد ہماری کیا مدد کرے گا، یہ عجب انصاف ہے کہ سفینہ عرفات میں چند حاجی چیچک میں مبتلا ہوئے اور ان کی وجہ سے ۱۳۰۰ مشتاقان حج کو سعادت حج سے محروم کر دیا گیا۔ اوّلاً تو چاہئے تھا کہ اسلامی عقائد کے ماتحت ان مریضوں کو بھی سعادت حج کی اجازت دے دیجاتی بصورت دیگر ان کو قرنطینہ میں رکھ کر بقیہ حجاج کو مناسک حج کے لئے چھوڑ دیا جاتا۔

مجذوم کے ساتھ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کا حسن سلوک

کیا رسول خدا نبی رحمت ﷺ نے جذامی مریض کے ساتھ کھانا نہیں کھایا ہے؟ اور فرمایا کل ثقة بالله وتوكلاً عليه اور اسی سنت نبوی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے فاروق اعظم حضرت عمر فاروقؓ نے مجذوم کے ساتھ ایک ہی برتن سے کھانا کھایا اور اگر بالفرض ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کے ایمان بچانے کی خاطر فرمن المجذوم پر عمل مقصود ہے تو پھر مریضوں کو قرنطینہ میں رکھتے نہ کہ تمام تندرستوں کو بھی حج سے محروم کر دیتے، اگر چیچک دوسروں کو متجاوز ہونے کا اندیشہ تھا اور یہ خطرہ لاحق تھا کہ کہیں سب لوگ اس بیماری میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ تو یہ محض وہم و گمان تھا کیونکہ وہ باقی سب کے سب اب تک بحمد للہ چیچک سے محفوظ ہیں تو بقیہ حجاج میں سرایت و تعدی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، پاکستان و دیگر ممالک میں ہمیشہ چیچک وغیرہ کی بیماریاں رہا کرتی ہیں، ہر دو گھر میں ایک دو بچے

بیمار رہتے ہیں تو پھر تمام پاکستانیوں کو قرنطینہ کرنا چاہئے تاکہ چیچک نہ پھیلے، ایسے عقیدہ سے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے یہ غیر مسلموں کا عقیدہ ہے، اسی طرح نظریہ کی وجہ سے مسلمانوں میں مریضوں کے ساتھ ہمدردی نہ رہی جسکا اثر یہاں تک پہنچا کہ اب عبادات بھی اس کے زد میں آگئیں۔

تعدیت مرض حدیث نبویؐ کی روشنی میں

حدیث شریف میں ہے لا عدوی کہ امراض میں تعدی نہیں ہے، اس کے دو مطلب ہیں، ایک مطلب تو یہ کہ ایک شخص کی بیماری دوسرے کیلئے نہ علت ہے نہ سبب، جیسا کہ ایک اعرابی نے کہا کہ ایک خارشتی اونٹ کی وجہ سے اور بھی خارشتی ہوجاتے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا فمن احرب الاول ... پہلے کو کس نے خارشی بنادیا؟ جس قادر مطلق ذات نے پہلے اونٹ کو مرض میں مبتلا کیا، اس نے دوسرے کو بھی اس مرض میں مبتلا کردیا، اگر ایک مرض متجاوز کرنے کیلئے علت مان لی جائے، تو معلول کا وجود علت کے ساتھ لازمی ہے، حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں طاعون وغیرہ امراض پھیل جاتے ہیں تو وہاں دس فیصدی بیمار ہوجاتے ہیں، اور نوے فیصد محفوظ رہتے ہیں، جیسے گزشتہ طاعون کی رپورٹ سے ظاہر ہے اور فرمن المجذوم (جذامی سے بھاگ جانے) کا حکم محض ضعیف الاعتقاد لوگوں کے دین کو محفوظ رکھنے کی خاطر ہے کہ سبب کو علت کا درجہ نہ دیں مگر زیر بحث قضیہ میں تو تندرستوں کو حج سے روک دیا گیا، اور جرم یہ بتاتے ہیں کہ ان پر بیماروں کی ہوا لگی ہے۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ مرض علت تو نہیں مگر سبب ہے، تو اس صورت میں بھی تندرست حجاج کو رکھنا جائز نہیں، بطور مثال آگ ہلاکت کا سبب ہے، یا پٹرول کو آگ لگنے سے قیامت خیز مناظر سامنے آجاتے ہیں۔ تو پھر آگ ماچس وغیرہ اپنے پاس نہیں

رکھنا چاہئے، پانی میں بہت سے لوگ ڈوب کر مر جاتے ہیں، یا کنویں میں گر کر ہلاک ہوجاتے ہیں حالانکہ لوگ آگ یا پٹرول پانی یا کنوئیں کا قرنطینہ نہیں کرتے۔

مریضوں کے ساتھ ہمدردی کا رویہ

الغرض اسلام نے ہمیں تعلیم دی کہ تمام مخلوق بالخصوص مریض سے ہمدردی سے پیش آؤ، عیادت تیمارداری کا بہت بڑا ثواب ہے، اگر تعدی کا وہم مسلمانوں میں پھیل گیا، تو پھر یہ مریضوں کا علاج معالجہ اور خدمت سے غافل ہوجائینگے، افسوس کی بات ہے کہ وہم، جاہلیت کا غلبہ و تسلط اتنا بڑھ گیا، کہ مراکز دین کے خدام نے بھی اسطرف توجہ نہ کی کہ اسلام نے جس چیز کو بیخ و بن سے کاٹا تھا، اسکی تصدیق ہم کیوں کر رہے ہیں، حالانکہ سعودی حکومت ایک وقت توحید اور اللہ پر بھروسہ کی اتنی دعویدار بنی تھی، کہ شریعت کے حدود میں جائز اسباب اور وسائل کے ارتکاب کو بھی شرک قرار دیتی تھی مگر اب معاملہ الٹا ہوگیا، ضروری ہے کہ ان مظلوم حجاج کی حالت زار پر رحم و کرم فرماتے ہوئے ان کے روکنے اور ٹیکوں کے غلط اندراج کرنے والوں کا مؤاخذہ و محاسبہ کرکے ان حجاج کو آئندہ سال کرایہ اور زر مبادلہ کی پوری سہولت مہیا کی جائے اور مکمل سہولتوں کے ساتھ فریضہ حج کی سعادت بہم پہنچائیں، جبکہ حکومت نے ان کے حج کو قضا کرکے ان پر آئندہ قضا لازم کردیا ہے۔ واللہ یقول الحق و ھو یھدی السبیل

ضبط و ترتیب: حافظ عرفان الحق حقانی

(الحق: ج ۵۰، ش ۸، مئی ۲۰۱۵ء)

کارزار بدر
اور حضور اقدس ﷺ کا تعلق مع اللہ

۲۷/اکتوبر ۱۹۸۱ء کو دارالحدیث میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کا درس بخاری شریف، جسے ٹیپ سے من وعن ضبط کیا گیا، اتفاق سے اس درس میں اعلیٰ سرکاری افسران کے ایک گروپ نے بھی شرکت کی جو دارالعلوم میں سہ روزہ تربیتی کورس کے لئے مقیم تھے۔

حدثنی محمد بن عبیداللّٰہ بن حوشب حدثنا عبدالوهاب، حدثنا خالد عن عكرمة عن ابن عباسؓ قال قال النبی صلی اللّٰه عليه وسلم يوم بدرٍ اللّٰهم إنی أنشدك عهدك ووعدك اللّٰهم إن شئت لم تعبد فأخذ أبو بكر بيده فقال حسبك فخرج وهو يقول سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (بخاری: ح ۳۹۵۳)

غزوہ بدر

آج جس حدیث کو یا جس موقع پر ہم پہنچے ہیں اس میں غزوہ بدر کا واقعہ ذکر کر

رہے ہیں غزوہ بدر سے متعلق میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ صحابہؓ نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! ہم بنی اسرائیل نہیں ہیں ہم تو دائیں اور بائیں جانب آگے پیچھے چوطرفہ لڑیں گے اور اگر ہمیں آپ حکم دیں گے تو مسلمان ہونے کی بنا پر مسلمان کا یہ فرض ہے جب وہ کلمہ پڑھ لے اس نے اپنا مال، جان، اولاد، کنبہ اللہ کے ہاتھ جنت کے بدلے بیچ دیا یہ ہمارا فریضہ ہے آپ برحق پیغمبر ہیں اور ہم آپ کے اوپر ایمان لائے ہیں اور یہ ایمان لانا ایک وعدہ ہے کہ جان کی، مال کی، اولاد کی قربانی دیں گے اور خداوند کریم نے یہ موقع عطا فرمایا ہے ہمیں آج قربانی کا تو جو ارشاد ہو اللہ کا اس پر ہم عمل کرنے کیلئے بالکل تیار ہیں۔

میدان بدر کے اونچے ٹیلے پر حضور ﷺ کے لئے چھپر بنانا

وہ تین سو تیرہ آدمی جو تہی دست اور بے سروسامان تھے بدر کا جو میدان ہے یعنی میدان جنگ کے موقع پر سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ! ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان ٹیلوں پر اونچا جو ٹیلہ ہے اس کے اوپر آپ کے لئے چھپر بنا دیں آپ اس ٹیلے پر تشریف فرما ہوں گے اور یہ آپ کے لئے گویا قیام گاہ ہوگی تو حضور اقدس ﷺ نے اجازت دے دی ایک اونچا ٹیلہ وہاں بدر میں جو تھا اس کے اوپر صحابہ کرامؓ نے ایک چھپر سا بنا دیا کھجوروں کے پتوں اور ٹہنیوں سے اس چھپر کو بنایا حضور اقدس ﷺ اس چھپر میں اوپر تشریف رکھتے تھے اور نیچے میدان جنگ میں جو صحابہ کرامؓ جہاد میں مشغول ہیں اور جو کچھ واقعات ہو رہے تھے وہ ان کو اس ٹیلے سے نظر آ رہے تھے۔

حضور ﷺ خود بطور جرنیل صف بندی اور جنگی پلاننگ کرتے تھے

خود رسول اللہ ﷺ نے صف بندی فرمائی کہ فلاں یہاں پر رہے گا فلاں وہاں ابوبکر صدیقؓ یہاں رہے گا اور حضرت عمرؓ یہاں رہے گا اور علی رضی اللہ عنہ یہاں رہے گا

سعد بن معاذ یہاں رہے گا جیسا کہ ایک محاذ جنگ میں ہوتا ہے تو اس محاذ میں سب کے لیے جگہیں مقرر فرمائیں تو حضورﷺ صف بندی بھی منظم کر رہے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ یہاں عتبہ ہلاک ہوگا یہاں شیبہ ہلاک ہوگا یہاں ولید بن عقبہ ہلاک ہوگا یہاں ابوجہل ہلاک ہوگا یہاں فلاں ہلاک ہوگا۔

حضورﷺ کے پیشنگوئی کا ظہور

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں انگلی رکھی تھی کہ یہاں ابوجہل ہلاک ہوگا یہاں عتبہ ہلاک ہوگا واللہ اس سے ذرہ برابر ایک انچ بھی خلاف نہیں ہوا اور وہ وہیں قتل ہوا لڑائی کل کو ہو رہی ہے اور آج حضور اقدس ﷺ نے ان کو یہ بتا دیا، خوشخبری سنا دی کہ دشمن کے جو سردار ہیں وہ یہاں یہاں قتل ہوں گے لیکن وہ جیسے کہتے ہیں مریض کے لئے دوائی بھی ہونی چاہئے اور دعا بھی ہم دوا وہم دعا تو حضورﷺ تو خود کمان فرما رہے ہیں سب کی نگرانی جہاں سے ہوسکتی ہو مثلاً اکوڑہ سے لے کر سٹیشن تک شیدو تک محاذ جنگ ہے تو وہ حضورﷺ کے سامنے ہے اور معائنہ فرما رہے ہیں لیکن یہ ظاہر ہے کہ دشمن نفری میں ایک ہزار تھے اور مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ ہے یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ دشمن مسلح ہے تام السلاح سر سے لے کر پاؤں تک ہر ایک کافر مسلح زرہ ان کے پاس ہے، تلواریں ان کے پاس ہیں، نیزے ان کے پاس ہیں کمان ان کے پاس ہیں تیر ان کے پاس ہیں اس زمانے کا جو جنگی ہتھیار تھا وہ سب کا سب موجود ہے اور ابوجہل ان کا کمان کر رہا تھا۔

حضور اقدس ﷺ نے دیکھا کہ میرے ساتھی جو ہیں تین سو تیرہ میں صرف اٹھ آدمیوں کے پاس تلوار ہے سات آدمیوں کے پاس کمان ہیں دو آدمیوں کے پاس گھوڑے ہیں بس اور وہاں سب کے پاس سامان جنگ اور گھوڑے مسلح موجود ہیں تو

اب ظاہر بات ہے کہ ایسے وقت میں پریشان ہو جانا طبعی امر ہے تو اپنے ساتھیوں کے متعلق فرمایا: کہ یا اللہ میرے ساتھی تہی دست ہیں اور ایسا نہ ہو کہ کہیں یہ مغلوب نہ ہو جائیں تو حضور اقدس ﷺ نے صف بندی فرمائی مورچہ بندی جس کو کہتے ہیں کمانڈر ہیں جس جس جگہ پر ڈیوٹی لگانی تھی لگا دی کہ مثلاً تم اس پل کے پاس رہو گے تم اس سرحد کے پاس رہو گے تم اس دروازے کے پاس رہو گے ہر ایک کے لئے جگہ اور آدمی متعین کر دئے اور ہیں تہی دست حضور اقدس ﷺ کا چھپر جو ٹیلے پر تھا وہ خیمہ کی شکل میں تھا لیکن خیمہ اس لئے نہیں کہتے کہ کپڑے کا نہیں تھا بلکہ کھجور کی ٹہنیوں کا تھا تو عریش اسکو عربی میں کہتے ہیں نبی کریم ﷺ خود عریش میں تشریف لے گئے اوپر ٹیلے پر جو چھپر بنا ہوا تھا۔

بدر میں ابو بکر صدیقؓ بحیثیت نائب رسول

ابو بکر صدیقؓ وہ بھی ساتھ ہیں رفیق ہیں جیسا کہ بادشاہ کے احکامات کمانڈر انچیف فوج کو پہنچاتے ہیں کہ فلاں مورچے پر یہ کرو فلاں کو اتنے جہاز بھیجو اتنے بم لے جاؤ تو وہاں پر نبی کریم ﷺ کے احکامات کو ابو بکر صدیق پہنچاتے رہے کہ فلاں نے یہ کرنا ہے فلان نے وہاں یہ کرنا ہے تو کمانڈر انچیف کے حیثیت سے ہیں گویا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اس چھپر کے دروازے کے اوپر تلوار ہاتھ میں لئے کھڑے تھے۔

ظاہری اسباب مگر نظر مسبب الاسباب پر

نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے چھپر میں تو دو رکعت نفل کے پڑھے، تو جنگ میں دوا بھی ہونی چاہئے اور دعا بھی ہونی چاہئے دوا تو یہ کہ ظاہری اسباب میں جتنی قدرت اور طاقت تھی وہ تین سو تیرہ آدمی ان کو مورچوں پر کھڑا کر دیا یہ ایک علاج ہے دوا ہے لڑائی کے لئے باقی فتح و شکست خدا کے ہاتھ میں ہے تو خدا سے فتح مانگنی چاہئے

چاہے ہمارے پاس لاکھوں ٹینک کیوں نہ ہوں ہزاروں ہوائی جہاز کیوں نہ ہوں لاکھوں بم کیوں نہ ہوں؟

دشمن کے مقابلہ کے لئے تیاری کا لامحدود حکم

یہ سب کچھ ظاہری اسباب ہیں ان کو جمع کرنا چاہئے خدا کا حکم ہے وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ (الانفال: ۶۰) خداوند کریم فرماتے ہیں کہ جتنی تمہاری طاقت ہو سکے اتنا سامان جنگ تم جمع کر و دیکھئے نماز اہم چیز ہے لیکن دن میں پانچ وقت، حج ایک اہم رکن ہے لیکن عمر بھر میں ایک دفعہ روزہ سال بھر میں سے ایک مہینہ رکھنا ہے اور زکوٰۃ بڑی بھلائی کی چیز ہے اور خدا کا حکم ہے لیکن سال بھر میں ایک دفعہ دینا ہوگا وہ بھی خمس عشر ڈھائی فی صد تک محدود لیکن اسلام کے اس دشمن کے لئے کافروں کے لئے سامان جنگ کتنا جمع کرنا ہے؟ تو یہ نہیں فرمایا کہ ایک مہینہ یا ایک دن یا ایک ہزار یا ایک لاکھ بلکہ خدا کا حکم ہے کہ تم تیاری کر مَا اسْتَطَعْتُمْ جتنی بھی تمہاری طاقت ہے اس طاقت کے مطابق تم تیاری کرو، دیکھئے یہ نہیں کہا کہ ایک ہزار ہوں دو ہزار ہو، دس ہزار ہو، بیس ہزار ہو، نہیں جتنا بھی تم سامان جہاد جمع کر سکتے ہو کر لو وہاں پر تو بالفعل تین سو تیرہ آدمی تھے تو ان تین سو تیرہ کے لئے مورچہ بندی فرمائی میدان جنگ میں لیکن اصل فتح جو ہے وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (آل عمران: ۱۲۶) اتنا موقع نہیں ہے کہ آپ کے سامنے تفصیل عرض کروں۔

میدان بدر میں فرشتوں کی آمد

ملائکہ آئے جنگ بدر میں ایک ہزار پھر تین ہزار پھر پانچ ہزار لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ فرشتے جو تمہارے امداد کے لئے بھیجے گئے ہیں تم ان پر بھی بھروسہ مت کرنا بلکہ خدا پر بھروسہ کرنا ایک فرشتے کی طاقت اتنی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے ایک نعرہ لگایا ایک

چیخ ماری تو قوم عاد کے لوگ سب کے سب ہلاک ہو گئے، ایک آواز میں اتنا اثر ہے اور انگلیوں کے سرے پر سدوم کا جو علاقہ ہے جس میں چھ لاکھ کی آبادی تھی جبرائیل علیہ السلام نے انگلیوں سے اٹھایا اور آسمان تک لے گئے وہ آباد مکانات اٹھائیں اور پھر وہاں سے الٹا کر کے پٹخ دیا ساری قوم لوط جاہ ہوئی تو فرشتوں کی طاقت کتنی بڑی ہے؟ وہ تو اللہ کو معلوم ہے بہت بڑی ہے ایک عزرائیل علیہ السلام سب کے روح قبض کرتا ہے یا نہیں؟

یہ لڑیں گے نہیں لڑو گے تم! حضورﷺ کا صحابہ کرام کو سبق

لیکن ان فرشتوں کو اللہ نے مدد کے لئے بھیج کر بھی صحابہؓ کو یہ سبق سکھلا دیا کہ دیکھو کہ فرشتے جو تمہاری پشت پر ہیں امداد کے لئے یہ لڑیں گی نہیں لڑو گے تم جیسا کہ ہمارے ہاں فرض کیجئے ایک پولیس والا ایک گاؤں کو جاتا ہے تو اس کی طاقت ظاہر بات ہے ایک آدمی کی ہے لیکن وہ جا کر محلے کے سب لوگوں کو ہتھکڑیاں پہنا کر لاتوں سے مارتا ہے اور انہیں لے جاتا ہے کیوں؟ اس میں اتنی طاقت کہاں سے آئی؟ اس لئے کہ اس کی پشت پر حکومت ہے تو عوام بھی جانتے ہیں کہ یہ ایک سپاہی یا ایک افسر ہے اس کو ہم مار بھی سکتے ہیں باندھ بھی سکتے ہیں لیکن وہ سب کی پٹائی کر رہا ہے اس وجہ سے کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک سپاہی ہے لیکن اس کے پشت پر حکومت پاکستان ہے اگر ہم اس کو ماریں گے بے ادبی کریں گے، قتل کریں گے تو ساری حکومت کی فوجی طاقت، بم، ہوائی جہاز اور فوج ہماری خلاف استعمال میں آئے گی اس لئے تمام عوام سر نیچے کئے ہوئے ہیں کہ ٹھیک ہے اسی طریقے سے بدر میں فرشتے جو آئے وہ لڑنے نہیں اس لئے کہ لڑنا تو اللہ کو یہ منظور تھا کہ یہ کافر مسلمانوں کے ہاتھوں سے قتل ہوں یہ اللہ کا حکم تھا اگر وہ فرشتوں سے کام لیتا تو یہ تو ہمیشہ عزرائیل علیہ السلام ارواح کو قبض کرتا رہتا ہے تو کافر

بھی کہتے کہ یہ تمہاری کیا بہادری ہے یہ تو فرشتوں نے ہمیں قتل کر دیا تو فرشتوں کو پس پشت رکھا اس لئے کہ سختی کے موقع پر تم امداد ان کی کرو گے ورنہ اتنا کافی ہے کہ موجود رہیں تو جرأت اور دلاوری ان کے دلوں میں پیدا ہوگی خداوند کریم کی فوج فرشتے ہماری پشت پر موجود ہیں لیکن میں آپ سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ خداوند کریم نے ایسے موقع پر بھی یہ فرمایا کہ دیکھو یہ سامان جنگ جو ہے چونکہ یہ دنیا عالم اسباب ہے ہر چیز کے لئے اسباب ظاہریہ بھی اللہ نے پیدا فرمائے تم اسباب ظاہریہ کو حاصل کرو جمع کرو لیکن اعتماد مسبب الاسباب پر کرو اعتماد اللہ پر کرو یہاں بھی سبب بتا دیا کہ کثرت کے اوپر یا قلت کے اوپر یا کمی سامان یہ چیزیں جو ہیں ان کو چھوڑیئے اور وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (ال عمران: ۱۲۶) امداد خدا کی طرف سے ہے جو غالب ہے اور حکمت کا مالک ہے کونسے موقع پر کس کو غلبہ دینی چاہئے اس کو وہ حکیم جانتا ہے تو یہاں میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ایک ظاہری نظام ہے میدان جنگ کا تو ظاہری نظام تو رسول ﷺ نے فوج کا مکمل کر لیا ہمیں بھی چاہئے کہ اگر ہم پر موقع جہاد آجائے تو ظاہری نظام کو بھی ٹھیک رکھنا چاہئے اسباب اور اسلحہ کو جمع کرنا چاہئے لیکن بھروسہ اور اعتماد اس پر نہ کریں کہ ہمارے پاس بڑی توپیں ہیں بہت سے ہوائی جہاز ہیں بہت سا فوج ہے تو ہم غالب ہوں گے یہ کوئی ضروری تو نہیں غلبہ تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اللہ پر بھروسہ رکھو حضور ﷺ نے توحید کا سبق دے دیا کہ ایسے وقت میں تمہیں اللہ پر اعتماد اور بھروسہ کرنا چاہئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ٹیلے کے پیچھے لڑ رہا تھا دشمن کے ساتھ میں نے دس پندرہ منٹ لڑائی میں جو گزارے تو وہ تو عاشق ہیں تو دل میں آیا کہ حضور ﷺ کو دیکھ لوں تو میں جلدی سے آیا خیمے کی طرف دیکھتا ہوں کہ رسول صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سجدے میں پڑے ہیں اور یہ فرماتے ہیں یا حی یا قیوم، یاحی یا قیوم، یاحی یا قیوم اغثنا اے اللہ! اے زندہ اللہ، اے منتظم، اے انتظام کرنے والے اللہ! تو ہماری امداد فرمایا حی یا قیوم اس کا ورد سجدے میں فرماتے رہے۔

میدان بدر میں حضور ﷺ کی بارگاہ الٰہی میں آہ وزاری

فرماتے ہیں پھر میں میدان جنگ گیا وہاں لڑائی لڑتا رہا پھر واپس جب آیا دیکھا تو حضور اقدس ﷺ اس وقت بھی سجدے میں پڑے ہیں اور فرماتے ہیں یا حی یاقیوم پھر دفعہ آ کر دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرما رہے ہیں اور دعا بھی ایسی کہ کبھی اپنے سر مبارک کو سجدے میں زمین پر رکھا اور کبھی ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں اور دعا کر رہے ہیں اس دعا کے کلمات نہایت تضرع اور عاجزی کے ہیں اس کو آپ سن لیں۔

حضور ﷺ کی اللہ سے ایفاء عہد کی دعا

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ دو رکعت نماز کے بعد نبی کریم ﷺ نے میدان بدر میں اس ٹیلے کے اوپر چھپر میں یہ دعا فرمائی قال قال النبی ﷺ اللّٰھم انشدك عھدك ووعدك اے اللہ! میں آپ کے عہد اور آپ کے اس وعدہ کی ایفا کی درخواست کرتا ہوں اے اللہ! میں آپ کے درگاہ میں درخواست کرتا ہوں کس چیز کی؟ اس چیز کی کہ آپ اپنے وعدے اور اپنے عہد مبارک کو ہمارے حق میں پورا فرمادیں۔

اللہ کی شان جلالی اور انسان کی مجبوری

دیکھئے نا اللہ کی شان جلال اور عظمت، انتہائی درجے کی عظمت کے مالک ہیں رب العزت، انتہائی جلال کے مالک ہیں ٹھیک ہے ہم سب لوگ مجبور ہیں اور ہمارے اوپر

جابر اللہ جل جلالہ ہیں لیکن خداوند تعالیٰ کسی سے مجبور نہیں اور نہ وہاں کوئی طاقت ہے کہ وہ اس پر جبر کر سکے اور نہ کسی کی طاقت ہے کہ وہ خدا سے پوچھے کہ یا اللہ! تو نے یہ کام کیوں کیا؟ لَا یُسْئَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ خدا جو کام کرتا ہے اس سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کر سکتا کہ یہ کیوں کیا یہ تو محکوم کا کام ہے اور اللہ حاکم ہے وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم ان بندوں سے پوچھیں گے اِنَّ اللّٰہ ھو الغنی الحمید اللہ بے نیاز بادشاہ ہے اور صفات کمالیہ کے ساتھ متصف ہے تو اللہ غنی ہے اب یہاں پر جو وعدہ مختلف آیتوں میں مثلاً وَسَبَقَتْ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارا کلمہ یعنی حکم ہم نے پہلے سے مقرر کر دیا ازل میں اپنے بندوں کے جو پیغمبر ہیں ان کے حق میں کہ ہماری طرف سے ان کے بارے میں فیصلہ ہو چکا ہے وَاِنَّ جُنْدَنَا لَھُمُ الْغٰلِبُوْنَ اور فرمایا اِنَّھُمْ لَھُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ یہ جماعت جو پیغمبروں کی ہے یہ غالب ہوں گے ان کی امت غالب ہو گی مسلمان غالب ہوں گے۔

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

یہ بھی ہے کہ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ. ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ (الصف: ۸ تا ۹) اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم ذرو مت یہ دنیا بھر کے کافر جو ہیں چاہے وہ روس ہو، چاہے وہ مغربی یورپ ہو، چاہے مشرق میں ہندوستان اور ہندوؤں کے ساٹھ کروڑ افراد ہو چاہے کوئی بھی کافر ہو یہ لوگ چاہتے ہیں کہ پھونکوں سے وہ اسلام کے نور کو بجھا دیں یہ چاہتے ہیں کہ پھونکوں سے اس نور کو بجھا دیں ان کے یہ بم یہ اسلحہ اور یہ فوج اس کے بارہ میں خداوند کریم فرماتے ہیں یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ (الصف: ۸) یہ تو پھونک ہے اس کی کوئی حقیقت

نہیں اللہ اپنے نور کو پورا کرے گا اللہ دنیا بھر میں اس کو پھیلائے گا اسلام کو پہنچائے گا دین کی اتمام کرے گا اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ (الصف:۸) کافر چاہے ناخوش ہو چین والے خوش ہو یا ناخوش، روس خوش ہو یا ناخوش، امریکہ خوش ہو یا ناخوش لیکن اللہ فرماتے ہیں میں اپنے بندوں کی امداد کروں گا اور یہ دین دنیا کے کونے کونے تک پہنچاؤں گا وعدہ ہے اسی طریقے سے وعدہ ہوا وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ (الانفال:۷) اللہ نے وعدہ فرمایا کہ دو طائفوں میں تمہیں ایک طائفہ ملے گا یا ابوسفیان جو تجارتی قافلے کے ساتھ تھا یا ابوجہل جو ایک ہزار فوجیوں کی کمان کر رہا تھا ان دو طائفوں میں ایک طائفہ تمہیں ہم ضرور دیں گے لیکن یہ یقین یہاں پر اول تو یہ کہ کوئی مکان یا زمان کی تعیین اس آیت میں نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ میں افسر بھی موجود ہیں میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ کا ملازم یا ماتحت جو ہے کیا وہ ڈی سی سے کہہ سکتا ہے کہ آپ نے یہ کام کیوں کیا؟ یہ پوچھ سکتا ہے کبھی نہیں پوچھ سکتا یہ تو ٹھیک ہے کہ کبھی ان کا افسر بالا ہو وہ پوچھے یہاں سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے امداد کے متعلق وعدہ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کسی کو جواب دہ نہیں

لیکن سوال یہ ہے کہ مقام ربوبیت جو اللہ کی شان ہے، شہنشاہ اور مالک الملک اور تمام بادشاہوں کا بادشاہ ان سے کوئی یہ تو پوچھ نہیں سکتا کہ یا اللہ! تو نے ہمیں کیوں یہ شکست دے دی کیا کوئی ان سے پوچھ سکتا ہے؟ پھر اللہ کی شان، بے نیازی کی شان ہے اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ اللہ بڑا بے نیاز ہے اللہ کی حکومت کی جلال اور ہیبت اتنی ہے دنیا کی حکومتوں کے افراد اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں تو اب سوال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ تو اللہ جل مجدہ کے عبد کامل ہیں تو ان کو خدائی شان معلوم ہے کہ خدا کی شان

کتنی بڑی اونچی ہے اس لئے وہاں پر ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ہم اعتراض کریں یہ پوچھیں خدا سے کہ یہاں یہ مسلمان کیوں شہید ہو گئے اور یہ کام کیوں ہوا یہ کوئی پوچھ سکتا ہے نہیں پوچھ سکتا؟ تو مقام ربوبیت اور اس کی جلال اور ہیبت عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے سامنے انتہائی تضرع اور عاجزی اختیار کی جائے۔

غضب رب بقدر معرفت

یہاں پر اتنی بات بھی سمجھ لیجئے اگر کسی ملک کا بادشاہ یا وزیر اعظم جس کے ہاتھ میں خزانہ بھی ہے فوج بھی ہے اور اسلحہ بھی ہے اور وہ ایک منٹ میں اگر حکم دے دیں کہ فلاں بستی پر بم باری کرو تو سب کو ختم کر دیں کر سکتے ہیں ایسے اگر کسی بادشاہ کے سامنے ایک وزیر اعظم جب آتا ہے تو اس کے سامنے کپکپی طاری ہو جاتی ہے وہ کرسی سے دس گز دور کھڑا رہتا ہے اور جی حضور، سر سر اور لبیک سے وہ بات بھی اگر کرتا ہے تو کپکپاتا ہوا اور لرزتا ہوا کیوں؟ اس لئے کہ وزیر کو یا اس کمانڈر انچیف کو اگر چہ اس کے قبضے میں فوج ہے وہ جانتا ہے کہ میں جس ذات کے سامنے کھڑا ہوں اس کی کتنی طاقت ہے اس کے قبضہ میں کتنی چیزیں ہیں؟ تو وہ سمجھتا ہے کہ اگر میرے متعلق اب حکم دے دے کہ اس کو قتل کر دو تو مجھے قتل کر دیں گے اگر میرے متعلق یہ حکم کر دیں کہ جاؤ تم معزول ہو تو معزول ہو جاؤں گا اس کے سامنے جو کھڑا ہے تو اس کی عظمت و ہیبت اس کے دل میں ہے تو جہاں خوف اور ہیبت ہو گی وہاں سے کلمات بھی عاجزی کے، تضرع کے ادب کے ظاہر ہوں گے اور وہ نہایت انکساری سے بات کرے گا یا خاموش رہے گا کیوں؟ اس کو علم ہے طاقت کا اور فرض کیجئے ایک چھوٹے بچے کو آپ لائیں بادشاہ کے گود میں بٹھا دیں تو وہ بچہ کیا جانتا ہے کہ یہ ملک کا بادشاہ ہے اور فوجی طاقت اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ مجھے اور تمام خاندان کو قتل کر سکتا ہے بچہ ان چیزوں کو نہیں جانتا اسے اس کے گود میں

آپ بٹھائیں تو بچہ بادشاہ کی داڑھی کو نوچے گا نوچتا ہے یا نہیں وہ پیشاب کرے گا اور وہ بادشاہ کو بھی تھپڑ مارتا ہے پر چھوٹا بچہ ہے دو ڈھائی سال کا اس کو یہ خیال نہیں ہے اور نہ یہ سمجھ ہے کہ میں کس کی جھولی میں ہوں اور یہ ہے کون؟ اور اس کی طاقت کتنی ہے تو وہ عظمت اور ہیبت اس کی دل میں نہیں آتی اس لئے کہ اس کو علم نہیں ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (الفاطر:۲۸) تو جس کا علم زیادہ ہوگا وہ اللہ سے زیادہ ڈرے گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم اللہ کے بارہ میں سب سے زیادہ ہے تو سب سے زیادہ ڈرنے والے بھی یہی ہیں۔

حضور ﷺ کی نازبھری عاجزانہ دعا

بدر میں اس وقت رسول اللہ ﷺ دعا فرماتے ہیں کہ یا اللہ! یہ جماعت، یہ میرے ساتھی مسلمان صحابہ اور خود رسول اللہ ﷺ میدان جہاد میں ہیں اگر تو چاہے کہ آئندہ کیلئے تیری عبادت نہیں ہوگی اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جتنے لوگ ہیں اگر یہ شہید ہوجائیں تو ظاہر بات ہے ان میں رسول اللہ ﷺ بھی ہیں بدریین کے بارے میں فرماتے ہیں اگر یہ لوگ شہید ہوگئے تو پھر قیامت تک تیری عبادت روئے زمین پر کوئی بھی نہیں کرے گا اس لئے کہ یہ امت آخری امت ہے اور یہ پیغمبر ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آخری امت اور آخری نبی اگر میدان بدر میں شہید ہوجائے تو پھر آئندہ لوگوں کو کلمہ سکھانے والا احکام دین سکھانے والا کوئی نہیں ہوگا؟ احکام دین سکھانے والا تو پیغمبر ہوتا ہے جن کے پاس وحی آتی ہے۔

عبادت رب کی آخری امت آخری نبی

حضور اقدس ﷺ خاتم النبیین ہیں ان کے بعد کوئی پیغمبر آنے والا نہیں تو جب پیغمبر نہیں ہوگا اور امت یہی ہے کہ شہید ہوگئی تو پھر آئندہ کیلئے قیامت تک اللہ کی

عبادت کون کرے گا؟ کوئی بھی نہیں رہے گا اس لئے کہ پیغمبر شہید ہو گئے مسلمان ختم ہو گئے اور دوسرا پیغمبر قیامت تک آنے والا نہیں۔

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب: ۴۰) تو جب پیغمبر نہیں ہوگا تو امت کہاں سے آئے گی؟ پھر دین کی عبادت اور سبق کون سکھائے گا کوئی بھی نہیں یہ کتنی عاجزی کی دعا ہے یا اللہ! اگر تو میری اس ٹولے کو، میری جماعت کو اس میدان بدر میں شہید کردے تو تیری عبادت قیامت تک پھر نہیں ہوگی اس لئے کہ یہی تو مسلمان ہیں یہ ختم ہو گئے اور نبی کریم ﷺ بھی ان میں شریک ہیں وہ بھی شہید ہو گئے تو پھر دین سکھانے والا کون ہوگا دین کس کے پاس آئے گا کوئی بھی نہیں ہوگا تمام دنیا روئے زمین کافر ہو جائے گی اور کوئی بھی اللہ کا عابد نہیں رہے گا یا اللہ! تیری عبادت زمین کی اوپر جاری رہے یہ تمنا ہے اور ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ میرے ساتھیوں کو محفوظ رکھ تاکہ تیری عبادت ہوتی رہی۔

زندگی برائے عبادت، دعا میں ایک عجیب نکتہ

دیکھئے! یہاں پر ایک بات اور بھی عجیب ہے یہ نہیں کہا کہ یا اللہ! میرے ساتھی زندہ رہیں تاکہ یہ زمین کو آباد رکھیں، قلعوں کو آباد کریں، یہ اپنے شہر کو آباد کریں بلکہ یہ کہا کہ ہم زندگی چاہتے ہیں عبادت کے لئے تو ہمیں چاہئے کہ ہم بھی دعا کرتے رہیں تو عبادت کیلئے کہ یا اللہ! ہم آپ کی عبادت کرتے رہیں ہم چاہتے ہیں کہ مرض سے چھٹکارا مل جائے غریبی سے چھٹکارا مل جائے تاکہ تیری عبادت کریں نکتہ سمجھ میں آ گیا یہاں پر ایک شبہ آپ کر سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر یہ مسلمان جو بدر میں ہیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان میں شامل ہیں اگر یہ شہید ہو گئے تو پھر تیری عبادت نہیں ہوگی۔

جنات کی عبادت بھی اسلام اور نبی کریم ﷺ پر موقوف: ایک باریک نکتہ

آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جنات تو ہیں یہ عبادت کریں گے اگر بنی آدم مسلمان ختم ہو گئے تو جنات عبادت کریں گے تو ان شئت لم تعبد کیسے ہوا؟ اس کا جواب ظاہر ہے کہ یہ جنات میں بڑی تعداد مسلمانوں کی بھی موجود ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:۵٦) لیکن جنات میں پیغمبر نہیں ہے جنوں میں اللہ نے پیغمبر نہیں بھیجا اور تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (الفرقان:١) اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے قرآن مجید کو اپنے بندے محمد رسول ﷺ پر نازل فرمایا تاکہ وہ تمام عالم کے لئے ڈرانے والا بن جائے تو لِلْعٰلَمِيْنَ عالم کہتے ہیں ماسوا اللہ کو تو جن بھی عالم ہے تو جن کا نذیر و بشیر کون ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ تو خدانخواستہ میدان بدر میں شہید ہو گئے تو جنات کو سبق کون سکھائے گا؟ ہمیں نہیں معلوم کہ ہمارے اس سبق میں کتنے جنات طالب علم شریک ہیں حقیقت یہ ہے جنات مساجد میں بھی اور اسباق میں بھی ہیں اور جو مسلمان ٹولہ ہے ان کا وہ دین کی اشاعت بھی کرتے ہیں لیکن یہ سبق جوانہوں نے سیکھا ہے کس سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اور پھر صحابہ سے تو اگر صحابہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں شہید ہو جاتے ، ختم ہو جاتے تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ جنات میں بھی کوئی مسلمان نہ ملتا کیونکہ جنات کو ہدایت کی تبلیغ کرنے والا کون ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسان پیغمبر اور انسانوں میں تو کوئی رہا نہیں ہادی رہنما۔

فرشتوں کی تکوینی اور انسان کی تشریعی عبادت میں فرق

ایک سوال اور ہے وہ یہ کہ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اگر شہید ہو جاتے تو اس وقت آپ کہتے ہیں کہ عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا تو

ملائکہ تو ہیں اور یہ انشاء اللہ حدیثوں میں پڑھ لیں گے کہ یہ تمام آسمان جتنے ہیں اور زمین پر بھی چار انگلی کے برابر کوئی جگہ خالی نہیں ہے کہ جہاں فرشتہ نہ ہو کوئی قیام میں ہے کوئی رکوع میں، کوئی سجدے میں اور زمین کے اوپر بھی ملائک موجود ہیں تو آپ کہہ سکتے ہیں اور طالب علمانہ سوال ہے اور حدیثوں میں ہے کہ فرشتے جو سجدوں میں ہیں وہ ہمیشہ سجدوں میں پڑے رہیں گے جو رکوع میں ہیں وہ رکوع پر جو قیام پر ہیں یا جو بھی ڈیوٹی ان کی سپرد ہے اس ڈیوٹی پر وہ عامل ہیں اور خداوند کریم فرماتے ہیں کہ فرشتے یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ جو حکم ان کو ملتا ہے وہی کرتے ہیں لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَهُمْ "خدا کے حکم کے خلاف بالکل نہیں کرتے" ہم انسان تو مخالفت کرتے ہیں کبھی نماز نہیں پڑھتے کبھی اور بے دینی کر لیتے ہیں لیکن فرشتے قطعاً مخالفت نہیں کرتے جو حکم ان کو ملتا ہے وہی حکم بجا لاتے ہیں تو وہ تو عبادت کرتے رہیں گے سوال سمجھ گئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ دیکھو ایک ہوتا ہے طبعی کام طبیعت کا تقاضا ہوتا ہے اور ایک ہوتا ہے وہ امر جو غیر طبعی ہو غیر طبعی کا معنی یہ ہے کہ طبیعت نہیں چاہتی ایک کام کو اور آپ اپنے نفس سے وہ کام کرنا چاہتے ہیں اس کو کہتے ہیں غیر طبعی تو فرشتے جو ہیں یہ مطیع ہیں اور فرماں بردار ہیں اس میں کوئی شک نہیں اور ذرہ برابر نافرمانی ابتدا سے لے کر آخر تک کسی وقت میں وہ ذرہ نافرمانی نہیں کرتے لیکن ان کی اطاعت یہ طبعی ہے ان کی طبیعت ہے ہمارے ساتھ نفس لگا ہوا ہے، ہمارے ساتھ خواہشات نفسانی موجود ہیں، ہمارے ساتھ شیطان لگا ہوا ہے تمہاری طبیعت جو ہے وہ آزادی چاہتی ہے فرشتوں کے ساتھ نفس نہیں، شیطان ان کے ساتھ نہیں، طبعی خواہشات ان کے ساتھ نہیں وہ ایسا ہے جیسا کہ فرض کیجئے ہم سب بیٹھے ہیں ہم سانس لیتے ہیں بغیر سانس کے تو زندگی محال ہے دن بھر، رات بھر سانس لیتے ہیں تو یہ عبادت ہے اس پر آپ کو کتنا ثواب ملے گا ہاں جی آپ کہیں گے کہ ذرا برابر ثواب بھی نہیں ملے گا سانس جو میں

لے رہا ہوں جس پر میری زندگی کا مدار ہے تو وہ رات، دن، سوئے ہوئے بھی سانس، لحاف اوڑھے ہوئے بھی سانس لیتے ہیں یہ طبیعت کا تقاضا ہے یا کوئی اور؟ کسی نے حکم دیا ہے کہ تم سانس لو بلکہ طبیعت ہے یہ طبعی امر ہے۔

طبعی عبادت طاعت اور غیر طبعی عبادت ہے

یہ پانی، آگ کو بجھاتا ہے یہ طبعی امر ہے یہ اس کی طبیعت کا تقاضا ہے تو طبعی امر انسان جو کرتا ہو فرض کیجئے اوپر سے ایک آدمی گر رہا ہے وہ نہیں چاہتا کہ میں مر جاؤں لیکن زمین تک آئے گا وہ مر جائے گا یہ حرکت اس کی طبعی ہے یا اختیاری؟ طبعی حرکت ہے چونکہ بوجھل اور ثقیل چیز اوپر سے نیچے آتی ہے تو طبعی امور کو عبادت نہیں کہا جاتا سانس لینے میں ہمیں کوئی عبادت کا ثواب نہیں ملتا بھوک اگر لگی اور ہم نے کھا لیا، یہ دوسری بات ہے کہ نیت اچھی کر دو کہ یہ رزق اس لئے کھاتا ہوں کہ میں اللہ کی عبادت کروں اس نیت کہ وجہ سے آپ کو ثواب ملے گا ورنہ یہ تمام کافر کھانا کھاتے ہیں تو یہ طبعی تقاضا ہے یہ تمام کافر روئے زمین پر پانی بھی پیتے ہیں یہ طبعی تقاضا ہے وہ کسی حکم کی تعمیل کرتے ہیں؟ پیاس انہیں لگی ہے، بھوک انہیں لگی ہے یہ طبعی امور ہیں تو اسی طریقے سے سمجھئے کہ مکلف اس کو کہا جاتا ہے کہ جس کو خلاف طبع ایک امر بتایا جائے ہماری طبیعت چاہتی ہے کہ ہم لیٹ جائیں سبق نہ پڑھیں ہماری طبیعت یہ چاہتی ہے کہ ہم نماز نہ پڑھیں آرام سے پڑے رہیں اب طبیعت تو یہ چاہتی ہے لیکن خدا کا حکم ہے کہ **اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ** اٹھو نماز پڑھ لو، اٹھو سبق پڑھ لو یہ عبادت ہو گیا مکلف ہو گیا اس کا نام تکلیف ہے ہم مکلف ہیں انسان کی طبیعت، انسان کی خواہش انسان کا تقاضا الگ اور خدا کا حکم جو ملے اس حکم کو بجا لانے سے وہ عبادت ہوا اس کو عبادت کہتے ہیں تو فرشتے مکلف ہیں یا غیر مکلف؟ نہ ان کے ساتھ شیطان لگا ہوا ہے، نہ ان کا نفس ہے نہ ان کو کھانے پینے کی

کوئی ضرورت ہے نہ ان کے خواہشات نفسانی ہیں جیسے انسان کے ہیں تو وہ جو کچھ عبادت رات دن کرتے ہیں وہ طاعت ہے نام اس کا عبادت رب نہیں بلکہ اطاعت رب کہیں گے یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ لیکن چونکہ وہ ان کی طبیعت کا مقتضا ہے خدا نے فرشتوں کی طبیعت ایسی پیدا کی جیسا ہم سانس لیں اور طبیعت ہماری سانس لیتی ہے اور بلاعدد اور بلاشمار اس طریقے سے لیتے ہیں یہ تو طاعت جو ہے وہ بھی طبعی ہے تو وہ مکلف نہیں سمجھ میں آ گئی بات؟ فرشتے مکلف نہیں مکلف اس کو کہتے ہیں کہ جس کے طبیعت کے خلاف حکم دیا جائے انکے طبیعت کے خلاف حکم ہے کوئی؟ ان کے پاس نفس نہیں ہے، شیطان نہیں ہے، خواہشات نہیں ہیں وہ جو کچھ کرتے ہیں ایسا ہے جیسے ہم سانس لیتے ہیں تو معلوم ہوا کہ حضور اقدس ﷺ نے جو فرمایا کہ تیری عبادت نہیں ہوگی، تو فرشتے ٹھیک ہے کہ سجدے میں بھی ہیں، رکوع میں بھی ہیں، قیام میں بھی ہیں وہ ڈیوٹی پر لگے ہوئے ہیں لیکن اس کا نام ہم عبادت نہیں رکھتے اس لئے کہ وہ مکلف نہیں یہ تو ان کے طبیعت کا تقاضا ہے وہ جو کر رہے ہیں اس لئے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ مسلمان اگر بدر میں شہید ہو جاتے تو فرشتے عبادت کرتے۔

حضرت عیسیٰؑ کی آسمانوں میں عبادت ایک اشکال اور اس کا جواب

ایک تیسری بات ہو سکتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ آسمان پر ہیں اور انشاء اللہ آخری دور میں وہ دنیا کو تشریف لائیں گے اور کافروں کے ساتھ مقابلہ کریں گے حیات عیسیٰؑ کے ہم قائل ہیں تو آپ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ چلو یہ بدریین اگر وفات ہو جاتے اور ختم ہو جاتے تو عیسیٰ علیہ السلام تو عبادت کرے گا تو پھر رسول اللہ ﷺ کیوں فرماتے ہیں کہ یا اللہ! اگر یہ شہید ہو گئے تو تیری عبادت دنیا سے مٹ جائے گی تو عیسیٰ علیہ السلام موجود ہیں تو وہ عبادت کرتے رہیں

گے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں لفظ موجود ہے لا تعبد فی الارض حدیث میں لفظ ارض کا مذکور ہے یا اللہ! روئے زمین پر کوئی عبادت کرنے والا نہیں ہو گا تو عیسیٰ علیہ السلام تو چوتھے آسمان پر ہیں اگر عبادت کرتے ہیں تو آسمان پر اور آپ نے فرمایا روئے زمین پر کوئی نہیں رہے گا اور یہاں لفظ علی وجه الأرض مذکور ہے: حضور مبارک ﷺ نے دعا مانگی ، اے اللہ ! اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ روئے زمین پر تمہاری عبادت نہ ہو حدیث میں روئے زمین کا ذکر ہے اور حضرت عیسیٰؑ آسمان پر ہے یہاں یہ سوال نہیں پیدا ہو گا اور جنات انسان کے تابع ہیں اس وجہ سے یہ دعا حضور ﷺ نے نہایت عاجزی سے فرمائی کہ اللهم أنشدك "اے اللہ ! آپ اپنے وفا، عہد اور وعدہ جو آپ نے فرمایا تھا ، اسے پورا فرما دے اے اللہ ! بلند آوزیں کرتا ہوں ، چیخوں سے روتا ہوں ، منت ، سماجت کرتا ہوں اے اللہ ! آپ کو اپنی ذات کا واسطہ کہ آپ نے جو وعدہ فرمایا تھا اس کی برکتیں ہم پر نازل فرما اللہ ! آپ نے وعدہ فرمایا تھا اور ہمارا یقین ہے کہ آپ وعدہ پورا فرمائیں گے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ لو اقسم باللّٰہ لابرہ اللہ تعالیٰ کے شانِ بے نیازی پر نبی کریم ﷺ کی نظر تھی تو اس بنا پر فرمایا! اللهم انشد ك ان شئت اے اللہ! اگر آپ ان چند مسلمانوں کو ہلاک کرنا چاہیں تو لم تعبد پھر قیامت تک عبادت نہیں ہو گی اس لیے کہ دوسرا پیغمبر آئے گا نہیں صحابہ بھی نہیں ہوں گے کیونکہ یہ آخری امت ہے جب یہ ختم ہو تو ان کے بعد کوئی نہیں کہ وہ آپ کی عبادت کریں۔

حضور ﷺ کو قبولیت دعا کی یقین دہانی اور ابو بکرؓ کے الفاظ

جنات بھی نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ انسانوں کے تابع ہیں ، ملائک مکلف نہیں اور حضرت عیسیٰ اور حضرت ادریس علیہما السلام آسمان پر ہیں فأخذ ابو بکر بیده تو ابو بکر صدیقؓ پیچھے کھڑے تھے اور آنحضرت ﷺ کے کندھوں سے کمبل گر گئی اسلئے کہ

آپ ﷺ نے دعا میں ہاتھ اٹھائے تھے تو ابو بکر صدیقؓ نے چادر اٹھا کر آپ ﷺ کے کندھوں پر رکھا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ نے دعا میں بہت عاجزی کی اور یہ دعا یقیناً قبول ہے حسبک بس کافی ہے اللہ تعالیٰ کی مدد و رحمت کیلئے۔

چونکہ غزوۂ بدر میں آنحضرت ﷺ نے صف بندی فرمائی تھی اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اس جگہ ابوجہل مرے گا یہاں فلاں مرے گا اور وہاں فلاں یہ خوشخبریاں اور بشارتیں سنائیں راوی کہتا ہے کہ اللہ کی قسم! کہ آنحضرت ﷺ نے جہاں اشارہ فرمایا ہے بالکل اسی جگہ وہ لوگ مردار ہوئے جب میدان جنگ تیار ہوا تو سعد بن معاذؓ نے یہ عرض کیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس میدان بدر میں دونوں گروہوں کی صفیں آپس میں لڑیں اور آپ ﷺ کے لیے ایک بلند مقام پر خیمہ لگا دیں تاکہ آپ ﷺ جنگ کا سارا منظر وہاں سے دیکھتے رہیں اور وہاں سے ہماری نگرانی کرتے رہیں چنانچہ نبی کریم ﷺ نے بوقت فجر صفیں تیار کیں کہ آپ یہاں کھڑے ہوں گے اور آپ کے ساتھ آٹھ ساتھی ہوں گے، تمہارے ساتھ دس ہوں گے تم یہاں اس کھڈے میں ہوں گے وہ وہاں ہوگا محاذ تیار ہوا تو نبی کریم ﷺ اس ٹیلے پر تشریف لے گئے جہاں آپ ﷺ کے لیے خیمہ نصب کیا گیا تھا خیمہ میں داخل ہوئے حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی ساتھ تھے وہ بھی داخل ہوئے، اور حضرت سعد بن معاذؓ دست بہ نیزہ باہر کھڑے ہو کر پہرہ دے رہے تھے۔

جہاد بالسیف اور جہاد بالدعا

اس وقت آنحضرت ﷺ نے کفار کا اسلحہ اور سامان سے لیس ہونا اور فخر و تکبر اور جوش و خروش سے آنا دیکھا تو ایک طرف کفار بہت کثرت اور جوش و خروش سے تھے اور دوسری طرف اپنے ساتھیوں کو دیکھتے جو بظاہر ہر شمار میں ان سے کم تھے اور ان نہتے

مسلمانوں پر نظر ڈالتے ہی آنحضرت ﷺ نے رو بہ قبلہ کھڑے ہو کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے یہاں قسطلانی رحمۃ اللہ نے ایک عجیب لطیفہ ذکر فرمایا ہے کہ ایک جہاد بالسیف ہے اور ایک جہاد بالدعا یہ دو قسمیں ہیں تو نبی کریم ﷺ نے جہاد بالسیف کیلئے ساتھی کھڑے کیے اور خود دعا شروع فرمائی تو گویا بعض جہاد بالسیف پر لگ گئے اور آپ ﷺ نے جہاد بالدعا شروع فرمایا تو جہاد کے دو حصے ہوئے (۱) جہاد بالسیف (۲) جہاد بالدعا اگر ہم مجبوری کی وجہ سے جہاد بالسیف میں شرکت نہیں کر سکتے تو جہاد بالدعا میں تو شریک ہو سکتے ہیں۔

دوران جہاد امیر کو مقدم نہ کرنے کی حکمت

اس سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ میدان جنگ میں امیر کو آگے نہ رکھنا، یہ کم عقلی اور بے احتیاطی کا کام ہے کہ امیر آگے، ہو اگر امیر شہید ہو جائے تو پھر انتظام کون کرے گا؟ ترتیب کون دے گا؟ تو امیر کو بیچ میں اور درمیان میں رکھنا چاہیے تا کہ اس کی حفاظت کر سکیں اور وہ جہاد کے نظم کا خیال رکھے گا یہ انتظام و انصرام امیر کرتا ہے امیر کو جنگ میں مقدم نہیں کرنا چاہیے اور میدان جنگ کے ساتھ مناسب یہ ہے کہ ایک حاکم ایسا بھی ہونا چاہیے کہ وہ ماہر ہو اور وہ تنظیم کی نگرانی کریں تو آنحضرت ﷺ نے اس قاعدے کی بنا پر صف بنائے اور خود انتظام میں لگ گئے اب خیمہ میں جہاد بالسیف نہیں ہو سکتا تھا تو جہاد بالدعا شروع فرمایا، جہاد بالدعا بھی جہاد کی ایک نوع ہے اور ہر وقت مجاہدین کے لیے دعا کرنا ضروری ہے تو کم از کم ایک نوع سنت یہ بھی ہے کہ مجاہدین کے لیے دعا کی جائے اور اتباع سنت نصیب ہوں۔

مسلمانوں سے کونسا وعدہ کیا گیا تھا؟

اس وقت آنحضرت ﷺ نے یہ دعا فرمائی اللھم انشدك عهدك ووعدك کہ اے اللہ! آپ سے ہم سوال کرتے ہیں اس وعدے اور عہد کا جو آپ نے ہم سے کیا

ہے اس وعدے کو پورا فرمالیں ہم درخواست کرتے ہیں کہ آپ نے جو وعدہ اور عہد فرمایا ہے وہ پورا فرمادیں اس کے پورا ہونے اوراس کے وفا کی درخواست کرتے ہیں اب وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ . اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ○ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ (صافات صٰفٰت:۱۷۱تا۱۷۳) وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَ تَوَدُّوْنَ (الانفال:۷) اسی طرح دوسرا وعدہ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (التوبۃ:۳۳) اور مسلمانوں کے بارے میں فتح کی خوشخبری سنائی گئی تو اس وعدہ اور عہد کے پورا کرنے کی اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ مہربانی فرما، رحم فرما اوراس درخواست کو قبول فرما۔

اللہ تعالیٰ، دعا آہ وزاری سے خوش ہوتا ہے

چونکہ اللہ تعالیٰ دعا سے بہت خوش ہوتا ہے تو آنحضرت ﷺ نے دعا شروع فرمائی اب یہاں مانگنا یہ تھا کہ اے اللہ ! وعدہ تو آپ نے فرمایا ہے اب اسے پورا فرمالیں دوسری بات یہ ہے کہ ہم سوال کرتے ہیں، مانگتے ہیں اور بہت سی باتیں ایسی ہیں جو ہمیں وحی کے ذریعے قرآن پاک میں فرمائی گئیں ہیں اور وہ مشروط بشروط ہوتی ہے، تو اس شرط کو ذکر نہیں کرتے کیونکہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ اور وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ (البقرۃ:۲۵۵) پیغمبر کو بھی وہ ظاہر نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے بعض وعدے قرآن میں ایسے ہیں کہ وہ مشروط ہے اور شرط ظاہر نہیں، نبی کریم ﷺ دعا اسلئے مانگتے تھے کہ اے اللہ ! وعدہ تو آپ نے فرمایا ہے، اس پر ہمارا ایمان بھی ہے، لیکن ہوسکتا ہے وہ مشروط ہو کہ صبر ہو، اخلاص ہو، جیسے کہ قرآن میں ہے بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ يَاْتُوْكُمْ (آل عمران:۱۲۵) اب ممکن ہے کہ کچھ اور شرائط بھی ہو، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک وعدہ کسی ایک شرط سے مشروط

کیا ہو اور شرط بیان نہ کیا ہو اب آنحضرت ﷺ دعا فرماتے ہیں کہ جن شرطوں کیساتھ آپ نے ہماری فتح مقرر کی ہے

اللہ! ان شرائط کو متحقق فرماتا کہ وہ شرطیں بھی پوری ہوں، اب سوال یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تو پھر آنحضرت ﷺ نے دعا کیوں مانگی؟ تو جواب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فتح ونصرت کا وعدہ تو فرمایا تھا لیکن اس میں تعین نہیں ہوا تھا، آپ ﷺ نے تعین کی بنیاد پر درخواست کی دوسری بات یہ ہے ہوسکتا ہے کہ وہ وعدہ مشروط بشروط ہو، اور وہ شروط کسی کو بھی بیان نہ کی گئی ہوں اس لئے آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی کہ وہ شرائط بھی پوری ہوں، لیکن یہاں الفاظ ہیں کہ "انشدك عهدك ووعدك" جو بات موکد ہو تو اسے عہد کہتے ہیں، اے اللہ! آپ نے جو عہد فرمایا ہے ہم اس کے وفا اور پورا ہونے کی طلب کرتے ہیں اے اللہ! بلند آواز سے تجھے پکارتے اور چیختے ہیں، فریاد کرتے ہیں کہ آپ نے ہمارے ساتھ جو وعدہ فرمایا ہے اسے پورا کردیں، اب یہاں اللهمّ إن شئت لم تعبد اے اللہ! اگر تو چاہے اور تمہیں یہ منظور ہو کہ یہ موجودہ مسلمان ہلاک ہو جائیں، ختم ہو جائیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ غنی ہے تو بہت اچھا! یہ ہلاک ہو جائیں گے اور یقیناً ہلاک ہوں گے، آپ چاہیں تو کون انہیں بچا سکتا ہے لیکن عرض یہ ہے کہ قیامت تک تمہاری عبادت نہیں ہوگی یا إن شئت هلكة هؤ لاء لم تعبد، یا مقدر یہ ہے کہ ان شئت علم العبادة لم تعبد "اگر آپ کی مرضی یہ ہے کہ میری عبادت نہ ہو تو بہت اچھا ہے" اب عبادت تو عابد سکھلاتا ہے اور عابد پیغمبر ہے اور پیغمبر تو دوسرا نہیں آئے گا تو جب یہ انتقال کر جائے تو آئندہ لوگوں کو دین کون سکھائے گا؟ دوسرا کون ہو گا؟ تو اس میں ایک لطیف اشارہ یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ نے جو دعا مانگی تھی وہ یہ تھی کہ آپ کی عبادت نہ ہوگی، تو دعا یہ تھی کہ اے اللہ! عابدین کی موجودگی کی درخواست کرتا

ہوں کہ انہیں زندہ رکھ۔ إن شئت لم تعبد اب یہاں جنات انسان کے تابع ہیں اگر انسان عابد نہ رہے تو جنات بھی عابد نہ ہوں گے۔

حضرت خضرؑ کی عبادت کا اشکال اور اس کا جواب

اب ایک بات یہ رہ گئی ہے کہ حضرت خضرؑ تو عبادت کریں گے؟ پہلا جواب تو یہ ہے کہ حضرت خضرؑ زندہ نہیں، وفات پاچکے ہیں اس لیے کہ امام بخاریؒ نے حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز عشاء کے بعد ایک حدیث بیان فرمائی کہ سو سال بعد زمین پر موجود سارے لوگ مر جائیں گے یعنی یہ قرن اور صدی ختم ہو جائے گی اور دوسری قرن اور صدی شروع ہو جائے گی، اسی طرح ترمذی میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک رات ارشاد فرمایا کہ آج کی تاریخ سے ۱۰۰ سال تک یہ موجودہ نسل ختم ہوگا، تو اس سو سال کے اندر حضرت خضرؑ بھی ہیں اگر وہ زندہ ہوتے لیکن اگلے سو سال کے بعد وہ وفات پاچکے ہوں گے، اگر پہلے وفات نہ پائے تھے تو اب اس حدیث کے بعد تو وفات پاگئے ہوں گے اگر وہ ہیں نہیں تو کیسے عبادت کریں گے امام بخاریؒ کی یہ توجیہ صوفیا نہیں مانتے، صوفیاء کرام کہتے ہیں کہ حضرت خضرؑ حیات ہیں اور ان سے ملاقات واستفادہ ہوسکتا ہے اور یہ تواتر سے ثابت ہے بعض اوقات طلبہ رات کو مطالعہ کرتے ہیں اور حضرت خضرؑ آجاتے ہیں اور ان سے مصافحہ کرتے ہیں، تو صحیح بات یہ ہے کہ حضرت خضرؑ زندہ اور حیات ہیں، لیکن بات اتنی ہے کہ حضرت خضرؑ کبھی زمین پر ہوتے ہیں، کبھی سمندر میں ہوتے ہیں، اور پانی پر تخت نشین ہوتے ہیں حضرت موسیٰؑ، حضرت خضرؑ کے ملاقات کیلئے گئے تھے وہاں حضرت خضر علیہ السلام سمندر میں تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت خضرؑ کو چونکہ طاقت ملکی عطاء فرمائی ہے جو کبھی سمندر میں ہوتے ہیں، کبھی ہوا میں، کبھی آسمان دنیا میں جب حضرت ﷺ نے یہ فرمایا تو حضرت خضرؑ روئے زمین پر نہ

تھے،اور نبی کریم ﷺ جب دعا فرماتے تو اس سے مراد اور تھا اس سے حضرت خضرؑ کی عبادت بھی خارج ہوگئی۔

ایک اور اشکال اور اسکا جواب

چنانچہ ان کے بعد ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ بدریین وفات پا گئے اور ان میں آنحضرت ﷺ بھی بہ نفس نفیس شریک تھے،تو تمہاری عبادت قیامت تک نہیں کی جائیگی اب بظاہر، اشکال یہ ہے کہ ایک دوسری آیت میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر میں چاہوں تو تم کو روے زمین سے مٹاؤں فنا کردوں اور تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کردوں اگر کوئی عبادت نہ کرے تو یُذْهِبْكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ وَيَأْتِ بِاٰخَرِيْنَ (النسآء:۱۳۳) تو وہ تو عبادت کریں گے اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ حضرات بدریین وفات پاتے تو دنیا ختم نہ ہوگی بلکہ وَيَأْتِ بِاٰخَرِيْنَ تو جب اللہ تعالیٰ قادر ہیں کہ دوسری جماعت پیدا کردے تو لم تعبد کیسے ہوا؟ اگر اس طرح فرماتے کہ ان شئت يَأْتِ بِاٰخَرِيْنَ لیکن یہاں لم تعبد کہ ہمارے بعد کوئی نہ ہوگا اور آیت میں ہے کہ اور افراد ہوں گے کہ يَأْتِ بِاٰخَرِيْنَ اب اس کے دو جواب ہیں۔

پہلا جواب

ایک یہ کہ یہ آیت مبارک وَيَأْتِ بِاٰخَرِيْنَ یہ کفار کے متعلق ہے کفار کے بارے میں ارشادِ باری ہے کہ اے کفار! اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تم کو فنا کردے یہ کفار ختم کردیں گے اور دوسری جماعت پیدا کردیں گے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں گے۔

یہاں مسئلہ کفار کا ہے اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَأْتِ بِاٰخَرِيْنَ (النسآء:۱۳۳) ہم تو اس سے انکار نہیں کرتے ہیں لیکن حضور اقدس ﷺ جب دعا مانگتے ہیں تو وہاں مسئلہ بدریین کا ہے اگر یہ مسلمین کاملین دنیا سے چلے گئے تو اے اللہ!

آپ کی عبادت نہ ہوگی اور اس آیت اِنْ یَّشَاْ یُذْہِبْکُمْ یہ خطاب کفار کو ہے کہ زیادہ مستی نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہیں ختم کر کے اور پیدا کر دیں گے۔

دوسرا جواب

دوسری بات یہ ہے کہ ایک قدرت علی الشئی ہے اور ایک تحقق الشی ہے اب اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت ہے کہ موجودہ لوگوں کو فنا کر دے اور ان کی جگہ دوسری امت پیدا کر دیں اور ایک پیغمبر کی جگہ دوسرا پیغمبر پیدا فرما دیں، اور اس قوم کی جگہ دوسری قوم لے آئے لیکن ایک جگہ امکان الشئی ہے اور ایک ممتنع بالغیر ہے ممتنع بالغیر وہ ہوتا ہے جو درجۂ ذات میں ممکن ہو لیکن وہ فنا اور اعدام میں ممتنع ہو غیر کی وجہ سے جیسے واجب بالغیر اب ممتنع بالغیر کی وجود خارج میں نہیں آتی غیر کی وجہ سے جیسے فلاسفہ کے نزدیک عقولِ عشرہ قدیم ہیں اور قدیم بالغیر ہیں فلاسفہ عقول عشرہ کا فنا ہونا نہیں مانتے کیونکہ عقل فنا نہیں ہوتا اسی طرح فلاسفہ افلاک کے فناہ کے قائل نہیں افلاک اور عقول کیلئے وقوع فنا نہیں یعنی یہ فنا نہیں ہوتے ممتنع بالغیر ہے اور درجۂ ذات میں عقول عشرہ اور افلاک فنا کا امکان رکھتے ہے، آسمان کا ذات کے اعتبار سے فنا ہونا ممکن ہے اور عقل عاشر اور عقل اول کا درجۂ ذات میں فنا ممکن ہے، لیکن ممکن بالذات ہے، واقع نہیں ہوتا فلاسفہ کہتے ہیں کہ ان کا فنا ممتنع بالغیر ہے ایک امکان بالذات ہے اور ایک وقوع الشی ہے

امکان بالذات اور وقوع الشئی میں فرق

دونوں میں فرق ہے اکثر ایک شی درجۂ ذات میں ممکن ہوتا ہے لیکن اس کا وقوع نہیں ہوتا کسی علت کی وجہ سے جیسے عقول عشرہ کہ یہ قدیم بالغیر ہیں اور قدیم بالذات نہیں تو فنا نہیں ہوتے اس لیے کہ قدیم بالغیر ہیں اور ممکن بھی کہتے ہیں کیونکہ درجۂ ذات میں قابل فنا ہیں اب اس مسئلہ کی طرف آئیں دیکھیں یہ امت آخری امت ہے اور نبی

کریم ﷺ آخری نبی ہیں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب:۴۰) اب وعدۂ خداوندی ہے کہ رسول اللہ مبارک ﷺ خاتم النبیین ہیں اور یہ امت آخری امت ہے اور اس امت کے بعد کوئی امت نہیں یہ وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا (النسآء:۸۷) جب اس نے خبر دی کہ یہ پیغمبر آخری پیغمبر ہے اور یہ امت آخری امت ہے اب اس بات اور وعدے کا تقاضہ یہ ہے کہ اگر مسلمان فنا ہو جائیں اور ہلاک ہو جائیں تو ان کی جگہ اللہ تعالیٰ دوسرے پیدا نہیں کریں گے اگر یہ ختم ہو جائیں تو یہ امکان ہے کہ دوسری امت پیدا ہو جائے، اس امت کے فنا ہونے کے ساتھ یہ امکان ہے کہ دوسری امت پیدا ہو جائے اور دوسرا پیغمبر پیدا ہو یہ امکان ہے کہ وہ وفات پا جائے اور دوسرا پیدا فرمائے لیکن امکان کے ساتھ وقوع لازم نہیں تو واقع نہیں کرتا یعنی اس امت اور اس رسول ﷺ کے بعد خارج میں نہ دوسری امت آئے گی اور پیغمبر گویا ممتنع بالغیر ہیں بالغیر اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (سورة الاحزاب:۴۰) اب اگر کوئی پیغمبر آئے تو اس آیت میں امکان کذب آتا ہے اور کذب اللہ تعالیٰ پر محال ہے، جب محال ہے تو یہ امتناع ہوا، ایت خاتم النبیین وہ ممتنع کرنے والی ہے کسی دوسرے پیغمبر کے آنے کو اور کسی دوسری امت کے آنے کو تو دو چیزیں ہوگئی ایک امکان ذاتی ہے اور ایک امکان وقوعی تو اللہ تعالیٰ نہ دوسری امت پیدا کرتا ہے اور نہ پیغمبر، قیامت تک امکان ہے لیکن وقوع نہیں۔

عقلِ عاشر اگر ہلاک ہو جائے تو فلاسفہ کہتے ہیں کہ امکان ذاتی تو ہے لیکن وقوع نہیں اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ (النسآء:۱۳۳) تو امکان یہ ہے کہ قدرتِ خداوندی بیان ہو رہا ہے کہ ہم اس پر قادر ہیں کہ ایک کی

جگہ دوسرا، دوسرے کی جگہ تیسرا لاسکتا ہوں اور یہی معنی ہے امکان کا لیکن خالق اس کو متحقق نہیں کرتا لہٰذا ممتنع بالغیر ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ یہ آخری پیغمبر ہیں خاتم النبیین ہیں اور یہ امت آخری امت ہے، تو اس نے وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ میں سچا ہے اپنے وعدے کا خلاف نہیں کرتا اس وجہ سے دوسری امت اور دوسرے نبی کا آنا ممتنع بالغیر ہوا، امکان ذاتی موجود ہے وَيَأْتِ بِاٰخَرِیْنَ میں امکان ذاتی ہوا اور حدیث میں لم تعبد کے الفاظ ہیں لا یمکن ان تعبد کے الفاظ نہیں معلوم ہوا کہ عبادت بالفعل ہے اور یہ معنی نہیں کہ ممکن نہیں کہ آپ کا عبادت نہ ہو، یہ بات ختم ہوئی۔

حضور ﷺ کی توجہ الی اللہ اور دعا میں استغراق

اب نبی کریم ﷺ دعا میں مشغول ہوئے اور توجہ الی اللہ اور دعا میں استغراق کی کیفیت تھی تو اس وقت آنحضرت ﷺ کے پہلو میں حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی کھڑے تھے مسلم شریف میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے دعا کے لیے ہاتھ مبارک اٹھائے تو چادر مبارک آپ ﷺ کے کندھوں سے سرک گئی، آپ ﷺ مستغرق تھے تو ابوبکرؓ نے چادر اٹھائی اور آنحضرت ﷺ کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور عرض کیا: کہ آپ نے تو بہت مشقت اٹھائی اور اسی وقت فاخذ ابو بکر بیده حضرت ابوبکرؓ نے حضور اقدس ﷺ کا دست اقدس پکڑا فقال حسبك: یا رسول اللہ! کافی ہے جو دعا آپ ﷺ نے مانگی یہ کافی ہے یہ عاجزی کافی ہے یہ بہت لمبی دعا ہے اور معمولی بھی نہیں۔

مقام خوف اور مقام رجاء

اب بظاہر اس پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ کیا ابوبکرؓ کو قبولیت دعا کا علم ہوا تھا؟ کہ آپؓ نے حسبك کہا اور کیا حضور اقدس ﷺ کو یہ علم حاصل نہ تھا؟ یہ آنحضرت

ﷺ کو تسلی دے رہے ہیں تو گویا حضرت ابوبکر صدیقؓ کو علم ہوا، تو حسبك کہا تو اس کے مختلف جوابات ہیں ایک جواب یہ ہے کہ دراصل بات یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ اور سیدنا ابوبکرؓ الگ الگ حالت اور مقام پر تھے کہ ابوبکرؓ مقام رجاء پر تھے انہیں امید تھی اور نبی کریم ﷺ مقام خوف پر تھے، قاعدہ ظاہر ہے کہ جہاں خوف غالب ہو تو وہ خوف جسم، زبان، الفاظ، حرکات اور سکنات پر طاری ہوتا ہے جب خوف قلب پر طاری ہو تو اثر ظاہر بدن اور الفاظ پر ظاہر ہوتا ہے۔

مقام خوف کی ایک مثال

مثلاً ایک بادشاہ غصہ میں ہے اور اس کی طاقت تمہیں معلوم ہے کہ وہ توپوں اور جہازوں کا مالک ہے اور ایک اشارے پر میری گردن کاٹ سکتا ہے اب مقام خوف میں جب درخواست لائی جائے تو بہت منت سماجت کرنی پڑتی ہے اور خوف بھی زیادہ ہے اور باتیں بھی نہیں کر سکتا خلاصہ یہ ہوا کہ جب خوف غالب ہو تو خوف کے موافق کلمات ہوں گے تو نبی کریم ﷺ مقام خوف میں تھے آپ ﷺ کا کمبل مبارک بھی گر گیا، ڈھلک گیا، ہاتھ مبارک بھی نہایت عاجزی کے ساتھ اٹھائے تھے اور زبان مبارک سے الفاظ نکال رہے ہیں تو وہ الفاظ بھی خوف کے الفاظ ہیں اب کلمات خوف سے بالکل پُر ہیں اور حرکات و سکنات بھی خوف کی غمازی کرتے ہیں تو یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ مقام خوف پر تھے اللہ تعالیٰ کی عظمت، کبریائی، بڑی شان، اور شانِ استغناء وہ حضور اقدس ﷺ کے سامنے تھا اور اس وجہ سے آپ ﷺ پر ہیبت طاری تھی ایک بات یہ ہے کہ مقام خوف و خشیت جو ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (الفاطر: ۲۸) جس میں علم زیادہ ہو تو اس میں خشیت بھی زیادہ ہوں گی اور جس کی علم کم ہو تو اسمیں خشیت کم ہو گی اس کی مثال یہ کہ ایک بادشاہ کے سامنے کوئی بات نہیں کر سکتا ملک کا وزیر اعظم بھی اگر

بادشاہ کے سامنے آئے تو بات نہیں کر سکتا وزیر اعظم ہے لیکن خوف ہے تو اس وجہ سے درخواست پیش کرتا ہے کہ بات کریں۔

مقام رجاء کی ایک مثال

اس کے مقابلہ میں ایک بچہ لیں، بادشاہ کے سامنے تو وہ بچہ بادشاہ کی گود میں پیشاب بھی کرتا ہے، اس کی داڑھی بھی کھینچتا ہے اب بچے کو کیا پتہ کہ میں کس کی گود میں ہوں وہ بچہ تو سمجھتا ہے کہ ہمارے ماں باپ کی طرح ایک انسان ہے تو یہ بچہ مقام رجاء پر ہے بچے کو یہ پروا نہیں کہ بادشاہ مجھے مارے گا، یا سزا دے گا اور اسے یہ بھی پتہ نہیں کہ یہ کون ہے؟ تو وہ بچہ بادشاہ کی گود میں سب کچھ کرتا ہے اور دوسری طرف وزیر خوف میں ہے کہ اس بچے نے بادشاہ کی داڑھی بھی کھینچی، اور پیشاب بھی کیا، تو اب یہاں وزیر بلند مقام پر ہے بچے کے مقابلہ میں تو اس طرح کی حالت حضور اقدس ﷺ اور سیدنا ابوبکرؓ کی ہے سیدنا ابوبکر صدیقؓ بہت بڑے مقام والے اور امت کے سردار ہیں، لیکن حضرت محمد ﷺ کے سامنے یقیناً ان کی شان بہت کم ہے تو سیدنا ابوبکرؓ کی جو شانِ علم اور خوف اتنی نہیں۔

تو یہ بات نہیں کہ ابوبکر صدیقؓ کو اجابت دعا کا علم ہوا اور حضور اقدس ﷺ کو نہیں بلکہ وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے سامنے شان الٰہی تھی تو اس شان عظمت کے سامنے آپ ﷺ پر خوف طاری تھا اور ابوبکر صدیقؓ نے تو آیتیں سنی تھیں کہ

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ (صٰفٰت: ۱۷۱تا۱۷۲) اور اسی طرح وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ اب یہ امید بھی اچھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لیکن بات اتنی ہے کہ مقام رجاء کی شان اس بچے کی طرح ہے جو بادشاہ کو بھی تھپڑ مارتا ہے، داڑھی پکڑتا ہے وغیرہ چونکہ حضرت ابوبکرؓ

مقام رجاء میں تھے مگر حضور اقدس ﷺ مقام خوف میں تھے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی پوچھ نہیں سکتا کہ یہ کیا کر رہے ہو اور وہ وعدہ کہاں گیا لیکن وہ تو لَا یُسْـئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُوْنَ (الانبیاء:۲۳) تو یہ وجہ تھی کہ ابو بکر صدیق کو جب وعدہ پورا ہونے کا علم ہوا تو انہوں نے یہی کہا چونکہ حضرت محمد ﷺ کا علم سب مخلوق سے زیادہ ہے اس وجہ سے آپ ﷺ مقام خوف میں ہیں، اور آپ ﷺ پر خوف طاری ہے کہ اللہ کی شان بے نیازی اور شانِ بے پرواہی سامنے ہے اللہ تعالیٰ سے کوئی پوچھ تو نہیں سکتا کہ ضرور آپ نے وعدہ پورا نہیں کیا اگر وہ فرشتوں کو حکم دیں کہ جاؤ اور نہیں شکست دو تو کوئی پوچھنے والا نہیں۔

تضرع اور عاجزی سے اضطرابی کیفیات کو زائل کرنا

ایک جواب یہ بھی ہے کہ حضور اقدس ﷺ جو اتنی زیادہ عاجزی، منت وسماجت اور تضرع فرماتے تھے تو وجہ یہ تھی کہ انہیں اضطراب تھا کہ اللہ ہمیں اس موقع پر فتح سے نوازتا ہے یا دوسرے موقع پر سائل تو پوچھتا ہے کہ نبی کریم ﷺ تو اس لیے سوال کرتے کہ انہیں معلوم نہ تھا کہ ہم کامیاب وفتحیاب ہوں گے یا نہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ یہ وجہ نہیں، نبی کریم ﷺ کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا فرمائیں گے تو وعدہ میں شک نہیں تھا لیکن پھر بھی تضرع اور عاجزی فرماتے ہیں کہ اپنے اصحاب کی پریشانی، گھبراہٹ اور اضطرابی کیفیت زائل کریں مسئلہ فتح کا نہیں وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ (صٰفٰت:۱۷۳) مسئلہ یہ ہے کہ میرے اصحاب کے سامنے ایک نقشہ ہے وہ یہ کہ ان کے سامنے ایک ہزار مسلح آدمی صف باندھ کر کھڑے ہیں اور ہم ۳۱۳ بغیر اسلحہ کے ہیں ہمارے پاس کپڑا ہے نہ سامان اور نہ پانی کچھ بھی پاس نہیں اور یہ کفار ان کے پاس سب کچھ ہے (ہمیں یہ یاد ہے کہ کابل کی جنگ کی شہرت ہوئی تو ہم بڑے گھبراہٹ میں تھے کہ روس سے مقابلہ کیسے ہوگا تو گھبراہٹ بھی تھی اور قلب میں عدم تثبت بھی تھی) پریشانی تھی، اضطراب تھا، بے چینی

تھی، مگر یہ یقینی تھا کہ اب ۳۱۳ آدمی ہیں ان میں صرف دو آدمی زندہ بچے اور باقی سب شہید ہو جائیں تو فتح ان دو کیلئے ہو گا تو بات ٹھیک ہے کہ جو وعدہ ہوا ہے وہ دو آدمیوں کے ساتھ ایفا ہو گا لیکن تباہی جو ہوتی بہر حال! خطرہ تو موجود تھا تو ایسے حالات اور اوقات میں حضور اقدس ﷺ عاجزی اس وجہ سے فرماتے ہیں۔

فتح کی مختلف صورتیں

حضور اقدس ﷺ کو یقین بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح دے گا اگر چہ فتح کی صورتیں مختلف ہیں ایک آدمی زندہ رہے اور فتح حاصل ہو، تو مقصد تو حاصل ہوا جو فتح ہے دس آدمی زندہ بچے اور فتح نصیب ہو، سو آدمی زندہ رہے اور فتح آئے، فتح تو یقینی تھا نقشہ یہ تھا کہ وہ ہزار تھے اور یہ ۳۱۳ تھے وہ تام السلاح تھے اور صحابہؓ خالی ہاتھ ان کیساتھ سب کچھ ہے اور صحابہؓ کے ساتھ کچھ بھی نہیں اب خوف و گھبراہٹ آیا تو اس خوف و گھبراہٹ کا ازالہ آنحضرت ﷺ کرنا چاہتے ہیں اس کا ازالہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ یہ آیتیں گھبراہٹ دور کرنے کیلئے نازل ہوتی ہیں کہ گھبراؤ مت۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کیلئے ۳۰۰۰ فرشتے بھیج دے گا اور اگر صبر اور تقویٰ اختیار کیا تو پانچ ہزار فرشتے بھیج دے گا تو یہ کلمات مسلمانوں کے اطمینان کے لیے ہیں جب تثبت اور اطمینان قلب کی آیتیں نازل ہوئیں تو اب حضور اقدس ﷺ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے صحابہ دیکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے لیے دعا کرتے ہیں اور ایسی عاجزی و تضرع کے ساتھ دعا کرتے ہیں جیسے آیتیں تثبت اور اطمینان کے لیے نازل ہوئیں تو اسی طرح اس دعا کیساتھ بھی اطمینان آیا صحابہ کرامؓ نے جب نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور یہ تو یقینی ہے کہ نبی کریم ﷺ مستجاب الدعوات ہیں اور آپ ﷺ نے عاجزی سے دعا مانگی تو صحابہ کرامؓ کے قلوب مطمئن ہو گئے کہ اب ہم کامیاب ہوئے اگر چہ ہم قلیل ہیں تو وہ گھبراہٹ ختم ہوئی

مستجاب الدعوات کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے ہمارے صوفیا کہتے ہیں کہ ایک آدمی دعا کرتا ہے اور بارگاہ الٰہی میں جو حاضر باش ہے ان کے توسل سے دعا کرے تو وہ بھی قبول ہوتی ہے چہ جائے کہ حاضر باش خود اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگے وہ تو بدرجہ اولیٰ قبول ہوگی یہ مزارات پر جولوگ جاتے ہیں تو مزارات یہ کام نہیں کرتے البتہ بات اتنی ہے کہ ہمارا یہ حسن ظن ہے کہ یہ آدمی ولی اللہ تھا یہ بارگاہ الٰہی میں حاضر باش ہے نیک آدمی ہے، اب اللہ تعالیٰ کے دربار میں سوال کرتے ہیں کہ اے اللہ! اس نیک بندے کے ذریعے سوال کرتا ہوں کہ اللہ! میرا یہ کام کردے تو اللہ تعالیٰ وہ کام کرتا ہے حضور اقدس ﷺ تو یقیناً مستجاب الدعوات تھے تو صحابہ نے سنا کہ عاجزی اور منت وسماجت کرتے ہیں اللهم انشدك مستجاب الدعوات جب خود دعا کرتا ہے وہ تو یقیناً قبول ہے تو اصل میں عاجزی شک کے بنیاد پر نہیں اور سیدنا ابوبکرؓ کو یقین تھا کہ فتح ہماری ہے گھبراہٹ کا موقع تھا اور ساتھی گھبراہٹ میں تھے تو نبی کرم ﷺ نے ہاتھ مبارک دعا کیلئے اٹھائے کہ اے اللہ! ہمارے یہ ساتھی محفوظ رکھ۔ تو اسکا فائدہ یہ ہوا کہ حضور اقدس ﷺ نے ثبات قدمی کی دعا فرمائی اضطراب دور کرنے کیلئے یہ دعا تھی اس لیے نہیں کہ فتح ہوگی یا نہیں چنانچہ صحابہؓ نے جب وہ حالت دیکھی تو ان کا خوف ختم ہوا اور یقین ہوا کہ فتح اور جیت ہماری ہوگی تو ثبات قلب صحابہؓ کو حاصل ہوا ببركة دعاء النبی ﷺ اب یہاں صحابہ ۳۱۳ ہیں ان میں معزز اور بہتر نمائندہ ابوبکر صدیقؓ ہیں ان کا سردار ابوبکرؓ تھا تو وہ دوڑ کر آئے کہ بس! بس! کافی ہے، کافی ہے، حسبك تو یہ کمال تقویت قلب کا جملہ ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے بیان کیا کہ حسبك۔

حسبك کا معنی

کلمہ ابوبکر (حسبك) کا معنی یہ ہے کہ ابوبکرؓ کا قلب ودل مضبوط ہے مستقل

مزاج ہیں اور ابو بکرؓ تو قوم کے نمائندہ تھے تو مطلب یہ ہوا کہ تمام صحابہؓ کی گھبراہٹ ختم ہوئی تو یہ دعا گھبراہٹ زائل کرنے کے لیے تھی اور وہ گھبراہٹ دعا کی برکت سے زائل ہوئی اور دلیل یہ ہے کہ ابو بکرؓ دوڑ کر آئے کہ کام ہو گیا اور ابو بکرؓ کا کہنا تمام ساتھیوں کا کہنا ہے کیونکہ وہ قوم کی طرف سے نمائندہ تھے تو ثبات قلب آیا اور یہ بات کہ صحابہؓ کو اتنا اطمینان کس وجہ سے ہوا؟ تو یہ علم غیب نہیں بلکہ تب صحابہؓ کے قلوب پر تثبت آیا جب انہیں معلوم ہوا کہ حضور اقدس ﷺ ہمارے حق میں دعا فرما رہے ہیں اور مستجاب الدعوت رسول اللہ ﷺ کی دعا تو قبول ہے اور انہوں نے ہمارے حق میں دعا کی تو بس ہم کامیاب ہوئے تو یہ علم غیب کی وجہ سے نہیں بلکہ صحابہ حضور اقدس ﷺ کی عاجزی، تضرع اور انکساری کو دیکھتے ہیں اور یقین بھی ہے کہ مستجاب الدعوات کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں تو جب انکی وسیلہ سے دعا قبول ہوتی تو جب وہ خود دعا مانگیں تو وہ اقرب الی القبول ہوتی ہے، تیسری بات یہ ہے کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیقؓ کو فتح کا علم ہوا تھا کہ ہم کامیاب ہوں گے تو کیا نبی کریم ﷺ کو یہ علم حاصل نہ تھا نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے دربار میں عاجزی اور تضرع کرتے ہیں اور دوسری طرف ابو بکر صدیقؓ کہتے ہیں کہ حسبک مثلاً ایک جزئی علم ابو بکر صدیقؓ کو حاصل ہے تو ہم کہیں گے کہ چلو حاصل ہوا کہ فتح ہماری ہوگی لیکن یہ جزئی علم ہے یا کلی ظاہر ہے یہ جزئی علم ہے جزئی علم کے ساتھ کلی علم پر فضیلت نہیں آتی، اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک عالم ہے جو ہدایۃ النحو اچھی طرح پڑھاتا ہے اور ایک دوسرا عالم ہے جو کافیہ تین مہینوں میں پڑھاتا ہے لیکن اتنی بات ہے کہ وہ بخاری، مسلم، قاضی، صدرا، حمد اللہ یہ تمام کتابیں پڑھا سکتا ہے اور وہ پہلے والا صرف ایک کتاب پڑھاتا ہے تو کونسا اچھا ہوا تو ظاہر ہے جو زیادہ کتابیں پڑھا سکتا ہے وہ اچھا ہے اس وجہ سے فضیلت جزئی، فضیلت کلی پہ غالب نہیں ہو سکتی۔

فضیلت جزی اور اس کے نظائر

حضرت ابوبکرؓ کو یہ فضیلت جزئی حاصل ہوئی تو یہ اس فضیلت پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ حضور اقدس ﷺ سے بھی افضل یا مساوی ہو عالم تکوینیات کے بہت سارے امور ہیں بعض ایسے ہیں جن کا بعض کو علم ہوتا ہے اور بعض کو نہیں مثلاً اَحَطتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ (النمل: ۲۲) ہد ہد حضرت سلیمان علیہ السلام کو کہتا ہے کہ مجھے علم ہے جن کا آپ کو علم نہیں پیغمبر کو ہد ہد تخت بلقیس کا قصہ سناتا ہے کہ سباء کے مقام سے ایک یقینی خبر لایا ہوں اب تم کہو گے کہ ہد ہد کا علم تو زیادہ ہو گیا تو جواب یہ ہے کہ یہ تو ایک جزی علم ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی علم کی فضیلت کلی ہے تو اس کی وجہ سے ہد ہد کی فضیلت سلیمان علیہ السلام پر نہیں آتی یہ تو ایسی بات ہوگئی کہ یہ موٹر کار والے اور ریل گاڑی کے ڈرائیوران کو جو چلانے کا طریقہ آتا ہے وہ تمہیں نہیں آتا تو گویا وہ آپ سے زیادہ جانتے ہیں اور آپ سے اچھے ہوئے؟

اسی طرح ایک علم جزئی اگر حضرت سیدنا ابوبکرؓ کو حاصل ہوا یہ فضیلت کیلئے کافی نہیں دوسری مثال: سلیمان علیہ السلام نے خود جب بلقیس آرہی تھی تو کہا کہ اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ (النمل: ۳۸) مسلمانوں کی جماعت میں ایک وزیر تھا اس نے کہا کہ میں لادوں گا ظہر سے پہلے پہلے لادوں گا سلیمانؑ نے فرمایا یہ وقت تو زیادہ ہے تو فرمایا کوئی اور نہیں جو اس سے پہلے پہنچادے تو آصف بن برخیا نے کہا میں لادوں گا قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ. قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ الخ (النمل: ۳۹ تا ۴۰) تو کیا یہ صاحب سلیمانؑ سے افضل ہوئے، ہرگز نہیں تو یہ ایک جزئی فضیلت ہے جزی فضیلت کے بہت سارے نظائر ہیں۔

ترمذی شریف میں ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو کپڑے پہنائے جائیں گے اب نبی کریم ﷺ سے قبل جوان کو خلعت اور کپڑے پہنائے جائیں گے تو اس کی وجوہات یہ ہیں کہ چونکہ وہ نبی کریم ﷺ کے جد امجد تھے تو دادا کی عزت وتوقیر اور قدر پوتے کی قدر ہے بعض کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ دنیا میں بے لباس ہوئے تھے، اور آگ میں ڈالے گئے تھے اس کے بدلے قیامت میں سب سے پہلے کپڑے بھی انہی کو پہنائے جائیں گے بہر حال! جو بھی ہو مگر سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو کپڑے پہنائے جائیں گے تو حضور اقدس ﷺ پر ان کی فضیلت ثابت ہوئی تو ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے یہ فضیلت جزئی ہے اسی طرح ترمذی کے دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ جب اٹھیں گے تو آپ ﷺ کی نظر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر پڑے گی وہ پہلے سے اٹھائے گئے ہوں گے اس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ آپؑ ایک مرتبہ کوہ طور پر بے ہوش ہو گئے تھے۔ تو قیامت کے دن حضرت موسیٰ سب سے پہلے ہوش میں آکر عرش کے پاؤں تھامیں گے۔ یہ بھی فضیلت ہے لیکن جزئی ہے تو جزئی فضیلت کلی فضیلت کو مستلزم نہیں چوبیس مقامات میں حضرت عمرؓ کی رائے کے مطابق وحی آئی ہے تو گویا انہیں بھی فضیلت حاصل ہوئی تمام صحابہ پر لیکن یہ فضیلت جزئی ہے جنگ بدر کے قیدیوں کے متعلق سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی رائے یہ تھی کہ ان سے فدیہ لیا جائے اور رہا کیا جائے اور حضرت عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ انہیں قتل کیا جائے بدر کے قیدیوں سے فدیہ لیا گیا اور حضرت ابوبکرؓ کے قول پر عمل ہوا تو اس وقت آیت نازل ہوئی لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (الانفال:٦٨)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ یہی اللہ تعالیٰ کو منظور تھا ورنہ اس فدیہ کے بدلہ تم پر سخت عذاب آتا اب حضرت ابوبکرؓ کی رائے پر عمل ہوا اور حضرت عمرؓ کی رائے پر عمل نہ

ہوا اور آیت حضرت عمرؓ کی رائے کے مطابق نازل ہوئی تو آپ کیا کہیں گے کہ حضرت عمرؓ کی فضیلت حضرت ابوبکر صدیقؓ پر ثابت ہوگئی لیکن دوسری طرف بہت سے مسئلے ابوبکرؓ کی رائے پر نازل ہوئے اگر حضرت عمرؓ کی رائے پر ایک جزئی مسئلہ آیا تو یہ زیادہ سے زیادہ جزی فضیلت ہے اب اپنی بات کی طرف آتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کو علم تھا کہ اللہ ہمیں فتح دے گا مگر دیکھو! کبھی کبھی چھوٹے مرتبے والا کوئی مسئلہ بیان کرے تو بڑے مرتبے والے سے زیادہ وہ اچھا ہوتا ہے قد یوجد فی النھر مالا یوجد فی البحر کبھی دریا میں ایسی چیز مل جاتی ہے جو سمندر میں نہیں ملتی ایک بات اور بھی ہے کہ یہ علم حضرت ابوبکرؓ کو ہوا تو یہ حضور اقدس ﷺ کے علم کی برکت تھی کہ ابوبکر صدیقؓ کے قلب میں یہ بات آئی یہ حدیث آگے آئے گی جنگ بدر کے واقعہ میں کہ جب یہ عیر (قافلہ تجارت) پر غالب ہوئے تو حضور اقدس ﷺ سے صحابہ نے عرض کیا آپ ﷺ مہربانی فرما کر ہمیں اجازت دیں تا کہ ہم دوڑ کر اور اس عیر (قافلہ) کو بھی گھیر دیں، صحابہ کا خیال تھا کہ وہ عیر (قافلہ) اب تک راستے میں ہے تو تمام صحابہ کی رائے تھی کہ عیر (قافلہ) کے پیچھے جائیں تو حضرت عباسؓ اس وقت قیدی تھے اور کفار کے گروہ میں تھے دل میں تو مسلمان تھے لیکن ظاہر میں کفار کے گروہ میں تھے اس لیے کہ حالات پر نظر رکھنے والے بھی ہونے چاہیں لڑائی شروع ہونے سے قبل حضور اقدس ﷺ نے یہ اعلان فرمایا کہ عباسؓ جس کے ہاتھ بھی آئے تو اسے قتل نہ کریں، اب حضرت عباس قیدیوں میں تھے اب جرگہ کہتا ہے کہ ہم عیر (قافلہ) کے پیچھے جاتے ہیں تو عباسؓ، ہتھکڑیوں میں تھے، آپ نے کہا کہ صحابہؓ تو یہ کہتے ہیں لیکن میری رائے ہے کہ وہاں نہ جائیں اگر گئے تو شکست مقدر ہوگی یہ حضرت عباسؓ نے کہا، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا! اے چچا! آپ نے یہ بات کہاں سے کی آپؓ نے عرض کیا یہ قرآن کی آیت سے کی ہے قرآن میں ہے کہ وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ

اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ (الانفال: ۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان دو گروہوں میں سے ایک گروہ دوں گا تو ایک گروہ تو حسب وعدہ دے دیا تو دوسرا نہیں دیتا کیونکہ وعدہ ایک گروہ کا ہے اگر عیر کے پیچھے چلے گئے تو شکست کھاؤ گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ صحیح بات ہے اب عیر کے پیچھے مت جاؤ اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عباسؓ اس طرف متوجہ ہوئے اور دوسرے صحابہ کی توجہ اس طرف نہ گئی تو یہ کیسی بات ہے تو جواب یہ ہے کہ اصل میں عکس اور شعاع پڑتا ہے دراصل یہ علم نبی کریم ﷺ کے سینہ میں تھا قرآن اور قرآن کے مسائل کا علم نبی کریم ﷺ کے سینہ میں ہے لیکن جیسے شیشے کے سامنے ایک چیز آتی ہے تو اس کا عکس شیشے میں آتا ہے اب نبی کریم ﷺ کے سینہ میں جو علم ہے وہ اس وقت جہاد اور اس کے تیاریوں میں مصروفیت کی بنا پر آپ ﷺ کا ذہن اس طرف متوجہ نہ ہوا تو اس وجہ سے لیکن سینہ اطہر ﷺ میں یہ علم تھا دو طائفوں میں سے ایک طائفہ کا وعدہ ہے اور یہ علم سینہ اور دماغ میں ہے لیکن اس وقت انتظامات کی طرف دھیان تھا تو اس طرف توجہ نہ ہوا، حضرت عباسؓ وہاں بیٹھے تھے آپ ﷺ کا قلب آئینہ تھا اب اس آئینے کا عکس حضرت عباسؓ پر پڑا تو ان کی توجہ تو کسی اور طرف نہ تھی جب یہ مسئلہ ان کے قلب اور دماغ پر طاری ہوا تو انکیلئے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے ایک طائفہ کا وعدہ فرمایا ہے۔ حضرت عباسؓ جو علم بیان کرتے ہیں یہ حضرت عباسؓ کا علم نہیں بلکہ یہ نبی کریم ﷺ کا علم ہے اور حضور اقدس ﷺ کا علم کا عکس ان پر پڑا اور خود حضرت مبارک ﷺ کے ذہن میں بھی یہ بات تھی لیکن آپ ﷺ کی توجہ دوسری طرف تھی اور توجہ آن واحد میں امور کثیرہ کی طرف تو نہیں ہوتی، تو اسی بنا پر انکی توجہ اس طرف نہ تھی تو اسی طرح ابو بکر صدیقؓ کو علم آیا کہ ہمیں اللہ فتح دے گا تو یہ برکت حضور نبی کریم ﷺ کی تھی اور یہ علم بھی آپ ﷺ ہی کا تھا۔ (دارالحدیث ہال میں درس حدیث: ماہنامہ الحق ۵/۱۷)

دین کی نصرت وحفاظت

جب حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ بقید حیات تھے تو الحق کے ہر شمارہ میں حضرتؒ کے ارشادات وخطبات شامل ہوکر چھپتے ، بعد میں حضرت بوجہ ضعف وعلالت خطبۂ جمعہ اور تقریر جمعہ نہیں کرسکتے تھے بلکہ احقر یہ فریضہ انجام دیتا رہا، ایک عرصہ بعد حضرت نے مختصراً اپنی مسجد میں خطبۂ جمعہ سے قبل حسب ذیل خطاب فرمایا اب وہ تقریر شامل خطبات کی جارہی ہے۔ (سمیع الحق)

الحمد وکفی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی امابعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم۔ **اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا** (التوبہ:۳۹)

دین ہماری پناہ گاہ اور ہم اس کے محتاج

محترم بزرگو! یا درکھیں کہ دین واسلام اپنی حفاظت میں ہمارا محتاج نہیں بلکہ ہم اگر اپنی حاجات کو پورا کرنا چاہیں اور زندگی کو بہتر طریقہ سے گزارنے کے خواہاں ہوں تو قرآن

واسلام کے دامن کے نیچے آ کر ہم بھی محفوظ ہو سکتے ہیں رب العزت کا ارشاد ہے یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ (الحجرات۔۱۶) یعنی اپنا اسلام مجھ پر مت جتلاؤ بلکہ تم لوگ خدا کا شکرادا کرو کہ اس ذات برحق نے تم کو اسلام لانے کی توفیق سے نوازا، رب العزت کے دین کی بقاء اور حفاظت کیلئے کروڑہا مخلوق موجود ہے ارشاد باری ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:۹) یعنی کہ پیغمبر ﷺ اور مذہب میں نے بھیجا ہے اور میں ہی اس کی حفاظت کروں گا جیسے کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس سائنسی دور میں جنگ راکٹوں، جہازوں اور بموں کے ذریعہ سے کی جاتی ہے اس دور میں مثلاً ایک ملک جنگ کی حالت میں ہے اور ملک کے ہر حصے پر دشمن کے حملے کا خطرہ ہے اور بادشاہ وقت ایک مقرر شہر کے بارے میں اعلان فرماتا ہے کہ فلاں شہر میری حفاظت میں ہے اور اس پر حملہ کرنا دشمن کے لئے ناممکن ہے کیونکہ اس کے اردگرد اس کی حفاظت اور حملے سے بچاؤ کے لئے ہر طرح کے اسباب مہیا کئے گئے ہیں تو اس شہر کے باہر کے لوگ اگر اپنی حفاظت چاہیں گے تو وہ بھی دوڑ کر اس شہر کی آغوش میں پناہ لیں گے تاکہ دشمن کے ضرر اور حملے سے بچ سکیں کیونکہ ہر کوئی یہی سوچے گا کہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری ایک بادشاہ جو دنیاوی بادشاہ ہے نے لے رکھی ہے اسلئے یہی بہتر پناہ گاہ ثابت ہوسکتی ہے۔

محترم بھائیو! جس چیز یعنی دین، اسلام اور قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری جب مالک الملک اور بادشاہ حقیقی نے لی ہے تو اس کو کوئی کیسے نقصان پہنچا سکے گا بلکہ جو کوئی اپنے آپ کو مصیبت سے بچانا چاہے اسکو چاہیے کہ اسی اسلام وقرآن کے سایہ میں اپنے آپ کو ہر قسم کی دنیاوی واخروی مصائب سے بچائے۔

دیگر ادیان کی کوئی کتاب صحیح محفوظ نہیں

تورات، زبور، انجیل اور دیگر انبیاء پر جو کتابیں نازل ہوئیں ہیں ان کا کوئی لفظ روئے زمین پر موجود نہیں حالانکہ اس دور میں ان کتابوں کے ماننے والوں نے ان کتابوں کی اشاعت کے لئے ہزاروں مشنری ادارے قائم کئے، اربوں روپے اور ڈالر خرچ کر رہے ہیں اس کے باوجود ان کا حافظ ملنا تو درکنار ابھی تک یہ بھی یقینی معلوم نہیں کہ یہ کس زبان میں نازل ہوئی ہیں، اس کے برعکس قرآن کا ذمہ چونکہ اللہ رب العزت نے خود لیا ہے، تو کچھ عرصہ قبل جب قرآن کے حفاظ گنے گئے تو تعداد قریباً ۴۱ لاکھ تک پہنچ گئی کیا حفاظت دین کے ثبوت کے لئے یہ بات کم ہے۔

اللہ اپنے دین کی حفاظت غیروں سے بھی کرا سکتا ہے

محترم بھائیو! ایسے بے شمار واقعات موجود ہیں کہ حق تعالیٰ نے انتہائی نازک مواقع میں اسلام کی حفاظت اعلیٰ طریقہ سے کی ہے جس کو سن کر انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے آپ کو معلوم ہے کہ حضورﷺ کی بعثت کے بعد پورے عالم کے کفار بالعموم اور کفار مکہ بالخصوص حضورﷺ کے دشمن بن کر ایک رات حضرت کو شہید کرنے کا ارادہ کر بیٹھے، نبی کریمﷺ کو رب العزت نے اس موقع پر مدینہ ہجرت کرنے کا فرمایا چنانچہ حضورﷺ مدینہ روانہ ہوئے، کفار مکہ کو حضورﷺ کے مکہ سے بچ نکلنے کا معلوم ہوا تو انتہائی غیض وغضب کی حالت میں حضورﷺ کی تلاش شروع کردی حتیٰ کہ ابوجہل (سردار مکہ) نے اعلان کیا کہ جس کسی نے نبیﷺ اور اس کے ساتھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کو گرفتار کیا اس کو سو سو اونٹ انعام دیا جائیگا، اونٹ اُس دور کا ایسا قیمتی مال تھا جیسے اِس دور میں بیش قیمت کاریں۔

سراقہ بن مالک کے ذریعہ حضورﷺ کی حفاظت

چنانچہ سراقہ بن مالک جو خود بھی قبیلہ کے سردار اور اُس وقت غیر مسلم تھے، قصہ بیان کررہے ہیں کہ میں اپنے قبیلہ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا، گفتگو جاری تھی کہ ایک آدمی نے باہر سے مجلس میں آکر مجھے کہا کہ اس راستہ پر دو آدمی اونٹوں پر سوار گزرے ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ حضورﷺ اور اس کے ساتھی ہیں تو کیا میرا خیال درست ہے، سراقہ کہتے ہیں کہ میرا یقین تھا کہ یہ نبیﷺ اور ان کے ساتھی ہونگے مگر اس خوف سے کہ اگر اسی مجلس میں میں نے اس آدمی کی بات کی تصدیق کی تو سارے ہم مجلس میرے ساتھ نبیﷺ کی تلاش میں لگ جائیں گے اور حضورﷺ کے ہاتھ آنے کی صورت میں انعام صرف مجھے نہیں بلکہ سب میں تقسیم ہوگا، میں نے اس خوف سے اس آدمی کو ڈانٹ کر کہا کہ ویسے کہہ رہے ہو، تمہاری بات غلط ہے، وہ اس راستے سے کیسے گزر سکتے ہیں، اس آدمی کو خاموش کرنے کے بعد میں نے کچھ توقف کے بعد ادھر اُدھر دیکھا کہ اہل مجلس مصروف گفتگو ہیں اور کسی کا دھیان میری جانب نہیں تو چپکے سے مجلس سے اُٹھ کر حضورﷺ کی تلاش میں نکلنے کا قصد کیا مجلس سے نکلنے میں پوری رازداری برتی تاکہ کوئی دوسرا مجھے دیکھ کر میرے ساتھ باہر اس مقصد کے لئے نہ آئے اور شریکِ انعام نہ ہو، پہلے گھر جاکر اپنے بیٹے اور غلام کو مختصراً سمجھا دیا کہ میری تلوار اور نیزہ وغیرہ اس طریقہ سے مجھے پہنچا دیں کہ کسی کو معلوم نہ ہوسکے چنانچہ وہ ہتھیار مجھ تک لے آئے، اپنے علاقہ سے ذرا دور نکل کر میں نے اپنے بیٹے اور غلام سے تلوار اور نیزہ لے لیا اور ان کو یہ تاکید کرکے واپس کردیا کہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ میں کس کی تلاش میں نکلا ہوں، اس کے بعد میں حضورﷺ کی تلاش میں گھوڑا تیزی سے دوڑایا، کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ فاصلہ پر دو آدمی اونٹوں پر سوار ہیں، قریب ہونے پر معلوم ہوا کہ ایک نبیﷺ اور

دوسرے حضرت ابوبکرؓ ہیں، اتنے میں ابوبکرؓ کو یہ محسوس ہوا کہ میں ان کا پیچھا کررہا ہوں اور حضور ﷺ شانِ بے نیازی سے آگے کی طرف روانہ تھے، جب میں ان کی گرفتاری کے لئے ان کے بالکل قریب ہوا تو اچانک زمین پھٹ گئی اسی طرح جیسے قارون کے لئے پھٹ گئی تھی اور میرا گھوڑا خشک زمین میں دھنس گیا، میں اپنے اور گھوڑے کی اس خطرناک حالت کو دیکھ کر حیران ہوا، اور گھبرا کر میں نے حضور ﷺ کو آواز دی کہ مجھے معاف فرمادیں اور میرے بچنے کیلئے دعا فرمادیں حضور ﷺ تو رحمۃ للعالمین ہیں جیسا کہ ارشاد باری ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء:۱۰۷) حضور ﷺ نے دعا کی کہ خدایا! اس کو غرق ہونے سے بچا، گھوڑا زمین سے باہر نکلا محترم بھائیو! آپ نے دیکھا کہ سارے کفار حضور ﷺ کو شہید کرنا چاہتے ہیں اور سراقہ اس منزل کے قریب پہنچ چکا ہے مگر ایسے نازک موقع پر خدا نے پھر بھی حفاظت کی، سراقہ کہتا ہے کہ کچھ دیر تو میں پریشان رہا، پھر جلدی پریشانی زائل ہوکر مجھے انعام کی حرص میں خیال آیا کہ یہ دھنسنا اتفاقاً ہوا ہوگا ایک بار پھر حضور ﷺ کی گرفتاری کی کوشش کرنی چاہیے، چنانچہ پھر ان دونوں کے پیچھے اپنے گھوڑے کو دوڑایا دوسری بار بھی جب ان کے قریب پہنچا تو گھوڑا پہلے سے زیادہ زمین میں پھنس گیا، پھر پہلے کی طرح غرق ہونے کے خوف سے توبہ کی اور حضور ﷺ سے معافی کی التجاء اور غرق ہونے سے بچانے کیلئے دعا کی درخواست کی، حضور ﷺ نے دعا فرمائی اور گھوڑا پھر زمین سے نکل آیا، تیسری بار پھر اس واقعہ کو اتفاقی سمجھ کر انعام حاصل کرنے کے اس سنہری موقع سے فائدہ اُٹھانے کے لئے گھوڑا ان کے تعاقب میں دوڑایا، مگر جب ان کو گرفتار کرنے کی منزل قریب ہوئی تو اس مرتبہ اس سے بھی زیادہ گھوڑا زمین میں غرق ہوا اب میں یہ سمجھا کہ یہ سب کچھ محض اتفاقی نہیں اب صدق دل سے توبہ کی حضور ﷺ سے معاف کرنے کی درخواست کی اور ساتھ

یہ بھی عرض کیا کہ حضور ﷺ مجھے بچادیں، اب آپ کی حفاظت اور چوکیداری میرے ذمہ ہے، حضور ﷺ کی دعا سے گھوڑا زمین سے نکل آیا اور میں نے بھی آئندہ ایسی مذموم حرکت نہ کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا اور ہاتھ جوڑ کر حضور ﷺ سے امن کی درخواست کی، حضور ﷺ نے ابوبکرؓ کو فرمایا کہ سراقہ کو امن کا پیغام لکھ کر دے دیں۔

حضور ﷺ کی پیشن گوئی

ساتھ ہی حضور ﷺ نے سراقہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے سراقہ! تو ایسی مذموم حرکت کررہا ہے حالانکہ میں تمہارے سر پر کسریٰ بادشاہ کا تاج دیکھ رہا ہوں، میں نے حیرت سے پوچھا کون سا کسریٰ؟ کیا شاہِ ایران؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں اسی شاہِ ایران کا تاج، حیرت کی وجہ یہ تھی کہ کسریٰ اس دور کے سب سربراہان سے بلند تھا، بہرحال قدرت کی حفاظت کو دیکھئے کہ مکہ سے مدینہ جانے والے ہر راستہ کی طرح اس راستہ پر بھی سینکڑوں کفار حضور ﷺ کی تلاش میں پھیلے ہوئے ہیں مگر جو بھی ادھر آتا ہے سراقہ اس کو دیکھتے ہی واپس کردیتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ کیا میں حضور ﷺ کی گرفتاری کیلئے کم ہوں۔

اب حضور ﷺ نہایت سکون اور اطمینان سے مدینہ روانہ ہوئے اور یہ راستہ دشمن سے بالکل صاف اور خالی ہے اور اس کی حفاظت کرنے والا اس وقت کے کفار کا بہت بڑا سردار سراقہ بن مالک ہے۔

سراقہ کے سر پر کسریٰ کے تاج کی بشارت

حضرت عمرؓ کے دور میں ایران فتح ہوا تو کسریٰ کا وہ بیش قیمت تاج جس کے بارے میں حضور ﷺ نے سراقہ کو پیش گوئی کی تھی بمعہ ساری دولت وتخت کے مسلمانوں کے قبضہ میں آکر مدینہ لایا گیا جب کفار کے یہ خزائن مدینہ پہنچے تو مسلمان اس دولت کو دیکھ کر اس مال کی بے ثباتی پر ہنس رہے تھے کہ اس بیش قیمت مال ومتاع نے اُن کو کیا

فائدہ پہنچایا؟ مسلمان کسریٰ کے تاج کو حقارت سے ٹھوکریں مار رہے تھے اس موقع پر سراقہ بھی جو کافی عرصہ سے مسلمان ہو چکے تھے، بیٹھے ہوئے تھے حضرت عمرؓ نے اسکو بلا کر فرمایا کہ مجھے حضورﷺ کی ہجرت مدینہ کی وہ بات یاد آ رہی ہے کہ اے سراقہ! میں تیرے سر پر کسریٰ کا تاج دیکھ رہا ہوں اسلئے اب آ کر یہ تاج پہن لے اور اس طرح حضورﷺ کی پیشنگوئی او رخوشخبری پوری ہوگئی جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ اس وقت مسلمان کم اور کفار زیادہ اور طاقت ور تھے مگر مسلمان دین پر مکمل طور پر عمل پیرا تھے تو خدا نے دین و مسلمان دونوں کی حفاظت فرمائی اسلئے اگر ہم بھی دین پر عمل کریں اور کم از کم رمضان المبارک کے بابرکت اور پر انوار مہینہ میں جو کہ ایک دو روز میں آنے والا ہے، یہ وہ مہینہ ہے جس میں نیکیوں کا اجر کئی گناہ بڑھ جاتا ہے تو انشاء اللہ رب العزت ہم گنہگاروں کو بھی اپنی اعانت سے نوازیں گے۔

رب العزت کلیہ کے طور پر فرماتا ہے کہ اے لوگو! حضورﷺ کے دین کا اتباع کرو گے تو تم بھی کامیاب ہو گے اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ اور اگر اس میں سستی کی تو یاد رکھو دین ختم نہ ہوگا بلکہ اسکی حفاظت کے لئے غیر مسلم پیدا ہو جائیگا۔

اللہ ایک فاسق و فاجر سے بھی دین کا کام لینے پر قادر ہے

جنگ خیبر میں ایک آدمی کے ہاتھ تلوار تھی اور جس یہودی کو دیکھتا قتل کر دیتا، دن کی لڑائی کے بعد رات کو صحابہ حضورﷺ کے ساتھ بیٹھ کر اور یہ گفتگو کے دوران پوچھنے لگے کہ کون زیادہ بہادری اور جرأت سے لڑا؟ کئی صحابہ نے اس آدمی کا نام لیا کہ اس نے آج بہت سے یہودیوں کو قتل کر کے خوب بہادری سے جنگ کی ہے مگر حضورﷺ نے اس آدمی کے بارے میں فرمایا کہ وہ تو دوزخی ہے، صحابہ حیران ہوئے کہ اتنے بے جگری

سے جنگ کرنے والا کیسے جہنمی ہے تو ایک صحابی بطور مخبر اس آدمی کے پیچھے لگا تو اس نے دیکھا کہ وہ آدمی ایک مقام پر جنگ میں زخمی ہوا جس کے بعد اس نے اپنا نیزہ زمین پر گاڑھ کر اپنا سارا زور اس پر صرف کیا جس سے وہ ہلاک ہوگیا، اس صحابیؓ نے جب یہ دیکھا کہ اس نے خودکشی کی ہے اور خودکشی کی سزا جہنم ہے تو حضورﷺ کی خدمت میں دوڑ کر آئے اور کہا اشهد ان لا اله الا الله کہ آپ نے رات کو جس آدمی کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے، تو واقعی اس کا انجام جہنمیوں والا ہوا پہلے تو حضورﷺ کے فرمانے پر سارے صحابہؓ حیران تھے، مگر اب سب کو یقین آگیا، بعد میں جب معلوم ہوا تو وہ آدمی جہاد کی غرض سے جنگ خیبر میں شامل نہ تھا بلکہ عورتوں کے طعنوں کی وجہ سے جنگ میں شریک ہوکر یہود کو قتل کر رہا تھا انما قاتلت علی حسب قومی تو کبھی رب العزت اس دین کی حفاظت ایک فاجر کے ہاتھ سے بھی کر دیتا ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے ان اللہ لیوید هذا الدین بالرجل الفاجر۔ ہمیں بھی چاہئے کہ دین پر عمل کرنے کے مواقع اپنے ہاتھ سے ضائع نہ ہونے دیں تو انشاء اللہ رب العزت ہمارے بھی حفاظت فرمائیں گے۔

(ضبط: مولانا حافظ انوار الحق صاحب: الحق ج ۱۹، ش ۲، ص ۹، نومبر ۱۹۸۳ء)

شیخ الحدیث مولانا غورغشتویؒ
کی رحلت یا وصل حبیب

اپنے وقت کے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کا شیخ المحدثین کی تدفین کے بعد قبر پر کلمات تعزیت

حضرت شیخ الحدیث محدث کبیر مولانا عبدالحق بانی دارالعلوم اکوڑہ خٹک نے امام المحدثین شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی کی نماز جنازہ اور تدفین مورخہ ۴ ذیقعدہ ۱۳۸۸ھ بمطابق ۲۳ جنوری ۱۹۶۹ء کے بعد غورغشتی میں سوگواروں کے عظیم الشان مجمع میں خطاب فرمایا اور اب یہ تعزیتی کلمات شامل خطبات کئے جارہے ہیں۔ (س)

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن أنس رضي اللّٰه عنه قال لأ حد ثنکم حدیثاً سمعتهُ من رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لا یحدثکم به أحد غیری سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول ان من أشراط الساعة أن یرفع العلم ویکثر الجهل ویکثر الزنا ویکثر شرب الخمر ویقل الرجال ویکثر النساءُ حتی یکون لخمسین امرأةً القیم الواحدُ (البخاری: ح ۱۰۳۱)

مسلمانانِ عالم کو عظیم صدمہ

محترم بزرگو! آج تمام پاکستان بجھ گیا آج مسلمانان عالم یتیم ہو گئے اس سال حضرت مولانا رحمہ اللہ نے حج کا ارادہ کرلیا تھا حج میں یہی ہوتا ہے کہ اللہ کا عاشق اپنے محبوب کے در و دیوار کے طواف کیلئے حاضر ہوتا ہے اس مقام پر خداوند تعالیٰ کے تجلیات کا ظہور ہے جیسا کہ آئینہ کو آفتاب کے سامنے رکھیں تو شعاعیں اور اس کا عکس اس میں آجاتا ہے اور ان شعاعوں میں روشنی بھی ہوتی ہے اور اسی طرح آئینہ میں بندے کا عکس بھی پورا آتا ہے اللہ تو مکان سے منزہ ہے مگر خانہ کعبہ پر تجلیات خداوندی پڑتے ہیں جیسا کہ آئینہ میں سورج کی شعاعیں منعکس ہو جاتی ہیں اگر آئینہ کسی کے آنکھ کے سامنے آجائے تو آنکھ دیکھنے کی تاب نہیں رکھ سکتی تو ایک انتہائی منزل عبادات میں سے حج کا منزل ہے اللہ جل شانہٗ مالک الملک ہیں نفع اور ضرر اس کے جانب سے ہے تو عبدیت اسی ذات کا حق ہے جو کہ ضرر اور نفع کی مالک ہو۔

نماز میں خشوع وخضوع

نماز میں انتہائی خشوع ملحوظ رکھنی چاہیے اسلئے کہا گیا ہے کہ نمازوں میں نظر ادھر ادھر پھرانا اختلاس الشیطن ہے نماز میں بلا ضرورت حرکات اچھے نہیں غرض یہ کہ بندگی کیلئے جو حد ادب چاہیے وہ نماز کے اندر ہے کبھی جھکتا ہے اور کبھی پیشانی زمین پر رگڑتا ہے حدیث میں ہے کہ بندہ اس وقت اللہ کے قریب تر ہو جاتا ہے جب کہ وہ نماز میں سجدہ ریز ہوتا ہے دعوات تستجب غلام کا امتحان ہوتا ہے کہ آقا کا کتنی ادب کرتا ہے جب معلوم ہو جائے کہ تابعدار ہے تو آقا اس سے خوش ہوتا ہے اگر آقا کہیں سفر پر جاتا ہے تو مالک اس غلام کو رقم دیتا ہے کہ اسے میرے مرضی کے مطابق خرچ کرتے رہو تو جہاں وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ ہے وہاں وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ بھی ہے تو یہی عجیب نکتہ ہے کہ جو

غلام وفادار ہو اللہ اسے خزانچی بھی بنائے گا صلوٰۃ کا نتیجہ زکوٰۃ ہے کہ مانگنے والا دینے والا بن جاتا ہے ارشاد خداوندی ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ وَ اللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ (العنکبوت:۴۵) حکیم جو نسخہ بتلائے اور مریض اسے استعمال نہ کرے، پرہیز نہ کرے تو یہ نسخہ کا نقصان نہیں ہے خود مریض کی ہلاکت ہے حدیث میں ہے کہ بدترین شخص نماز نہ پڑھنے والا ہے کافر اللہ کا وفادار نہیں ہے عبدیت کا اظہار نہیں کرتا اسلئے اس کے ساتھ جہاد کا حکم ہے۔

روزے کا حکم

اس کے بعد روزے کا حکم ہے دنیا میں جمال اور علم اور قوت یہ خدا ہی کی دی ہوئی ہیں اللہ دینے والا ہے اس کے پاس کتنے خزانے ہوتے ہیں ہم صرف کسی نفع اور ضرر کی وجہ سے تابعداری نہیں کرتے بلکہ عشق اور محبت سے کرتے ہیں بچوں کے والدین ان کی خدمت محبت کی وجہ سے کرتے ہیں نہ کہ نفع کی لالچ سے تو میرے بھائیو! اللہ نے پہلے مسلمانوں کو نماز کا، پھر زکوٰۃ کا، پھر روزے کا حکم دیا ہے عاشق مجازی اپنے وقت پر اپنی ضرورتیں چھوڑ دیتا ہے کھانا پینا رہ جاتا ہے جو خدا کا عاشق ہو جائے تو پہلا منزل ترک اکل وشرب وترک شہوات ہے فرمایا عن أبی هريرة عن النبی صلی الله عليه وسلم قال يقول الله عزوجل الصوم لی وأنا أجزی به (البخاری: ح ۷۴۹۲) پورا مہینہ اللہ کی رضا کیلئے وقف کر دیتا ہے رمضان میں سارا مہینہ عبادات کیلئے ہوتا ہے اس میں دس دن اعتکاف کیلئے ہیں گھر بار، آرام و راحت، بیوی بچے ترک کر دیتے ہیں عشق بڑھتا چلا گیا تو رمضان کے فوراً بعد حج کے دن شروع ہو جاتے ہیں تجلیات کا انعکاس شروع ہوا تو تڑپنے لگتا ہے کہ محبوب کے در تک پہنچ جاؤں تو حکم ملا کہ کعبہ شریف اور مکہ

مکرمہ میں چلے جاؤ بھائیو! جب یہ معلوم ہوا کہ محبوب عشق میں تڑپنے لگا تو دیدار کیلئے بلایا گیا تو عاشق نے ارادہ کرلیا کہ حج کیلئے چلا جاؤں۔

یاد رکھیں کہ حقیقی عاشق تمام چیزوں سے پرہیز اور لاتعلقی ظاہر کرتا ہے میقات پہنچتے ہی آدمی مجنون بن جاتا ہے محبت کی وجہ سے آرائش و زیبائش ترک کردی احرام میں سب کچھ ترک کرنا پڑا (یہاں خطاب کے دوران عصر کا اذان ہوا)......

ع کار عاشق خون خود بر پائے جاناں ریختن

اللہ کا عاشق زار

ہمارے شیخ حضرت غورغشتویؒ نے ارادہ کرلیا تھا کہ میں حج کیلئے چلا جاؤں حضرت شیخ کو جب کہا گیا کہ آپ نہ جائیں آپ بیمار پڑے ہوئے ہیں چلنا پھرنا مشکل ہے نفلی حج ہے تو فرماتے تھے کہ ہرگز نہیں میں ضرور جاؤں گا حضرت شیخ اللہ کے عاشق زار تھے انہوں نے ارادہ کرلیا تھا کہ تکالیف اٹھا کر در محبوب پر پہنچ جاؤں لیکن اللہ کی قدرت دیکھئے! کہ اللہ نے چاہا کہ تم کو میں یہاں ہی رحمتوں کے گود میں لے لیتا ہوں موت کے بعد حقیقی حج میسر ہوا یہاں اللہ نے ان کو حقیقی حج سے نوازا الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب اللہ کروڑوں رحمتیں ان پر نازل فرمائے۔

لیکن حضرت شیخ نے ۶۰۔۷۰ برس حدیثوں کو پڑھایا ہے اور اس ملک میں احادیث کو زندہ کیا فرمایا عن ابن عباسؓ عن النبی ﷺ قال من تمسلك بسنتی عند فساد أمتی فلهٗ أجرُ مائة شهيدٍ (امالی ابن بشران ج ۱ ص ۲۱۸ دارالوطن، الریاض)

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے حجاز سے دہلی آکر صحاح ستہ کو زندہ کرلیا اور ہمارے شیخ کے زمانہ میں صوبہ سرحد، پنجاب اور کابل کے مدارس میں احادیث کی ترویج ہوئی اب یہاں جو احادیث پڑھائے جاتے ہیں یہ حضرت الشیخؒ کی برکت ہے ہمارے صوبہ سرحد اور

افغانوں کے شاہ ولی اللہ حضرت غورغشتویؒ ہیں شاگردوں کا جو اجر ہے وہ بھی ان کو ملے گا سب سے پہلے زندگی میں علوم ظاہری کا فیض پہنچا، آخری سالوں میں علوم باطنی کا فیض بھی پہنچا رہے تھے حضرت کی شفقت میرے ساتھ بہت زیادہ تھی حضرت غورغشتویؒ کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے مجھے صدمہ تھا کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں یہ سلسلہ رک نہ جائے لیکن مولانا عبدالحق نے میری جگہ سنبھال لی یہ سلسلہ فیض و برکت اور روحانیت کا جاری رہے گا (یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا) مجھے یقین ہے کہ حضرتؒ کا فیض تا قیامت جاری رہے گا۔

دعا

یا اللہ! ان کی قبر کو باغیچہ جنت بنا دے، اللہ ان کی اولاد میں یہ سلسلہ جاری رکھے، اللہ اس خاندان کا سلسلہ علم اور سلسلہ تزکیہ نفوس قیامت تک جاری رکھے (آمین)

(یہ دعا حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ نے تقریر کے اختتام پر فرمائی)

قناعت اور تواضع کے مالک
اور علوم وفنون کے جامع

حضرت مولانا محمد علی سواتی کی وفات پر تعزیتی اجتماع سے شیخ الحدیثؒ کا خطاب

حضرت مولانا محمد علیؒ سواتی استاد دارالعلوم حقانیہ کی وفات کے موقع پر دارالعلوم کے دارالحدیث ہال میں تعزیتی اجتماع ہوا جس میں تمام اساتذہ وطلباء نے شرکت کی، حضرت مولاناؒ کے ایصال ثواب کیلئے ختم قرآن شریف ہوا جسکے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ نے اپنے دعائیہ کلمات میں انتہائی رقت انگیز طریقہ سے حضرت مرحوم کی زندگی پر روشنی ڈالی ان کا یہ خطاب انہی کے الفاظ میں شامل خطبات کیا جارہا ہے (ادارہ)

مرنے والے انسانوں کے تین اقسام

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم موت العالم موت العالم موت ہر کسی کو آنی ہے حتی کہ انبیاء کو بھی موت آئی كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ مگر فنا فنا میں فرق ہے، ایک فناوہ ہے کہ صرف ایک انسان پر طاری ہو جائے جس سے صرف فرد واحد کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں کیونکہ اس آدمی کا مقصد زندگی اپنے خوراک، لباس و مکان کیلئے تگ و دو کرنا تھا اس کے مرنے سے صرف اس کے اپنے مفادات ختم ہو جاتے ہیں، انکی زندگی کا

مقصد صرف اپنی "انا" کی الائش و ارائش تھا، دوسری موت وہ کہ ایک فرد کے مرنے سے اس کے خاندان اور کنبہ کو نقصان پہنچے کیونکہ یہ آدمی سارے کنبہ، رشتہ داروں اور عزیزوں کا خیر خواہ و معاون تھا، تیسری موت اس شخص کی ہے کہ اس کا مرنا ساری مخلوق کے لئے تکلیف اور مصیبت کا باعث ہو، یہ وہ موت ہے کہ آدمی اپنی ذات، خوراک، مکان، اور عزیزوں کی فکر میں نہ ہو اور نہ اس کو اپنی اولاد اور کنبے کا خیال ہو بلکہ کل مخلوق و قوم کی زندگی کی بہتری کا طلبگار رہو، اس کی نشست و برخاست، سونا اور اٹھنا مخلوق کی بہتری اور اصلاح کیلئے ہو، ایسے آدمی کی وفات سے ساری قوم کو تکلیف پہنچتی ہے۔

عالم کی موت عالَم کی موت

ایک عالم کی موت درحقیقت عالَم کی موت ہے، خاص کر ایسا عالم جیسے حضرت مولانا محمد علیؒ کہ انہوں نے اپنی ساری زندگی اشاعت دین کیلئے وقف کر رکھی تھی، ہم سب پر بلکہ پورے عالَم اسلام پر ہر عالم کے احسانات ہیں، آپ نے بخاری شریف میں پڑھا ہے کہ جب تک علماء موجود ہوں اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہے، قیامت نہ آئے گی، قیامت نہ آنے سے پہلے علماء کی کمی آجائے گی مقتدر اور باعمل علماء روئے زمین سے اٹھتے چلے جائیں گے اور ان کی جگہ جہلاء بیٹھ کر فتوے دیں گے جس سے وہ خود اور قوم بھی گمراہ ہو جائیگی، جب تک عالم زندہ ہے، اللہ کا نام بھی زندہ رہے گا اور جب عالم نہ رہے گا تو تباہی و گمراہی کا آنا پھر یقینی ہے یہ علماء ہی کی برکت ہے کہ ہم آج نماز، حج، زکوٰۃ و جہاد اور دیگر عبادات ادا کر رہے ہیں اور جب علماء وفات پا کر ان کی جگہ جہلاء لے لیں گے تو پھر دہریت، الحاد اور زندقہ ہوگا جیسے کہ آپ کو معلوم ہے کہ جب روس میں علماء کے وجود کو ختم کر دیا گیا تو اس کی جگہ الحاد اور دہریت نے لے لی، اب وہاں اللہ کا نام لینا جرم ہے اور اب آپ کے پڑوس افغانستان میں روسی اپنے

نظریات کے پھیلانے کیلئے حملہ آور ہوئے ہیں اور دیندار مسلمان اور علماء جن میں سے اکثر اس دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور پروردہ ہیں ان کے خلاف جہاد کر رہے ہیں، بحمد اللہ اب بھی دنیا کے بڑے خطہ میں اللہ کے نام لیوا کثیر تعداد میں موجود ہیں ورنہ جب خدا کا نام لینے والا نہ رہے تو قیامت آجائیگی۔

دارالعلوم کو عظیم صدمہ

آج دارالعلوم حقانیہ اور آپ سب کو جو صدمہ حضرت مولانا مرحوم کی وفات سے پہنچا ہے تو یہ صدمہ بے جا نہیں فی الحقیقت ہم سب کا ناقابل برداشت نقصان ہوا ہے، وہ تو انشاء اللہ یقیناً جنت الفردوس میں جائیں گے، وہ حالت سفر میں تھے، فقہ حنفی کی مشہور دینی کتاب ہدایہ ان کے سامنے تھی اور حدیث نبوی ﷺ کی معروف دینی کتاب طحاوی شریف اپنے قریب مطالعہ کے لئے رکھی ہوئی تھی، محرم کے مبارک ایام تھے اور اس سے پہلے دو دن باوجود ضعف کے صائم رہے یہ سب برکت کی نشانیاں ہیں۔

مولانا مدنیؒ کی مولانا عبدالسمیعؒ کو مشورہ

دیوبند میں ہمارے ایک استاد حضرت مولانا عبدالسمیع صاحبؒ مشکوٰۃ شریف و مختصر المعانی وغیرہ پڑھاتے تھے، بیمار ہوگئے، بیماری بڑھنے پر جب سبق پڑھانے کے قابل نہ رہے تو ان کے اسباق دیگر اساتذہ کو تقسیم کر دئے گئے کہ جب تک بیماری میں ہیں طلباء کے درس کا سلسلہ جاری رہے، حضرت مولاناؒ نے یہ سوچ کر کہ اب میں بیماری کی وجہ سے سبق پڑھانے کے قابل نہیں رہا مدرسہ والوں کو اپنا استعفیٰ بھیج دیا۔

بغل میں کتاب لئے خالق حقیقی سے ملے

جب ہمارے شیخ، شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنیؒ کو معلوم ہوا تو ان

کے پاس تشریف لے جاکر فرمایا کہ اے عبدالسمیع! کیا تو یہ نہیں چاہتا کہ قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے پیش ہو تو تیری بغل میں مشکوٰۃ شریف ہو، یہ آپکی کتنی سعادت مندی اور نیک بختی ہوگی، اس لئے آپ اپنے نام سے یہ کتاب نہ کاٹیں، پڑھائے گا کوئی اور مگر فہرست میں بدستور آپ کا نام ہوگا چنانچہ اسی پر عمل ہوا اور اسی حالت میں ان کا انتقال ہوا حضرت مولانا محمد علی کا بھی یہی طریقہ رہا۔ بیماری کا حملہ گزشتہ سال ہوا تھا اس لئے ہم نے امسال ان کو عرض کیا کہ اس سال صرف آرام کی غرض سے دارالعلوم میں رہیں نقاہت زیادہ ہے اس لئے اپنے آپ پر اسباق کا بوجھ نہ ڈالیں مگر رب العزت کو تو ان کے درجات کو بلند کرنا مقصود تھا تو گھر سے آتے ہی فرمایا کہ میری کتب کو یوں تقسیم کر دیا گیا ہے اور آتے ہی تدریس شروع کر دی اور پھر آخر میں بھی کتب بغل میں لئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

مولانا محمد علیؒ کی خوبیاں

حضرت مولانا محمد علیؒ نے قریباً ۳۰ سال انتہائی شفقت، محبت اور اخلاص سے تدریس کو جاری رکھا، آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ دارالعلوم نہ نوابوں کا ہے اور نہ امیروں کا اور نہ اس کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہے صرف اللہ کے توکل، حضرت مولانا محمد علیؒ اور آپ جیسے اساتذہ و منتظمین، طلباء و معاونین کے خلوص ہی کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرما کر اتنی ترقی سے نواز رہے ہیں جیسا کہ میں نے عرض کیا مولانا مرحوم مجسمہ اخلاص تھے، ہمارے ساتھ معاملہ بھائیوں سے بھی زیادہ بہتر رہا، دارالعلوم میں عجیب بے تکلفانہ زندگی گزاری، سارے طلباء اور اساتذہ کیساتھ بے تکلف تھے، ہر فن کی ہر کتاب پڑھانے میں ماہر تھے۔ حدیث میں ان کو دسترس حاصل تھی، فقہ کی اہم کتاب

ہدایہ بیس پچیس سال پڑھاتے رہے اور اتنی باقاعدگی اور ناغہ کے بغیر کہ ہر سال رجب کی ۱۵ تاریخ تک اپنی کتابوں کو ختم کر دیتے اور طلباء بھی بے حد مطمئن رہتے۔

اکابر کا ایثار اور قناعت

امام بخاریؒ نے غالباً کتاب العلم میں فرمایا ہے کہ علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، پہلے حیات اور پھر علم، علم کا جب کسی میں اثر آجائے اور علم کا کچھ حصہ حاصل کرے تو خطرہ ہے کہ اس آدمی میں تکبر آجائے تو فرمایا کہ علم کے ساتھ تواضع آجائے، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی علم کے ساتھ تواضع کی یہ حالت تھی کہ فرمایا کرتے تھے کہ خدا کی قسم محمد قاسم اس دیوار سے بھی زیادہ اَن پڑھ ہے، امام بخاریؒ کی وصیت پر ہمارے تمام اساتذہ اور خاص کر مولانا مرحوم کا پورا عمل تھا اور ساری عمر انتہائی متواضع رہے اگر چہ مجھ سے کبھی انہوں نے ذکر نہیں کیا مگر مختلف ذرائع سے مجھے معلوم ہوتا رہا کہ پاکستان کے بڑے بڑے مدارس والوں نے وقتاً فوقتاً حضرت مولانا کو بڑی تنخواہوں کی پیش کش کی مگر وہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا جنازہ اسی دارالعلوم سے نکلے گا۔

عظیم قناعت اور تواضع کے مالک اور علوم کے جامع تھے، آپ سب طلباء اور گزشتہ فضلاء نے انہی اساتذہ سے اسباق پڑھے ہیں تو اب انہی کے علوم کو پھیلاؤ گے انہی اساتذہ میں سے مولانا مرحوم بھی ہیں اور آپ دارالعلوم کے تمام فضلاء کے اشاعت دین کا یہ سلسلہ بھی ان کے صدقہ جاریہ میں شمار ہوگا۔

تعلیم، تدریس، جہاد ان کا صدقہ جاریہ

ابھی عرض کر چکا ہوں کہ آج افغانستان میں بیشتر فضلاء جہاد میں مصروف ہیں یہ انہی اساتذہ جن میں حضرت مولانا محمد علیؒ بھی شامل ہیں کی موت کے بعد اس کا اجرو

ثواب ان کے لئے صدقات جاریہ کی حیثیت سے ان کے نامہ اعمال میں محسوب کیا جائے گا،اس وقت ملک وبیرون ملک دارالعلوم کے سینکڑوں فضلاء تدریس وتبلیغ و دیگر دینی امورسرانجام دے رہے ہیں جوانہی اساتذہ کی کوششوں کا نتیجہ ہے اوراس کا اجر و ثواب بھی حضرت مولانا مرحوم و دیگر اساتذہ ومعاونین دارالعلوم کے حصہ میں آئے گا اس میں بڑا حق اساتذہ کا ہے۔

حسن اخلاق کانمونہ

بھائیو! دارالعلوم میں بہت بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے ہم ایک بڑے مقتدر استاذ سے محروم ہو گئے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولاناؒ کے علمی کمالات، اخلاق، دینداری، حسن سلوک کی نظیر ملنا مشکل ہے، تیس سال میں کسی کو سخت بات نہ کہی، رب العزت ان کو جنت الفردوس نصیب فرما کر ان کے خاندان، اہل وعیال، طلباء، لواحقین اور مدرسہ پر ان کے انوار و برکات قائم ودائم رکھے اوراس خلاء کو احسن طریقہ سے پر فرما دے۔

مولانا مفتی محمودؒ کی وفات اوران کے کمالات

اکابر علماء جارہے ہیں قریبی دنوں میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ جوعلم وسیاست کی عظیم ہستی تھی، انتقال فرماگئے، انہوں نے پاکستان میں علم اور علماء کے وقار کو بلند کیا اورعلماء کوعزت کا مقام دیا حکومت اور انگریزی خوان بھی ان سے خائف تھے اور سب پر ان کا رعب تھا، انگریز نے علماء کو ذلیل کرنے کی جو ناکام کوششیں کیں وہ ہم کو معلوم ہیں، انہوں نے علماء اور مذہب اسلام کولوگوں کونظروں سے گرانے کیلئے ہر حربہ استعمال کیا تھا، یہ مفتی محمودؒ ہی تھے کہ انہوں نے دوبارہ علماء کو باعزت مقام دلانے کیلئے ان طبقوں کواپنے جرأتمندانہ اقدام اورعلمی مہارت سے الزامی اور تحقیقی جوابات کے ذریعے

مرعوب کر دیا تھا، وزیر اعلیٰ جیسی مسند پر بیٹھ کر جب کہ وہ کروڑوں روپے پیدا کر سکتے تھے فقیرانہ زندگی بسر کی اور اپنے لئے مکان تک نہ بنایا، مجھے معلوم ہوا تھا کہ کئی لوگوں نے مالی ذرائع سے ان تک رسائی اور فوائد حاصل کرنے کی کوشش کی مگر انہوں نے سارے دنیاوی جاہ وجلال کو ٹھکرا دیا۔

دینی خدمت اللہ کی رضا کے لئے

حضرت تھانویؒ کی ملاقات کے لئے ایک آدمی یورپ سے آیا اور سوال کیا کہ آپ نے بیان القرآن کے نام سے قرآن کی ایک ضخیم تفسیر مرتب کی تو قوم نے آپ کو اس کا کیا عوض اور صلہ دیا، حضرت نے فرمایا ہم یہ دینی خدمات اللہ کی رضا کیلئے کر رہے ہیں اس میں عوض لینے کی ہم کو کوئی ضرورت نہیں، مفتی محمودؒ صاحب نے دنیا اور اہل دنیا کو دکھا دیا کہ اس دین میں اتنی برکت اور قناعت ہے کہ جب ایک دیندار آدمی بڑے سے بڑے عہدہ پر بھی فائز ہو جائے وہ سب دنیاوی الائشوں کو ٹھکرا دیتا ہے حضرت مولانا محمد علیؒ بھی جاہ وجلال کے طالب نہ تھے۔

مولانا غلام اللہ خان کی وفات

چند دن ہوئے بہت بڑے عالم دین حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے، اللہ رب العزت اس امت کو اکابر علماء سے محروم نہ فرما دیں، مولانا محمد علیؒ کی موت موت العالم، موت الطلباء، موت الدار العلوم ہے، ان کا علمی سلسلہ بند ہوا، رب العزت ان پر رحمت نازل فرما کر جن علماء و اساتذہ کا زمانہ قریب و بعید میں انتقال ہوا سب کو رحمت کاملہ سے نوازے۔ دل تو بہت کچھ کہنا چاہتا ہے مگر حضرت مولانا کے اتنے کمالات ہیں کہ ان کا شمار نا ممکن ہے، حق تعالیٰ انکے درجات بلند فرما کر ان کے لواحقین، طلباء وفضلاء کو صبر جمیل اور ہم سب کو ان کے تبلیغی و تدریسی سلسلہ کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں کیونکہ اگر یہ سلسلہ ختم ہوا تو پھر قیامت کے آثار ہیں۔

(مولانا انوار الحق مدظلہ: الحق، اکتوبر نومبر ۱۹۸۰ء)

میدان علم وسیاست کے شہسوار

مولانا مفتی محمودؒ کی وفات پر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے تعزیتی تاثرات

موت سب کو آنی ہے

موت کا پیالہ سب کو پینا ہے کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ . وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (الرحمن: ۲۶ تا ۲۷) لیکن ایک موت وہ ہے جس کی وجہ سے ایک شخص کی زندگی کے امور معطل ہو جاتے ہیں، ایک موت وہ ہے جس کی وجہ سے ایک خاندان کو نقصان پہنچتا ہے مگر ایک موت وہ ہے جس سے کل قوم اور عالم انسانیت کو نقصان پہنچتا ہے جس شخص کی زندگی مذہبی و قومی مفاد کیلئے ہو، اس کی وفات سے تمام قوم مصیبت زدہ ہو جاتی ہے۔

علمی میدان کے شہسوار

عالم اسلام اور سیاسی دنیا کے عظیم مفکر علمی میدان کے شہسوار سخت اور مشکل گتھیوں کو سلجھانے والا علماء کے گروہ میں ایک عظیم مشعل دین اسلام کی خوبیوں کا اجاگر کرنے والا علماء کے رتبہ کو قوم کے سامنے واضح کرنے والا، حق وانصاف پر فیصلہ کرنے والا، کسی کے رعب اور دبدبہ میں نہ آنے والا اور نہ کبھی اظہار حق میں خوف کرنے والا،

اقتدار وحکومت سے نہ دبنے والا، دنیا اور دولت کے خزانوں کو ٹھکرانے والا حضرت مولانا الحافظ الحاج مفتی محمود صاحبؒ کی رحلت تمام ملت اسلامیہ کیلئے ایک نا قابل تلافی سانحہ ہے، محراب ومنبر پر تو اسلام کا نعرہ بحمدللہ بلند ہوتا رہا ہے لیکن جابرہ اور ایوان اسمبلی اور پاکستان کے مختلف ادوار میں جس جرأت کے ساتھ ارباب اقتدار کے سامنے اسلام کا نعرہ بلند کیا، یہ شان حنبلی ان کی تھی ان کے اظہار حق میں نڈر ہونے کی وجہ تھی کہ بڑے سے بڑے جابرہ ان کے سامنے بچوں کی طرح جھکے رہتے اور حضرت مفتی صاحبؒ شیر خدا بن کر ان کے سامنے شاہانہ لہجہ میں گرجتے رہتے۔

علماء کی تحقیر کے دوصد سالہ گمراہ کن پروپیگنڈہ کا ازالہ

انگریز نے علماء کی تذلیل کی تھی اور دنیا کی نظروں میں علماء کو حقیر گردانا اور یہ کسی کے تصور میں بھی نہ تھا کہ محراب اور مصلّٰی کے بوریہ نشین حکومت و دنیوی معاملات کو بھی سلجھا سکتے ہیں مگر دوصد سالہ گمراہ کن پروپیگنڈا کو حضرت مفتی صاحبؒ نے نو ماہ کے حکومت میں زائل کر دیا، دنیا کو بتا دیا کہ مولوی بوریہ نشین حکومت کو بہتر طریقہ پر چلا سکتے ہیں۔

مفتی محمود کا دور حکومت

حضرت مفتی صاحبؒ کی حکومت کے زمانہ میں مکمل امن و امان تھا نہ انہوں نے دفعہ ۱۴۴ اور نہ مارشل لاء اور نہ کرفیو نافذ کیا، ان کے دور حکومت میں کبھی کسی پر گولی نہ چلی، عام ضروری اشیاء کی کثرت تھی، اس بوریہ نشین نے کرسی پر بیٹھ کر وزیر اعلیٰ کے عہدہ پر فائز ہو کر شاہی میں فقیری اور اسلامی حکومت کا نمونہ پیش کیا اور آج ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مولوی حکومت چلا سکتا ہے، بوریہ نشین کرسی نشین ہو کر اسلام کے بہتر اصول کے مطابق حکومت چلا سکتے ہیں۔

مدابرانہ کارنامے

اسلام کی حقانیت اور صداقت کو ظاہر فرمایا، حکومت کے اعلیٰ عہدہ پر فائز ہو کر بھی اپنے لئے مکان تک نہ بنایا، اس آخری دور میں وہ خلفائے راشدین کے نقش قدم پر چلنے والے تھے، آج تمام عالم اسلام اور خصوصاً پاکستان میں علماء کو ایک بہتر مقام حاصل ہے اور لوگ علماء کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، یہ حضرت مفتی صاحبؒ کے اخلاق اور مہم اور تدبر اور بہترین کارناموں کا اثر ہے، آج سارا پاکستان اور خصوصاً علماء ایک بہترین مفکر اور لائق مدبر سے محروم ہوئے، یہ ممکن ہے کہ عالم یا مفکر مل جائے مگر حضرت مفتی صاحبؒ جیسے مدبر کہاں اور ممکن ہے کہ سیاست دان موجود ہو مگر وہ عالم بھی ہو، یہ مشکل ہے۔

مجمع البحرین

الغرض! حضرت مفتی صاحبؒ کے کمالات اور خوبیاں اس قدر ہیں کہ دفاتر بھی کافی نہیں ہو سکتے، خداوند کریم اس امت کی حفاظت و بھلائی کے لئے حضرت مرحوم کا قائم مقام عطا فرمائے، آج ہم بہت بڑے عالم دین اور بڑے سیاست دان جو مجمع البحرین تھے سے محروم ہو گئے۔ یہ صدمہ کل قوم کا صدمہ ہے، رب العزت قوم کی رہنمائی کیلئے نائب عطا فرمادے، حضرت مفتی صاحب کے ذاتی کمالات بے شمار ہیں، انہوں نے قوم، پاکستان اور علماء کے لئے جو خدامت سرانجام دی ہیں وہ بھی لاتعداد ہیں وہ دین اسلام کیلئے سب چیزوں کو قربان کرنے والے تھے اور علمی کمالات کے جامع تھے، اس کی تفصیل کے لئے دفاتر بھی پورے نہیں ہو سکتے۔ خداوند کریم حضرت مفتی صاحبؒ کو جنت الفردوس اور صاحبزادگان اور تمام خاندان اور احباب اور رشتہ داروں کو صبر جمیل اور صبر کے بدلے اجر عطا فرمادے۔

(ماہنامہ الحق اکتوبر نومبر ۱۹۸۰ء)

علوم اسلامیہ کا بحر بیکراں

صدر المدرسین حضرت مولانا عبدالحلیم صاحبؒ کا سانحہ ارتحال

۹ جنوری ۱۹۸۳ء کی دارالحدیث ہال میں دارالعلوم کے صدر مدرس حضرت علامہ مولانا عبدالحلیم صاحب فاضل دیوبند کے سانحہ ارتحال پر تعزیتی اجتماع ہوا جس میں کئی اساتذہ اور طلباء نے مرحوم کے صفات و کمالات پر خطاب فرمایا اس موقع پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا خطاب پیش خدمت ہے۔

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و اله وسلم موت العالِم موت العَالَم او کما قال علیه السلام

روحانی مربی اور استاد کے حقوق

میرے بھائیو اور بزرگو! جس عظیم صدمہ نے آپ اور ہمیں یہاں جمع کر رکھا ہے، واقعی اسکی گہرائی تک پہنچنا مشکل ہے نسبی اولاد کی جدائی والد کے لئے کتنی مشکل ہوتی ہے نسبی باپ کیلئے۔

استاد پھر خاص طور سے تفاسیر و احادیث کا استاذ فقہ اور اصول فقہ کا معلم تو روحانی والد ہوتا ہے، روح کی تربیت روح کا تزکیہ تو علم دین ہی سے ہوتا ہے اور علم

دین ہمیں اساتذہ اور علماء بتاتے ہیں جسمانی اور نسبی والد جو ہم سب کا ہوتا ہے اس نے ہماری نشو ونما کی ہے تربیت کی ہے مگر یہ جسم کی ہڈی اور گوشت کی نشونمائی ہے روٹی کی فکر کی ہے، کپڑے کی فکر کی ہے، مگر عالم اور استاذ ہمیں کفر سے ایمان کی طرف لایا اس نے ہمیں توحید سکھائی اس نے ہمیں رسالت کا مقام سکھایا۔ اس نے ہمارا عقیدہ درست کیا۔ اس کی وجہ سے ہم اخلاق فاضلہ عقائد صحیحہ کے حامل بنے تو یہ برکت اس استاذ اور عالم کی ہے کہ اس نے یہ تربیت دی تو وہ روحانی مربی ہے اور باپ جسمانی مربی اور جیسے روح لطیف ہے اور جسم اس کے مقابلے میں کثیف تو دونوں میں جو نسبت ہے وہی نسبت ان دونوں کے حقوق کی ہے کثیف جسم کے مربی (والد) کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ تو جو روحانی تربیت کرتا ہے اسکا کتنا بڑا حق ہوگا؟ اس کی ہمارے ساتھ کتنی بڑی شفقت ہوگی اور کتنا احترام اس کا ہمارے قلب میں ہونا چاہیئے؟ تو بھائیو! آج اس احاطہ دار العلوم میں شامل تمام افراد بلکہ سارے صوبہ اور پاکستان کیلئے یہ صدمہ بہت بڑا صدمہ ہے موت العالِم موت العالَم۔

عالم سارے انسانوں کا خیر خواہ

دنیا میں ایک شخص صرف اپنی پرورش کرتا ہے کہ اس کی خوراک رہائش لباس اچھا ہو۔ صرف اپنی فکر ہے اور کسی سے کوئی تعلق نہیں اور ایک انسان وہ ہے جو اپنے کنبہ کی پرورش کرتا ہے، اسے پڑھاتا ہے۔ اپنی فکر بھی ہے مگر کنبے کا بھی پاس ہے۔ بھائی بندی کا فکر ہے خویش و اقارب کا بھی فکر ہے مگر اوروں کا نہیں اور ایک انسان وہ ہے جو ساری دنیا کل عالم کا خیر خواہ اور ہمدرد ہے ہمارا یہ مختصر سا احاطہ دیکھئے! اس میں بلوچستانی بھی ہیں، افغانستانی بھی، سرحدی بھی ہیں اور پنجاب وسندھ کے رہائشی بھی ہیں تو عالم اور استاد اپنی ذات کیلئے نہیں ہوتا کہ صرف اپنی ذات کی نشو ونما کرے عالم کنبہ پرور نہیں ہوتا عالم حضور ﷺ کا نائب اور قائم مقام ہوتا ہے۔

حضور ﷺ کی شان رحمت

جیسے حضور اقدس ﷺ شفیع المذنبین ہیں اور ساری مخلوق کیلئے باعث رحمت وخیر ہیں یہاں تک کہ آپ کو معلوم ہے کہ جنگ احد میں دانت مبارک شہید کردئے گئے جسم مبارک زخمی ہوا تو اس مربی عالم اور روحانی والد نے فرمایا اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے کہ یہ جانتی نہیں اور ایسا وقت بھی آیا کہ حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! میں بھی انسان اور بشر ہوں اگر بمقتضائے بشریت غصہ کی کوئی بات کسی کے بارہ میں میرے منہ سے نکل گئی ہو یا کسی کو بددعا کی ہو تو وہ بھی اس کے حق میں نیک دعا بنادے کبھی انہوں نے کسی سے انتقام نہیں لیا جب مکہ معظمہ فتح ہوا سارے کا فر جمع ہیں ہر ایک کا یقین ہے کہ اب تو حضور ﷺ گردن کاٹ دینے کا حکم دیں گے حضور ﷺ کے سامنے سرنگوں کھڑے ہیں ۲۱ سال کے مظالم کافروں کے سامنے ہیں اور نادم و شرمندہ ہیں، حضور اقدس ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ میرے متعلق آج کیا خیال ہے؟ کہا حضور ﷺ آپ ہمارے بھائی ہیں۔ بہت اچھے بھائی اور مہربان بھائی ہم نے بہت زیادتی کی ہے مگر توقع آپ سے بھلائی کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا انتم الطلقاء جایئے! سب آزاد ہو جو چاہے جو مرضی ہو کرو۔

حضور ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر کسی کو جبراً مسلمان بھی نہیں کیا یہ بھی حکم نہیں دیا کہ مسلمان ہونا پڑے گا بلکہ فرمایا جو چاہو کرو آج میں حضرت یوسفؑ عزیز مصر کی طرح معاملہ کرونگا جن کے ہاتھ میں اختیار تھا مگر بھائیوں سے فرمایا لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ میں ملامت بھی نہیں کرتا گلہ شکوہ بھی نہیں کرونگا کہ مجھے کنویں میں ڈال دیا، باپ سے جدا کر دیا، غلام بنادیا تو فرمایا کہ میں آج تم سے تمہارے ماضی کے مظالم کا ذکر بھی نہیں کروں گا۔

نائب رحمۃ للعالمین

الغرض عالم تو ایسے مشفق سراپا رحمت نبی کا نائب اور قائم مقام ہوتا ہے العلماء ورثۃ الانبیاء اور جیسے انبیاء کرام سب کیلئے رحمت ہوتے ہیں اسی طرح ان کے نائب عالم بھی صرف اپنے پیٹ اور اپنے کنبے کیلئے نہیں بلکہ اس کیلئے ساری امت برابر ہوتی ہے کل عالم کل افراد انسانی کو جنت لے جانے کی سعی اور کوشش ہوتی ہے اور اسی وجہ سے چونکہ عالم سارے عالم کا خیر خواہ ہوتا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسے عالم (خصوصاً مدرس عالم جو بھلائی پھیلا رہا ہے) کیلئے ساری مخلوق دریا کی مچھلیاں، حشرات الارض، کیڑے مکوڑے اور چیونٹیاں بھی اپنے بلوں میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ اسکی عمر بڑھاوے اس کی عمر میں برکت دے کہ انہیں اندازہ ہے کہ عالم کا وجود ان سب کی بقاء کا ذریعہ ہیں۔

عالم دین بقائے عالم کا ذریعہ

عالم ہوگا تو دین بھی ہوگا دین ہوگا تو دیندار بھی ہوں گے دیندار ہوں گے تو کام بھی وہ دین ہی کا کریں گے وہ ذکر الٰہی اللہ، اللہ خواہ عملاً ہو یا قولاً کرتے رہیں گے مسلم شریف میں آتا ہے کہ جیسا اس انسانی بدن کیلئے روح اس کی حیات وحرکت کا ذریعہ ہے اسی طرح عرش سے فرش تک کل عالم کا نظام بھی ایک مرکز سے وابستہ ہے وہ مرکز کیا ہے؟ ذکر الٰہی اور دین تو جب تک ذکر الٰہی اس روئے زمین پر جاری رہے گا تو یہ عالم بھی باقی ہوگا، یہ آسمان یہ زمین یہ دریا یہ شجر و بر بھی ہوگا، یہ غلہ اور اناج بھی ہوگا کہ یہ سب خادم ہیں اور مخدوم ہو تو خادم بھی ساتھ ساتھ ہوتا ہے تو کل عالم کی بقاء ذکر کی برکت سے ہے اور ذکر اس وقت تک ہوگا جب تک ذکر بتانے والے ہوں گے، علماء ہوں گے تو مچھلیوں اور حشرات کی علماء کیلئے یہ دعائیں حقیقت میں اپنے لئے ہیں ہمیں

اس کا احساس نہ ہو مگر انہیں یہ احساس ہے پانی نہ ہو تو مچھلی کیسے زندہ رہے گی؟ پانی آتا ہے بارش سے چشمے بہاتا ہے اللہ تعالیٰ، تو جب عالم نہ ہو تو پھر ان خادموں، بادلوں، چشموں، دریاؤں کی کیا ضرورت؟ نہ غلہ ہوگا اور نہ دانہ نہ پانی کہ خادم اشیاء کا مخدوم نہ رہا جو ذکر الٰہی ہے عالم بھی ہے ذکر ختم ہوا تو گویا دنیا کا ہارٹ فیل ہوا ایک دم جیسے قلب رک جائے اور یہ بند ہوا تو فوراً قیامت قائم ہو جائے گی۔

علم دین کا ختم ہو جانا قیام قیامت کا ذریعہ ہے

امام بخاریؒ کتاب العلم میں فرماتے ہیں کہ قیامت داحیہ عظمیٰ اور داحیہ کبریٰ ہے عظیم ترین صدمہ ہے سارے عالم پر، اب اگر مثلاً ایک شخص کوئی مسجد، کوئی مدرسہ گرادے تو بڑا ظلم کیا اس نے بڑی بے انصافی ہے، مسجد تو بڑی چیز ہے مسجد کی ایک لکڑی جلادی ایک اینٹ توڑ دی تو بہت بڑا ظلم کیا اور اگر ایک شخص روئے زمین کی ساری مساجد ڈھادے حتیٰ کہ بیت اللہ کو بھی گرادیا (العیاذ باللہ) روضہ اطہر بھی ڈھا گیا جیسے قیامت کے وقت عرش و کرسی روضہ مبارکہ سب نہ ہوں گے۔

تو یہ قیامت حقیقت میں کون لایا؟ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ایک عالم جب درس دیتا ہے پڑھنے والے بھی ہوں تعلیم بھی ہو تعلم بھی ہو تو یہ زمین آباد ہوگی، خانہ کعبہ بھی آباد ہوگا، حج بھی ہوگا، نماز بھی اور روزہ بھی اور قیامت سے قبل علم اٹھ جائے گا ذکر الٰہی نہیں عالم نہیں تو یک دم یہ کل عالم تباہ ہو جائیگا۔

دیکھئے! ایک مباشر ہوتا ہے ایک سبب تو سبب کا حکم بھی مباشر کا ہوتا ہے، ایک شخص دوسرے کو قتل کا حکم دیتا ہے وہ سبب ہے تو سبب والا بھی ماخوذ ہوتا ہے یا نہیں؟ آپ لوگ منطقی ہیں کہیں گے کہ خدا نے مٹادے، ٹھیک ہے مگر دنیا عالم اسباب ہے، بھوک پیاس خدا مٹاتا ہے مگر ظاہری اسباب اللہ نے ہمارے لئے پیدا کر دیئے اولاد اور

بچے اللہ دیتا ہے مگر بظاہر سبب نکاح ہے عالم اللہ بناتا ہے مگر یہ درس مدرسہ اور کتابیں سبب ہیں یہ عالم اسباب ہے جس کی بناپر سارا عالم چلتا ہے اس کا موثر حقیقی اللہ پاک ہے سبب موثر نہیں ، علاقہ ہے مگر ان اسباب کا ارتکاب و اختیار جس نے کیا اس پر بھی مباشر کے حکم کا اجرا ہوگا تو قیامت برپا کیا حقیقت میں اللہ نے ،وہ مباشر ہے حکم اسی کا ہے مگر اس کا سبب علم کا معدوم ہونا ہے عالم کا نہ ہونا ہے۔علم کا نیست ہوجانا ہے علم کی یہ گم شدگی سبب بنی قیامت کی جس سے سارے مساجد مٹ گئے خانہ کعبہ منہدم ہوا روضہ اطہر نہ رہا تو سب کچھ اس عالم نے کیا جو پڑھاتا نہیں تھا یا وہ طلبا جو پڑھنے والے نہ تھے گویا قیامت کو لانے کا ذریعہ کون بنے گا؟ مولوی کا جس کے ختم ہوجانے سے ذکر الٰہی ختم ہوا عبادت ختم ہوئی اور قیامت آ گئی۔

حشرات وطیور جب عالم کیلئے دعا کرتے ہیں تو ساری دنیا کے ساتھ ساتھ وہ اپنی بھلائی چاہتے ہیں ورنہ اسباب حیات معدوم ہو جائیں گے تو کوئی نہ رہے گا تو امام بخاری کا یہ استنباط کہ قیامت کا سبب ترک علم دین اور ختم علم دین ہے بالکل صحیح ہے کہ موت العَالِم موت العَالَم عالم کی موت سے ایک موت تو یہ ہے کہ اس کے اسباق درس وتدریس کا سلسلہ منقطع ہوگیا مگر حقیقتاً عالم کی موت عالم اور کائنات کیلئے رفتہ رفتہ داھیۃ کبریٰ قیامت کا ذریعہ بنتا ہے۔

مولانا مرحوم کی جامعیت

آج ایک عالم کی جدائی میں ہم سب مغموم وپریشان ہیں یہ (مولانا عبدالحلیم مرحوم) ایک ایسے عالم تھے کہ تفسیر، حدیث، فقہ اصول فقہ اور فنون کے جامع تھے ہمارے ساتھ تو خاص تعلق اور خاص واسطہ تھا اللہ کو یہ منظور تھا ہم جب جلالیہ وعلاقہ چھچھ میں غالباً شرح جامی پڑھتے تھے اس وقت مولانا مرحوم بھی وہاں تھے ان کی عمر غالباً میرے

برابر تھی سال آدھا تقدیم تاخیر شاید ہو اس وقت بھی کافیہ شرح جامی کے تکرار میں شریک ہوتے اس عمر میں ان کے ساتھی کہا کرتے کہ اللہ نے انہیں کتنی ذہانت دی ہے پھر جب سے یہ دارالعلوم حقانیہ قائم ہوا ہے اس کے ساتھ ان کا خاص تعلق رہا پہلے ہماری چھوٹی سی مسجد میں سالہا سال یہ سلسلہ رہا مولانا وہاں بھی درس دیتے تھے حاجی محمد یوسف صاحب کی مسجد میں قیام تھا، پھر ہماری اس مسجد کے سامنے ہمارے ایک مکان میں رہے کچھ عرصہ عوارض کی وجہ سے گاؤں میں رہے، وہاں سے چند ایک دن بعض مدارس میں رہے مگر ہر جگہ فرماتے کہ جو ذوق وشوق مجھے دارالعلوم حقانیہ میں حاصل تھا اور جو روحانیت مجھے دارالعلوم میں ملتی ہے وہ کسی اور جگہ نہیں تو تدریس کرنا ہی نہیں گاؤں میں چھوٹی سی دکان (مطب) ڈال دی مجھے خبر ہوئی کہ مولانا فارغ ہیں تو میں نے دوبارہ بلایا اور تشریف لائے اس وقت سے ۲۵، ۳۰ سال ہوئے کہ وہ اسی دارالعلوم کے ساتھ محبت تعلق کے ساتھ وابستہ رہے، ہمیشہ اہم کتابیں وہ پڑھاتے، اللہ پاک نے جامع علم حضرت مولاناؒ کو دیا تھا جامع علم ہر فن کے عالم اس دارالعلوم کی سرپرستی جو انہوں نے فرمائی اللہ تعالیٰ اس کا اجر ان کو نصیب کرے۔

مصیبت کے وقت مومن کا شیوہ

مگر بھائیو! دنیا سے سب نے جانا ہے كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ یہ اللہ کا مقرر شدہ قانون ہے حضرت ابوبکرؓ نے حضور ﷺ کی وفات کے وقت جبکہ یہ معمولی صدمہ نہ تھا عقول حواس باختہ تھے حضرت عمرؓ جیسے مدبر اور ذہین شخص تلوار نکال کر کھڑے ہوئے کہ جس نے کہا کہ حضور ﷺ وفات پاگئے اس کا سر قلم کر دوں گا تو جب ان جیسے متین انسان کے قلب مبارک پر صدمہ کی وجہ سے بے حد دباؤ تھا اور ابوبکرؓ تشریف لائے اور یہ آیت پڑھی۔

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ تب سب کو احساس ہوا کہ آپ اور ہم سب نے

یہاں سے جاتا ہے پھر فرمایا من کان یعبداللّٰہ فان اللّٰہ حی لایموت ومن کان یعبد محمداً فان محمداً اقدمات (او کما قال): یہ ابوبکرؓ کا حوصلہ تھا اور جتنا ان کا مقام سارے صحابہؓ سے اونچا ہے اسی طرح حوصلہ بھی اللہ نے ان کو دیا تھا صحابہؓ کو بتادیا کہ جو راستہ حضور ﷺ نے ہمیں بتایا ہے اسی کی پیروی کریں گے۔

حضرت مولانا کی جدائی سارے ملک کیلئے نقصان ہے مگر دارالعلوم کیلئے واقعی بات یہ ہے کہ جو خلا پیدا ہوا ہے جو نقصان پہنچا ہے اسکی کمی کو سوائے اللہ کے فضل و کرم اور امداد خداوندی کے بغیر پورا نہیں کیا جاسکتا سب طلبہ انکی تربیت اور علمی فیضان سے محروم ، ہوگئے۔ ہمارا سہارا سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہی دین کا محافظ اور نازل کرنے والا ہے اس کی خدمت کیلئے یہ طلباء اساتذہ عملہ یہ معاونین اور وابستگان ہیں تو یہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر: ۹) والی حفاظت ہے۔

دعا

ہماری اللہ سے درخواست ہے کہ وہ حضرت مولانا کے درجات بلند فرمائے عمر بھر جو دینی خدمات انہوں نے انجام دیں قیامت تک اس کے برکات باقی رکھے اور ان کی قبر کو روضة من ریاض الجنة بنادے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام ان کو نصیب ہو اور ان کی جدائی سے دارالعلوم کو جو کمی پہنچی ہے اپنے فضل و کرم سے اسے پُر فرمادے ان کے خاندان اور دوست واحباب تلامذہ سب کو صبر جمیل عطا فرماوے اور ان کے علوم قیامت تک شاگردوں کے ذریعہ باقی اور محفوظ رکھے یہ تلاوت کلام پاک جو کی گئی ہے اللہ تعالیٰ اسے شرف قبول بخش کر حضور ﷺ صحابہ کرامؓ تابعینؒ اور ساری امت خصوصاً حضرت مولانا مرحوم کی روح مبارک طیبہ تک پہنچادے جو اساتذہ زندہ ہیں اللہ ان کی عمر میں برکت ڈال دے ہم سب ایک مرکز سے وابستہ ہیں جو دارالعلوم دیوبند ہے۔

حضرت مولانا مرحوم اور ہم سب وہاں اکٹھے رہے اور یہاں بھی ، تو یہ ساری خدمات وہاں کے مشائخ بالخصوص حضرت شیخ مدنیؒ ،حضرت شیخ الہندؒ حضرت نانوتویؒ حضرت مولانا محمد یعقوبؒ وغیرہ جو گذر چکے ہیں ان کے فیوضات اور دعائیں ہیں اور ان کی تعلیمات ہیں جو ہم آپ کو نقل کرتے رہتے ہیں اور آپ انشاء اللہ آئندہ نسلوں اور قوموں تک پہنچائیں گے تو ان سب اکابر کے حق میں دعا فرمائیں دعا اور ایصال ثواب میں جتنی بھی سخاوت ہوگی اتنا ہی اجر بھی اضعافاً مضاعفاً ہوگا اللہ تعالیٰ سب کو اس صدمہ کے عوض صبر نصیب فرمائیں جو علماء، طلباء فضلاء اور اہل علم کل سے اخلاص ومحبت کا مظاہرہ فرمارہے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو اور تمام معاونین دارالعلوم کو دنیا و آخرت کی سرخروئی سے نوازے وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

علوم قاسمیہ کا شارح
دارالعلوم دیوبند کا ترجمان

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ کی المناک جدائی

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے تعزیتی کلمات

شوال ۱۹۸۶ء کو دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا افتتاح ختم قرآن پاک اور درس ترمذی شریف کے آغاز سے ہوا دارالحدیث طلبہ اور اساتذہ سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اس بار حضرت مولانا مدظلہ کی افتتاحی تقریر کا زیادہ تر حصہ حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب قدس سرہ کے تعزیتی کلمات سے متعلق تھا اس طرح گویا افتتاح تقریب نے حکیم الاسلام کی تعزیتی تقریب کی شکل اختیار کرلی طلبہ نے حضرت مرحوم کو ایصال ثواب کیا مولانا مدظلہٗ کی تقریر ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے مرتب کرکے شامل خطبات کی جارہی ہے۔

اکابر دیوبند اور علم حدیث کی ترویج

محترم بھائیو! ہندوستان بلکہ ایشیاء میں یہ جو آپ علم حدیث کے برکات دیکھ رہے ہیں یہ سب دارالعلوم دیوبند کی برکات ہیں۔

دارالعلوم دیوبند کے بے نظیر اساتذہ بلکہ درحقیقت یہ سلسلہ تو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوا حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ نانوتوی حضرت مولانا شیخ الہند حضرت العلامہ شیخنا المکرّم، المجاہد فی سبیل اللہ، حضرت شیخی وسندی مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر اساتذہ ہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے کہ آج پاک وہند اور افغانستان کے گوشے گوشے میں مدارس کا سلسلہ اور تعلیم حدیث اور مسائل کی تحقیق واشاعت دین کا سلسلہ رواں ہے جب احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ آپ کے سامنے آجائے گا تو آپ کے اکابر اساتذہ دیوبند کی علمی خدمات جو انہوں نے انجام دی ہیں وہ بھی آپ کو انشاء اللہ معلوم ہوجائیں گی متقدمین کے سوال وجواب ان کا استدلال واستخراج بھی آپ کے سامنے آجائے گا اور اس کے ساتھ اپنے اکابر کے سوالات جوابات، علمی توجیہات اور دلائل بھی آپ کو معلوم ہوجائیں گے اور یہ حقیقت ہے کہ امام رازی جو بہت بڑے محدث اور محقق گزرے ہیں امام غزالی اور دیگر اسلاف، متقدمین میں سے ہیں ان کا علمی پایہ بلند ہے اسی وجہ سے زیادہ معروف بھی ہیں لیکن جن علماء نے ان کے علوم کا مطالعہ کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت نانوتویؒ حضرت گنگوہیؒ، حضرت شیخ الہندؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے علوم، شروح حدیث ترمذی وبخاری پر ان کے حواشی وشروحات دیکھی ہیں تو تعجب اور حیرت ہوجاتی ہے کہ احادیث کا اس قدر ذخیرہ اور ایسے علوم ہمارے اکابر نے اپنے سینہ میں کیسے محفوظ رکھے اور اس کی تبیین اور اشاعت کیسے کرتے رہے بہر تقدیر میں نے عرض کیا کہ یہ سلسلہ اشاعت حدیث اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل سے خاندان دہلوی اور اکابر دیوبند کی محنت کا ثمرہ ہے۔

سرحدی علاقوں میں علم حدیث سے سرد مہری

مجھے وہ دور بھی یاد آتا ہے جب ہماری طالب علمی کی ابتداء تھی اور علم حدیث کا ہماری سرحدی علاقوں میں اتنا رواج نہ تھا تو ہم مبتدی طالب علم آپس میں جب باتیں کرتے تو کہتے بدیع المیزان پڑھ لیں گے، شرح تہذیب پڑھ لیں گے، پھر ملاحسن پڑھ لیں گے اس کے بعد مشکوٰۃ شریف کی کتاب العلم کے چند ابواب پڑھ کر فاضل ہوجائیں گے اور پھر خود بخود علم کے دروازے کھل جائیں گے ہمارے ہاں اس وقت کا ذہن اور ماحول یہی تھا اور ہم اس وقت یہی سمجھتے تھے اور ہمارا خیال بنایا گیا تھا کہ اگر ہم اس سے زیادہ حدیث پڑھیں گے پوری مشکوٰۃ شریف اور صحاح ستہ پڑھ لئے تو وہابی بن جائیں گے بہر حال یہ تو اس وقت کا حال ہے جو میں عرض کررہا ہوں تو دہلی سے اشاعت حدیث کا یہ سلسلہ شروع ہوا اور دیوبند آیا دیوبند سے آہستہ آہستہ پھیلتا گیا اور تمام ملک ہندوپاکستان بلکہ افغانستان اور عربستان تک پھیل گیا اور آج تمام اسلامی ممالک میں اشاعت پذیر ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اگر ہمیں دارالعلوم دیوبند کے ادنیٰ غلاموں اور ادنیٰ خدام میں جگہ دے دے تو ہم اس کو اپنے لئے ذریعہ نجات یقین کرتے ہیں۔

مولانا قاری طیب صاحبؒ کا انتقال

محترم بھائیو! اکابر دیوبند کا ذکر بھی اس مناسبت سے چل پڑا ہے کہ ابھی پچھلے دنوں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا ہے، حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک پاکباز اور باکردار انسان تھے، حضرت مولانا قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کے علوم (جبکہ ان کی ہر کتاب علوم ومعرفت کی ایک

بحر ذخار ہے اوران کی تصانیف جو علم الکلام، علم الحدیث پر لکھی گئی ہیں کو سمجھ لینا بھی کوئی آسان بات نہیں ہے) کے ترجمان تھے الولد سر لابیہ کا مظہر تھے حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکابرین دیوبند کے علوم بالخصوص علوم قاسمیہ، علوم شیخ الہند اور علوم تھانویؒ کا ایک عظیم خزانہ، جامع ماہر اور شارح تھے تحریر وتقریر میں ان کو زبردست ملکہ حاصل تھا اور سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند کو جو خدا تعالیٰ نے علمی لحاظ سے، طلباء کے لحاظ سے، اساتذہ اور علماء کے لحاظ سے اقتصادیات اور تعمیرات کے لحاظ سے اور ہر لحاظ سے جو خوبیاں عطا فرمائی اور ترقیات سے نوزا ہے یہ سب کچھ حضرت قاری صاحبؒ کے دورِ اہتمام اور زیرنگرانی انجام کو پہنچا ہے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں حضرت العلامہ مولانا انورشاہ کشمیریؒ دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس رہ چکے ہیں پھر ان کے بعد شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین مدنی، حضرت قاری صاحب کے زمانے اہتمام میں تدریس کرتے رہے حقیقت یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند نے اس زمانے میں جو عروج اور ترقی حاصل کی ہے یہ تاج اور اس کا سہرا حضرت قاری صاحب مرحوم کی مساعی جمیلہ کے سر ہے اور ان ہی کے مخلصانہ شبانہ روز مساعی کا ثمر ہے بہر تقدیر، حضرت قاری صاحب ایک پاکیزہ شخصیت جامع العلوم اور بہترین کمالات سے متصف تھے اللہ تعالیٰ ان کے خاندان میں اور ان کے دیگر نائبین کے خاندان میں حضرت قاری صاحب والے تمام اوصاف وکمالات پیدا فرمادے اور خدا تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس خلا کو پورا فرمادے۔

آج شہر شہر، بستی بستی، قریہ قریہ جو آپ کو دینی علوم کے مدارس ومراکز نظر آتے ہیں اور ہر گاؤں اور ہر بستی میں جو آپ کو دارالعلوم دیوبند کا فاضل، اکابر اساتذہ کا تلمیذ

اسٹیلیز آپ کو جو نظر آتا ہے یہ سب دارالعلوم دیو بند کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے اور یہ سب دارالعلوم دیو بند ہی کی برکات ہیں ایشیاء بھر میں پھیلے ہوئے مدارس، ان کے اساتذہ منتظمین کا تعلق بغیر واسطہ کے یا بالواسطہ دارالعلوم دیو بند سے وابستہ ہے۔

ناچیز اور دارالعلوم حقانیہ سے تعلق

حضرت قاری صاحب مرحوم کو دیگر اساتذہ دیو بند کی طرح دارالعلوم حقانیہ سے حد سے زیادہ شفقت اور حد سے زیادہ محبت تھی جب بھی پاکستان تشریف لاتے تو دارالعلوم حقانیہ ضرور تشریف لاتے جب ہم سالانہ جلسہ دستار بندی کرتے (جواب کافی عرصہ سے سالانہ اجتماع اور دستابندی وغیرہ کا نظام متروک ہو چکا ہے بفضل اللہ حلقہ کی وسعت اور فضلاء کی کثرت اس حد تک پہنچ گئی ہے جس کی وجہ سے جلسہ کا کنٹرول ایک بڑے سطح کے منصوبہ اور بڑے پیمانے کے انتظام کے بغیر انجام کو نہیں پہنچ سکتا) تب بھی حضرت تشریف لاتے ایک مرتبہ اس سامنے والے گیلری (قدیم دارالحدیث) کے سامنے اوپر والا بالاخانہ یا گیلری جو کافی عرصہ حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ رہا ہے) میں بھی قیام فرمایا اور غالباً ایسے ہی ایک موقع پر جب آپ نے دارالعلوم حقانیہ اور اس کے مختلف شعبوں اور طلبہ کی قیام گاہوں کے مختلف احاطوں کا معائنہ کیا تو فرمایا مجھے دارالعلوم حقانیہ دارالعلوم دیو بند سے جدا نظر نہیں آتا بلکہ دارالعلوم حقانیہ نے دارالعلوم دیو بند کو اپنے ضمن میں رکھا ہے سارے پاکستان میں وارالعلوم دیو بند کے نمونہ اور نقش قدم پر دارالعلوم حقانیہ گامزن ہے اور یہ دیو بند ثانی بن چکا ہے اور ایک مرتبہ تو یہاں تک فرمایا کہ میں دارالعلوم حقانیہ آکر یوں محسوس کرتا ہوں جیسے دارالعلوم دیو بند آگیا ہوں اور گویا اپنے گھر میں موجود ہوں یہ تاثرات دارالعلوم کی کتاب آلاراء میں بھی قلم بند فرمائے ہیں بہر حال یہاں آکر حد درجہ خوشی اور محبت کا

اظہار فرماتے اور جو نئے مسائل پیش آتے اس میں بھی دارالعلوم حقانیہ کی رائے کو شامل فرمالیتے۔

دیوبند میں تدریس اور حضرت مہتمم صاحب کا ناچیز سے ترجیحی سلوک

میں عرض یہ کررہا تھا کہ حضرت کو دارالعلوم حقانیہ اور خاص کر مجھ ناچیز پر حد درجہ شفقت تھی دارالعلوم دیوبند میں ، میں نے جو زندگی کے لمحات گزارے ہیں خاص کر تدریس کا زمانہ جو تقریباً ساڑھے چار سال ہے اور اس زمانے میں ہر فن میں تقریباً کوئی ایسی کتاب نہیں ہوگی جو میں نے نہ پڑھائی ہو دیگر اساتذہ کی شفقت اور محبت کے باوجود چونکہ اختیارات مہتمم صاحب کے ہوتے ہیں تو حضرت مہتمم صاحبؒ ہر معاملے میں ترجیحی سلوک میرے ساتھ فرمایا کرتے تھے، اسباق اور تدریس کا مسئلہ بھی یوں تھا کہ جب بعض اساتذہ حج کو تشریف لے جاتے یا کسی اور عذر سے وہ اسباق نہ پڑھا سکتے تو ان کے اسباق اور کتابیں (جو زیادہ تر فقہ، حدیث، فلسفہ، منطق، معانی اور تفسیر کی ہوتی تھیں) کی تدریس کی ذمہ داری بھی مجھے سونپی جاتی اور فرماتے کہ یہ نوجوان ہے کام اچھا چلا سکتا ہے اور یہ محض اس کا حسن ظن تھا تو حضرت مہتمم صاحب مرحوم نے بہ حیثیت مہتمم دارالعلوم دیوبند مجھ ناچیز پر جو شفقت فرمائی اور خاص کر دارالعلوم حقانیہ سے اور ایک موقع پر فرمایا کہ دارالعلوم حقانیہ دارالعلوم دیوبند کی بیٹی ہے

حضرت قاری صاحب مرحوم دارالعلوم کو بہت ترجیح دیتے تھے اور اس کے ذکر پر فخر فرمایا کرتے تھے اور یہ خدا تعالیٰ کا اپنا فضل و کرم ہے کہ تمام اساتذہ دارالعلوم دیوبند کو دارالعلوم حقانیہ سے ایک خاص محبت تھی اور سب فرماتے کہ یہ ہمارا اپنا دارالعلوم ہے

حضرت قاری صاحب کا بڑا کارنامہ

حضرت قاری صاحب مرحوم کا سب سے بڑا کارنامہ دارالعلوم دیوبند کو ترقی

وعروج کے بلند معیار پر پہنچا دینا ہے کہ آج تمام دنیا کیلئے دیوبند مشعلِ راہ ہے تکثیر علماء، تکثیر طلباء، تدوین کتب اور تعمیرات ہر لحاظ سے دارالعلوم دیوبند ترقی کی راہ پر گامزن ہے جس کی خدمات مسلم اور شہرہ کالشمس فی نصف النہار ہے آج ہم ان کے سایہ شفقت سے محروم ہوگئے ہیں یہ تمام اہل علم کیلئے بہت بڑا صدمہ ہے دارالعلوم دیوبند تمام اہل علم کی مادر علمی ہے اس لئے دارالعلوم حقانیہ کے لئے بہت بڑا صدمہ ہے میں کیا عرض کروں حضرت قاری صاحب کی وفات سے ہمارے قلوب کو صدمہ پہنچا ہم ایک بڑے مشفق، ایک بڑے مہربان، ایک بڑے تجربہ کار، بڑے عالم اور خاص کر دارالعلوم دیوبند اور مولانا محمد قاسمؒ کے علوم کے حامل شخصیت سے محروم ہوگئے۔

عالم بقائے علم سے ہے

قیامت کی علامات میں من جملہ ایک علامت یہ بھی ہے کہ یرفع العلم جیسا کہ امام بخاریؒ نے اس جانب اشارہ فرمایا ہے کہ جب علم ناپید ہوجائے اور دنیا علوم دینیہ سے محروم ہوجائیں تو دین ختم ہوجائے گا۔ دین ہم کو علم ہی بتاتا ہے۔ ہم جو یہاں جمع ہوئے ہیں ہمارا مقصد علم حاصل کرنا ہے کہ نماز، روزہ، زکوۃ اور اللہ تعالیٰ کے دین کے احکام ومسائل سیکھ لیں جب مسائل ہوجائیں تو اولاً ان پر خود عمل کریں پھر ان کی حفاظت واشاعت کی کوشش کریں اسی تبلیغ اشاعت کے نتیجہ میں عالم آباد رہے گا اور اگر یہ کام چھوڑ دیا جائے تو عالم برباد ہوجائے گا۔

ہمارے اکابر اساتذہ اور علماء عمر طبعی کو پہنچ کر وفات پاگئے کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ مگر الحمدللہ دین کے پودے لگاتے رہے اگر یہ سلسلہ جاری نہ رہتا تو دین کا باغ برباد ہوکر رہ جاتا یہ سارا عالم عبادت کیلئے پیدا کیا گیا ہے، عبادت عابدین کرتے ہیں عابدین

علماء ہیں جو علم دین سکھاتے ہیں علم دین ختم ہوا تو عابدین بھی ختم ہوجائیں گے اور قیامت قائم ہوجائے گی، تو اکابر علماء کی رخصت یہ علامات قیامت میں سے ہے ہر چیز کا تعلق اللہ تعالیٰ نے ظاہری اسباب کے ساتھ بنایا ہے اگر چہ فی الواقعہ اسباب مؤثر نہیں قیامت داہیہ عظمٰی ہے اور قیامت اس سے عبارت ہے کہ زمین برباد ہوجائے، آسمان برباد ہوجائیں، نظام عالم سارا درہم برہم ہوجائے اور بخاری شریف میں تشریح مذکور ہے کہ قیامت تب قائم ہوگی جب علم دین ختم ہوجائے گا اور اس پر عمل کرنا اور اس کی اشاعت کرنا ترک کردیا جائے گا اور اس غفلت کی وجہ سے قیامت کو دعوت دینا شروع کردیں گے۔

بے نفع عالم قیامت کا باعث بنتا ہے

اگر ایک آدمی ایک مسجد برباد کردیتا ہے تو تم کہتے ہو بڑا ظالم ہے جس نے خانہ کعبہ برباد کرنے کی کوشش کی وہ تو بہت بڑا ظالم ہے اور جس نے آسمان وزمین اور سارا نظام کائنات اور سارے اللہ کے گھر ومساجد فنا کرڈالے تو اس سے بڑھ کر اور کسی ظالم کا تصور بھی نہیں ہوسکتا تو جو عالم تدریس وتبلیغ نہیں کرتا تو قیامت کے لانے کا باعث اور سبب بنتا ہے ہمیں چاہیے کہ اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلیں۔

مولانا قاسمؒ کی دولت سے بے نیازی

حضرت نانوتویؒ تدریس بھی کرتے تھے اور بخاری کے نسخوں کی تصحیح بھی ۱۲ روپے تنخواہ تھی کسی بڑے ادارے سے بارہ سو کی پیش کش ہوئی فرمایا کہ میں بارہ روپے کو صحیح طور پر اپنے مصرف میں خرچ نہیں کرسکتا تو بارہ سو روپے کا کیا حساب کروں گا بلکہ ان کا تو یہ حال تھا کہ ۱۲ روپے سے جو رقم بچ جاتی اس سے دوبارہ مدرسہ میں داخل

فرمادیتے تھے انہوں نے خالصتاً خدا کی رضا کیلئے علوم کی خدمت واشاعت کی ہے یہی وجہ ہے کہ آج دیوبند مقبول ہے اس کے علماء، مدرسین، مہتممین، منتظمین اور تمام وابستگان سب مخلصین تھے اللہ میاں کو اخلاص پسند ہے آپ حضرات نے جو ابھی قرآن حکیم کی تلاوت کی ہے اور ختم قرآن کیا ہے حضرت قاری صاحب قدس سرہ اور جمیع اکابر اساتذہ دارالعلوم دیوبند کو اس کا ایصال کردیں اللہ تبارک وتعالیٰ تمام حضرات کے درجات بلند فرماوے۔

(مولانا عبدالقیوم حقانی: الحق ج ۱۸ ش ۱۱ ص ۱۹ اگست ۱۹۸۲ء)

ایک جامع العلوم والفنون ہستی

۱۶ را گست ۱۹۸۳ء کو حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ کا وصال ہوا نماز جنازہ اسی دن شام ٦ بجے ان کے آبائی گاؤں ترنگ زئی میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ نے پڑھایا اور نماز کے بعد جنازہ کے شرکاء سے مختصراً حسب ذیل خطاب بھی ارشاد فرمایا جو شامل خطبات ہے۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم قال النبی صلی الله علیه وسلم موت العالِم موت العالَم

جامع العلوم ہستی کی جدائی

حضرت مولانا مرحوم کی جدائی ہم سب کے لئے، صوبہ سرحد اور پاکستان کے لئے بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے لئے ایک انتہائی صدمہ ہے حضرت مولانا شمس الحق رحمۃ اللہ کی اس وقت اس زمانے میں مثال اور نظیر علم میں کوئی پیش نہیں کرسکتا اپنے دور میں بے نظیر اور بے مثال تھے ایسی پاکیزہ اور جامع العلوم ہستی ہم سے جدا ہوگئی مولانا نہ صرف قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے ایک بڑے محقق بلکہ موجودہ دور کے سیاسی اقتصادی اور دیگر جدید مسائل کے بھی جید عالم تھے یورپ نے جو گندگی پھیلائی اس کے

ازالہ کا مولانا مرحوم کوایک خاص ملکہ تھا وہ ایک بے مثال مینار تھے کسی ایک فن کا نہیں بلکہ دور جدید کے سارے مسائل کا حل اور تجاویز رکھتے تھے ہم سے جب بھی کسی نے ایسے جامع عالم کے بارے میں پوچھا تو فوراً مولانا مرحوم کا نام ہی سامنے آتا عوام کو ان کی قدر معلوم نہیں کہ مولانا کیا شان رکھتے تھے کہ ......

قدر زر زرگر شناسد قدر جوہر جوہری

علوم قدیمہ وجدیدہ کے سمندر

وہ بلاشبہ علوم کے سمندر تھے علوم قدیم وجدید کے تحریر وتقریر سے دین کی وضاحت اور تشریح کرنے والے تھے ترجمان دین تھے یہاں گھر پر تو کم ہی رہے دیو بند میں جو عالم اسلام کے لئے مرکز علوم اسلامیہ ہے ان کا علمی شان ظاہر ہوا جیسے امام بخاری اور دیگر اسلاف کسی شہر بصرہ ،کوفہ وغیرہ سے گزرتے تو وہاں کے لوگ علمی شان معلوم کرنے امتحان لیتے تو حضرت افغانی جب دیو بند تشریف لائے تو سینکڑوں علما اور طلباء مختلف النوع مسائل میں تفتیش کرنے لگ گئے آپ ایسے شافی جواب دیتے کہ سب نے کہا کہ ان کے بارے میں جو کچھ سنا تھا اس سے بہت بلند پایا ،یہ تو بحر ذخار ہیں ایک ایک بات موتی اور جوہر کی طرح ہوتی ،ایسا معقول انداز بیان ایسی فصاحت وبلاغت کہ حیرت ہوتی ۔

ابطال باطل کیلئے سد سکندری

بھائیو! آج ہم سب ،خصوصاً پاکستان ایک مایۂ ناز اور سرمایہ افتخار عالم سے محروم ہوگیا جو واقعی وارث الانبیاء تھا العلماء ورثة الانبیاء آج اس وارث انبیاء ہستی سے ہم محروم ہوگئے تو جتنے بھی روئیں جتنا بھی افسوس کریں اور جتنا بھی حسرت کریں تو کم ہے

آج ہم یتیم ہوگئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ عالم کی موت عالم کی فنا ہے فرمایا قیامت سے قبل علماء اٹھالئے جائیں گے اور جب علماء سے مخلوق محروم ہوجائے گی اور دین سکھانا بند ہوگا تو دین پر عمل بھی بند ہوجائیگا تو قیامت کیوں قائم نہ ہو آج ہم باعمل عالم ایک محقق عالم اور محدث اور ماہر علوم قدیمہ وجدیدہ اور ہر باطل کے مقابل کیلئے دلائل کا انبار لگانے والے ہستی کے سایہ سے محروم ہوگئے ہیں حق اللہ تعالیٰ ان کو درجات عالیہ اور مقامات قرب سے نوازے اوران کے برکات وفیوضات سے ہم سب کو مالا مال کرے

(الحق ، ج ۱۸، ش ۱۱، اگست ۱۹۸۶ء)

ملفوظات

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق

صحبتے با اہل حق

حضرت کے ملفوظات کا ضخیم مجموعہ مولانا عبدالقیوم حقانی کا مرتب کردہ اسی نام
سے شائع ہوا، یہاں ایسے ہی ایک دو مجالس دیئے جارہے ہیں (س)

نسیم رحمت کا حسین گلدستہ

حسب معمول مجلس شیخ الحدیث میں تھا قدیم فضلاء حقانیہ آئے ہوئے تھے، بعض جدید فضلاء حقانیہ بھی تشریف فرماتھے مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا: ان حضرات کو پہنچانتے ہو یہ ہمارے گلشن کے کھلے ہوئے پھول ہیں اور تعلیم وتدریس اور تبلیغ وجہاد کی صورت میں ان کی خوشبو پھیل رہی ہے یہ صاحب بلوچستان کے ہیں اور یہ کابل سے تشریف لائے ہیں اور یہ صاحب قندہار کے محاذ جنگ سے حاضر ہوئے ہیں اور یہ صاحب اُس زمانہ کے فاضل ہیں جب دارالعلوم کی ابتداء تھی اور اسباق اس مسجد (مسجد شیخ الحدیث) میں پڑھائے جاتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ آج ملک میں جگہ جگہ دارالعلوم حقانیہ کا فیض پھیل رہا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کو فضلاء حقانیہ کی محفل میں گھرے ہوئے دیکھ کر ایسے محسوس ہوا جیسے مالی نے موسم بہار میں فرحت ونشاط کی محفل جمارکھی ہو اور پھولوں کا حسین گلدستہ سجا کر نسیم رحمت کو دعوت نظارہ دے رکھی ہو اس اثنا میں مجاہدین افغانستان کی ایک جماعت حاضر خدمت ہوئی جس میں دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء بھی تھے، حضرت

شیخ الحدیث مدظلہ' ان کی طرف متوجہ ہوئے ، خیر خیریت دریافت کی ، چونکہ یہ جماعت بھی محاذ جنگ سے حاضر ہوئی تھی اس لئے حضرت مدظلہ' نے تفصیل سے جنگ کے حالات ، فضلاء کی خیریت ، دشمن کی مورچہ بندی اور مجاہدین کی استقامت وشجاعت کے حالات دریافت فرمائے مجاہدین نے دعا کی درخواست کی تو حد درجہ عجز وانکساری اور الحاح وتضرع سے دعا فرمائی اور جب مجاہدین نے رخصت کی اجازت چاہی تو شیخ الحدیث مدظلہ' نے اپنی جیب سے رقم نکال کر مجاہدین میں تقسیم فرمائی ۔

میری بوڑھی اور ضعیف ہڈیوں کو جہاد افغانستان میں لگادو

اسی روز مولانا محمد زمان صاحب فاضل حقانیہ بھی حاضر خدمت ہوئے جو مولانا دیندار حقانی فاضل دارالعلوم حقانیہ کے رفیق جہاد ہیں انہوں نے عرض کیا حضرت ! میں صرف دعا کیلئے حاضر خدمت ہوا ہوں کہ مولانا جلال الدین حقانی ، مولانا دیندار حقانی نے روس کارمل مورچوں پر ایک سخت حملہ کردیا ہے اور مجھے آپ کے پاس دعا کرانے کیلئے بھیج دیا ہے دوروز سے شدید جنگ شروع ہے مجاہدین میں دوساتھی شہید ہوچکے ہیں یہ مورچے بڑے اہم ہیں اوران پر روسی فوجوں کا قبضہ ہے جس سے مجاہدین کو بے حد تکلیف پہنچ رہی ہے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ' حملے کا سن کر چونک پڑے ، مزید حالات دریافت فرمائیں اور پھر تمام حاضرین سے فرمایا مجاہدین کی فتح یابی اور روس کارمل فوجوں کی تباہی کی دعائیں جاری رکھو حضرت مدظلہ' نے فرمایا : بس آپ لوٹ جائیں مولانا جلال الدین حقانی اور مولانا دیندار حقانی سے میرا سلام عرض کردیں اور کہہ دیں کہ باہمت رہیں اور جب دشمن پر حملہ کریں تو کثرت سے اَللّٰھُمَّ اٰمِنْ رَوْعَاتِنَا وَاسْتُرْ عَوْرَاتِنَا کا وظیفہ جاری رکھیں ۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ' نے مولانا محمد زمان سے یہ بھی دریافت فرمایا کہ آپ محاذ جنگ میں کہیں ڈیوٹی پر ہیں تو انہوں نے عرض کیا اب تو جہاد ہے اور گھمسان کی

لڑائی ہے جنگ میں مصروف ہوں فرصت کے اوقات میں شعبۂ تبلیغ وارشاد میں کام کرتا ہوں اور مجاہدین کے اس شعبہ کی امارت میرے ذمہ ہے پھر مولانا محمد زمان حقانی کو حضرت مدظلہ نے رخصت فرمایا اوراپنی جیب خاص سے جہاد افغانستان کے کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی کے لئے انہیں خصوصی رقم عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: یہ جوتھوڑی رقم ان کی خدمت میں پیش کردو اور دیکھو مولانا جلال الدین حقانی سے عرض کردینا کہ میری بوڑھی ہڈیاں اور میرے وجود کا ضعیف لاشہ اگر جہاد افغانستان میں کام آسکے تو ہرگز دریغ نہ کرنا اورمیرے لئے حکم فرمانا کہ اپنے وجود کی بوڑھی اور بوسیدہ ہڈیوں پر مشتمل لاشے کومجاہدین کی صف تک پہنچا سکوں حضرت مدظلہ نے جس انداز سے یہ گفتگو کی حاضرین محوِ حیرت تھے اورسب کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت کی اس ہمت اور جذبہ کو دیکھ کر ہمیں اپنی جوانی پر شرمندگی ہوئی۔

دعا اور تقدیر: تقدیر مبرم اور تقدیر معلق

اسی روز حضرت شیخ الحدیث مدظلہ جہادِ افغانستان کے تازہ ترین واقعات اور بعض دردناک حالات سے متاثر تھے اور الحاح وتضرع سے دعائیں کررہے تھے ایک صاحب نے عرض کیا حضرت ! جب تقدیر میں ایک چیز لکھی جاچکی ہے تو دعاؤں کا کیا فائدہ ، کیا دعا سے تقدیر بدل سکتی ہے؟ تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ارشادفرمایا: جی ہاں !تقدیر دوقسم کی ہے(۱) تقدیر مبرم (۲) تقدیر معلق

تقدیر مبرم

ایک قطعی اور غیر معلق اور غیر مشروط فیصلہ ہے جسے کسی صورت میں نہیں بدلا جاسکتا تقدیر معلق اسباب کے ساتھ وابستہ ہے مثلاً ایک شخص کی تقدیر میں ہے کہ فلاں مرض سے اسکی موت واقع ہوگی بشرطیکہ وہ فلاں قسم کی دوائی استعمال نہ کرے اب اگر

اس نے بدرجہ اسباب وہ دوائی استعمال کرلی تو اس پر موت کی تقدیر ٹل جاتی ہے اور اگر دوائی استعمال نہ کی تو تقدیر واقع ہوجاتی ہے ان اسباب اور شرائط میں ایک دعا بھی ہے جس کے اختیار کرنے سے تقدیر معلق بدل جاتی ہے۔

علم ازلی میں کائنات کے سب امور مبرم ہیں خدا کو معلوم ہے کہ فلاں شخص فلاں دوائی استعمال کرکے موت سے بچ جائے گا، اور فلاں شخص جب یہ دوائی نہیں استعمال کرے گا تو فلاں وقت اس کی موت واقع ہوجائے گی تقدیر معلق کا تعلق بندوں کے ساتھ ہے اور مبرم کا تعلق خالص خدا کے ساتھ ہے۔

نام کا اثر کام میں ہوتا ہے

اس مجلس میں دارالعلوم حقانیہ کے مدرس مولانا عبدالحلیم دیروی نے عرض کیا حضرت! میرا بھتیجا پیدا ہوا ہے خدا نے میرے بھائی کو ۲۱ سال بعد نرینہ اولاد سے نوازا ہے بچے کا نام اگر آپ رکھدیں تو یہ ہمارے لئے بہت سعادت ہوگی شیخ الحدیث مدظلہ' نے فرمایا! اس کے دوسرے بھائی کا نام کیا ہے عرض کیا انوارالحق فرمایا اس کا نام اظہار الحق رکھ دو کہ نام کا اثر کام میں ہوتا ہے نام مبارک ہوگا تو کام بھی مبارک ہوگا کسی نے عرض کیا، حضرت! نام ظہور الحق کیسے رہے گا ارشاد فرمایا یہ تو مولانا کی اپنی مرضی ہے جو نام بھی پسند فرمادیں، رکھدیں، مگر ظہور (ظاہر ہونا) لازمی ہے اور اظہار (ظاہر کرنا) متعدی ہے دین میں ظہور کی بجائے اظہار محمود ہے۔

دارالعلوم کوئی دکان نہیں جہاں روٹیاں بیچی جائیں

۱۱جمادی الثانی ۱۴۰۶ھ حسب معمول حضرت شیخ الحدیث مدظلہ' کی ذاتی ڈاک لیکر دارالعلوم کے دفتر اہتمام میں حاضر ہوا مولانا گل رحمٰن ناظم دارالعلوم اور مولانا حافظ محمد ایوب اور بعض مہمان بھی حضرت کے قریب تشریف فرما تھے غالباً کسی بات کا مشورہ

ہو رہا تھا کہ اس دوران مولانا گل رحمن ناظم دارالعلوم نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ، کی خدمت میں ایک صاحب کی درخواست کا تذکرہ کیا اور کہا کہ وہ صاحب دارالعلوم کے مطبخ میں اپنی رقم جمع کرنا چاہتے ہیں تاکہ کلاسوں میں حاضری کے ساتھ ساتھ دارالعلوم کے مطبخ سے دو وقت کی روٹی لے سکیں۔

شیخ الحدیث مدظلہٗ نے دریافت فرمایا: کیا وہ صاحب باقاعدہ طور پر دارالعلوم میں داخل ہیں ناظم صاحب نے عرض کیا انہوں نے عام طلباء کی طرح باقاعدہ داخلہ نہیں لیا ہے تو حضرت مدظلہٗ نے ارشاد فرمایا کہ اس رعایت کے وہی طالب علم مستحق ہو سکتے ہیں جو باقاعدہ طور پر طالب علم ہیں، دارالعلوم کا مطبخ طلبہ کا مطبخ ہے اور طلبہ ہی کیلئے کھولا گیا ہے یہ کوئی دکان نہیں ہے کہ یہاں روٹیاں بیچی جائیں۔

تحصیل علم کے زمانے میں وظائف کی طرف کم توجہ کرنی چاہیے

۱۱ جمادی الثانی ۱۴۰۶ھ حسب معمول بعد العصر مسجد شیخ الحدیث میں حاضر ہوا حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ طلبہ علوم دینیہ اور عقیدت مندوں اور محبین و مخلصین کے مجمع میں گھرے ہوئے تھے طلبہ سرعتِ مطالعہ اور قوتِ مطالعہ کیلئے وظائف لے رہے تھے حضرت مدظلہ نے مختلف وظائف ارشاد فرمائے جب طلبہ نے پوچھا کہ حضرت! یہ وظائف کس کس وقت اور کتنی کتنی مرتبہ پڑھے جائیں تو آپ نے ارشاد فرمایا آپ کو وظائف کی طرف کم اور کتاب و مطالعہ کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیے اصل وظیفہ تحصیلِ علم کا اشتیاق اور محنت و مطالعہ اور تکرارِ سبق ہے۔

اب جو وظائف تمہیں بتائے گئے ہیں اللہ کی ذات پر یقین کر کے روزانہ ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں یہ کافی ہے کہ طالب علمی کا زمانہ ہے اور طالب علمی کے زمانے میں طالب علم کے ساتھ اللہ کی خاص مدد شامل رہتی ہے البتہ جب تحصیل علم سے فارغ ہو جاؤ

تو دن میں سات مرتبہ ۱۱ مرتبہ اور اس سے بھی زیادہ پڑھا کریں کہ وظائف کا وقت تحصیلِ علم کا زمانہ نہیں، بلکہ تحصیل علم سے فراغت کے بعد کا زمانہ ہے۔

تبلیغی جماعت اور اشاعتِ دین کا فکر اور ذکر اللہ

طلبہ سے حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کی گفتگو جاری تھی کہ علماء اور صالحین کی ایک جماعت حاضر خدمت ہوئی، مہمان غور غشتی، ملتان اور کچا کھوہ سے تعلق رکھتے تھے ان میں سے ایک صاحب نے عرض کیا حضرت! ہم تبلیغی جماعت کے اجتماع (جو ہاڑہ میں آج سے شروع ہو رہا ہے) کے لئے جب گھر سے روانہ ہوئے تھے تو یہ ارادہ کر لیا تھا کہ آپ کی خدمت میں بھی دعا کے لئے حاضری کی سعادت حاصل کریں گے خدا کا شکر ہے کہ اس نے آپ کی مجلس میں حاضری کی توفیق بخشی۔

خدمت و اشاعت دین

حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ نے ارشاد فرمایا! ماشاء اللہ! آپ بڑے خوش نصیب ہیں کہ اللہ نے آپ کو خدمت و اشاعتِ دین اور تبلیغ اسلام کیلئے چن لیا ہے یہ تو اہل اسلام کا فریضہ ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران: ۱۱۰) کہ تم خیر امت ہو اور تمام امتوں سے بہتر اور افضل امت اس لئے ہو کہ نیکی کا حکم کرتے ہو معروفات پھیلاتے ہو اور منکرات سے روکتے ہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ یہ فریضہ آج تبلیغی جماعت بڑے احسن طریقہ سے انجام دے رہی ہے اور آج پوری دنیا میں اس جماعت کے مخلص مبلغ حرکت میں ہیں لاکھوں اور کروڑوں مسلمانوں کو اصولِ دین اور تعلیمات نبوت کی تعلیم دے چکے ہیں اور ہزاروں غیر مسلم ان کی مخلصانہ مساعی کی برکت سے قبولیتِ اسلام سے مشرف ہو چکے ہیں۔

آپ حضرات کے مساعی بھی رنگ لائیں گی آپ جیسے صالحین حضرات کی برکت سے اور مبلغین کی محنت اور ذاکرین کی برکت سے باری تعالیٰ قوم وملک سے عذاب ٹالتے ہیں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ نے فرمایا تھا کہ ایک مرتبہ حضورﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی تو آپ نے شکایت کی میری امت نے اللہ کا ذکر اور دین کی فکر چھوڑ دی ہے یہ ذکر کائنات کی روح ہے اور کسی قوم وملت کی بقاء کا ذریعہ ہے جب ایک قوم اللہ کا ذکر چھوڑ دیتی ہے تو اللہ بھی اس پر اپنا فضل اور رحم وکرم چھوڑ دیتے ہیں بلکہ جب مجموعی طور پر ذکر ترک کردیا جائے تو پورے نظامِ کائنات اور تمام دنیا کا ہارٹ فیل ہوجائیگا اور قیامت برپا ہوجائے گی۔

باہمی اتفاق اور خانگی الفت کے لئے ایک نسخہ اکسیر

اسی مجلس میں ایک صاحب نے عرض کیا: حضرت! گھر میں افتراق اور ناچاقی رہتی ہے زندگی اجیرن اور پریشانی میں گزر رہی ہے اہل خانہ اور کچھ رشتہ دار بے اعتنائی برتتے ہیں حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ نے فرمایا: یہ ساتھ بازار ہے کسی دکان سے چینی یا کوئی میٹھی چیز لے آئیں، وہ صاحب جب شیرینی لے آئے تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ نے شیرینی پر سات مرتبہ یہ آیتیں پڑھیں اور شیرینی پر دم فرمایا۔

☆ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ (انفال:٦٢)

☆ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (مریم:٩٦)

☆ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (بقرہ: ١٦٥)

شیرینی اسی صاحب کو دم کر کے واپس کردی تو احقر کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ زوجین میں الفت، خاندان میں اتفاق اور جائز محبت کیلئے یہ آیتیں تریاقِ اعظم اور نسخہ

اکسیر ہیں یہ آیتیں شیرینی پر دم کر کے خود بھی کھائی جائیں اور متعلقہ افراد کو بھی کھلائیں، آیتیں پڑھنے کے بعد اللہ سے دعا بھی مانگنی چاہیے اللّٰھم اَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ "اے اللہ فلاں کو فلاں سے الفت پیدا کرا اور ان کی محبت پیدا کر دے"۔

روس اور پاکستان

اسی روز حضرت شیخ الحدیث مدظلہ' کو احقر نے روزنامہ نوائے وقت میں ایک سیاسی لیڈر کا وہ انٹرویو سنایا جس میں اس نے کھل کر روس کو پاکستان آنے کی دعوت دی تھی اور افغان مہاجرین کے کیمپوں کو ختم کر دینے کا مطالبہ کیا تھا انٹرویو سنا تو ارشاد فرمایا: ان باتوں سے جہالت اور قومی تعصب کی متعفن بدبو آرہی ہے چونکہ ملک کے باشندے بحمد اللہ باشعور ہیں اور سب مسلمانوں کو روس سے اور روسی جارحیت سے نفرت ہے ان لوگوں کو مسلمان معاشرے نے ٹھکرا دیا ہے اور اب تنگ آمد بجنگ آمد کی اضطرابی کیفیت میں مبتلا ہیں اور وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْعِجْلَ کی مشرکانہ کیفیتوں کا مصداق ہیں روس کو دعوت دینا آسان ہے مگر روس کے لئے پاکستان کی طرف نظر اٹھانا بھی کارے دارد چھ سال مکمل ہوگئے ہیں مگر اُسے نہتے افغان مجاہدین سے جان چھڑانے میں کامیابی حاصل نہ ہو سکی جتنا آگے بڑھتا ہے اتنا ہی ذلیل اور رسوا ہوتا ہے۔

ارشاد فرمایا! ایسے بیانات اور بزدلانہ حرکتوں سے ہرگز نہ گھبرایئے جب تک اللہ کی ذات پر بھروسہ ہوگا اور افغان مجاہدین کی طرح شوقِ شہادت کا جذبہ موجزن رہے گا تو انشاء اللہ روس کو ذلیل ترین شکست ہوگی اور اس کا اسلحہ خود سے تباہ کر دے گا پھر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ' دیر تک روس کی تباہی، افغان مجاہدین کی کامیابی اور پاکستان کی بقاء وسلامتی اور استحکام اور نفاذِ اسلام کی دعائیں کرتے رہے۔

ضبط: مولانا عبدالقیوم حقانی

الحق ج ۲۱ ش ۷، ص ۱۲، اپریل ۱۹۸۶ء

دعوت وتبلیغ کی اہمیت حیثیت اور فضیلت

(۱)

دعوت وتبلیغ کی فضیلت

یکم رجب ۱۴۰۱ھ بروز جمعرات:

حضرت مولانا صاحبؒ کی گھر والی مسجد قدیم میں دعوت تبلیغ کے سلسلے کا پہلا گشت کیا عشاء کے بعد بیان ہوا صبح کو حضرتؒ کو کارگزاری سنائی حضرت مولانا صاحب نے خصوصی دعا فرمائی اور فرمایا کہ تبلیغی جماعت والے شرقاً، غرباً، شمالاً اور جنوباً کلمہ کی دعوت دے رہے ہیں ایک شخص کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کرانا کافروں کے قتل سے بہتر ہے، (کیونکہ کلمہ کے ذریعہ دین پھیل سکتا ہے اور جنت کی طرف خود بھی اور دوسروں کو بھی لے جایا جاسکتا ہے) فرمایا نمازوں کی پابندی آپس میں نیک سلوک، نظروں کی خاص حفاظت، دعوت فی سبیل اللہ کی محنت کرو انشاء اللہ نجات اخروی، دارین کی فلاح اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا سبب ہوگا۔

دعوت وتبلیغ اس امت کی ذمہ داری

جمعۃ المبارک ۱۴۰۳ھ بعد از نماز عصر:

تبلیغی جماعت نے جو کراچی سے آئی تھی جس میں کالج کے طلباء بھی تھے حضرت مولانا صاحب سے ملاقات کی حضرت نے فرمایا، ہم شکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت واشاعت کیلئے آپ حضرات کو نکالا اس امت کی ذمہ داری تَأمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ہے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بہتری اس وجہ سے دی ہے کہ یہ نیکی کا حکم کریں گے اور برائی سے منع کریں گے (یہی انبیاء علیہم السلام کی محنت تھی) آپ لوگ بھی اس کام میں مصروف ہیں۔ ہمارے اکابرین میں بالخصوص مولانا محمد الیاسؒ نے جو سلسلہ دعوت وتبلیغ شروع کیا اس میں بڑی برکت ہے اور اللہ تعالیٰ تبلیغی جماعت کے ذریعہ اتمام حجت کرتے ہیں کہ ساری دنیا میں کلمہ کی دعوت دے رہے ہیں اتمام حجت تو ہوگیا من کان للہ کان اللہ لہ "جو اللہ کا ہوگیا اللہ اس کا ہوگیا" ہم طالبعلم ہیں شبہات میں پڑجاتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کو تو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ زادھما شرفا میں سکونت نصیب تھی اور وہاں کی یہ فضیلت ہے کہ بیت اللہ شریف میں ایک نماز پر ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور مسجد نبوی ﷺ میں ایک نماز پر پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے بظاہر تو خیال ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے دو اہم مقامات فتح کئے تھے اب چاہیے تھا کہ وہ بیٹھ کر ایک نماز پر پچاس ہزار یا لاکھ نمازوں کا ثواب حاصل کرتے لیکن صحابہ کرامؓ نے ایسا نہیں کیا وہاں نہیں بیٹھے بلکہ ساری دنیا میں پھیل گئے اور لوگوں کو دعوت دی قولوا لاالہ الا اللہ تفلحون "اے لوگو! لاالہ الا اللہ کہہ دو کامیاب ہوجاؤ گے"۔

صحابہ کرامؓ کی محنت کی برکت

ہمارے آباؤ اجداد اور ہم سب نے جو اسلام قبول کیا ہے کلمہ پڑھا ہے یہ صحابہ کرامؓ کی برکت اور محنت ہے مثلاً عصر کی نماز تقریباً اب ایک ارب مسلمانوں نے ادا کی ہوگی تو ان سب نمازوں کا ثواب صحابہ کرامؓ کو بھی ملے گا کہ وہ سبب بنے ہیں تو وہاں مسجد حرام میں ایک نماز پر ایک لاکھ کا ثواب ملتا۔اب ایک نماز پر ایک ارب کا ثواب ملا اب طالب علمانہ شبہ رفع ہوا کہ صحابہ کرامؓ کا وہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں نہ رہنے بلکہ ساری دنیا میں پھیل جانے کا یہی فائدہ اور نفع تھا جو ان کے زیر نظر تھا تبلیغ والے اکابرین کا بھی یہی اشارہ ہوتا ہے کہ اسباق کے وقت میں طلباء پڑھا کریں اور چھٹی کے دنوں میں تبلیغ کے لئے جایا کریں۔

تبلیغ اسلام کی لذت

حضرت مولاناؒ نے مزید فرمایا پشاور میں ایک معذور عالم دین مولانا اشرف صاحب ہیں جس نے تبلیغ کی برکت سے ایسی جماعت تیار کی ہے (متشرع اور دیندار) حاضرین میں قاری عبداللہ صاحب ڈیروی سابق مدرس حقانیہ سے مخاطب ہوکر فرمایا قاری صاحب! اس تبلیغ کی عجیب لذت ہے ایک مرتبہ کوئی چکھ لے پھر جدا نہیں ہوتا جس نے ایک سنت نبوی ﷺ کو زندہ کیا اس کو سو شہداء کا ثواب ملتا ہے ان تبلیغی جماعت کے نوجوانوں کے چہرے روشن ہیں تبلیغ کی برکت ہے شکر ہے اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ توفیق عطا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

يَمُنُّونَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوا قُلْ لَّا تَمُنُّوا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (الحجرات:۱۷)

"اے پیغمبر! یہ لوگ آپ پر اسلام لانے کا احسان جتاتے ہیں آپ کہہ

دیجئے کہ مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان مت کرو بلکہ اللہ تعالیٰ تم پر احسان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی ہدایت دی بشرطیکہ تم سچے ہو''۔

حدیث پاک میں ہے المومن مع من احب ''انسان اس کے ساتھ ہوگا آخرت میں، جس کے ساتھ دنیا میں محبت تھی''۔

دارالعلوم کے فضلاء کی خصوصیات

۲۳ر جمادی الثانی ۱۴۰۴ھ بروز جمعرات بعد از نماز عصر:

بعض مہمان فضلاء حقانیہ جو بلوچستان سے تشریف لائے تھے مصافحہ کے بعد حضرت مولانا صاحبؒ نے مخاطب ہوکر فرمایا، الحمد للہ دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء علم کے ساتھ عمل سے بھی آراستہ ہوتے ہیں تواضع اور اچھے اخلاق رکھتے ہیں ایک مہمان مولوی محمد رسول نے کہا کہ حضرت! ہر جگہ فاضل حقانیہ دین کی خدمت میں مصروف ہیں تبلیغ میں ،تقریر میں، تصانیف میں، بالخصوص اس وقت جہاد افغانستان میں، غالباً قندہار کے علاقوں میں، اولاً جہاد کا اعلان فاضل حقانیہ مولوی عبدالکریم حقانی شہید نے کیا اور کابل پکتیا کے علاقہ میں مولوی جلال الدین حقانی نے اعلان جہاد کیا۔

تبلیغ اور عفو درگذر

تبلیغ کے متعلق فرمایا کہ حضرت وحشیؓ جو حضرت حمزہؓ کا قاتل تھا اسلام سے پہلے، حضور علیہ السلام اور صحابہ کرامؓ تشریف فرما تھے صحابہ کرامؓ ایک دوسرے کو گھور گھور کر دیکھنے لگے کہ آج تو قاتل ہاتھ میں آیا ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی بھی جرأت نہ کرسکا کہ حضرت وحشی کو کچھ کہہ سکیں یا اسے ماریں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

فرمایا کہ وحشیؓ کو کچھ مت کہو آج یہ اسلام قبول کرنے آیا ہے اسلام قبول کرنے سے گذشتہ سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں الاسلام یھدم ما کان قبلہ

حدیث کی نعمت

بدھ، محرم ۱۴۰۳ھ: مغرب کی نماز کے بعد حضرت صاحبؒ کے سامنے رائیونڈ کے سالانہ تبلیغی اجتماع کا ذکر ہوا برادرم حافظ سعید احمد ڈیروی نے کہا جی ہاں اکثر فنون کے طلبہ اجتماع کو جارہے ہیں اجتماع کی کامیابی کے لئے دعا فرمائی بندہ نے عرض کیا، جی طلباء دورہ حدیث والے آپ کے درس ترمذی شریف پر بہت خوش ہیں آپ کے درس میں کسی کو کوئی تھکاوٹ اور اداسی نہیں ہوتی۔

فرمایا: یہ حدیث شریف کی برکات ہیں حدیث پاک کے درس میں بیٹھا رہنا گویا اللہ تعالیٰ کی مجلس میں بیٹھا رہنا ہے اسلئے حدیث پاک وحی خفی ہے یہ بھی تو اللہ تعالیٰ کے ارشادات ہیں جو آپ ﷺ فرماتے ہیں وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی۔ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (النجم: ۳تا۴) اللہ ہمیں اس نعمت کی قدردانی نصیب کردے اور اس کی برکات سے مالا مال فرمادے۔

مجھے تو تارِ عنکبوت سے بھی نسبت نہیں

ڈیرہ اسماعیل خان کے ایک لیکچرار مہمان ملاقات کیلئے تشریف لائے حضرت مولانا صاحبؒ سے ملاقات کی اور کہنے لگے حضرت! آپ کی علمی خدمات اور فیوضات الحمد للہ دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیل رہے ہیں آپ کے مدرسہ کے طلبہ اچھے اخلاق اور قابلیت والے ہوتے ہیں جواب میں حضرت مولانا نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ غنی اور حکیم ذات ہے اپنی ذات کی خدمت جس سے چاہے لے سکتا ہے تارِ عنکبوت سے اسلام کی حفاظت اور خدمت لی ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ

وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار ثور میں ٹھہرے کفار کے بڑے ماہرین قیافہ دان جو العیاذ باللہ آپ ﷺ کے قتل کرنے کی کوشش اور تلاش میں تھے جب نشانات قدم پہچان کر غار کے دروازے تک پہنچے تو آپس میں کہنے لگے کہ یہ غار تو بہت پرانا ہے اس پر عنکبوت نے جالا تانا اور کبوتر نے انڈے دے رکھے ہیں اس میں کوئی بھی نہیں ہے یہ تو پرانا غار ہے اس میں کیسے پناہ لے سکتا ہے

حضرت مولانا صاحب نے مزید فرمایا مجھے تو عنکبوت کے تار سے بھی نسبت نہیں کہ دین کی خدمت کر رہا ہوں یہ تو صرف اور صرف اس غنی جل جلالہ کی مہربانی ہے کہ دین کے خادموں میں شمار کیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اگر تم دین کی خدمت نہیں کرو گے تو اللہ ہی خود حامی و ناصر ہے اپنے دین کا اور حضور ﷺ کا جس سے چاہے خدمت لے سکتا ہے: اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا (النسآء:۱۳۳)

محبوب کی ادا کو اپنائیں تو کامیابی ملے گی

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل آسان ہے اگر کوئی عمل کرنے کی ہمت کرے باپ اپنے بچے پر عاشق ہوتا ہے بچے کے لئے دن بھر مزدوری کرتا ہے محنت اور تکلیف برداشت کرتا ہے رات کو بچے کھاتے ہیں تو باپ دیکھ کر خوش ہوتا ہے آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں تو محبوب کو ہر ادا سنت کو اپنائیں اس لئے محنت اور تکلیف برداشت کریں تو کامیابی ملے گی وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا (الاحزاب:۷۱)

آخرت کی رسوائی سے پناہ مانگیں

۷جمعۃ المبارک ۳رجب ۱۴۰۱ھ:

نماز جمعہ کے بعد دعا کرتے ہوئے فرمایا روز محشر میں سب لوگ جمع ہوں گے جس طرح کہ ہتھیلی میں اکٹھا کیا جائے مشرق ومغرب ،شمال وجنوب ہر طرف کے لوگ ایک دوسرے کوخوب دیکھ سکیں گے جس شخص نے جو بھی عمل کیا ہوگا اپنے ساتھ اٹھایا ہوگا چوری، بدکاری ،زنا کاری ،زبان درازی وغیرہ الغرض جو بھی گناہ کیا ہوگا وہ ساتھ لئے کھڑا ہوگا اور اس دن کی ذلت ورسوائی سخت ہوگی سب لوگوں کے سامنے شرمندگی اٹھانی پڑے گی آخرت کی رسوائی سے پناہ مانگیں اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔

(مرتب :مولانا قاری عمر علی حقانی: الحق ج ۲۴،ش ۱۱،ص ۱۱، اگست ۱۹۸۹ء)

تواضع، عجز، صبر، حزم اور مستقبل کی فکر

(۲)

شاہ اسماعیل شہید کی تواضع

حضرت شیخ الحدیثؒ نے ارشاد فرمایا: امام صاحبؒ کی طرح ایک واقعہ، حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کو بھی پیش آیا کہ ایک شخص نے ان کو تقریر کے دوران ایسے گستاخانہ الفاظ سے پکارا، اے ابن الزانیہ! مگر حضرت نے نہایت تحمل اور تواضع سے جواب دیا کہ بھائی! میرے والد صاحب کے نکاح کے جو گواہ تھے وہ اب بھی زندہ ہیں اور محفل میں موجود ہیں، ان سے پوچھ لو کہ میرے والد محترم نے بغیر نکاح کے میری والدہ محترمہ کو رکھا تھا یا نکاح کے ساتھ اس تواضع اور برداشت پر وہ شخص اپنی سخت گوئی اور گستاخی پر شرمندہ ہو کر تائب ہوا اور معافی مانگ لی۔

فضلاء کو ہدایات

حضرت مولانا صاحبؒ نے فرمایا علماء اور فضلاء کے لئے تواضع تحمل بہت

ضروری ہے جب اپنے علاقوں میں جاؤتو وہاں کے علماء اور بڑوں کی بہت ہی عزت ومدارات کرو ان سے وابستہ رہواُن کی جوتیاں سیدھی کرو،اختلافی مسائل بالکل ابتداء میں نہ بیان کرو، جو بھی کسی بات پر سخت الفاظ کہہ دے جواب نہ دو اگر جواب دینا ضروری ہوتو نہایت لطیفانہ لہجہ میں تحمل سے پھر تین چار سال گذرنے کے بعد علماء کرام اور دیگر عوام کوتمہاری خوش اخلاقی ،صداقت اور حقانیت معلوم ہوجائے گی تو پھر جو مسئلہ بھی سامنے رکھو گے ماننے کوتیار ہوں گے اللہ تعالیٰ علماء مخلصین کو خاص طور پر بغیر حساب ومشقت کے رزق پہنچاتا ہے اتمام حجت کرتے ہیں اور اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔

دعا کی فضلیت واہمیت

ارشاد فرمایا: جس دعا میں عمومیت ہوگی وہ بہت مستجاب ہوگی دعا رد نہیں ہوتی شیطان جوکہ سب کے نظروں میں گراہوالعین ہے اس نے بھی اپنی غلطی کے وقت بارگاہ خداوندی میں درخواست کی کہ مجھے مہلت دی جائے رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ اللہ تعالیٰ نے اس ملعون کی دعا کو بھی مسترد نہیں کیا چہ جائے کہ ایک کلمہ گومسلمان اپنے گناہوں سے تائب ہوکر طلب عفو کی دعا کرے تو ضرور قبول ہوگی جب کہ اس کریم ذات کا ارشاد ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ تم مانگو مجھ سے میں اللہ قبول کروں گا۔

بے پناہ صبر وتحمل

۱۳رجب ۱۴۰۱ھ (غالبًا) بروز جمعہ بعد نماز مغرب: حضرت مولانا صاحبؒ کی مسجد قدیم میں محلہ کے بعض بچوں نے بہت شور مچایا جس سے نمازیوں کو بہت تکلیف پہنچی جس پر بندہ نے بچوں کوسختی سے تنبیہ کی اور مسجد میں شور مچانے سے منع کیا اس محلے کا ایک شخص غصہ ہوکر آیا اور ہم طلبہ کو گالی گلوچ دی جبکہ حضرت مولانا صاحب مسجد میں تشریف فرما تھے آواز سن کر حضرت کو بھی سخت تکلیف پہنچی مگر خاموشی کی حالت میں گھر تشریف لے گئے

جب دوسرے دن عصر کو نماز کے لئے تشریف لائے تو ہم طلبہ سے ارشاد فرمایا کل بہت دُکھ پہنچا جس پر بے آرامی ہوئی تم پریشان مت ہونا، صبر و تحمل سے رہنا، اللہ پاک تمہیں اجر دے گا، نبی علیہ السلام کو جب سخت سے سخت تکلیف پہنچتی کسی کی طرف سے تو نہایت صبر سے فرماتے "اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون" حضرت مولانا صاحب کی اس روحانی پدارانہ شفقت اور حوصلہ افزائی سے ہمارے دل کو سکون ہوا اور دکھ جاتا رہا اسی وقت دل رنجشوں سے دھل گیا اللہ تعالیٰ حضرتؒ کو اس بے انتہا شفقت کا بہترین صلہ دے۔

طلبہ کا ذوق علم اور اساتذہ کی شفقتیں، مفتی محمد فرید صاحبؒ مرحوم کے والدؒ کا ذکر

زروبی، ضلع صوابی کے ایک فاضل نے حضرت شیخ الحدیثؒ کی مسجد میں مغرب کی نماز پڑھائی نماز کے بعد بغرض دعا حضرتؒ سے ملاقات کی اور تعارف کرایا دریافت فرمایا، یہاں ہمارے ہاں پڑھتے ہیں بندہ نے عرض کیا جی ہاں، تو ارشاد فرمایا، زروبی کے طلبہ بہت ذہین ہوتے ہیں حضرت مفتی محمد فرید صاحب دامت برکاتہم کے والد بزرگوار بہت نامور محقق عالم تھے ایک مرتبہ بہت زیادہ اسباق پڑھانے سے تھک گئے تو طلبہ سے اپنے کو آرام کیلئے چھپالیا (جنگل میں تنہائی کیلئے گئے) مگر ایک طالب علم تلاش کرتے کرتے ان تک پہنچ گیا اور کہا استاد محترم! کتاب ساتھ لایا ہوں سبق پڑھائیں۔

حضرت مولانا نے فرمایا بھائی! میں نے اس غرض سے تو یکسوئی اختیار کی کہ ذرا آرم کروں چلو تم آگئے تو سبق پڑھا دوں گا مگر کسی کو یہ جگہ بتانا نہیں کچھ دیر کے بعد اور طلبہ بھی پہنچے اور کتابیں ساتھ لائے کہ حضرت! پڑھائیں تو وہاں بھی پڑھاتے رہے یہ ان کی سخاوت تھی اور قبولیت عنداللہ......

ع   اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

زمانہ طالب علمی میں مستقبل کی فکر

طلبہ کرام سے بطور نصیحت ارشاد فرمایا: وقت کا زیادہ احساس کرویا تو انسان گھر سے نکلے نہیں بلکہ اپنا حلال کسب اختیار کرے مزدوری، دکانداری، زمینداری کرے لیکن جب گھر کو، والدین کو، بہن بھائیوں کو اہل وطن کو چھوڑ کر دینی تعلیم کے حصول کیلئے نکل گئے تو اب اپنے نیک مقصد میں پیچھے نہ رہیں اچھا نہیں کہ کوئی طالب علم کتاب میں کسی ایک جگہ نہ سمجھ سکے اس جگہ کو ایسا ہی چھوڑ دے اور کہہ دے کہ بھائی! مجھ سے تو کوئی ترمذی شریف ، بخاری شریف ،قاضی احمد اللہ تو نہیں پڑھے گا پھر کیا تکلیف اٹھاؤں فارغ ہو کر کسی ملازمت یا اور پیشہ کو اختیار کرلوں گا یا زیادہ سے زیادہ خطابت یا امامت کروں گا، پھر اتنی تکلیف کیوں کروں ،پسینہ کیوں بہاؤں یہ شیطان کا بہت بڑا حربہ اور دھوکہ ہے ،ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئے بلکہ جس جگہ سے کتاب سمجھ میں نہ آئے بار بار اپنے استاد محترم سے پوچھیں یہ وقت ہے تدریس کے وقت معلوم ہوگا کہ جو اسباق تکرار کئے ہوں گے بار بار دہرائے ہوں گے تو اس میں معمولی مطالعہ سے مقصد سمجھ سکو گے اور جو جگہ رہ گئی تو وہاں بہت پریشانی اٹھانا ہوگی مکھی کی طرح ہاتھ ملنا ہوگا مگر ہاتھ کچھ نہ آئے گا۔

تنبیہ :آج کل یہ غفلت اور مرض بہت زیادہ ہے جس کا نقصان ظاہر ہے کہ سینکڑوں افراد میں دو تین صحیح صلاحیت اور استعداد والے ہوتے ہیں۔

دارالعلوم کی سند اور حضرت کا حزم واحتیاط

۸رجب ۱۴۰۱ھ مغرب کی نماز کے بعد حضرت مولانا صاحبؒ کے پاس تین مہمان پنجاب سے ملاقات کیلئے آئے ان میں ایک دینی تعلیم یافتہ تھا اس نے حضرتؒ سے کہا کہ حکومت میں میری بہترین ملازمت ہے مستقل ہونے کے لئے مجھے حکم ہوا ہے کہ دارالعلوم حقانیہ کی سند فراغت لاؤ گے تو اپنی نوکری میں مستقل اور برقرار رہو گے ورنہ

ملازمت ختم ہوجائے گی اس مہمان نے مزید کہا کہ حضرت میرے والد نہیں ، والدہ ، برداران ، اور بچے نہایت غریب اور بے آسرا ہیں اس ملازمت کے سوا کوئی اور ذریعہ معاش نہیں لہٰذا آپ مجھ سے امتحان جیسے بھی لینا چاہیں جس کتاب میں لیں ، اپنا اطمینان کرلیں مجھے اپنی مدرسہ کی سند عنایت فرمائیں۔

حضرت مولانا صاحبؒ نے ارشاد فرمایا : اب تو یہ سال ختم ہونے والا ہے امتحان کے دن ہیں ہمارے مدرسہ دارالعلوم حقانیہ کی سند اس شخص کو ملے گی جو کہ کم ازکم ایک سال یہاں رہے اور دورۂ حدیث پاک پڑھے تینوں ، امتحانات میں شریک ہو ، پھر نتیجہ دیکھا جائے گا پاس ہوگا تو سند دی جائے گی ورنہ مستحق نہیں ہوگا وہ مہمان بہت فریاد اور اصرار کرتا رہا کہ ایک سال گذارنے کا وقت نہیں جس طرح بھی ہو امتحان لے کر اپنی تسلی کرلیں۔

سند صرف قابلیت کی نہیں اخلاق کی بھی ہے

حضرتؒ نے فرمایا کہ ہم مدرسہ کی سند طلبہ کو صرف قابلیت کی نہیں دیتے بلکہ اس بات پر سند دیتے ہیں کہ اس طالب علم نے مدرسہ میں ہمارے ہاں دورۂ حدیث پڑھا ہے وقت گزارا ہے اس کے اخلاق کو اس کے اٹھنے بیٹھنے کو دیکھا جاتا ہے حضرتؒ نے مزید فرمایا کہ اگر خود مجھ کو حقانیہ کے سند کی ضرورت ہوجائے (بطور مثال کے) تو میں یہ حق نہیں رکھتا کہ اپنے آپ کو سند دے دوں کیونکہ میں نے کتابیں دارالعلوم دیوبند میں پڑھی ہیں تعلیمی وقت وہاں گذارا ہے یہاں حقانیہ میں میں نے تعلیم حاصل کی نہیں اور نہ ہی میں اساتذہ کے سامنے یہاں دوزانو بیٹھا ہوں تو سند کس چیز کی لوں مزید برآن کہ حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے قریبی مہربان بزرگ اور مشفق تھے دونوں حضرات ایک دفعہ متعلقین دوستوں کے

ہمراہ تشریف لائے اور فرمایا کہ ان دوستوں میں سے ایک دوست کو حقانیہ کے سند کی ضرورت ہے ہم کو منت سماجت کر کے لائے ہیں کہ سند ملنے کی سفارش کر دیں اب آپ کو اختیار ہے۔

بغیر استحقاق کے سند دینا جرم عظیم

حضرت مولانا صاحب نے فرمایا: حضرات! آپ دونوں حقانیہ کے سرپرست اور بانی ہیں آپ کا مدرسہ ہے اگر آج ایک سند استحقاق کے بغیر دی جائے تو مدرسہ بدنام ہوجائے گا اور سارے خدمات ضائع ہوجائیں گے دین کا چشمہ بے اعتماد ہوجائے گا حاضرین سے فرمانے لگے اب آپ فرمائیں اس دینی مدرسہ کی بدنامی اور نقصان کو کون برداشت کرسکتا ہے؟

وہ عرض کرنے لگے حضرت! آپ جو فرمارہے ہیں یہ حقیقت ہے ایسی ہی سختی ہونی چاہیے حضرت مولانا صاحب نے اس مہمان سے فرمایا کہ جب اتنے مہربان بزرگ حضرات کے دوستوں کو سند نہیں دی تو آپ ناراض نہ ہوں آج اگر حکومت کے ہاں دارالعلوم حقانیہ کے سند معتبر معتمد ہے تو اس وجہ سے کہ اصول اور قانون کے تحت کام ہورہا ہے بے جا سندیں نہیں دی جاتیں اس ایک واقعہ سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی امانت، صداقت، حق گوئی اور دیانت کا بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے۔

(مرتب: مولانا قاری عمر علی حقانی۔ الحق ج ۲۴ ش ۱۲ ص ۱۳، ستمبر ۱۹۸۹ء)

دعاء، شکر، اخلاق اور دعوت وتبلیغ

(۳)

بیماریوں سے گناہوں کی معافی اورتاخیر اجابت میں حکمتیں

۱۹رجب ۱۴۰۱ھ بروز اتوار: صبح بنوں سے تین مہمان حاضرِ خدمت ہوئے اور حضرت مولانا صاحبؒ سے اُن کی بیٹھک میں ملاقات ہوئی مہمانوں نے صحت کے بارے میں پوچھا، حضرتؒ نے فرمایا مختلف امراض ہیں، شوگر ہے آنکھوں کی بینائی کمزور ہے، ان بیماریوں سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمارے لئے بھی کفارۂ ذنوب کردے فرمایا ہماری مثال تو چھوٹے بچے کی طرح ہے، روتے ہیں، ماں باپ سے روٹی سالن اور کھٹی کڑوی چیزیں کھانے کے لئے مانگتے ہیں مگر والدین کہتے ہیں کہ بیٹے! تو اب تک کھانے کے قابل نہیں صرف دودھ سے گذارہ کر تیرا فائدہ اس میں ہے اسی طرح اللہ پاک اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے (والدین سے ستر گنا زیادہ) جس چیز کی اجازت نہیں دیتے، ہمارے جی چاہتا ہے، ہم کو سمجھ نہیں، چھوٹے بچوں کی طرح اپنی

مصلحت کی خبر نہیں اللہ پاک کے ہر کام میں، ہر حکم میں مصلحت وحکمت ہوتی ہے وہ حکیم ذات ہے، اپنے بندوں کے فائدہ کا لحاظ کرتے ہیں مگر بندے (حکمت) سمجھتے نہیں۔

قبول اسلام کی توفیق اللہ تعالیٰ ہی کا احسان

مہمان دارالعلوم اور دارالحفظ دیکھ لینے کے بعد جب حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا ''بس جو کچھ بھی ہے اللہ پاک کا فضل عظیم ہے انسان کا اس میں کچھ دخل نہیں، وہ اپنے دین کا محافظ ہے ہم پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں پیدا فرمایا پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں، پھر یہ کہ اپنے دین کی خدمت کیلئے چنا ہے اگر اللہ پاک ہمیں گند میں، نالوں کے غلاظت کے کیڑے پیدا فرماتا یا کوئی حیوان بنادیا ہوتا ہمیں کیا اختیار ہوتا، کیا ہم کچھ کرسکتے ہیں؟ نہیں نہیں! یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ توفیق دی ہے نماز پڑھ لیتے ہیں، دین کی کچھ خدمت کرلی جاتی ہے فرمایا نبی علیہ السلام کے پاس بعض دیہاتی لوگ آئے اور کہا اے پیغمبر! ہمارا آپ پر احسان ہے کہ اور لوگوں نے تو اسلام جہاد کے ذریعہ سے قبول کرلیا، ہم نے بغیر جھگڑے اور جہاد سے اسلام قبول کیا ہے اللہ تعالیٰ نے وحی بھیج دی کہ ان کو فرما دیجئے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ تم کو ایمان نصیب کردیا تم احسان مت جتلاؤ یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (الحجرات:۱۷) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذمہ دعوت وتبلیغ کا کام تھا اللہ تعالیٰ نے فرمادیا بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ

اسلام تلوار سے نہیں بلکہ نیک اخلاق سے پھیلا ہے

ہم یہ نہ سمجھیں کہ اسلام قبول کرنا ہمارا کمال ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اسلام تلوار اور تیر کے زور سے نہیں پھیلا بلکہ اخلاق حسنہ، سچائی اور امانت داری سے

پھیلا ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بستیوں میں جا کر چھوٹی چھوٹی دوکانیں کھول لیتے اور تھوڑا نفع لیتے لوگوں کو بتا دیتے کہ بھائی یہ چیز اس قیمت پر خریدی ہے اور اتنی قیمت پر دیتا ہوں تو لوگ اس امانتداری اور سچائی سے متاثر ہو کر اُن کی عملی تبلیغ سے اسلام قبول کر لیتے

دعوت و تبلیغ کا کام عملِ صالح سے ہی موثر ہوتا ہے

ارشاد فرمایا انڈونیشیا میں غالباً آٹھ صحابہ کرامؓ تجارت کی غرض سے گئے اس وقت بہت زیادہ آبادی تھی وہاں کی اُن اٹھ دینداروں نے دوکانیں کھولیں وہاں کے لوگ آتے سودا خرید کر جاتے تو مشہور ہوا کہ یہاں چند دیندار اور امانتدار تاجر اپنی دکان میں اچھی چیزیں رکھتے ہیں اور سستی بھی دیتے ہیں اس شہرت پر سارے لوگ ان کی دوکانوں کی طرف ٹوٹ پڑتے سودا ان سے خریدتے جب شہر کے اور دوکانداروں کو یہ حالت معلوم ہوئی اور ان کی دوکانیں کمزور ہونے لگیں تو سب اکٹھے ہو کر بادشاہ وقت کے سامنے حاضر ہوئے اور شکایت کی کہ چند آدمی کسی اور علاقہ سے آئے ہیں، یہاں کے سب لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہے ہیں لوگ متاثر ہو رہے ہیں، اگر اُن کو ضلع بدر یا شہر بدر نہ کیا گیا تو تھوڑے دنوں میں تیری سلطنت بگڑ جائیگی اُکھڑ جائیگی بادشاہ نے حکم دیا ان چند مسافروں کو اس ملک سے نکال دو جب شہر کے عام لوگوں کو اس حکم کا علم ہوا کہ ان سچے دکانداروں کو نکال دیا گیا ہے تو سب شہر والے لوگ بادشاہ کے سامنے حاضر ہوئے اور اتفاق سے کہا کہ اگر ان اٹھ سچے دکانداروں کو ملک سے نکالتے ہو تو ہم سب کا بندوبست بھی ان کے ساتھ کرو، ہم اُن کے ساتھ جائیں گے بادشاہ پر حقیقت حال ظاہر ہوئی کہ یہ اٹھ آدمی تو سچے امانتدار مسلمان ہیں، انصاف والے ہیں تو اپنا حکم واپس لے

لیا، نہیں نکالا توان اٹھ صحیح مسلمانوں کی عملی تبلیغ اور نیک اخلاق و کردار سے ہزاروں لوگ مسلمان ہوئے الغرض دین کی تبلیغ اور خدمت ہر شعبہ میں ہو سکتی ہے اگر کوئی کرنا چاہے اللہ تعالیٰ ہم کو بھی دین کی خدمت کے لئے قبول فرمائے۔

امتحان کا پرچہ

۳ رشعبان ۱۴۰۱ھ : مجلس میں طلباء کے امتحان کا ذکر آیا تو حضرت مولانا صاحب نے ارشاد فرمایا ممتحن کو چاہئے کہ طلباء کی استعداد کے مطابق پرچہ تیار کرے، ایسے سوالات ہو کہ نہ تو بہت آسان ہوں نہ سخت مشکل، نہ مشہور نہ غیر مشہور بلکہ مناسب اور طلباء کی صلاحیت کے مطابق۔

سفر میں سنت نماز کے متعلق مسئلہ

لاہور کے ایک مخلص خوش نصیب حاجی محمد یسینؒ جو حضرت مولانا صاحبؒ سے نہایت محبت وعقیدت رکھتے تھے اور علماء کرام کی خدمت کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں حضرتؒ کی ملاقات کے لئے بہت آیا کرتے تھے، کبھی کبھی اپنے بچوں کو بھی حصول دعا کی غرض سے لے آتے تھے ایک مرتبہ حضرتؒ سے پوچھنے لگے حضرت! سفر میں چار رکعت فرض نماز میں تو دو رکعت فرض پڑھنے ہوتے ہیں سنتوں کا کیا حکم ہے؟ مولانا صاحبؒ نے فرمایا سواری زیادہ دیر نہ رکتی ہو جلدی ہو تو صرف نماز پڑھ لینا کافی ہے دو رکعت فرض پڑھنے ہوتے ہیں، سنتیں نہ پڑھنے سے عتاب اور ملامت نہ ہوگی جیسا کہ حضر میں یعنی بغیر سفر کے اگر کوئی سنت نماز نہ پڑھے تو تارک سنت کو عتاب اور ملامت ملے گی ہاں اگر سواری ٹھہرتی ہو، وقت زیادہ ہو کوئی عجلت نہ ہو تو پھر سفر میں سنت نماز پڑھ لینا افضل ہے۔

دارالعلوم حقانیہ کا آغاز

۲۳ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ: ایک صاحبؒ نے حضرت مولانا صاحبؒ سے بینائی اور دیگر بدنی امراض کا پوچھا تو حضرتؒ نے فرمایا بڑھاپا خود اُم الامراض ہے وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ (یٰسٓ:۶۸) جس طرح بچے کو اپنی ماں گود میں کبھی اوپر کبھی نیچے کرتی ہے اسی طرح بڑھاپے کا حال ہے، حالات بدلتے رہتے ہیں فرمایا بیماری دینے والی وہ حکیم ذات ہے اور لینے والی بھی وہ کریم ذات ہے۔

فراخیٔ رزق اور ترقی علم کیلئے وظیفہ

وہ صاحب بلوچستان کے تھے۔ انہوں نے اپنے مدرسہ (جو بلوچستان میں قائم کیا تھا) کی ترقی کے لئے دعا کی درخواست کی اور فراخیٔ اسباب کے لئے وظیفہ پوچھا حضرتؒ نے فرمایا یہ مسجد جس میں ہم بیٹھے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے دین کی خدمت شروع کی ۷۰/۶۰ طلبہ کا کھانا ہمارے گھر پکتا تھا، مدرسہ کا نام نہیں رکھا (بغیر نام کے کام شروع کیا) پھر فضل خداوندی شامل حال ہوتا رہا اور چند سال بعد ''تعلیم القرآن'' نام ملا، پھر آگے چل کر دارالعلوم حقانیہ کے نام سے مشہور ہوا، یہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم تھا اپنے دین کی حفاظت اللہ خود کرتے ہیں جس کو چاہیں منتخب کر لیتے ہیں پھر اُس مہمان کو سورۃ القریش بسم اللہ کے ساتھ صبح وشام فراخی اسباب رزق کے لئے ارشاد فرمایا اور درس وتدریس میں ترقی کیلئے الملك القدوس ۹۹ (ننانوے) مرتبہ پڑھنے کا فرمایا۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا اس سلسلہ میں مشہور واقعہ ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا کی طلب تم مت کرو خود پاؤں میں پڑے گی، عزت سے رہو گے تم طلب کرو گے تو خود پیچھے دوڑو گے، ذلت سے رہو گے''

(مرتب قاری محمد عمر علی حقانی: ''الحق''۔ ج ۲۵ ش ۱، ص ۱۰، اکتوبر ۱۹۸۹ء)

دوسروں کے حقوق
کی پاسداری اور خوف الٰہی
(۴)

پڑوسی کے حقوق

یکم محرم ۱۴۰۲ھ : حضرت مولانا صاحبؒ سے ملاقات کیلئے دو مہمان آئے، ایک صاحب بولے، یہ میرا پڑوسی ہے آپکی ملاقات اور دعا لینے کی غرض سے آیا ہے حضرتؒ نے فرمایا پڑوسی کا تو بہت حق ہوتا ہے ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے نبی ﷺ نے فرمایا جبریل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ بار بار میرے پاس بھیجتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ پڑوسی سے نیکی کرو بہت لحاظ رکھو، گھر سے قریب گھر، پھر اقرب فالاقرب، چالیس گھروں تک پڑوسی شمار کیے جاتے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا جبریل امین اتنی زیادہ بار آئے کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ پڑوسی ورثاء میں شامل ہو جائیں گے اور نہیں تو کم از کم ایک چمچہ سالن زیادہ کرلیں ایک روٹی زیادہ کرلیں پڑوسی کو دیدیں یا ایک گھونٹ پانی پلادیں، خوشی میں غم میں شریک ہو جائیں، کچھ تو حق ادا ہو جائے گا۔

حضرت مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک مخلص دیندار دار العلوم کی مجلسِ شوریٰ

کے رکن ملک اکرم الٰہی صاحب فوت ہو چکے ہیں حدیث شریف میں آیا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ جمعہ کے دن جو شخص فوت ہو جائے اُس سے قبر کا عذاب ہٹایا جاتا ہے اور جس کی نماز جنازہ میں سو آدمی شریک ہوں تو میت اور شریک ہونے والوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے، پھر دعا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کے لئے فضیلت

۶ رجب ۱۴۰۲ھ : صبح کے وقت حضرت مولانا صاحبؒ کی ملاقات کیلئے بعض مہمان تشریف لائے حضرتؒ نے ارشاد فرمایا قیامت جب آجائے گی ساری دنیا فنا ہو جائے گی اُس کے بعد جب حساب کتاب کا دن آئے گا تو روزِ محشر میں سورج سر کے قریب ہوگا لوگ بہت تکلیف میں ہوں گے، نبی ﷺ تشریف لا رہے ہونگے ایک جماعت جو موتیوں کے ٹیلوں پر بیٹھی ہوگی (خوش وخرم ہوں گے) نبی ﷺ پوچھیں گے یہ کون ہیں کہ ایسے سخت دن میں خوش ہیں اور عزت سے ہیں؟ جس پر فرشتہ عرض کرے گا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے وہ لوگ ہیں جن کی ملاقات ومحبت اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تھی اور جدائی بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے (حضرتؒ نے مہمانوں سے فرمایا) آپ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آئے ہیں، تشریف آوری فرمائی ہے، یہ آپ لوگوں کا محض حسنِ ظن اور دینی محبت ہے ورنہ میں تو ضعیف وکمزور ہوں (من آنم کہ من دانم) اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نیک اخلاق نصیب کرے۔ آمین

مسلمان خوف اور امید میں رہے

گفتگو بالا جاری تھی کہ حضرت مولانا صاحبؒ سے ایک مہمان نے عرض کیا حضرت توجہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور ایمانِ کامل نصیب ہو جائے حضرت نے فرمایا الایمان بین الخوف والرجاء انسان مطمئن بھی نہ ہو جائے کہ میں ضرور جنت میں

جاؤں گا، میں نے اچھے کام کیے ہیں، شیطان دو کام کرتا ہے کبھی انسان کے دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ بھائی! تم نے نیکیاں بہت کی ہیں ضرور جنت میں جائے گا، بخشا جائے گا ایسے نہیں کہنا چاہئے، دوسری بات یہ کہ بھائی! تم سخت گنہگار ہو، اعمال تیرے سب برے ہیں، تیری بخشش کی کوئی امید نہیں، تو اس طرح ناامیدی بھی نہیں کرنی چاہیے اللہ پاک بہت مہربان ہیں ارشاد ربانی ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ دیکھو کتنی بڑی خوشخبری ہے کہ اگر تم تھوڑا سا شکر کروگے تو میں ضرور بالضرور تمہیں اپنی نعمتیں اور زیادہ دوں گا ایک لام تاکید ایک نون ثقیلہ تاکید ہے اتنی بڑی مہربانی اور کرم، آگے پھر فرمایا وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ "اگر تم ناشکری کروگے تو سنو میرا عذاب بھی سخت ہے" ایسے نہیں فرمایا لاعذبنکم کہ ضرور بالضرور عذاب دوں گا، نہیں نہیں، بلکہ اگر تم ناشکری کروگے تو میرا عذاب سخت ہے اس سے بچنے کا خوف رکھو، استغفار سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں شیطان نے دعا کی کہ یا اللہ مجھے مہلت دے، میری عمر لمبی ہو، رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ(الحجر:۳۶) اللہ تعالیٰ نے من وجہٍ دعا تو قبول فرمائی کہ عمر لمبی ہوگی مگر قیامت سے پہلے موت ضرور آئے گی جب شیطان کو اطمینان ہوا کہ عمر تو لمبی ہوگی، تو شیطان بولا تیری عزت کی قسم میں گمراہ کروں گا اُن سب کو (تیرے بندوں کو) مگر جو بندے تیرے مخلص چنے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں جہنم بھروں گا تجھ سے اور جو تیری راہ پر چلے ہوں گے اُن سے اور جو میرے نیک چنے ہوئے بندے ہوں گے اُن پر تیرا ذرا بھی بس نہیں چلے گا، جب میرے بندے غلطیاں کریں گے، اُن کے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں گے مگر جب استغفار پڑھیں گے، اخلاص سے توبہ کریں گے تو سب گناہ معاف کردوں گا۔

اللہ تعالیٰ کے در کے سوا اور کوئی در نہیں

گفتگو جاری تھی حضرت مولانا صاحبؒ نے فرمایا ایک بزرگ تھے ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے تھے بہت مُریداُن کے ساتھ ہوتے ، اصلاح وتربیت ہوتی، ایک رات غیب سے ہاتف نے آواز دی اے بزرگ! جا تیری کوئی عبادت قبول نہیں ، مریدوں نے بھی آواز سنی ، دوسری رات پھر عبادت میں مصروف رہے روتا ہے، ذکر کرتا ہے، پھر آواز آئی جا تیری کوئی عبادت قبول نہیں ، تیسری رات پھر اسی طرح ہوا مریدوں نے کہا حضرت! کیوں اتنی تکلیف کرتے ہیں ،ساری رات جاگتے ہیں ،ہاتف سے آواز نہیں سنتے کہ تیری کوئی عبادت قبول نہیں اس بزرگ نے فرمایا ٹھیک ہے میں نے تینوں راتیں غیبی آواز سنی ہے لیکن تم یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے در کے سوا اور کوئی در ہے کہ وہاں چلا جاؤں ، اس در کے سوا کوئی در نہیں پھر اس کو کیوں چھوڑوں ،وہ میرے آقا ہیں میں اس کا غلام ہوں اُس کا اختیار ہے قبول کرتا ہے یا نہیں ، (اپنے در پر چھوڑے یا نہ) اس کے بغیر کوئی اور در نہیں پھر اس کو کیوں چھوڑوں اس کے سامنے کیوں نہ روؤں رات کو پھر غیب سے آواز آئی تیرے سب اعمال قبول ہیں صرف تیری آزمائش کرنی تھی ،تو کامیاب ہوا (تیری توبہ قبول ہوئی) یہ ہیں استغفار کے فائدے اور ثمرات ،اللہ پاک استغفار سے گناہ معاف کردیتے ہیں قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے۔اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا (نوح:۱۰) استغفار کے بہت فائدے ہیں ، گناہوں کا معاف ہوجانا ، رحمت کی بارش برس جانا، مال اور اولاد میں برکت ہونا، جنت کی خوشیاں ملنا،صرف استغفراللہ پڑھنا استغفر اللّٰہ الذی لاالٰہ ھوالحی القیوم واتوب الیہ جو بھی آسان ہو پڑھنا چاہیے۔

حضرت داؤد کو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میرا شکر ادا کر کثرت سے، حضرت داؤد علیہ السلام رونے لگے عرض کیا یا اللہ! کس چیز کے ساتھ تیرا شکر ادا کروں، زبان سے ادا کروں تو زبان آپ نے دی ہے ہاتھ، پاؤں، دل اور دماغ سب کچھ آپ نے دیئے ہیں۔ میری ذاتی کوئی چیز نہیں ہے کہ تیرا شکر ادا کرلوں ارشاد ہوا بس یہ اقرار عجز ہی شکر ہے پس مطلب یہ ہوا کہ ہر وقت انسان امید رحمت اور خوف عذاب میں رہے۔

مرتب: مولانا قاری عمر علی حقانی

الحق: ج ۲۵، ش ۲، ص ۱۰، ا اکتوبر ۱۹۸۹ء

تحصیل علم میں مجاہدہ اور اسفار کی برکات

بے قاعدہ اسباق سے اجتناب اور تحصیل علم میں مشقت

ایک مجلس میں دارالعلوم کے کسی طالب علم نے لنگر سے کھانا جاری کرنے کے لئے درخواست دی اور کہا کہ باہر سے روٹی لانے میں تکلیف ہوتی ہے تو اس موقع پر شیخ الحدیثؒ نے ارشاد فرمایا کہ ایک بار دیوبند کے زمانہ طالب علمی میں رمضان شریف کی تعطیلات میں دہلی چلا گیا اور وہاں ایک استاذ سے سلم شروع کی، میری روٹی ایک ایسی جگہ مقرر ہوئی جو درسگاہ سے تقریباً دو میل دور تھی صبح و شام وہاں سے میں طعام لایا کرتا تھا اور رمضان شریف میں تو اس دوری کی وجہ سے زیادہ تکلیف ہوتی۔

فرمایا کہ چونکہ رمضان تھا تو چائے وغیرہ پر زیادہ خرچہ آتا تھا تو کھانے کے سلسلے میں اس تکلیف کو برداشت کرنے کے ساتھ ساتھ سینکڑوں روپے خرچ ہوئے اور سبق صرف دو یا اڑھائی صفحات ہوا تھا، اس کے بعد ایک مرتبہ دیوبند سے تعطیلات میں وطن آیا اور طورو مردان میں مولانا عبدالجمیل صاحب سے تعطیلات میں پڑھنا شروع کیا

یہاں بھی اسی طرح ہوا کہ سینکڑوں روپے خرچ ہونے کے ساتھ سفر کی تکلیف بھی برداشت کی اور سبق تقریباً یہاں بھی دو تین ورق ہوا تو اس پر میں نے یہ عزم کیا کہ بے قاعدہ سبق نہ پڑھوں گا، چونکہ تعطیلات ہوتی ہیں لہٰذا سبق پڑھنا بے قاعدہ ہوتا ہے اس لئے تعطیلات میں نہ پڑھوں گا تو بقیہ چھ سات سال تعطیلات میں بھی دیوبند میں اپنے اپنے کمرہ میں مطالعہ وغیرہ میں مصروف پڑا رہتا۔

تحصیل علم کے لئے متعدد اسفار کی کہانی

فرمایا میرٹھ (ہندوستان) کے مدرسہ میں ایک عالم تھے جو کہ ریاضی اور منطق میں بہت ماہر تھے، مسلکاً بریلوی تھے مگر اخلاق ان کے بہت اچھے تھے دیوبندی طلبہ سے بہت اچھے طریقے سے پیش آیا کرتے تھے اور فرماتے کہ یہ اس لئے کرتا ہوں تا کہ کسی کو تعصب کا شبہ نہ ہو جائے۔ ہم اُن سے ریاضی کی کتابیں پڑھتے تھے، بدقسمتی سے ہمارے یہ استاذ کلکتہ کے مدرسہ عالیہ میں تدریس کے لئے چلے گئے ہم وہاں تو نہ جا سکے البتہ دہلی آگئے وہاں ایک مدرسہ تھا جس میں ایک ضعیف العمر پشتون عالم تھے ریاضی کی کتابیں ان کے ساتھ تھیں، ہم نے سوچا کہ پہلے اسباق سنتے ہیں پھر دیکھ لیں گے چنانچہ ہم ان کے تصریح کے سبق میں شریک ہوئے، تصریح میں ان کے ہاں تقریباً تیس ۳۰ طالبعلم تھے، سبق تھا دائرہ منطقۃ البروج کا اور اس کے تقاطع کا معدل النہار کے ساتھ...... تو استاذ یہ سمجھا رہے تھے کہ منطقۃ البروج معدل النہار کو نقطہ اعتدال ربیعی اور نقطہ اعتدال خریفی پر کاٹتا ہے۔

تحش گو استاذ کی شاگردی سے گریز

اس مبحث کو کُرہ کے ذریعے استاذ سمجھا رہے تھے کہ اس دوران کسی قدیم طالب علم نے کہا کہ حضرت! منطقۃ البروج اور معدل النہار کے تقاطع کی صورت سمجھ میں نہیں

آئی اسکی کیا صورت ہوگی ؟ تو اس پر اُس عالم نے ایک عامیانہ فحش مثال پیش کی تو اس قسم کے اشکلہ کی وجہ سے ہم یہاں سے چلے گئے اور قصبہ گلاوٹی (جو دہلی سے ۴۰ یا ۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے) چلے آئے یہاں پرانے مدرسہ میں ریاضی کے ایک استاذ کے اسباق پسند آئے ، یہ استاذ میر زاھد بھی پڑھا رہے تھے کچھ مدت کے بعد پھر امروہہ چلے گئے اور امروہہ کے چھپر مدرسہ میں داخل ہوئے یہاں دو استاذ تھے، ایک تاجک حافظ کے نام سے مشہور تھے، نوجوان تھے ، نئے فاضل تھے مگر تھے بڑے لائق ماہر ، اور دوسرے مولانا عبداللہ باجوڑ تھے ، آپ ہاتھ سے معذور تھے، یہاں تقریباً تین مہینے گذار دیئے ، میر زاہد رسالہ میر زاہد، نورالانوار یہاں پڑھ لئے ، تاجک حافظ صاحب یہاں سے سہارن پور چلے گئے اور ہم پھر میرٹھ واپس آگئے فان کل شیء یرجع الیٰ اصلہ

(حضرت شیخ الحدیث) نے فرمایا: میرٹھ میں مولانا مشتاق احمد صاحبؒ (جن کا حمد اللہ پر ایک مفید حاشیہ بھی ہے) سے حمد اللہ پڑھی ہے فرمایا میرٹھ سے ہم دیوبند آگئے ۱۳ شوال تھی مدرسہ کے منتظمین نے کہا اب چونکہ داخلہ کے دن گذر چکے ہیں اس لئے بغیر طعام کے داخلہ مل سکتا ہے اس لئے ہم واپس ہوئے اور یہ سال بھی دیوبند سے باہر گذار دیا دوسرے سال وقت پر آگئے ، فارم داخلہ لیا ، امتحانِ داخلہ مولانا اعزاز علی صاحبؒ نے لیا (جن کو امتحان میں سختی کرنے کی وجہ سے طلبہ ملک الموت اور شیخ الغضب کہتے تھے) امتحان کے مکمل ہونے پر دیوبند میں داخلہ مل گیا۔

حضرت مدنی اور جذبہ خدمت

فرمایا ایک بار سید عطاءاللہ شاہ بخاریؒ دیوبند تشریف لائے سردی کا موسم تھا، حضرت مدنیؒ اٹھے اور اپنے محترم مہمان کے پاؤں دبانے شروع کیے، شاہ جیؒ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مدنیؒ کی اس خدمت نے مجھے خوب مزہ دیا لیکن میں یہ نہیں

جانتا تھا کہ یہ صاحب کون ہیں ! اور مزے کی وجہ سے میں نے پاؤں پھیلا دیئے، آخر میں جب لحاف سے سر کو باہر کیا تو دیکھتا ہوں کہ شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ میری خدمت کرر ہے ہیں میں گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا حضرت! میں تو غرق ہو گیا، فرمایا نہیں شاہ جیؒ ! آپ میرے مہمان ہیں اور مجھے خدمت کرنے اور پاؤں دبانے کا طریقہ بہت خوب آتا ہے کیونکہ ہمیشہ کے لئے اپنے والد بزرگوار کی خدمت کیا کرتا تھا اور ان کے لئے چلم بھی صاف کیا کرتا تھا اس لئے ان دو چیزوں میں میرا خوب تجربہ ہو چکا ہے اور ان کو میں بہت اعلیٰ طریقہ سے ادا کر سکتا ہوں ۔

ضبط : مولانا مفتی سیف اللہ حقانی

الحق ج ۲۵، ش ۳، ص ۷، دسمبر ۱۹۸۹ء

دیوبند ثانی جامعہ حقانیہ اکابرین کی نظر میں

حقانیہ کیساتھ حضرت مدنیؒ اور مولانا لاہوری کا خصوصی تعلق

ارشاد فرمایا کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کو ہم خدام دارالعلوم کے سالانہ جلسہ پر بلایا کرتے تھے ہمارا کوئی سالانہ جلسہ ان کے بغیر نہ ہوتا تھا ایک بار ایسا ہوا کہ حضرت پر فالج کا حملہ ہوا میں خود لاہور ان کو جلسہ پر مدعو کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوا آپ سے ملاقات ہوئی اور جلسہ کے لئے تشریف آوری کی درخواست پیش خدمت کی آپ اس پر مجھ کو اپنے مخصوص کمرہ میں لے گئے۔ بجز میرے اور آپ کے وہاں اور کوئی نہیں تھا آپ نے الماری سے رومال میں ملفوف کوئی چیز بڑے احترام سے نکالی میں حیران تھا کہ یہ کیا چیز ہے جس کا حضرت اس قدر اہتمام کر رہے ہیں؟ آپ نے میرے سامنے اس رومال سے ادب واکرام سے ایک خط نکالا اور فرمایا کہ یہ شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا خط ہے تحریر فرمایا ہے کہ دارالعلوم حقانیہ میرا اپنا مدرسہ ہے آپ اس کی ہر قسم کی سرپرستی کریں گے اس لئے میں اگر چہ بیمار ہوں لیکن

دارالعلوم حقانیہ کے جلسہ کے لئے جانے پر مجبور ہوں اور آپ بیماری اور نحیف ونزار جسم کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ تشریف لے آئے مگر رات کو تقریر فرمانے کے بعد غائب ہوگئے ہم ساری رات ان کو تلاش کرتے رہے صبح معلوم ہوا کہ آپ نے رات شہر کی کسی مسجد میں گذاری تھی۔

دارالعلوم حقانیہ دیوبند ثانی

راقم الحروف کہتا ہے کہ ایک بار مرکز علم دارالعلوم حقانیہ میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ تشریف لائے تھے۔ تو دارالعلوم کے دارالحدیث میں تقریر کے دوران ارشاد فرمایا کہ میں یہاں یہ محسوس کرتا ہوں جیسا کہ میں دارالعلوم دیوبند میں ہوں اور دارالعلوم حقانیہ بجا طور پر دیوبند ثانی ہے اللہ تعالیٰ دارالعلوم حقانیہ کو تاخت وتاراج سے محفوظ کردے اسلامی انقلاب اور غلبہ اسلام کی منزل قریب ہو۔

جہاد افغانستان

جہاد افغانستان کے تذکرہ کے وقت فرمایا کہ دلی خواہش تو یہ ہے کہ جہاد میں میری رگ رگ قربان ہوجائے مگر کیا کریں ضعف وپیرانہ سالی ہے۔ فرمایا: عمر بن عبدالعزیزؒ جو امت محمدیہ میں پہلے مجدد ہیں فرمایا کرتے تھے کہ ''اگر ایک سنت کے احیاء میں عمر بن عبدالعزیز کا سارا بدن قیمہ قیمہ ہوجائے تو یہ عمرؒ کی کامیابی ہوگی'' اور جہاد افغانستان میں تو تمام دین کا احیاء مقصود ہے تو کیا یہاں جان دینے میں کیونکر کامیابی نہ ہوگی

فرمایا: اگر افغان عوام کا موجودہ جہاد نہ ہوتا تو ہمارے اور تمہارے چہرہ پر ریش مبارک نہ ہوتی روسی اسے بھی جبراً منڈوالیتے نہ مدرسے ہوتے اور نہ مساجد ہوتے مدارس اور طلباء وعلماء کا وجود اس جہاد کی برکت سے قائم اور باقی ہے اس لئے اس جہاد میں جتنی بھی قربانی دی جائے کم ہے۔

معرکہ حق و باطل شریعت بل کی مخالفت ایک ابتلاء

تحریک نفاذ شریعت کی حمایت اور بعض لوگوں کی جانب سے شریعت بل کی مخالفت کے بارے میں فرمایا کہ یہ ابتلاء ہے۔ فرمایا: کہ اگر بیک آواز بغیر کسی اختلاف کے اسلام نافذ ہوتا تو پھر جہاد مدارس وطلباء کی ضرورت کہاں ہوتی۔

فرمایا: کہ جس طرح انجن آگ اور پانی سے چلتا ہے بعینہ اسی طرح دنیا کا انجن حق کے پانی اور باطل کی آگ سے چلتا ہے۔ چنانچہ آخر میں جب باطل بغیر حق کے رہ جائے گا۔ تو دنیا کا یہ انجن رک جائے گا اور دنیا فنا ہو کر قیامت قائم ہو جائے گی۔

حضرت ابن عباسؓ کی نصیحت

فرمایا کہ غالباً حضرت ابن عباسؓ نے دو نوجوان طالب علموں کو رخصت کرتے وقت فرمایا کہ انتما عالحان فعالحاعن دینکما یعنی میں بوڑھا ہوں اور آپ نوجوان قوت والے ہیں زور اور طاقت والے ہیں۔ لہٰذا دین سے مدافعت کر کے خدمت دین کو اپنا شیوہ بنائیں۔

دولت وثروت اور دینداری کا اجتماع

جناب ملک محمد ایوب میراں شاہ کا تذکرہ شروع ہوا ملک صاحب مولانا رسول خان صاحب کے مرید تھے مولانا رسول خان صاحب حضرت دامت برکاتہم کے مشفق اساتذہ میں سے تھے، ملک صاحب نہایت دولتمندی کے باوجود علماء وصلحا سے بڑے عقیدت ومحبت رکھتے تھے اور نہایت متواضع تھے، تو فرمایا کہ ثروت ودولت کے ساتھ جب دینداری اور تواضع جمع ہو جائے تو یہ بہت بڑا رتبہ ہے من تواضع للہ رفعہ اللہ

(ضبط: مولانا مفتی سیف اللہ حقانی: الحق ج ۲۵، ش ۴، جنوری ۱۹۹۰ء)

مجرّبات

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے اعمال روحانی اوراد، وظائف اور مجربات

ہمارے اکابر وہ حضرات ہیں جو دن کو مخلوق خدا پر محنت کرنے کے بعد رات کو اپنی حی اور قیوم کے دربار میں جبین نیاز سجدہ ریز کر کے اپنے رب سے امت مسلمہ کی اصلاح احوال کے لئے دعائیں مانگتے ہیں۔

نیز مسلمانوں کو راہ راست پر لانے کیلئے اور ان کے حرکات، سکنات، چال چلن، ظاہری اعضاء آنکھ، زبان، کان ہاتھ وغیرہ استوار کرنے کے ساتھ روحانی اور باطنی اصلاح روح اور قلب کو مہلک امراض مضرات اور خطرات سے بچانے کیلئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں، وقت کے عظیم محدث، سلف صالحین کا جانشین، مدنی علوم کے امین مصلح اور مشفق داعی، خندہ جبیں اور شگفتہ بیان شخصیت، عالم ربانی، مرکز علم دارالعلوم حقانیہ کے بانی و مؤسس استاذی و استاذ العلماء والمشائخ حضرت مولانا عبدالحقؒ اسی سلسلہ اور دین حق کی فولادی زنجیر کی ایک مضبوط اور پائیدار کڑی ثابت ہوئے، حضرت شیخ الحدیثؒ ایک طرف ظاہری علوم وفنون کے شہسوار تھے تو دوسرے طرف باطنی کمالات وبرکات کے علمبردار بھی تھے......

در کفے جام شریعت
در کفے سندان عشق
ہر ہو سنا کے ندارد
جام و سندان باختن

ع شیخ ما ایں دارد وآں نیز ہم

تکمیل حفظ کے فوراً بعد احقر نے تحصیل علوم کیلئے مرکز علم دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ لیا دارالعلوم کے وسیع وعریض سبزہ زار اور دفتر اہتمام میں حضرت شیخ الحدیثؒ کی دست بوسی نصیب ہوتی رہی اور گلاب کی طرح چہرہ انور، پر نظر پڑتی رہتی لیکن غیر اختیاری رعب کی وجہ سے گفتگو کرنے کی جرأت نہ ہوتی اسی وجہ سے حضرت شیخ الحدیثؒ کی کسی طویل اور عام صحبت میں حاضری دینے ان کی مجلس میں چند لمحات رہنے اور علمی نکات سننے کی خیالات اور ارادے دل میں آتے جاتے تھے۔

چنانچہ عام معمولات اور دارالعلوم کے مصروفیات کے علاوہ حضرتؒ کی ایک مجلس عصر کی نماز کے بعد مسجد شیخ الحدیثؒ میں منعقد ہوا کرتی تھی وہ مجلس ایک روحانی مدرسہ اور خانقاہ جیسی صفت کی بھی حامل تھی اس وقت حضرت شیخ الحدیثؒ کی تشریف رکھنے کی وجہ سے مسجد میں ایک خاص نورانیت اور برکت محسوس ہوتی تھی پریشان اور افسردہ دل حضرات کی پریشانی اور اضطراب حضرت شیخ الحدیثؒ کو ایک جھلک دیکھنے سے کافور ہو جاتا ہر ملاقاتی اور زائر کا دل کافی دیر تک خوشی سے معمور بلکہ مخمور رہ جاتا ہے جب تک مجلس رہتی لبوں پر مسکراہٹ نظر آتی بقول شاعر......

چہرہ ان کا خند خند گفتگو میں قند قند
وہ عجیب انجمن یارو اب کہاں گئی

حضرت شیخ الحدیثؒ کے اس مجلس میں حاضری دینی شروع کی کیونکہ روحانی تربیت حصول دعا اور بعض موقعوں میں مختصراً گفتگو کرنے کا اس سے بہتر کوئی دوسرا طریقہ نظر نہیں آرہا، حضرت شیخ الحدیثؒ کی مجسم متانت میں قدرت نے جذب اور کشش کے ایسے مقناطیسی اسباب اور مقتضیات وودیعت فرمائے تھے کہ دور دراز علاقوں سے بھی عوام وخواص عقیدت منداور محبین بحیثیت طالب علم حاضر خدمت ہوتے اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق مستفید ہوتے گویا......

جذب مقناطیس بخیدت غفور

طالبان رائے کشد از دور دور

دارالعلوم کی آٹھ سالہ طالب علمی زندگی میں حضرت کی اس گرانمایہ صفات کی وجہ سے تقریباً ہر روز عصر کی مجلس میں شرکت کی سعادت حاصل ہوتی رہی اور زندگی کا مزہ آتا رہا بقول شاعر......

فکنت بہ أجلو ہمومی وأجتلیٰ

زمانی طلق الوجہ ملتمع الضیاء

''پس اسکی وجہ سے اپنے غموں کو دور کرتا رہا اور اپنے زمانہ کو خندہ اور روشن پاتا تھا''

اس عرصہ کے قیام میں میرے انس وعقیدت کا مرکز اور دل بستگی کا سامان حضرت شیخ الحدیثؒ کی ذات تھی لوح حافظہ پر یہ نقش اتنا گہرا ہے کہ جیسے ابھی کل کی بات ہے کہ مغرب کی اذان کے بعد حضرت شیخ الحدیثؒ اپنے مخصوص انداز میں مسکراتے ہوئے احقر کی طرف کچھ خاص انداز سے اشارہ فرماتے، جس کا مفہوم یہ ہوتا کہ حافظ صاحب نماز پڑھایئے بحمدللہ یہ سعادت کئی بار نصیب ہوئی ہے حضرتؒ کا یہ مخصوص انداز برائے تسکین، تختہ دل پر ایک مضبوط اور پائیدار نقش بن چکا ہے گویا......

بہر تسکین ، دل نے رکھ لی ہے غنیمت جان کر
جو بوقت ناز کچھ جنبش ترے ابرو میں ہے

عصر کی اس مجلس میں کسی کی آمد پر کوئی پابندی نہیں ہوتی ہر طبقہ کے لوگ مشاہیر علماء و مشائخ فضلاء حقانی دینی مدارس کے اساتذہ اور طلباء تبلیغی احباب ، افغان مجاہدین ، دعا کے طالب ، بیعت کے خواہاں و ظائف ، اوراد و تعویذات کے خواہشمند تشریف لاتے جس کی وجہ سے حضرت کے اس مجالس میں مختلف قسم کے افادات ملفوظات اور ارشادات سننے میں آتے ایک طرف تو عام سامعین اور حاضری توجہ سے سنتے تھے تو دوسری طرف حضرت استاد محترم مولانا عبدالقیوم حقانی حضرت ؒ سے بہت قریبی تعلق اور مزاج شناسی کے باعث کوئی بات چھیڑتے اور علمی جواہر پارے خود بھی حاصل کرتے اور حاضرین کیلئے بھی لٹواتے بلکہ قلم ہاتھ میں ہوتا اور تقریباً حضرت کی ہر جنبش لب محفوظ کر لیتے پھر اسے باقاعدگی سے ماہنامہ الحق میں ''صحبتے با اہل حق'' کے نام سے اشاعت کا اہتمام کرتے۔

اس مجموعہ اوراد و ظائف کی کتابت کا کام جاری تھا کہ استاد محترم حضرت العلامہ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ کی خدمت اقدس میں احقر نے نظر اصلاح و اجازت کے لئے کتابت شدہ مسودات پیش کئے حضرت مدظلہٗ بے حد خوش ہوئے ڈھیروں دعاؤں سے نوازا ان کے کلمات طیبات سے اس گنہ گار کی بے حد حوصلہ افزائی ہوئی اس موقع پر استاد محترم حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہٗ بھی موجود تھے حضرت اقدس مہتمم صاحب مدظلہٗ نے طباعت اور اصلاح مضامین کے سلسلہ میں مفید مشوروں کے علاوہ ایک تجویز یہ بھی دی کہ حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ کے عملیات و تعویذات

اور اس سلسلہ کے غیر مطبوعہ نقوش بھی اس رسالے میں مستقل طور پر شامل کیے جائیں تو اس کی افادیت دوبالا ہو جائے گی۔

شیخ الحدیث کے فرزند رشید حضرت مولانا انوار الحق نے بھی اس تجویز کو بے حد پسند فرمایا اور اس سلسلہ کے وہ تعویزات اور نقوش جو کہ ہر وقت حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ ضرورتمندوں کو دینے کے لئے اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے نہ صرف یہ کہ احقر کے حوالہ کئے بلکہ آخری مراحل تک ضبط وترتیب اور تصحیح میں پوری مدد فرماتے رہے، خدا کرے یہ افاداتی سلسلہ میرے لئے میرے والدین اور میرے اساتذہ کے لئے باعث ترقی اور ذریعہ نجات ہو، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ (یونس:۵۷)

''اے لوگو! تمہارے پاس آئی ہے نصیحت تمہارے رب سے اور شفاء دلوں کے روگ کی''

مفتی محمد شفیع صاحب تفسیر معارف القرآن میں رقمطراز ہیں کہ معنی یہ ہے کہ قرآن کریم دلوں کی بیماریوں کا کامیاب علاج اور صحت وشفاء کا نسخہ اکسیر ہے۔

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا ہے کہ قرآن کی اس صفت سے معلوم ہوا کہ وہ خاص دلوں کی بیماری کے لئے شفاء ہے جسمانی بیماریوں کا علاج نہیں مگر دوسرے حضرات نے فرمایا کہ درحقیقت قرآن ہر بیماری کی شفاء ہے خواہ وہ قلبی و روحانی ہو یا بدنی اور جسمانی مگر روحانی بیماریوں کی تباہی انسان کے لئے جسمانی بیماریوں سے زیادہ شدید ہے اور اس کا علاج بھی ہر شخص کے بس کا کام نہیں اس لئے اس جگہ ذکر صرف قلبی اور روحانی بیماریوں کا کیا گیا ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ جسمانی بیماریوں کیلئے

شفاء نہیں ہے چنانچہ حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ رسول ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرے سینے میں تکلیف ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن پڑھا کرو کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ یعنی قرآن شفاء ہے ان تمام بیماریوں کی جو سینے میں ہوتی ہیں۔

اسی طرح دوسری متعدد روایات حدیث سے خود رسول اللہ ﷺ کا معوذات پڑھ کر دم کرنا ثابت ہے اور صحابہ و تابعین سے معوذات اور دوسری آیات قرآن کے ذریعے مریضوں کا علاج کرنا لکھ کر گلے میں ڈالنا ثابت ہے جس کو امام قرطبی نے تفصیل سے لکھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کو جب اعتقاد و احترام کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا شفاء ہونا ظاہر اور ثابت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ روایات حدیث، قرآنی آیات اور صوفیاء حضرات کے مشاہدات اور تجربات نے اس بات سے انکار کی گنجائش نہیں چھوڑی ہے کہ آیات قرآن اور احادیث نبوی ﷺ جس طرح قلبی اور روحانی امراض و مضرات کے لئے اکسیر اعظم ہے اسی طرح وہ جسمانی بیماریوں کا بھی بہترین علاج ہیں مشائخ عظام نے کچھ روایات و آثار اور کچھ اپنے مجربات زندگی جمع کر دیئے ہیں چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اعمال قرآنی جو کہ امام غزالیؒ کے خواص قرآنی کی تلخیص و اختصار ہے اس میدان میں مشہور اور مقبول عام ہیں۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ نزول قرآن کا اصل مقصد دل اور روح کی مہلکات اور خطرات ہی کو زائل کرانا ہے اس لئے کہ روحانی بیماریوں کی تباہی و بربادی انسان کے لئے جسمانی امراض سے زیادہ شدید اور نقصان دہ ہے لیکن قرآن مقدس کی بعض آیات کا مختلف امراض جسمانی کے لئے شفاء اور علاج کا ذریعہ بننا اس کے منافی نہیں اس لئے

کہ بعض احادیث میں خود حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرام کو نظر بد وغیرہ سے حفاظت کیلئے بعض آیات پڑھنے اور بطور تعویذ استعمال کرانے کا حکم صادر فرمایا ہے۔

بہر حال یہاں اس حقیقت کے اعتراف کرنے کے بغیر قلم آگے بڑھنے سے انکار کرتا ہے کہ یہ حضرت شیخ الحدیثؒ کی صحبتوں کی برکت ان کے نظر کیمیا اثر ان کے جوتے اٹھانے اور سیدھا کرنے اور دعاؤں کا نقد ثمرہ ہے کہ حصول علم کے فوراً بعد استاد محترم قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی شفقت اور احسانات اور استاد محترم حضرت مولانا انوار الحق صاحب کے خصوصی توجہات اور عنایات کی بدولت اپنے مادر علمی دار العلوم حقانیہ میں تدریسی خدمات میں مشغولیت کا موقع ملا۔

اور آج اپنے محسن و مشفق و مہربان شیخ کے اوراد و ظائف اور روحانی سوغات کے انتخابات کرنے اور رسالہ کی شکل میں شائع کرنے کا مبارک موقع مل رہا ہے......

ع ورنہ کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل

بقول شیخ سعدیؒ......

بگفتا من گلے نا چیز بودم
ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشیں درمن اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

رب کائنات اس رسالہ سے عامۃ المسلمین کو مستفید فرما کر مرتب اور راقم الحروف کے لئے فلاح دارین کا ذریعہ فرمائے آمین

طالب دعا:

حافظ شوکت علی حقانی

مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، ۲۴ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ ۱۲ دسمبر ۱۹۹۳ء

اوراد، وظائف اور مجربات

دودھ میں برکت کا وظیفہ: (۱۹/اکتوبر ۱۹۷۴ء)

ایک صاحب نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ بھینس دودھ نہیں دے رہی ارشاد فرمایا: مٹی کا ڈھیلا لاؤ حضرتؒ نے ڈھیلے پر دم کرنے کیلئے کچھ پڑھنا شروع کیا تو سب حاضرین سے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کریں پھر معوذتین یعنی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

اور وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (البقرة: ٧٤)

سب حاضرین سے پڑھوائیں اور فرمایا اس کو مٹی کے ڈھیلے پر دم کریں اور فرمایا کہ اس کو

پیس دیا جائے پھر ہاتھ میں اس مٹی کو لے کر جانور کے نتھنے پر ڈالتے ہوئے سر کی جانب سے دم تک برابر ڈالتے چلے جایئے مگر یہ بات ملحوظ رہے کہ یہ مٹی کہیں جانور کی آنکھ میں نہ چلی جائے، احقر کو اس دوران یہ خیال رہا کہ حضرت شیخ جس طرح اپنے معمولات اور معاملات میں اپنے لئے کسی امتیاز کا اہتمام نہیں کرتے اس طرح دم اور تعویذ میں بھی اپنے لئے کسی شخصی امتیاز اور انفرادیت سے حتی الوسع اجتناب فرماتے ہیں بلکہ شخصی امتیاز اور انفرادیت کی جہاں بھی کوئی ادنی جھلک ابھرتی ہے آپ اپنے عمل اور حسن تدبیر سے اس کو دفن کر دیتے ہیں۔

بصارت میں برکت کا وظیفہ: (۸ جنوری ۱۹۸۵ء)

ایک صاحب نے کمزوری نظر کی شکایت کی تو حضرت شیخ الحدیثؒ نے ارشاد فرمایا ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ یا نور پڑھ کر ہاتھوں کی انگلیوں پر دم کر کے انہیں آنکھوں پر پھیر لیا کریں۔

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ (ق:۲۲)

اور اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (النور:۳۵)

پڑھ کر آنکھوں پر دم کرنا ازدیادِ بصر کیلئے مفید ہوتا ہے۔

ازالہ آسیب کا ایک آسان وظیفہ

ایک شخص نے اپنے کسی متعلق کی آسیب کی شکایت کی ارشاد فرمایا جب اس پر

آسیب کے آثار ہوں اور جنات تکلیف پہنچائیں تو آسیب زدہ کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھیں شیطان اذان واقامت سے بھاگتا ہے جب آپ یہ عمل کریں تو اللہ پاک اسے نجات فرمائیں گے۔

آفات ومصائب سے حفاظت کی ایک دعا: (۸ جنوری ۱۹۸۵ء)

ارشاد فرمایا حضرت عثمانؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص روزانہ صبح اور شام تین تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کرے تو اسے کسی قسم کی مضرت اور تکلیف نہیں پہنچے گی اور نہ وہ پریشان کن حادثات سے دوچار ہوگا پھر حضور اقدس ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو وہ دعا تلقین فرمائی:

بسم اللہ الذی لا یضرمع إسمه شیٔ فی الأرض ولا فی السماء

وھو السمیع العلیم ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم

یہ حدیث جب محدث ابانؒ نے اپنے حلقہ تلامذہ میں بیان فرمائی تو دوران درس ان کے ایک شاگرد خاص نظر سے گھور گھور کر دیکھنے کی وجہ سمجھ گئے دراصل دیکھنے والے کے دل میں یہ اعتراض آگیا تھا کہ جب حضرت عثمانؓ سے آپ نے یہ حدیث اور حضور اقدس ﷺ کا یہ مبارک ارشاد سن لیا تھا تو یقیناً آپ نے اسے اپنے روزانہ کا معمول اور وظیفہ بنا لیا ہوگا تو پھر آپ پر فالج کا حملہ کیونکر ہوا جب کہ حدیث میں دعا پڑھنے والے کے لئے ہر مصیبت سے حفاظت کی ضمانت ہے جب کہ محدث ابانؒ فالج زدہ تھے محدث ابانؒ نے فرمایا کہ حدیث بالکل صحیح ہے اور اس میں جو وعدہ ہے وہ برحق ہے میرے ساتھ یوں معاملہ پیش آیا کہ ایک روز کسی معاملہ کی وجہ سے میں غصہ تھا اور غصہ مجھ پر اتنا غالب تھا کہ میں یہ دعا پڑھنا بھول گیا اسی روز فالج کا حملہ ہوگیا دراصل یہ تقدیر کا فیصلہ تھا چونکہ اللہ کی طرف سے مجھ پر حملہ ہونا مقرر تھا اس لئے اس دعا کا پڑھنا بھلا دیا گیا۔

زبان کھلنے کا وظیفہ: (۹ جنوری ۱۹۸۵)

استاد محترم مولانا عبدالقیوم صاحب سے ارشاد فرمایا کہ آپ کے چھوٹے بچے محمد قاسم کا کیا حال ہے؟ عرض کیا حضرت دو سال سے زائد ہونے والا ہے اور خوب سمجھ دار ہو گیا ہے لیکن ابھی تک بات نہیں کر سکتا زبان نہیں کھولی جب کہ اس کے ہم بچے کھل کر باتیں کر سکتے ہیں فرمایا زبان کھولنا اور بند کرنا یہ سب اللہ کی قدرت میں ہے شیرینی لے کر ۴۱ مرتبہ

رب اشْرَحْ لِي صَدْرِي O وَ يَسِّرْ لِيٓ أَمْرِي O وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ O يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ O (طٰہٰ: ۲۵ تا ۲۸)

پڑھیں اور شیرینی پر دم کر کے بچے کی زبان کے نیچے رکھ دیا کریں ۴۱ روز تک یہ عمل کریں اللہ پاک اپنے کلام کی برکت سے زبان کھول دے گا۔

دردِ سر کا وظیفہ: (۱۲ اپریل ۱۹۸۵ء)

حسب معمول حضرت شیخ الحدیثؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آج دارالعلوم کے بعض اساتذہ طلبہ اور اضیاف کے علاوہ دارالعلوم کے مدرس مولانا اسید اللہ صاحب حاضر تھے انہیں موقع ملا تو عرض کر دیا کہ حضرت پرسوں سے دردِ سر کی سخت تکلیف تھی آپ کا تعویز باندھنا بھول گیا تھا اسی دوران نیند غالب ہوئی تو خواب میں آپ کی زیارت ہو گئی میں نے دردِ سر کی شکایت کی آپ نے دوا عنایت فرمائی جب آنکھ کھلی تو دردِ سر پہلے سے بھی بڑھا ہوا تھا آپ کا ارشاد فرمودہ وظیفہ یاد آیا اور خواب میں آپ کا دردِ سر کی دوا عنایت فرمانا گویا ورد اختیار کرنے کی تعبیر دل میں بیٹھ گئی آپ نے بتایا تھا جب دردِ سر ہو تو یہ وظیفہ کثرت سے پڑھو۔

أعوذ بعزة الله وقدرته وسلطانه من شرما أجد وأحاذر

"اللہ کی عزت و قدرت اور دبدبہ سے پناہ مانگتا ہوں تمام برائیوں سے جو میں پاتا ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں"

اللہ پاک شفاء کاملہ عطاء فرمائے گا پڑھا تو درد جاتا رہا اور اللہ پاک نے آرام بخشا۔

وضاحت

خیال رہے کہ دوسروں کے لئے دم کرتے وقت احدو احاذر کے بجائے تحد و تحاذر کہا جائے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ نے ارشاد فرمایا: دردسر کے لئے یہ اوراد پڑھ کر دم کرنا یا لکھ کر اپنے پاس رکھنا بھی مفید ہے۔

وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَؕ (بنی اسرائیل:۱۰۵)

یاحیّ یا قیّوم برحمتك أستغيث

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝ (الاحزاب:۵۶)

اِنَّاۤ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ۝فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۝ (الکوثر۱-۳)

یہ سارا نہ ہو سکے تو صرف سورہ کوثر (یعنی یہ آخری سورہ) پانچ مرتبہ پڑھ کر دم کرنا بھی مجرب اور مفید ہے۔

اساتذہ سے تعلق زیادت حافظہ کا ذریعہ

دارالعلوم کے ایک فاضل مہمان نے زیادت حافظہ کے وظیفہ کی درخواست کی تو ارشاد فرمایا:

آپ حضرات کا جو اپنی مادر علمی اور اساتذہ سے گہرا ربط اور تعلق ہے یہ بھی قوت حافظہ کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کو جو تبحر علمی اللہ پاک نے عنایت فرمایا تھا اس کے یقیناً بہت سے اسباب ہوں گے ان میں ایک وجہ یہ بھی تھی کہ انہوں نے تمام زندگی اپنے استاد کے گھر کی طرف پاؤں نہیں پھیلائے اور نہ ادھر پاؤں کر کے سوئے آج شیخ مدنیؒ کا جگہ جگہ ذکر خیر ہے اور ان کے علوم و فیوضات کا سلسلہ روز افزوں ہے اور اب جو ایک صاحب نے بتایا ہے کہ گوجرانوالہ میں ''الجمعیۃ'' کی طرف سے شیخ الاسلام نمبر دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ شیخ مدنیؒ نے اپنے استاد شیخ الہندؒ کی خدمت کی مالٹا کی جیل میں گئے اور ساتھ رہے اور کسی ممکن خدمت سے دریغ نہیں کیا۔

بیماریوں کا روحانی علاج

حسب معمول بعد العصر مسجد شیخ الحدیثؒ میں حضرت اقدس کی خدمت میں حاضری نصیب ہوئی ٹانک سے علماء اور طلباء کی ایک جماعت حاضر خدمت تھی حضرتؒ مصروف گفتگو تھے انہیں میں سے ایک صاحب نے بیماری اور مختلف امراض کا ذکر کیا حضرت شیخ الحدیثؒ نے ارشاد فرمایا: کہ پانی پیتے وقت، کھانا کھاتے وقت سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا کریں اللہ تعالیٰ شفاء بخشے گا اس کا نام حدیث میں شافیہ آیا ہے خود حضور ﷺ نے امت کو امراض کیلئے نسخہ ارشاد فرمایا ہے پڑھتے وقت طاق عدد کا خیال رکھیں ایک بار، تین بار، پانچ بار یا سات بار ان اللہ وتر یحب الوتر یعنی اللہ کی ذات وتر ہے اور وتر سے محبت رکھتی ہے۔

جیل سے رہائی کا وظیفہ: (۳ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ)

بعد العصر حسب معمول شیخ الحدیثؒ کی مجلس میں حاضر تھا اور بعض مضامین سنا رہا تھا کہ بلوچستان سے چار اصحاب کا ایک وفد حاضر خدمت ہوا ان میں سے ایک صاحب

نے عرض کیا کہ میرا بچہ سولہ سال کا ہے اور جہاد افغانستان میں شریک ہوا اور اب معلوم ہوا ہے کہ وہ کابل کی جیل میں ہے ہم صرف اس کی رہائی کے دعا کرانے کی عرض سے حاضر خدمت ہوئے ہیں اور یہ بھی درخواست ہے کہ تمام مجاہدین جو روسی کارمل کی جیلوں میں ہیں سب کی باعزت رہائی کی دعا فرما دیجئے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ جہاد افغانستان کا ذکر سنتے ہی ہمہ تن ادھر متوجہ ہوئے مجاہدین کا دشمن کی جیل میں قید ہونے کی خبر پر رنجیدہ ہوئے پھر حاضرین سے جن میں آج زیادہ تر علماء اور طلبہ تھے بعض مہمان بھی تشریف رکھتے تھے مجاہدین کی رہائی اور فتح و نصرت کی دعا درخواست فرمائی اور دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور دیر تک عجز و نیاز اور حد درجہ الحاح وتضرع کے ساتھ مجاہدین کی فتح اور قیدیوں کی رہائی کیلئے دعائیں کرتے رہے۔

دعا سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا قیدیوں کی رہاء کیلئے کثرت سے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کا وظیفہ جاری رکھیں اللہ پاک اسکی برکت سے آسانیاں فرمادے گا۔

قیدیوں کی رہائی کی نیت سے ان کے ورثاء اور متعلقین اور عام مسلمان ہر نماز کے بعد ۴۰ مرتبہ یامعید کا ورد جاری رکھیں اور اوراد و وظائف کی تلقین کے بعد پھر حضرت شیخ الحدیثؒ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور دیر تک مجاہدین کی فتح اور قیدیوں کی رہائی کے لئے دعا کرتے رہے۔

علمی اور روحانی ترقیوں کے لئے نسخہ اکسیر

ایک مجلس میں کسی صاحب نے اسم اعظم کے بارہ میں دریافت کیا تو حضرت شیخ الحدیثؒ نے فرمایا:

الولی الودود العلیم الحلیم الکریم الوھاب ذوالطول یاذ الجلال والاکرام

پڑھا کریں اس میں اسم اعظم بھی ہے محبوبیت، تسخیر اور علمی و روحانی ترقیوں کے لئے اکسیر ہے، ہر نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالیں۔

گھٹنوں میں درد کا وظیفہ

ایک صاحب کے پاؤں میں درد تھا آپ نے دم فرمایا اور اس کے ساتھ تمام حاضرین کو بسم اللہ أعوذ بعزة اللہ و قدرته وسلطانه من شرما أجدو أحاذر پڑھنے اور درد والے حصے پر دم کرنے کی اجازت فرمائی اور فرمایا ایک صحابیؓ نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ گھٹنوں میں درد ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ یہی وظیفہ عمل میں لائیں اور صحابی کو اس کی تعلیم فرمائی۔

وضاحت: خیال رہے کہ دوسروں کے لئے دم کرتے وقت اجدو احاذر کے بجائے تجد و تحاذر کہا جائے۔ (مرتب)

حل مشکلات کا وظیفہ: (۱۰ دسمبر ۱۹۸۵ء)

پنجاب سے مہمانوں کی ایک جماعت حاضر خدمت تھی رخصت ہوتے وقت دعا کی درخواست کی اور حل مشکلات کے لئے ورد اور وظیفہ طلب کیا تو حضرت شیخ الحدیثؒ نے ارشاد فرمایا: لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم لا ملجأ ولا منجا من اللہ إلا إلیہ شب و روز میں کسی وقت بھی ۵۰۰ مرتبہ پڑھ لیا کریں یہ ضروری نہیں کہ سارا ایک ہی وقت پڑھا جائے وقفے وقفے سے بھی ۵۰۰ مرتبہ کی تعداد ۲۴ گھنٹے میں پوری کی جا سکتی ہے، احادیث میں اس کو جنت کی کنجی قرار دیا گیا ہے، جنت آرام و آسائش اور نعمتوں اور بھلائیوں کی جگہ ہے اس وظیفہ سے جنت کا راستہ بھی آسان ہو جائے گا اور دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ مشکلات آسان فرمائیں گے ہر مشکل کے لئے مفید اور مجرب ہے بعض احباب ایک روز پڑھ کر دوسرے روز نقد ثمرہ مانگتے ہیں، حالانکہ ایسی

بات نہیں یقین، اعتماد علی اللہ اور مداومت لازمی ہے قرضوں کی کثرت، مالی مشکلات، دینی معاملات، تبلیغی اور تصنیفی کام، تعلیمی مشاغل امتحانات میں کامیابی اس کی برکت سے اس نوع کے عقدے اللہ پاک حل فرماتے ہیں۔

حل مشکلات کے لئے ہمارے اکابر نے ایک دوسرا وظیفہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ وضوء کرکے روزانہ قبلہ رخ ہوکر (۵۰۰) مرتبہ درود شریف پڑھا جائے درود کی کوئی خاص قید نہیں ہے البتہ درود ابراہیمی تو سب کو یاد ہے اور نماز میں بھی پڑھا جاتا ہے اس کا پڑھنا آسان رہے گا ہمیشہ کا یہ عمل بھی حل مشکلات میں مجرب ہے اصل چیز یقین اعتماد علی اللہ اور مداومت ہے۔

طب روحانی اور اعمال قرآنی: (۲۹ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ)

وزیرستان سے آئے ہوئے ایک مہمان نے عرض کیا حضرت! اعمال قرآنی ساتھ لایا ہوں اس میں تعویذات اور اوراد و وظائف ہیں اجازت مرحمت فرمایئے!

حضرت شیخ الحدیثؒ نے ارشاد فرمایا: حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے امت پر بہت بڑا احسان کیا ہے روحانی طب کو اعمال قرانی کے نام سے ایک مستقل کتاب میں جمع کر دیا ہے آیات اور اسماء الٰہیہ ان کے خواص، برکات، نقوش اور فوائد کی تشریح کر دی ہے۔

حضرت تھانویؒ نے اعمال قرآنی میں جن شرائط اور قواعد اور جس طریقہ کے ساتھ اجازت دی ہے آپ کو وہی ملحوظ رکھنا ہوں گے اور ارشاد فرمایا سب حاضرین کو بھی اجازت ہے (راقم الحروف بھی ان خوش نصیبوں میں سے ایک ہے)

بچوں کا مٹی کھانے سے علاج: (۱۵ دسمبر ۱۹۸۷ء)

ڈیرہ اسماعیل خان سے ایک فوجی افسر احسان الحق خان باہر تشریف لائے تھے

کئی مہمان اور بھی موجود تھے دارالعلوم کے بعض اساتذہ اور طلباء بھی حاضر مجلس تھے ڈیرہ کے مہمان نے عرض کیا کہ حضرت! میرا ڈیڑھ سال کا چھوٹا بچہ ہے اسے مٹی کھانے کی عادت ہے مختلف تراکیب اختیار کیں مگر وہ باز نہیں آتا تو حضرت شیخ الحدیثؒ نے ارشاد فرمایا مرغی کا انڈہ لے کر اسے پانی میں ابالیں جب پک جائے تو ٹھنڈا کر کے چھلکا اتار لیں اور سیاہی لئے بغیر ناخن سے یا پاک تنکے سے اس پر یہ آیت لکھ لیں ۔

فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (البقرہ:۱۳۷)

پھر ٹکڑے ٹکڑے کر کے بچے کو کھلاتے رہیں انڈہ قابض ہے وقفے وقفے سے کھلاتے رہیں اس کی برکت سے اللہ پاک رحم فرمادے گا اگر اس کے اثرات جلد ظاہر نہ ہوں تو پھر دوسرے انڈے پر یہی لکھ کر بچے کو کھلائیں، اللہ پاک رحم فرمادے گا۔

۳۱۳ کا عدد متبرک (۲۷ فروری ۱۹۸۳ء)

ایک شخص نے عرض کیا جناب میں ہر وقت مصائب اور پریشانیوں میں گھرا رہتا ہوں تو ارشاد فرمایا ۳۱۳ مرتبہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (الأنبياء:۸۷)

پڑھ لیا کریں اللہ تعالیٰ پریشانیاں دور کر دے گا یہ ۳۱۳ کا عدد بڑا متبرک ہے غزوہ بدر میں اصحاب رسول ﷺ کی تعداد ۳۱۳ تھی امام مہدی کے رفقاء کی تعداد بھی ۳۱۳ ہو گی اور لوط علیہ السلام کو رہائی دینے والے نیک بندوں کی تعداد بھی ۳۱۳ تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۳۱۳ کا عدد بڑا متبرک ہے۔

دوا کے بعد دعا

ایک صاحب نے عرض کیا کام زیادہ ہے وقت نہیں ملتا کوئی مختصر سا وظیفہ عنایت فرمائیں جس پر دواماً عمل ہو سکے ارشاد فرمایا: ہر نماز کے بعد ۱۹ مرتبہ یا حی یا قیوم

برحمتك أستغیث پڑھ لیا کریں غزوہ بدر کے موقع پر جب آنحضرت ﷺ کے لئے ایک چھپر بنایا گیا تو حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اس چھپر میں خدا کے حضور سربسجود ہے اور زبان مبارک پر یا حی یا قیوم برحمتك أستغیث کی دعا جاری رہی حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نے توجہ سے سنا تو آنحضرت ﷺ اسی دعا میں مشغول تھے، انسان درجہ اسباب سے اپنا کام مکمل کرے پھر خدا کے حضور انابت اختیار کرے آنحضرت ﷺ نے صف بندی فرمائی گویا دوا کی اور پھر خدا کے حضور سربسجود ہو کر استغاثہ فرمایا اور دعا کی۔

قوت حافظہ کا ایک سبب

ارشاد فرمایا قوت حافظہ کے جہاں اور بہت سے اسباب ہیں ان میں سے اہم سبب اپنے اساتذہ کے لے دعا کرنا بھی ہے جتنا بھی اس کا اہتمام کیا جائے گا قوت حافظہ میں اسی قدر اضافہ ہوتا رہے گا ارشاد فرمایا تمہارے سامنے ایک بیمار معذور، بہرے اور اندھے ڈھانچہ کی صورت میں میری تصویر ہے حقیقتاً ظاہراً بیمار ہوں میرے لئے بھی دعا فرماتے رہیے کہ اللہ تعالیٰ خدمت دین کے لئے شفائے کاملہ عطا فرمائے اور اخلاص کے ساتھ خدمت کے مواقع میسر فرمائے۔

دعا برائے حفظ و مطالعہ

ایک صاحب نے عرض کیا جب مطالعہ کرتا ہوں تو کچھ یاد نہیں رہتا مطالعہ کرنے سے پہلے کوئی ایسا وظیفہ اور دعا ارشاد فرمایئے جس کو معمول بنالوں اور خدا تعالیٰ مطالعہ آسان کردے ارشاد فرمایا:

(۱) مطالعہ سے قبل خدا کے حضور عاجزی اور انکساری سے زیادت علم اور عمل صالح کی دعا کر لینی چاہیے حدیث میں آتا ہے کہ ہر چیز کا سوال خدا سے کرو حتی کہ جوتی کا

تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی خدا سے مانگو اس قدر وسعت کے باوجود قرآن حکیم میں جس دعا کا حکم دیا گیا ہے وہ صرف علم ہے حضور اقدس ﷺ کو اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا یہ شیطان کا دھوکہ اور فریب ہے کہ بڑی چیزوں کا سوال تو خدا سے کرو مگر چھوٹی چیزوں کا سوال مناسب نہیں تو جیسا کہ میں نے عرض کیا بمقتضائے حدیث معمولی سے معمولی چیز تک خدا سے مانگنے کا حکم ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ازدیاد علم کی دعا سکھائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم دنیا و مافیہا اور تمام نعمتوں سے بہتر اور افضل ہے تو مطالعہ سے قبل کم سے کم تین بار یہ دعا ضرور پڑھ لینی چاہیے یہ تو اللہ پاک نے خود سکھائی۔

(۲) دوسری دعا بھی وہی ہے جو قرآن مجید میں آتی ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ جاؤ! فرعون کے سامنے ہماری توحید بیان کرو تو حضرت موسیٰ نے خدا کی بارگاہ میں التجاء کی

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْO وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْO وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْO یَفْقَهُوْا قَوْلِیْO (طٰہٰ ۲۵ تا ۲۸)

اس دعا کے پڑھنے سے شرح صدر ہوتا ہے اور اللہ پاک مشکلات اور اہم مباحث و مسائل کو آسان فرما دیتے ہیں۔

(۳) تیسری دعا جو تخلیق آدم کے وقت اللہ پاک کی بارگاہ میں فرشتوں نے عرض کی تھی

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُO (البقرۃ:۳۲)

ان میں ہر دعا تین تین بار پڑھ کر مطالعہ شروع کیا جائے تو یقیناً خیر و برکت سے معمور ہوگا۔

خیر و برکت اور اصلاح احوال کا وظیفہ: (۱۲ اگست ۱۹۸۷ء)

حسب معمول عصر کے بعد حضرت شیخ الحدیثؒ کی مجلس میں حاضر ہونے کی

سعادت حاصل ہوئی دارالعلوم کے بعض اساتذہ اور افغان مجاہدین کا ہجوم تھا نماز مغرب کا وقت ہوا تو آپ نے وضوء کرنے کا تقاضا فرمایا وضوء سے فارغ ہوئے تو راقم (مولانا شوکت علی) نے عرض کیا حضرت! گھر میں کام کاج، خیر و برکت، وسعت اور اصلاح احوال کیلئے کوئی ایسا وظیفہ مرحمت فرمایئے کہ گھر کی عورتیں بھی چلتے پھرتے آسانی سے اپنا معمول بنا سکیں تو حضرت شیخ الحدیثؒ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (آل عمران:۷۳ تا ۷٤)

ہر نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھا جائے علاوہ ازیں جو آپ نے اہلیہ کے لئے کام کاج میں اللہ کی مدد اور برکت اور تھکان کے ازالہ کا کہا ہے تو ایسا سوال ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ کو معلوم ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کے پاس کچھ لونڈیاں آگئی ہیں تو عرض کیا کہ گھر کا کام کاج میرے سر پر ہے، جھاڑو دیتی ہوں، صفائی کا کام کرتی ہوں اور گھریلو امور اتنے زیادہ ہیں تھک جاتی ہوں مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس لونڈیاں آئی ہیں کیا بہتر ہوتا کہ ایک لونڈی مجھے مرحمت فرما دیتے تو وہ میرے ساتھ گھر کے کام میں ہاتھ بٹاتی، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا آپ تو لونڈی چاہتی ہیں مگر اس سے بہتر اور نافع چیز آپ کو دینا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ شام کو سوتے وقت ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ کر سویا جایا کریں تو دن بھر کی تھکاوٹ دور ہو جائے گی، کام میں برکت رہے گی، خدا کی مدد شامل حال ہو گی حضرت فاطمہؓ اس عطیہ سے بڑی خوش ہوئیں اور فرمایا مجھے لونڈی سے یہ عمل ہزار درجے بہتر اور پسندیدہ ہے یہی وہ تسبیحات فاطمی ہیں جن کو مسلمان ہر نماز کے بعد پڑھتے ہیں اور خود میں نے بھی اپنی زندگی میں ان کو معمول بنایا، ایک زمانہ تھا جب مجھے دارالعلوم کے اہتمام و انتظام کے ساتھ ساتھ پچیس پچیس

کتابیں بھی پڑھانا پڑتی تھیں دیو بند کے زمانہ تدریس سے قبل قاضی، صدرا، شمس بازغہ، امور عامہ، مشکوٰۃ اور جلالین وغیرہ کتابیں مگر خدا کے فضل سے تسبیحات فاطمی معمول بنالیا تھا تو تعب اور محنت و مشقت کی تھکان ختم ہو جاتی، طبیعت مین نشاط اور سرور رہتا اور خدا کے فضل سے ہر کام کیلئے ایسا معلوم ہوتا گویا ابھی تازہ دم ہو کر اس کے لئے اٹھا ہوں حاضرین سے فرمایا آپ اس عمل کو اختیار کرین کہ یہ پیغمبری نسخہ ہے آسان ہے مگر قدر و قیمت اور برکت و سعادت کے لحاظ سے بہت قیمتی اور وزنی ہے باری تعالیٰ سب کیلئے آسان فرمادے۔

خواب میں زیارت رسول ﷺ کا وظیفہ

خواب میں حضور ﷺ کی زیارت و ملاقات اور اس کی فضیلت و اہمیت پر گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک صاحب نے عرض کیا حضرت خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت و ملاقات کے لئے کوئی وظیفہ مرحمت فرمایئے، تو ارشاد فرمایا درود شریف وسیلہ قرب ہے کثرت درود سے حضور ﷺ سے عشق و محبت اور طلب پیدا ہوتی ہے جب سچی طلب کے ساتھ درود پڑھا جائے گا تو حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی سعادت حاصل ہو جائے گی۔ جمعرات کو اہتمام کے ساتھ غسل کر کے ایک ہزار مرتبہ درود پڑھا جائے بزرگوں نے خواب میں حضور ﷺ کی ملاقات میں اس عمل کو مجرب بتایا ہے۔

بھوک سے نجات اور دشمن سے حفاظت کا وظیفہ (۲۴ نومبر ۱۹۸۴ء)

ضلع ہنگو کے چند مہمان تشریف لائے تھے جاتے ہوئے وظائف کے درخواستگاہ ہوئے ارشاد فرمایا شب و روز صبح اور مغرب کی نماز کے بعد گیارہ گیارہ مرتبہ سورۃ قریش بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لِاِيۡلٰفِ قُرَيۡشٍ ۝ اٖلٰفِهِمۡ رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيۡفِ ۝ فَلۡيَعۡبُدُوۡا رَبَّ

هٰذَا الْبَیْتِ○ الَّذِیْٓ اَطْعَمَھُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَھُمْ مِّنْ خَوْفٍ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے ساتھ پڑھ لیا کرو اول، آخر درود شریف کا ورد بھی جاری رکھیں اس سورت میں دو قسم کے امن کا ذکر ہے ایک امن من الجوع (بھوک سے نجات) اور دوسرا امن من العدو (دشمن سے نجات) قریش کو اللہ پاک نے جوع (بھوک) سے نجات اور امن دیا تھا ساری دنیا بھوکی تھی مگر قریش کو بیت اللہ کو جوار کی وجہ سے تحفے اور نذرانے ملتے تھے اسی طرح اس دور میں پورے عالم میں بدامنی تھی ڈاکے اور لوٹ مار عام تھی مگر قریش کو احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا قرب بیت اللہ کی وجہ سے ان کی دست بوسی ہوتی تھی اس سورت میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس بیت کے رب کے احکام کی اطاعت کی جائے رب البیت کے احسان کا شکریہ ادا کیا جائے آج ہمارے طبقہ علماء وطلباء کے ساتھ اللہ کا عظیم احسان ہے دینی مدارس میں ہمارے علماء اور طلباء کو الحمد للہ دونوں وقت متوسط درجہ کا کھانا مل جاتا ہے بودوباش قیام اور اس نوع کی جملہ ضروریات غیب سے پوری ہو رہی ہے یہ سب دین کی برکتیں ہیں عام لوگوں کی نسبت ہمارے طبقہ کو اللہ تعالیٰ کی زیادہ شکر گزاری اور عبادت کرنی چاہیے۔

کثرت استغفار

۳۱۳ مرتبہ استغفار پڑھ لیا کریں یہ عدد مبارک ہے اور استغفار کی برکتیں تو ایسی ہیں کہ خود اللہ رب العزت نے اپنے کلام میں بیان فرمائی ہیں استغفار سے گناہوں کی میل زائل ہو جاتی ہے جب کپڑا میلا ہو جاتا ہے یا اس پر میل کے داغ لگ جاتے ہیں تو صابن سے اس کو دھوتے ہیں اس کو خوب مانجھتے ہیں اور رنگ سازوں کے اصول بھی یہی ہیں کہ کپڑے پر ایک رنگ چڑھانے یا نقش و نگار کرنے کیلئے اول اس کی خوب صفائی کرتے ہیں اور میل کچیل کو دور کر دیتے ہیں تب اس پر رنگ چڑھتا اور نقش جمتا ہے

اسی طرح ہمارا نفس بھی گناہوں کی میل سے آلودہ ہے جس طرح بھی کثرت سے استغفار پڑھیں گے گناہوں کی میل دور ہوگی اور نماز، روزہ، ذکر وفکر کے حسین نقوش اور عبودیت کا جمیل رنگ چڑھتا جائے گا، مجاہد اعظم حاجی ترنگزئی صاحبؒ بھی اپنے متوسلین کو کثرت استغفار کی تلقین کرتے تھے جب بیمار پرسی کی غرض سے میں حاضر خدمت ہوا تھا تو اس وقت میرے ساتھ کئی ایک ساتھی بھی تھے سب نے اپنی مختلف حاجات کے لئے جب وظائف مانگے تو انہوں نے سب کو ۳۱۳ مرتبہ استغفار پڑھنے کی تلقین فرمائی، جب ساتھیوں نے اس پر تعجب کا اظہار کیا تو فرمانے لگے میں نے تو قرآن سے آپ کے مسائل کا جواب دیا ہے

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝ (نوح: ۱۰ تا ۱۲)

''اس کا یہ ہے کہ میں نے کہا اپنے رب سے بخشش مانگو وہ بڑا بخشنے والا وہ آسمان سے تجھ پر موسلا دھار بارش برسائے گا اور مال اور اولاد سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے باغ بنا دیگا اور تمہارے لئے نہریں بنا دے گا۔''

پھوڑا پھنسی کا روحانی علاج: (۲۹ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ)

مجلس شیخ الحدیثؒ میں حاضری دی بعض دور دراز علاقوں سے دارالعلوم کے فضلاء حاضر خدمت تھے، طلبہ کا ہجوم تھا شہر کے لوگ بھی آ جا رہے تھے تعویذات اور دعاؤں کا سلسلہ بھی جاری تھا کہ ایک فاضل نے خارش کی شکایت کی تو ارشاد فرمایا بسم اللہ تربۃ أرضنا بریقۃ بعضنا یشفی سقیمنا باذن ربنا

اس دعا کو سات مرتبہ پڑھ کر مٹی کے صاف ڈھیلے پر دم کریں پھر اس ڈھیلے کو

جہاں خارش ہوتی ہے یا پھوڑا پھنسی ہے یا زخم ہے وہاں تین مرتبہ پھیر لیا کریں دن میں تین مرتبہ یہ عمل کیا کریں اللہ پاک شفاء عطا فرمائے گا احقر نے سنا تو خواہش ظاہر کی کہ حضرت! مجھے بھی اجازت عطا فرمائیں میری درخواست پر مسکرائے اور بڑی دل نواز نگاہوں سے شفقت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تجھے بھی اجازت ہے حاضرین کو اور سب کو اس کی اجازت ہے۔

باہمی اتفاق اور خانگی الفت کے لئے نسخہ اکسیر

اس مجلس میں ایک صاحب نے عرض کیا حضرت! گھر میں افتراق اور ناچاقی رہتی ہے زندگی اجیرن اور پریشانی میں گزر رہی ہے اہل خانہ اور کچھ رشتہ دار بے اعتنائی برتتے ہیں حضرت شیخ الحدیثؒ نے فرمایا یہ ساتھ بازار ہے کسی دوکان سے چینی یا کوئی میٹھی چیز لے آئیں وہ صاحب جب شیرینی لے آئے تو حضرت شیخ الحدیثؒ نے شیرینی پر سات مرتبہ یہ آیتیں پڑھیں اور شیرینی پر دم فرمایا:

هُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ (الانفال: ٦٢ تا ٦٣)

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (مریم: ٩٦)

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرة: ١٦٥)

شیرینی اس صاحب کو واپس کر دی تو احقر کے دریافت پر فرمایا کہ زوجین میں الفت، خاندان میں اتفاق اور جائز محبت کے لئے یہ آیتیں تریاق اعظم اور نسخہ اکسیر ہیں

یہ آیتیں شیرینی پر دم کر کے خود بھی کھائیں اور متعلقہ افراد کو بھی کھلائیں آیتیں پڑھنے کے بعد اللہ سے دعا بھی مانگنی چاہئے:

اللھم ألف بین قلوبھم

"اے اللہ! فلاں کو فلاں سے الفت پیدا کر اور ان کے دلوں میں محبت پیدا کر دے۔"

زبان پر جاری ہونے والا سب سے پہلا اور آخری کلمہ

ایک مجلس میں حضرت شیخ الحدیثؒ نے فرمایا تم خود ماشاء اللہ سمجھ دار ہو بچے کی والدہ سے کہہ دو کہ بچے کو اللہ اللہ سکھائیں سب سے پہلا کلمہ جو بچے کی زبان سے صحیح ادا ہو وہ اللہ ہی کا نام ہو جب زبان پر جاری ہونے والا پہلا کلمہ اللہ کا نام ہو اور مرتے وقت زندگی کا سب سے آخری کلمہ بھی اللہ کا نام لینے کی سعادت میسر ہو جائے تو پھر وسط میں اگر ہزار سال عمر ہو تو اللہ پاک اس کے تمام گناہ معاف فرما دیتے ہیں کیونکہ معصیت اور گناہ کے ہزار سال محصور بین الحاصرین • دو کناروں کے درمیان) ہو جاتے ہیں جیسا کہ حدیث میں بھی آیا ہے من کان آخر کلامہ لا اله الا اللّٰہ دخل الحنة یعنی جس کا آخری کلام یہ کلمہ ہو وہ جنت میں جائے گا اس لئے احادیث میں خاتمہ بالخیر کی دعا کرتے رہنے کی بہت تاکید آئی ہے۔

تہجد کے لئے چارپائی الٹ دی جائے

اس مجلس میں شاہ بلبنؒ کا ذکر ہوا تو شیخ الحدیثؒ نے فرمایا موصوف بڑے متقی، پرہیزگار اور خدا پرست انسان تھے گھر میں ایک ہزار لونڈیاں تھیں اکثر کو قرآن حفظ تھا انہوں نے اپنے اہل خانہ کو تاکید کر رکھی تھی کہ جب تہجد کا وقت ہو تو مجھے لازماً اٹھایا جائے اور اگر میں سستی کروں یا کسل ہو تو مجھ پر چارپائی الٹ دی جائے۔

موذیات سے حفاظت

اسی مجلس میں ارشاد فرمایا کہ اگر کسی جگہ موذیات سانپ، بچھو وغیرہ کا خطرہ ہو یا زیادہ ہوں تو پانچ میخیں لے کر ان پر چالیس مرتبہ

وَ یَمْكُرُوْنَ وَ یَمْكُرُ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ (الانفال:٦٢)

پڑھ کر دم کریں اور چار میخوں کو چار کونوں میں اور ایک میخ کو وسط میں گاڑ دیں اللہ پاک موذیات کی شر اور نقصان سے محفوظ فرما دیگا۔

جب چیونٹیاں تنگ کریں

دارالعلوم کے ایک طالب علم نے شکایت کی کہ حضرت! ہمارے کمرے میں چیونٹیاں بہت زیادہ ہیں اور ستاتی ہیں حضرت شیخ الحدیثؒ نے مٹی منگوائی اور اس پر یہ آیت پڑھ کر دم کی:

یٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ (النمل:١٨)

ارشاد فرمایا اس مٹی کو چیونٹیوں کے راستے پر بکھیر دو اللہ پاک اپنے کرم سے ان کی اذیت سے محفوظ فرما دے گا اور پھر آیت کا ترجمہ اور تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حیوانات اور چیونٹیوں تک اپنی جنس سے ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ رکھتے ہیں جب سلیمانؑ کی فوج کی آمد کا اندیشہ ہوا تو چیونٹیوں کے سردار نے کہا اور اپنی جنس کے تمام افراد کو خطاب کرتے ہوئے کہا

یٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ (النمل:١٨)

''اے چیونٹیوں! اپنے سوراخوں میں جا گھسو تا کہ سلیمانؑ اور ان کا لشکر تمہیں روند نہ ڈالے اور انہیں خبر بھی نہ ہو''

وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ سے پیغمبر کی عظمت، ادب اور احترام کی طرف اشارہ ہے کہ خود پیغمبر کسی بھی مخلوق کے لئے تکلیف اور اذیت کا ذریعہ نہیں بنتا اور اگر ہمیں ان سے اذیت پہنچے گی تو وہ قصداً نہیں ہوگی بلکہ انہیں خبر تک نہ ہوگی فقہاءؒ نے لکھا ہے کہ آدمی کو راستے پر چلتے ہوئے محتاط رہنا چاہیے کہیں چیونٹیوں کی اذیت کا ذریعہ نہ بن جائے۔

جب رات کو نیند نہ آئے: (۱۷ دسمبر ۱۹۸۷ء)

ایک صاحب نے عرض کیا حضرت! رات گئے تک نیند نہیں آتی بے چین اور پریشان رہتا ہوں تو حضرت شیخ الحدیثؒ نے فرمایا:

☆ سوتے وقت درود شریف پڑھا کریں کہ درود شریف میں جمالیت ہے دماغ کو سکون پہنچتا ہے نیند کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔

☆ پریشانی ہو، خیالات اور وساوس ہوں اور نیند نہ آئے تو اسوقت یہ وظیفہ کثرت سے پڑھے یعنی سونے سے قبل ان کلمات کا ورد جاری رکھے

اللّٰہم رَبِّ السّمٰوات وما أظلّت ورب الأرضين وما اقلّت ورب الشيطين وما أضلت كن لي جارا من شر خلقك كلهم وأن يفرط علی أحداو أن يبغی علی عز جارك وجل ثناء ك ولا اله إلّا أنت

''اے اللہ ساتوں آسمان کے اور ان سب چیزوں کے مالک جو اسکے نیچے اور سب زمینوں کے اور ان سب چیزوں کے مالک جو اس پر واقع ہیں اور شیاطین اور ان کی گمراہ کن سرگرمیوں کے مالک اپنی ساری مخلوق کی شر سے

مجھے اپنی پناہ اور حفاظت میں لے لے کوئی مجھ پر زیادتی اور ظلم نہ کر پائے
باعزت اور محفوظ ہے وہ جس کو تیری پناہ حاصل ہے تیری حمد وثناء کا مقام بلند
ہے تیری سوا کوئی لائق پرستش نہیں بس تو ہی معبود برحق ہے“

پیغمبر کو زیادت علم کی دعا کا حکم دیا گیا: (۱۳ جنوری ۱۹۸۴ء)

ارشاد فرمایا قرآن کریم اور احادیث میں کثرت سے دعاؤں کی تعلیم دی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ ہر چیز کا سوال خدا سے کرو حتی کہ اگر جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو وہ بھی، خدا سے مانگنے پر باری تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور قبول فرماتے ہیں اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ مگر یاد رہے کہ خداوند قدوس اور اس کے سچے رسول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے کہیں بھی تعلیم نہیں دی کہ یہ دعا مانگی جائے کہ اے اللہ! مجھے سلطنت دے یا میری سلطنت کو طول دے اور میری دنیا اور حکومت میں اضافہ کر بلکہ رب العزت نے یہ دعا تعلیم فرمائی کہ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ”یا اللہ! میرے علم کو اور بڑھا دے“ یعنی علم کا سوال اور دعا مخصوص کر دی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کی نعمت بہت بڑی نعمت ہے جس کے لئے دعا اور سوال کرنا پیغمبر کو بھی تعلیم فرمائی گئی تو بہتر یہی ہے کہ ہم بھی اس دعا کو اپنا معمول بنالیں اور ہر نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھا کریں تاکہ باری تعالیٰ اپنی مرضیات کا علم و یقین عطا فرمادے۔

والدین کو نظر شفقت سے دیکھنا: (۱۶ اگست ۱۹۸۴ء)

خدمت والدین کا ذکر چلا تو ارشاد فرمایا جو شخص والدین کو ایک بار محبت اور شفقت کی نظر سے دیکھتا ہے اسے ایک حج مقبول کا ثواب ملتا ہے جیسا کہ حدیث کا مضمون ہے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ والدین کو ایک بار شفقت کی نگاہ سے دیکھنا گویا حج مقبول کی سعادت اور اجر وثواب حاصل کر لینا ہے تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا اگر ایک

شخص سو مرتبہ والدین کو محبت کی نظر سے دیکھے تو کیا اسے سو حجوں کا ثواب ملے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس میں تعجب کی کون سی بات ہے؟ اللہ کی رحمت کے خزانے انسانی ذہن اور تصور کی وسعت سے بہت زیادہ وسیع ہیں۔

استغفار کی ہمہ جہتی اور برکات: (۱۷ اگست ۱۹۸۴ء)

ایک صاحب نے بیعت ہونے کی درخواست کی تو ارشاد فرمایا یہ آپ کا حسن ظن ہے اللہ پاک اجر عظیم عطاء فرمادے میں آنے والے احباب کو عام طور پر استغفار کی تلقین کرتا ہوں حضرت حسن بصریؒ بھی کثرت استغفار پر زور دیا کرتے تھے ان کے پاس ایک شخص حاضر ہوا عرض کیا حضرت! میری اولاد نہیں ہوتی آپ نے فرمایا کہ کثرت سے استغفار پڑھا کرو ایک دوسرے صاحب آئے کہ حضرت! بارش نہیں ہو رہی فرمایا اہل شہر استغفار کریں ایک اور صاحب آئے اور رزق حلال کی درخواست کی فرمایا تم بھی استغفار پڑھا کرو حاضرین میں سے ایک شخص نے سوال کیا کہ حضرت! جو بھی آیا آپ نے استغفار پڑھنے کی تلقین وتاکید فرمائی حالانکہ سب کے مسائل اور مقاصد مختلف تھے تو حسن بصریؒ نے جواب دیا بھائی! یہ کوئی میں نے اپنی طرف سے نہیں بتایا بلکہ خود اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں ان امور میں کثرت استغفار کی تاکید کی ہے اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں اور قوم نوح کو کہا

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝ (نوح: ۱۰ تا ۱۲)

پسندیدہ درود اور عجیب واقعہ: (۱۲ اپریل ۱۹۸۵ء)

ایک صاحب کو صبح و شام مختلف اورادو وظائف کی تلقین فرماتے ہوئے یہ

ارشاد فرمایا کہ دن میں سو مرتبہ یہ درود شریف بھی پڑھ لیا کرو اللّٰھم صلی علی محمد و علی آل محمد کما تحب و ترضیٰ عدد ما تحب و ترضیٰ ارشاد فرمایا: مجھے یہ درود بے حد پسند ہے ایک درود تو یہ ہے کہ ہم اپنی طرف سے حضور اقدس ﷺ کے صفات ذکر کریں اور اپنے فہم و عقل سے حضور ﷺ پر نزول رحمت کا تعین کریں دوسرا یہ کہ خود اللہ پاک اپنے بے پناہ فضل و کرم سے حضور اقدس ﷺ کے شایان شان اپنی رحمتیں نازل فرما دے حضرات محدثین نے دوسری صورت کو ترجیح دی ہے ہم اللہ کی رحمتوں کی جس نوع کی بھی تعین کریں گے آپ کی اعلیٰ اور ارفع شان کے موافق ہرگز نہ ہوگی اور اس میں ایک قسم بے ادبی کا بھی ابہام ہے مجھے اس پر ایک قصہ یاد آیا ایک بوڑھی عورت کا کسی جج کے پاس مقدمہ تھا حسن اتفاق سے جب فیصلہ بوڑھی کے حق میں ہوا تو اس نے جج کے لئے دعائیں دینا شروع کیں اور کہا اللہ! تجھے مزید ترقی دے اور تجھے تھانیدار بنا دے جج نے بوڑھی سے کہا محترمہ! تجھے کیا ہوگیا میں نے تیرے ساتھ کیا برائی کی ہے کہ تو بددعا دینا شروع کر دی ہے بوڑھی نے کہا میں کب بددعا دے رہی ہوں میں تو آپ کو ترقی اور تھانیدار بننے کی دعا کر رہی ہوں جج نے کہا تھانیدار تو میرے موجودہ عہدہ سے کم ترین عہدہ ہے اور جج کی نسبت تھانیدار کی تو کوئی پوزیشن نہیں ہوتی بوڑھی نے کہا میں تو تھانیدار کو بڑا آدمی سمجھ رہی تھی کہ ہمارے گاؤں کے سب لوگ اس سے ڈرتے ہیں اور سب اس کی قدر کرتے ہیں تو جس طرح عورت نے اپنے خیال اور فہم و عقل سے ایک مرتبہ کی تعین و تحدید کر دی تو فائدہ کی بجائے نقصان ہوا اس طرح اگر ہم بھی اپنے عقل و فہم سے حضور ﷺ پر نزول رحمت کی ایک نوع کی تعین یا نزول برکت کی تحدید کر دیں گے تو یہ بوڑھی کی تحدید و تعین سے کسی طرح بھی کم نہ ہوگی ہم کیا اور ہماری عقل کیا؟ تو اس درود میں ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست پیش کرتے ہیں کہ آپ

کے بے پناہ فضل و کرم اور حضور اقدس ﷺ کی رفعت شان کے مناسب جتنی رحمتیں اور برکتیں آپ کی رضا اور پسند ہوں لاتعد و ولا تحصی (یعنی بے شمار) نازل فرمایئے۔

اللہ کا ذکر روح کائنات ہے: (یکم جمادی الاول ۱۴۰۶ھ)

حسب معمول حضرت شیخ الحدیثؒ کی مجلس میں عصر کے بعد حاضر ہوا ذکر کی فضیلت کا بیان جاری تھا ارشاد فرمایا: ذکر اللہ روح کائنات ہے لفظ اللہ تمام صفات و کمالات کا جامع ہے جب تک اللہ کا نام لیا جاتا رہے گا کائنات قائم رہے گی اور قیامت نہیں آئے گا مگر ایک وقت آئے گا جب الحاد اور دہریت کا غلبہ ہوجائے گا اللہ کا ذکر، اللہ کی یاد، دلوں سے اٹھ جائے گی بھولے سے بھی کوئی اللہ کا نام نہیں لے گا تب اسرافیلؑ کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا اور قیامت قائم ہو جائے گی گویا عالم کی بقاء اور کائنات کے وجود کا دارومدار ذکر الٰہی پر ہے۔

اشرار و شیاطین سے حفاظت کے اوراد

اسی مجلس میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ قرآن اور حدیث میں اشرار سے حفاظت، شیاطین سے تحفظ اور بچاؤ کے اوراد کثرت سے آئے ہیں سب سے بڑا وظیفہ خدا پر اعتماد والتجا ہے ارشاد فرمایا: صبح سویرے نماز کے بعد بلکہ ہر نماز کے بعد کم از کم ایک مرتبہ

بسم اللّٰہ الذی لا یضر مع إسمه شیٔ فی الأرض ولا فی السماء وهو السمیع العلیم

اعوذ بکلماتِ اللّٰہ التامّات کلّها من شرّ ما خلق

اور معوذتین یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھنے کا معمول بنالینا چاہیے۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ کا معمول

امام ابو حنیفہؒ کا تو نماز کے بعد دفع شر شیاطین سے حفاظت اور مظالم سے پناہ و نجات کی خاطر یہ آیت پڑھنے کا معمول تھا اور مجھے بھی بے حد پسند ہے اور زندگی بھر اسی کو معمول بنائے رکھا ہے۔

إِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَ رَبِّكُمْ مَا مِنْ دَآبَّةٍ إِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ مَّا أُرْسِلْتُ بِهٖ إِلَيْكُمْ وَ يَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْئًا إِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۝ (ھود: ۵۶ تا ۵۷)

آیت کے ترجمہ پر غور کیا جائے تو ایمان تازہ ہوتا ہے اور یقین بڑھتا ہے خدا کی ذات پر توکل و بھروسہ ہر دابہ کا ناصیہ، ہر طاقت کی شہ رگ اللہ کے ہاتھ میں ہے شیر ہو، کتا ہو، درندہ ہو، ظالم حکمران ہو، جن ہو، کوئی طاقت ہو سب اللہ کے قبضہ میں ہیں اس کے سامنے سب بے بس ہیں ان کا پکڑنا کوئی قدرت الٰہی سے بعید نہیں مگر ڈھیل میں اس کی حکمت و مصلحت ہے آپ اپنا کام کرتے جایئے دنیا کی سب طاقتیں مل کر بھی کوئی ذرہ برابر نقصان بھی نہیں پہنچا سکتیں جب اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو وہی محافظ، وہی ولی، وہی نگہبان ہے امام ابو حنیفہؒ اسے صبح و مغرب کی نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے آپ سب اس کو پڑھا کریں اللہ کریم اس کی برکتوں سے نظر کرم فرمائے گا۔

ایک اہم دعا جو حضور اقدس ﷺ نے ابو بکر صدیقؓ کو تعلیم فرمائی

مغرب کا وقت قریب تھا کہ باجوڑ ایجنسی کے مشہور عالم مسیح اللہ صاحب حاضر

خدمت ہوئے اپنا تعارف کرا دیا اور اپنی ایک تالیف کے عنوان اور سرخیاں سنائیں اور اس پر تقریظ لکھنے کی درخواست پیش کی حضرت شیخ الحدیثؒ نے ارشاد فرمایا حضرت! یہ آپ کا حسن ظن ہے میرا نام شاید آپ کو بھی کسی نے بہتر بتایا مگر میرے اندر تو کوئی خوبی نہیں عیوب ہی عیوب ہیں یہ آپ کا حسن ظن ہے انہوں نے درخواست کی حضرت! ادھر نماز کا وقت قریب ہو گیا ہے میں آپ کا وقت ضائع کرنا بھی نہیں چاہتا مجھے اپنے تلمذ میں لے لو اسے اپنے لئے توشہ آخرت سمجھتا ہوں کوئی آیت یا حدیث مجھے پڑھا دو کہ نسبت کا شرف حاصل ہو حضرت شیخ الحدیثؒ نے ارشاد فرمایا حضور اقدس ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خصوصیات کے ساتھ جو دعا پڑھنے کی تاکید فرمائی تھی وہی پڑھ کر سنائے دیتا ہوں خدا تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں اداب کی توفیق بھی مرحمت فرمائے وہ دعا یہ ہے

ربِّ انّی ظلمت نفسی ظلما کثیراً ولا یغفر الذنوب إلّا أنت فاغفر لی مغفرة من عندك وارحمنی إنّك أنت الغفور الرحیم (بخاری مسلم)

''اے اللہ! بے شک میں نے اپنے جان پر گناہ کر کے بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا پس تو اپنی خاص بخشش سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم کر بیشک تو بہت بخشنے والا نہایت رحم والا ہے''

کثرت ذکر اور حل مشکلات کا وظیفہ

بعض مہمانوں نے واپس جانے کی اجازت چاہی تو حضرت شیخ الحدیثؒ نے بڑی تاکید سے فرمایا کثرت سے ذکر اللہ میں مشغول رہیں روزانہ کم از کم ہزار مرتبہ لا إلہ إلّا اللّٰہ کا ورد کرتے رہیں اور ۵۰۰ مرتبہ درود شریف پڑھا کریں ہو سکے تو دن میں کسی وقت ۱۹

مرتبہ یاحی یاقیوم پڑھ لیا کریں ایک قول یہ ہے کہ یہ اسم اعظم ہے پھر مہمانوں کے لے دیر تک دعا فرماتے رہے دوران دعا ایک صاحب نے عرض کی کہ حضرت! مصائب اور مشکلات میں گرا ہوا ہوں ارشاد فرمایا:

لا حول ولا قوۃ إلّا باللّٰہ العلیّ العظیم لا ملجأ ولا منجا من اللّٰہ إلا إلیہ

"نہیں ہے قوت اور طاقت مگر ساتھ اللہ برتر کے اللہ کے سوا کوئی جائے پناہ اور بچاؤ کی جگہ نہیں"

کا وظیفہ جاری رکھیں اللہ پاک آپ کا حامی اور مددگار ہوگا،

ایک جن کا دلچسپ واقعہ اور دشمن سے حفاظت کا بہترین وظیفہ

جہاد کی فضیلت اور اہمیت کے پیش نظر مجاہدین افغانستان کے ساتھ حضرت شیخ الحدیثؒ نے گفتگو کرتے وقت ارشاد فرمایا آپ حضرات......

إِنَّا جَعَلْنَا فِيٓ أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَٰلًا فَهِيَ إِلَى ٱلْأَذْقَانِ فَهُم مُّقْمَحُونَ (یس:۸)

اور شاھت الوجوہ "بگڑ جائیں منہ"

کا وظیفہ پڑھ لیا کریں اللہ پاک معاونت بھی فرمائیں گے اور محافظت بھی ہمارے اکابر اساتذہ اور اسلاف نے اس آیت کے ورد (بطور وظیفہ پڑھنے) کے بے شمار فوائد اور ثمرات بیان فرمائے ہیں میں نے اپنے مشائخ سے ماموں اللہ بخش نامی جن کا واقعہ سنا ہے اور بارہا سنا ہے جو احمد آباد سے بھاگ کر گنگوہ آیا تھا اور پھر یہاں اپنی آمد کا واقعہ تفصیل سے بیان کیا کرتا تھا کہ میں نے احمد آباد میں ایک عورت کو ستانا شروع کیا تو اس کے رشتہ دار اس کے لئے عاملوں کو لاتے رہے جو عامل بھی آتا میں دھمکی دھونس اور زدوکوب سے اس کا خوب نوٹس لیتا آخر ایک ایسے آدمی کو لایا جو بظاہر اپنے سادہ وضع قطع سے ایک معمولی انسان معلوم ہوتے تھے میں نے انہیں دھمکی دے دی کہ تیری طرح بیسیوں عامل

آئے اور میرا کچھ نہ بگاڑ سکے اور میرے ساتھ چھیڑ خوانی پر کوئی اچھا خاصہ نتیجہ مرتب نہ ہو سکا اتنے میں اس عامل نے اِنَّا جَعَلْنَا فِیٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ (یس:۸) کی آیت پڑھنی شروع کردی جب مکمل کی تو میرے سامنے ایک بہت بڑی دیوار حائل ہوگئی اس عامل نے مجھے کہا کہ عورت کو چھوڑ دو ورنہ ابھی قید کرتا ہوں میں اپنی ضد پر رہا اور عامل کو ایک دوسری دھمکی دیدی کہ عامل نے پھر اسی آیت کو پڑھا تو میرے پیچھے بھی ایک مضبوط دیوار کھڑی ہوگئی پھر عامل آیت پڑھتے گئے اور میرے ارد گرد دیواریں چڑھتی گئیں اور میں ایک مضبوط حصار میں بند ہوگیا اور اپنی نجات بھاگنے میں پائی لہٰذا وہاں سے بھاگ کر اب گنگوہ حاضر ہوا اور یہاں پناہ لی ہے بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ یہ سب قرآنی آیات اور حضور ﷺ کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف کی برکات ہیں جو مخلصین و صالحین کو حاصل ہوتے ہیں۔

مصیبت اور تکلیف سے بچنے کی ایک تدبیر

حضرت شیخ الحدیثؒ نے ارشاد فرمایا: کہ غرور و تکبر کا انجام ذلت اور رسوائی ہوتا ہے اور عجز و انکساری اور تواضع و خاکساری سے رفعت و عزت حاصل ہوتی ہے

من قال انا وقع فی العنا

"جس نے کہا میں ہوں تو وہ مصیبت میں مبتلا ہوا"

یعنی جس نے تکبر کیا اور بزعم خویش یہ سمجھنے لگا کہ "ہمچون من دیگرے نیست" یعنی میں سب سے بالاتر انسان ہوں اپنی طاقت و کمال پر غرور اور فخر کیا تو یہ انسان خائب و خاسر اور ذلیل و خوار ہو کر تکالیف و مصائب میں پھنس جائے گا، ہندوستانی لوگ مَن قَالَ اَنا وقع فی العنا کی بڑی اچھی تعبیر کرتے ہیں جب کوئی کسی کے دروازے پر آجاتا ہے تو اگر گھر والا اندر سے پوچھے کون؟ اور جواب میں وہ کہے "میں" تو ہندوستانی

کہتے ہیں "میں کے گلے میں چھری" وہ لوگ میں سے مراد بکری لیتے ہیں کیونکہ بکری جب آواز نکالتی ہے تو میں میں کرتی ہے غرض یہ کہ جس نے بھی دنیا میں رہ کر میں میں کرنا یعنی تکبر اور غرور شروع کرلیا دھنا اور مصیبت میں پڑے گا۔

قرآن وحدیث کے انوار

حضرات صوفیاء فرماتے ہیں جب قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو پڑھنے والے کے منہ سے سورج کی شعاعوں کی طرح نور کی شعاعیں پھوٹتی ہیں جن میں جلال غالب رہتا ہے اور حدیث کے پڑھتے وقت چاند کی روشنی جیسے انوار ظاہر ہوتے ہیں جن میں جمال غالب رہتا ہے۔

دعاؤں کا خزانہ اور عجیب قصہ

حضرت شیخ الحدیثؒ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو علم نہیں کہ والدہ کی خدمت اور والدین کی عزت میں اللہ نے کتنی برکتیں رکھی ہیں لوگ دعاؤں کی مقبولیت کی غرض سے قبروں پر جاتے ہیں طواف کرتے ہیں، شرکیہ افعال کا ارتکاب کرتے ہیں حالانکہ مقبول دعاؤں کا خزانہ والدہ کی صورت میں ان کے گھر میں موجود ہوتا ہے حضرت موسیٰ کوہ طور پر جایا کرتے تھے شاہی اور خدائی دربار کے آداب کما حقہ بجا لانا کسی انسان کے بس کی بات نہیں آپ کے ساتھ مراعات برتی جاتیں ایک روز جب ملاقات کے لئے جارہے تھے تو حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا موسیٰؑ! اب جب کوہ طور پر اللہ کی ملاقات کے لئے حاضری ہو تو سنبھل کر آنا اور اداب ملحوظ رکھنا حضرت موسیٰؑ اسی تنبیہ پر چونک پڑے اور حیران ہوگئے کیونکہ اس سے قبل ایسی کوئی تنبیہ نہیں کی گئی گھبرا گئے کہ شاید کوئی خطاء سرزد ہوئی ہے حضرت جبرئیلؑ نے بتایا کہ کوئی غلطی اور خطاء سرزد نہیں ہوئی بلکہ پہلے جب آپ آیا کرتے تھے تو والدہ حیات تھیں وہ آپ کے حق مین دعا گو رہتیں ان کی دعاؤں کے

صدقے آپ کو رعایتیں حاصل تھیں اب والدہ وفات پا گئیں اور دعاؤں کا وہ اچھا خاصا سر چشمہ بند ہو گیا اس لیے محتاط رہنے اور آداب دربار خداوندی کو ملحوظ رکھنے کی تاکید کردی ہے۔

جہاد میں کامیابی کا مسنون وظیفہ: (۱۵ جنوری ۱۹۸۵ء)

افغان مجاہدین کا ایک بہت بڑا وفد حضرت شیخ الحدیثؒ کی خدمت میں حاضر ہوا ۸۰ سے زائد افراد کی اس جماعت کی قیادت مولانا صدیق اللہ صاحب کر رہے تھے قائد وفد نے جہاد کی کامیابی اور میدان کارزار میں پڑھے جانے والے مسنون وظائف اور اذکار چاہی تو حضرت شیخ الحدیثؒ نے سب کو وہی وظیفہ بتایا جو ہمیشہ کا معمول ہے اور اس رسالے میں بھی اس کا ذکر آیا ہے البتہ ایک مزید چیز کا اضافہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ اپنے درس میں طلباء سے فرمایا کرتے تھے کہ جنگ شروع ہونے اور جہاد کی ابتداء میں یہ دعا پڑھا کرو

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (البقرۃ: ۲۵۰)

حالت نزع میں شیطان کا حملہ اور اس سے بچنے کی تدبیر

ارشاد فرمایا عوام میں یہ مشہور ہے کہ حالت نزع میں مبتلا شخص جب پانی طلب کرتا ہے حاضرین پانی نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ مزید پانی مانگتا جائے گا اور پیتا جائے گا تو نقصان ہوگا مگر یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں دراصل وفات کے وقت موت کی حرارت زیادہ ہو جاتی ہے جس سے شدت کی پیاس لگتی ہے اس وقت بھی شیطان حملہ آور ہوتا ہے ٹھنڈا پانی گلاس میں لے کر مرنے والے کو اس کے پینے کی ترغیب اور اصرار کرتا ہے تاکہ کسی نہ کسی طریقہ سے کفر کا کلمہ کہلوانے میں کامیاب ہو سکے اس کے متعلقین اور

اقرباء کو مرض الوفات میں مریض کو پانی پلانا چاہیے یا اس کے منہ میں گھونٹ گھونٹ پانی ٹپکانا چاہیے تاکہ اس کی طبعی پیاس بجھتی رہے اور شیطان کے چنگل سے محفوظ رہے۔

اتباع سنت فتح مندی کا سبب اور دلچسپ حکایت: (۲۵ مارچ ۱۹۸۵ء)

ارشاد فرمایا: کہ کامیابی اور فتح مندی اور رضاء الٰہی کے حصول کا واحد زینہ اور سبب اتباع سنت ہے صرف اور صرف یہی ایک راستہ ہے جس پر انسان چل کر دنیا اور آخرت میں درجات عالیہ حاصل کر سکتا ہے اور اسی راستے کی برکت سے انسان مدارج کمال تک پہنچ جاتا ہے سنت رسول ﷺ کا راستہ مقبول راستہ ہے جو بھی اس راہ پر چلے گا وہ مقبول ہو جائے گا مور مسکین کا واقعہ آپ نے سنا ہوگا اور مشہور شعر ہے......

مور مسکین ہوسے داشت کہ درکعبہ رسد
دست برپائے کبوتر زدو ناگاہ رسد

ایک عاجز و مسکین چیونٹی کو شوق تھا کہ کعبہ پہنچنے کی سعادت حاصل کرے لیکن طوالت سفر اور اپنے ناتواں جسم کی وجہ سے نہیں جا سکتی تھی اور اگر چلے بھی تو پاؤں تلے روند ڈالے جانے کے اندیشے کے پیش نظر بہت پریشان تھی آخر اللہ پاک نے اس کے ذہن میں ایک تجویز القا فرمائی کہ اپنے پاؤں پیدل چل کر پہنچنا تو بہت مشکل ہے یہاں خانہ کعبہ کے کبوتر آتے جاتے ہیں تاک میں رہو جب کعبہ جانے والے کبوتر نظر آ جائے تو اس کے پاؤں میں چمٹ جانا وہ اڑ کر کعبہ جائے گا اس کی وساطت سے تو بھی کعبۃ اللہ پہنچ جائے گا بس انتظار میں رہی جونہی خانہ کعبہ جانے والا کبوتر نظر آیا تو آہستہ سے کھسک کر اس کے پاؤں سے چمٹ گئی وہ اڑا کعبہ پہنچا تو چیونٹی نے بھی خدا کو کعبہ میں پایا...... ع دست برپائے کبوتر زدو ناگاہ رسید

یعنی چیونٹی کبوتر کے پاؤں سے چمٹ گئی اور فوراً خانہ کعبہ پہنچ گئی تو ہم بھی مور

مسکین ہیں حضور ﷺ کی شفاعت، معیت دیدار اور اس نوع کے قرب الٰہی کے منازل بڑے بلند اور رفیع ہیں ہماری چال اور پرواز اس قابل نہیں کہ ہمیں ان تک پہنچا دے مگر اللہ نے طریقہ اور راستہ اپنی مخلوق کو بھی بتایا وہ راستہ سنت رسول ﷺ اور اتباع نبوی ﷺ کا راستہ ہے اس مبارک وسیلے سے شفاعت و معیت رسول ﷺ اور قرب الٰہی کی منزلیں جلد طے ہوں گی اور ہے بھی یہی ایک راستہ جس سے خدا ملتا ہے۔

علمی و روحانی ترقی کے تین اصول: (۱۴ جولائی ۱۹۸۵ء)

بعد نماز العصر مجلس فیض و برکت میں حاضری کی توفیق نصیب ہوئی دارالعلوم کے بعض اساتذہ طلبہ اور دور دراز سے آئے ہوئے مہمانوں کا ہجوم تھا مجھ پر نظر پڑی تو قریب بلائے نئے تعلیمی سال کی مناسبت سے دارالعلوم کے انتظامی، تعلیمی اور طلبہ کی اخلاقی تربیت سے متعلق ضروری ہدایات ارشاد فرمائے طالبان علوم نبوت کی علمی و روحانی ترقی حصول کمال، علم میں پختگی اور خدمت دین اور اشاعت فیض کی دعائیں فرماتے رہے اور اسی دوران یہ بھی ارشاد فرمایا جب تحصیل علم کے تین آداب کو ملحوظ رکھا جائے تب صلاحیت نکھرتی، استعداد جلا پاتی اور علمی و روحانی ترقیات حاصل ہوتی ہیں

(۱) استاد کا ادب (۲) مسجد اور درسگاہ کا ادب (۳) کتاب کا ادب

رشتہ نکاح میں دینداری کا لحاظ اور مسنون وظائف

دارالعلوم کے ایک قدیم فاضل نے عرض کیا حضرت میری بیٹی سن بلوغ کو پہنچ چکی ہے میں نے بچپن سے الحمدللہ تعلیم و تربیت کی خصوصی نگرانی کی ہے عربی میں فارسی میں اس کا مطالعہ بھی خوب ہے عربی تحریر بھی اچھی ہے قرآن حکیم کا ترجمہ وغیرہ جانتی ہے اب میں چاہتا ہوں کہ اس کا نکاح بھی ایسی جگہ ہو جائے جہاں اس کی تعلیم اور اسلامی ذہن محفوظ رہے حضرت شیخ الحدیثؒ نے فرمایا جی ہاں قحط الرجال ہے ایسا زمانہ آ گیا ہے

کہ صالحین اور علمی و دینی گھرانے اپنے بیٹوں کے لئے علمی و دینی رشتہ کے سلسلے میں تقریباً ۹۰ فیصد خاندان پریشان ہیں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ شادیاں کی جاتی ہیں لیکن بعض لوگ حسن و جمال کو ملحوظ رکھتے ہیں مگر اللہ والے دین کو صالحیت کو اور نیکی کو ملحوظ رکھتے ہیں یہی لوگ کامیاب اور بامراد ہیں کہ انہوں نے نکاح اور شادی بیاہ کی روح (دینداری) کو ملحوظ رکھا ہے آپ بھی مبارک ہیں کہ آپ کے خیالات، احساسات اور جذبات دین کی بالادستی کے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی یادآوری اور مدد فرمائیں فرض نماز سے فارغ ہوکر وتر پڑھنے سے قبل ۴۵۰ مرتبہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (آل عمران) پڑھ لیا کریں اللہ پاک کارسازی فرمائیں گے علاوہ ازیں رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ (القصص: ۲۴) کثرت سے پڑھ لیا کریں اس کا ترجمہ یہ ہے کہ "میرے رب تو میری طرف جو اچھی چیز اتارے میں اس کا محتاج ہوں" ہر نماز کے بعد جب بھی موقع ملے مفہوم کو ملحوظ رکھ کر ورد جاری رکھیں اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں گے۔

اہلیت بیعت اور استغفار کی اہمیت: (۱۱ دسمبر ۱۹۸۶ء)

حسب معمول بعد العصر مجلس شیخ الحدیثؒ میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی مہمانوں کا ہجوم تھا دارالعلوم کے طلبہ بھی حلقہ باندھے عقیدت سے بیٹھے تھے کہ راقم الحروف (حافظ شوکت علی) نے عرض کیا حضرت! میں نے خواب دیکھا ہے اور خواب میں مجھے دارالعلوم کے ایک استاد بار بار آپ سے بیعت ہونے کی تاکید فرماتے ہیں حضرت شیخ الحدیثؒ پوری توجہ سے ان کی بات سنتے رہے جب (میں موصوف) نے اپنی معروضات ختم کیں تو حضرت شیخ الحدیثؒ نے فرمایا: آپ کے جذبات اور ارادہ خوب ہے اللہ قبول فرمائے مگر بیعت تو ایسے شخص سے ہونی چاہیے جو اس کا اہل بھی ہو خواب میں آپ نے جو بیعت کا نقشہ دکھا ہے یہ آپ کا حسن ظن ہے ورنہ حقیقت یہی ہے کہ

میں بیعت کا اہل نہیں ہوں بیعت لینے کا اہل وہی ہوتا ہے جس میں عبدیت کی پوری خصوصیات موجود ہوں جو خود عالم اور عامل ہو متقی اور پرہیز گار ہو اگر بیعت لینے والے میں یہ صفات موجود نہ ہوں پھر تو اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ یعنی کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو اپنے آپ کو'' کا مصداق ٹھہرے گا۔

ارشاد فرمایا: میرے متعلق یہ آپ کا جو حسن ظن ہے خدا تعالیٰ اسے باقی رکھے صراط مستقیم پر چلائے اور ہدایت فرمائے آمین جب میں نے اصرار کیا تو ارشاد فرمایا ذکر کثرت سے کیا کرو اور استغفار کرو جب کپڑے پر روغن چڑھاتے ہیں یا اس کا نقش و نگار کرتے ہیں تو پہلے اسے دھوتے ہیں اور خوب مانجھتے ہیں نفس جو ہے وہ برائی کی طرف مائل رہتا ہے اور برائی کا حکم دیتا ہے اولا اس کی تطہیر اور تزکیہ ضروری ہے تزکیہ میں بڑے بڑے برکات ہیں نفس پاک ہو خدا تعالیٰ اہلیت سے نوازتے ہیں اور انوار و برکات کا نزول ہوتا ہے استغفار سے تطہیر و تزکیہ باطن ہوتا ہے آپ استغفار کا وظیفہ شروع کر دیں کثرت سے اٹھتے بیٹھتے کاروبار کرتے آتے جاتے جب موقع ملے باوضوء یا بلا وضوء استغفار پڑھا کریں اللہ کریم اپنی نعمتوں سے نوازے گا اخلاص کی دولت دے گا برکتیں نازل ہوں گی اور عمل کی توفیق کی ارزانیاں ہوں گی۔

جس مجلس میں اللہ والوں کا ذکر ہو وہاں دعا بھی قبول ہوتی ہے

ایک دفعہ جب ارکان وفد نے رخصت چاہی اور دعا کی درخواست کی تو ارشاد فرمایا: جس مجلس میں کسی اللہ والے اور بزرگوں کا ذکر ہوتا ہے تو اس مجلس میں دعا قبول ہوتی ہے خدا کا شکر ہے کہ آپ لوگوں کی برکتوں سے حضرت شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور حضرت مجاہد ملت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کا تذکرہ ہوتا رہا خدا تعالیٰ ان کی برکتوں کے صدقے ہماری دعائیں قبول فرمائے گا اس کے بعد حضرت شیخ

الحدیثؒ نے دعا فرمائی حاضرین پر عجز وانکساری اور انابت وگریہ کی عجیب کیفیت طاری تھی اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے دعا پر ابھی سے قبولیت کی مہریں لگ رہی ہیں۔

ذکر کی فضیلت

فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ کی حدیث:

لایعقد قوم یذکرون اللّٰہ الاحفتھم الملئکۃ وغشیتھم الرحمۃ ونزلت علیھم السکینۃ وذکرھم اللّٰہ فیمن عندہ (مسلم)

''جب بھی اور جہاں بھی کچھ بندگان خدا بیٹھ کے اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو لازمی طور پر فرشتے ہر طرف سے ان کو گھیر لیتے ہیں اور رحمت الٰہی ان پر چھا جاتی ہے اور ان کو اپنے سایہ میں لے لیتی ہے اور ان پر سکینہ کی کیفیت نازل ہوتی ہے اور اللہ اپنے ملائکہ مقربین میں ان کا ذکر فرماتا ہے''

گندے خیالات اور وساوس سے پناہ لینے کا طریقہ: (۳۰ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

پر رونق مجلس میں ایک صاحب نے مختلف سوالات پوچھے حضرت شیخ الحدیثؒ نے تسلی بخش جوابات مرحمت فرمائے اس صاحب نے ایک سوال میں یہ بھی دریافت کیا کہ حضرت وساوس اور گندے خیالات آتے ہیں تو ارشاد فرمایا: جب گندے خیالات اور وساوس آئیں تو اعوذ باللہ پڑھ کر بائیں جانب تھوک دیا کریں یہ درحقیقت حضور ﷺ نے شیطان کی تذلیل کا طریقہ بتایا ہے عام طور پر دشمن سے مقابلہ تین طرح کا ہوتا ہے

(۱) تلوار اور اسلحہ سے (۲) گالم گلوچ سے (۳) تذلیل سے

تذلیل انتہائی درجے کا آخری اور انتقامی عمل ہے تھوکنے سے شیطان کی تذلیل مقصود ہے چاہے نماز میں کیوں نہ ہو دوسرا یہ کہ اپنے خیالات میں شیطانی وساوس کی طرف التفات اور توجہ کم کردو۔

مرض الموت میں ذکر الٰہی کی تلقین

ایک مجلس میں حضرت شیخ الحدیثؒ نے ارشاد فرمایا: یاد رہے کہ مرض الموت کی حالت میں اولاً کلمہ شہادت کی تلقین کی جاتی ہے اگر اس کی ادائیگی شاق ہو تو کلمہ توحید اور اگر یہ بھی شاق ہو جائے تو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اور اگر اس کی ادائیگی بھی مشکل ہو تو مریض کے سامنے صرف اللہ کا نام لیا جاتا ہے غالباً حضرت مالک بن دینارؒ مرض الموت میں تھے کہ بعض شاگردوں نے ان کے سامنے اونچی آواز سے کلمہ پڑھنا شروع کیا تو حضرت مالک بن دینارؒ نے ایک بار کلمہ پڑھ کر سکوت اختیار کر لیا بعض حاضرین کلمے کے بار بار پڑھنے پر اصرار کرنے لگے کہ مسلسل کلمہ پڑھتے رہے حضرت مالک بن دینارؒ نے فرمایا کہ میں نے ایک بار اونچی آواز میں کلمہ پڑھ لیا اس میں صادق ہوں دوبارہ تلقین کی ضرورت نہیں دیکھیے! حضرت مالک بن دینارؒ نے رخصت ہوتے ہوئے بھی حضور اقدس ﷺ کی تعلیمات پر کاربند رہنے کی تلقین کی حاضرین کو گویا ایک گونہ تلقین مرض الموت کے سنت طریقہ کا سبق پڑھایا۔

مصائب سے بچاؤ کی اصل صورت

حضرت شیخ الحدیثؒ نے فرمایا جب خدائے تعالیٰ حی و قیوم سے ربط ہو تب بچاؤ ہوگا حضرت موسیٰؑ سے افلاطون نے پوچھا کہ جب خدا تیرانداز ہو اور آسمان کمان ہو اور تیروں کی بجائے آفات اور بلیات کی بارش ہونے لگے تو حفاظت کی صورت کیا ہوگی حضرت موسیٰؑ نبی تھے فوراً جواب دیا کہ تیرانداز کے پہلو اور دامن میں آجاؤ تب بچ سکو گے۔

نرینہ اولاد کے لئے وظیفہ کے چار طریقے

درج ذیل چار طریقوں میں سے کسی طریقہ پر بھی عمل کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ نرینہ اولاد نصیب ہوگی:

(۱) جس عورت کی نرینہ اولاد نہ ہوتی ہو تو اس کا شوہر سورۃ فاتحہ (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ) اول سے آخر تک سات مرتبہ پڑھے اور بیوی کے پیٹ پر انگلی سے دائرہ بنا کر اس کے درمیان انگلی رکھے اور یہ کلمات پڑھے یا اللہ! نیک فرزند و راز حیات عطاء فرمائیں میں اس کا نام محمد رکھوں گا جو دین کے لئے وقف ہوگا اللہ تعالیٰ نیک فرمائے گا انشاء اللہ، (خیال رکھیں کہ جب نرینہ اولاد پیدا ہو جائے تو حسب وعدہ اس کا نام محمد رکھ لیں) (از مرتب)

(۲) لڑکا پیدا ہونے کیلئے اپنی بیوی کے پیٹ پر انگلی پھیرنے کے ساتھ ستر بار یا متین پڑھتا رہے انشاء اللہ نرینہ اولاد ملے گی۔

(۳) جس عورت کی نرینہ اولاد نہ ہوتی ہو تو درج ذیل عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا عمل یہ ہے کہ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا پوری سورت شمس جو کہ آخری پارہ میں ہے ۴۱ بار ۴۱ چھوہاروں پر پڑھ کر دم کرے اور اپنی بیوی کو ماہواری کے فوراً بعد پہلی رات کو ایک چھوہارہ دوسری رات کو دو چھوہارے، تیسری رات کو تین چھوہارے اور اسی ترتیب کے ساتھ ہر آنے والی رت کو ایک ایک چھوہارہ زیادہ کر کے کھلایا کریں یہاں تک کہ سارے چھوہارے ختم ہو جائیں۔

(۴) جو عورت سوائے لڑکی کے لڑکا نہ جنتی ہو تو چالیس دانے لونگ کے لے کر ہر ایک دانے پر یہ آیت سات سات مرتبہ پڑھ کر دم کرے پھر ہر رات سوتے وقت عورت ایک ایک دانہ کھاتی رہے انشاء اللہ مذکر اولاد نصیب ہوگی آیت یہ ہے:

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَاۤ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ (النور: ۴۰)

برائے قوت حافظہ ورفع نسیان

کسی کو حافظہ کی کمزوری اورنسیان کی شکایت ہوتو یہ کلمات مبارکہ اسی طریقے سے کاغذ پر لکھ کر گلے میں ڈال دے یا بازو پر باندھ لے انشاء اللہ مذکورہ شکایت دور ہوگی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ (البقرہ: ۳۲)

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ○ وَ يَسِّرْ لِيْۤ اَمْرِيْ ○ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ○ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ (طٰہٰ: ۲۵ تا ۲۸)

انت ربی لا الٰہ الا انتَ عَلیکَ توکّلتُ أغثنا أغثنا یاغیاثَ المستغیثینَ أغثنا مَا شَاءَ اللّٰہُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا (الطلاق: ۱۲)

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (الانبیاء: ۸۷)

یاعلیم	یاعلیم	یاعلیم	یاعلیم
یاعلیم	یاعلیم	یاعلیم	یاعلیم
یاعلیم	یاعلیم	یاعلیم	یاعلیم
یاعلیم	یاعلیم	یاعلیم	یاعلیم

آسیب اور جنات سے حفاظت کے لئے

(۱) مندرجہ ذیل آیات اور نقوش کا تعویذ بنا کر اس شخص کے گلے میں ڈال دے یا بازو پر باندھ لے جس کو جنات سے تکلیف ہو انشاء اللہ تکلیف جاتی رہے گی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَ اللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

(آل عمران: ۱۲۲ تا ۱۲۳)

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَا یَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ○ (البقرہ: ۲۵۵ تا ۲۵۶)

ربّی اللّٰہ الواحد القهارُ ربّی الّذی یحی ویمیتُ حسبی ربّی حافظنی من شرِّ الأشرار بحقّ یملیخا مکسلمینا مسیتازرنوش برنوش شاذنوش کشطیطوش إسم کلبهم قطمیر وعلی اللّٰه قصدُ السّبیل ومنها جائر ولو شاء لهداکم أجمعین برحمتك یاأرحم الرّاحمین

ب ۲	د ٤	و ٦	ح ٨
ح ٨	۲ ٦	د ٤	ب ۲
د ٤	ب ۲	ح ٨	و ٦
۲ ٦	ح ٨	ب ۲	د ٤
الو ان	الو ان	الو ان	الو ان
الو ان	الو ان	الو ان	الو ان
الو ان	الو ان	الو ان	الو ان
الو ان	الو ان	الو ان	الو ان

(۲) مندرجہ ذیل تعویذ آسیب زدہ کے لئے مجرب ہے کاغذ پر یہ آیات اور کلمات لکھیں اور مندرجہ ذیل نقوش بنا کر آسیب زدہ کے گلے میں ڈال دے یا بازو پر باندھے انشاء اللہ مریض شفاء پاوے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا (الجن:۱)

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا (الکہف:۹)

قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ۝ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۝ (بنی اسرائیل: ۵۰ تا ۵۱)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ (الناس ۱-٦)

ربّی الذی یحی ویمیت حسبی ربی حافظنی عن شر الأشرار

بحق یملیخا مکسلمینا کشفو طط ازر فطیو نس تبتیونس

یونس یوانس اسم کلبهم قطمیر وَ عَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَ مِنْهَا جَآئِرٌ وَ لَوْ شَآءَ لَهَدٰكُمْ اَجْمَعِيْنَ(النحل:۹)

الوان	الوان	الوان	یالطیف	یالطیف	یالطیف
الوان	الوان	الوان	یالطیف	یالطیف	یالطیف
الوان	الوان	الوان	یالطیف	یالطیف	یالطیف

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ○ مَلِكِ النَّاسِ○ اِلٰهِ النَّاسِ○ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ○ الَّذِىْ يُوَسْوِسُ فِىْ صُدُوْرِ النَّاسِ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ○ (الناس ۱-۶)

برائے دردِ سر

(۱) جب سر میں درد ہو تو یہ تعویذ لکھ کے سر پر باندھے یا ٹوپی اور پگڑی میں رکھ کر پہنا کریں انشاء اللہ دردِ سر جاتا رہے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِىِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا(احزاب:۵۶)

كٓهٰيٰعٓصٓ ○ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا○ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ○ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ وَ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّ لَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا○ (مریم: ۱ تا ۴)

عبداللّٰہ بن زبیر، ابو بکر، سلمان بن یسار خارجہ بن زید، عروہ، قاسم، سعید بن مسیب ۵۵۵۵۵۵ ۵۵۵۵۵۵

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ○ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا○ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ○ (الطارق:۱۵ تا ۱۸)

١٨	١١	١٦
١٣	١٥	١٧
١٤	١٩	١٢

سحر	سحر	سحر	سحر
سحر	سحر	سحر	سحر
سحر	سحر	سحر	سحر
سحر	سحر	سحر	سحر

یارافع	یارافع	یارافع	یارافع
یارافع	یارافع	یارافع	یارافع
یارافع	یارافع	یارافع	یارافع
یارافع	یارافع	یارافع	یارافع

(۲) اس تعویذ کا بھی وہی طریقہ ہے جو اوپر ذکر کیا گیا یعنی اس سے بھی سر پر باندھنے کی برکت سے سر کا درد اللہ کے فضل سے ٹھیک ہو جائے گا۔

یاقدوس یاقدوس

سحر	سحر	سحر	سحر	یارافع	یارافع	یارافع	یارافع
سحر	سحر	سحر	سحر	یارافع	یارافع	یارافع	یارافع
سحر	سحر	سحر	سحر	یارافع	یارافع	یارافع	یارافع
سحر	سحر	سحر	سحر	یارافع	یارافع	یارافع	یارافع

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب: ٥٦)

كٓهٰيٰعٓصٓ ○ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ○ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ○ لَا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ○ (الواقعہ: ١٩)

عبداللّٰہ بن زبیر، ابو بکر، سلمان بن یسار خارجہ بن زید، عروہ،

قلسم، سعید بن مسیب ۰۰۰۰۰۰۰ کا کا کا کا کا کا

١٦	١١	١٨
١٧	١٥	١٣
١٢	١٩	١٤

تعویذ برائے حفاظت حمل

جس عورت کا حمل بار بار ساقط ہو جاتا ہو تو درج ذیل آیات کاغذ پر نیز مندرجہ ذیل نقوش بھی اس کاغذ پر چمڑے وغیرہ میں بند کر کے حمل کے دن شروع ہونے سے پہلے عورت اپنے بازو پر باندھ لے اور حمل شروع ہونے کے بعد ناف پر لٹکا دے انشاء اللہ تعالیٰ حمل قرار پکڑے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ (الحج:۱)

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا (مریم:۱۲)

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ○ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ○ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (المرسلات:۲۰ تا ۲۲)

محمد فاطمة الزهراء واصحابه أجمعين

يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ○ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا (شوریٰ:۴۹ تا ۵۰)

وصلى الله على خير خلقه محمد و آله واصحابه اجمعين

برحمتك ياأرحم الرحمين

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ

وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ (الرعد:۸)

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ (النحل:۱۲۷)

فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (یوسف:٦٤)

اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا (مریم:۷)

٨	١	٦	٤٤٠	٤٥٣	٤٥٠	٤٤٧
٣	٥	٧	٤٥١	٤٤٦	٤٤١	٤٥٣
٤	٩	٢	٤٦٥	٤٤٨	٤٥٥	٤٤٢

طوس	مرموس	حاموس	اسماء
حاموس	فردوس	معقوس	عریاباداون
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ	اَحَدٌ	اَللّٰهُ الصَّمَدُ	لَمْ يَلِدْ
وَلَمْ يُوْلَدْ	وَلَمْ	يَكُنْ لَّهٗ	كُفُوًا اَحَدٌ
یاقابض	یاقابض	یاقابض	یاقابض
یاقابض	یاقابض	یاقابض	یاقابض
یاقابض	یاقابض	یاقابض	یاقابض
یاقابض	یاقابض	یاقابض	یاقابض
مرنون	بحولوت	وانت بحق	ایمان بحق
بحق فرقان	بحق تورات	بحق زبور	بحق انجیل
بحق انجیل	بحق تورات	بحق هدما صیل	بحق عرد
إنك أنت الوهاب	إنك أنت الوهاب	إنك أنت الوهاب	إنك أنت الوهاب

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ (ال عمران:۳۸)

ناف ٹلنے کے لئے تعویذ

جس شخص کو ناف ٹلنے کی شکایت ہو تو وہ ان مبارک کلمات اور نقوش سے تعویذ

بنائے اور بازو پر باندھے انشاء اللہ ناف اپنی جگہ آ جاوے گی تعویذ یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اعوذُ بعزّة اللّٰه وقدرته وسلطانه من شرّ ما اجدُ واُحاذر اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَ لَئِنْ زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا(الفاطر:٤١)

وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ(التوبة)

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ(الشعرآء:٨٠)

ياقابض	ياقابض	ياقابض	ياقابض
ياقابض	ياقابض	ياقابض	ياقابض
ياقابض	ياقابض	ياقابض	ياقابض
ياقابض	ياقابض	ياقابض	ياقابض
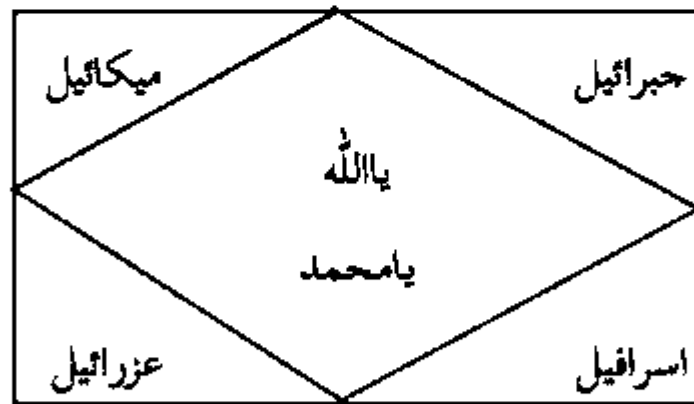
تجارت میں برکت اور مقدمہ میں کامیابی کیلئے

جو شخص تجارت میں نفع اور فائدے کا طلب گار ہو یا کسی مقدمہ میں کامیابی کا خواہاں تو مندرجہ ذیل آیت کلمات اور نقوش کا تعویذ بنا کر تاجر تجارت کے وقت اور مقدمہ میں کامیابی کا طلب گار کچہری یا عدالت میں جانے کے وقت اپنے بازو پر باندھے انشاء اللہ تجارت میں برکت اور مقدمہ میں کامیابی نصیب ہوگی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ

يَشَآءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (ال عمران:۷۳تا۷۴)

وَ لَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ (الاعراف:۱۰)

فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (التوبۃ: ۱۲۹)

ع ع

ع ع ع ع ع ع ع ع ع ع ع ع ع ع ع ع ع ع ع ع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ربّی اللّٰه الواحد القهارُ ربّی الّذی يُحيی و يميتُ حسبی ربّی حافظنی من شرِّ الأشرار بحق يَمليخا مكسلمينا كشفوطط آزرفطيو نس تبتيونس يونس يو انس اسم كلبهم قطمير وَ عَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَ مِنْهَا جَآئِرٌ وَ لَوْ شَآءَ لَهَدٰكُمْ اَجْمَعِيْنَ (النحل:۹) برحمتك يا ارحم الرّاحمين

۷۸۶

۴۴۷	۴۵۰	۴۵۳	۴۴۰
۴۵۲	۴۴۱	۴۴۶	۴۵۱
۴۴۲	۴۵۵	۴۴۸	۴۴۵
۴۴۹	۴۴۴	۴۴۳	۴۵۴

۷۸۶

يااللّٰه	يااللّٰه	يااللّٰه	يااللّٰه
يااللّٰه	يااللّٰه	يااللّٰه	يااللّٰه
يااللّٰه	يااللّٰه	يااللّٰه	يااللّٰه
يااللّٰه	يااللّٰه	يااللّٰه	يااللّٰه

اَللّٰهم ارْحَم.......... وَعَزِّزه وَارْزُقهُ وَكُنْ لَهٗ نَصِيراً۔

وضاحت:

اَللّٰهم ارْحَم کے بعد خالی جگہ میں اس شخص کا نام لکھا جائے جس کو یہ تعویذ دینا ہو۔

	یارحمٰن	یارحمٰن
	یارحمٰن	یارحمٰن

٩ھ ٩١٥٧٨٦

٩ ٥١١٥١١٨١

یاقدیر	یاقدیر	یاقدیر	یاقدیر
یاقدیر	یاقدیر	یاقدیر	یاقدیر
یاقدیر	یاقدیر	یاقدیر	یاقدیر
یاقدیر	یاقدیر	یاقدیر	یاقدیر

٦	١	٨
٧	٥	٣
٢	٩	٤

إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ وصلى الله على خير خلقه سيدنا و مولانا محمد و آله اصحابه اجمعين
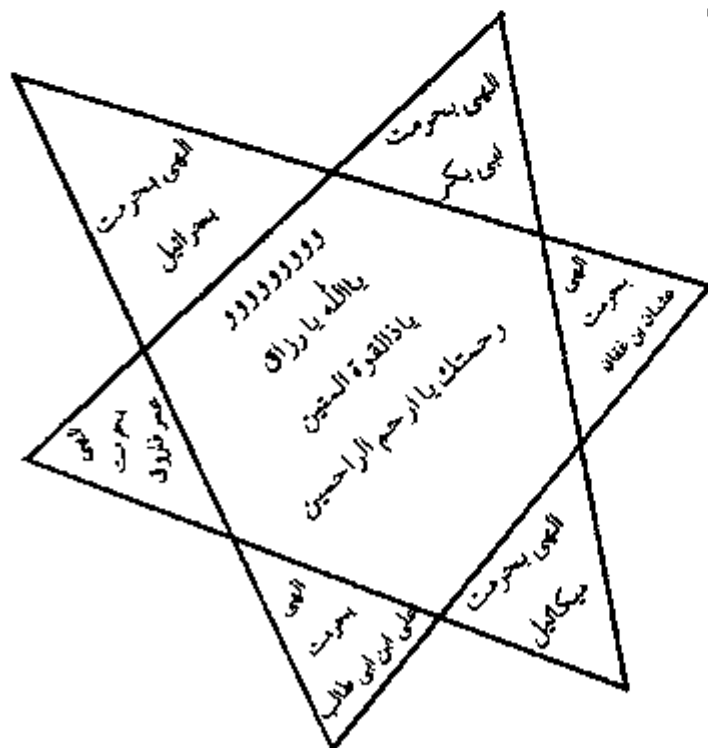
ز	ی	ز	ع
ع	ز	ی	ز
ع	ز	ع	ز
ز	ع	ز	ی

يا لطيفا بخلقه يا عليما بخلقه يا خبيراً بخلقه اُلطف بی يا لطيفُ يا عليمُ يا خبيرُ

تعویذ برائے حفاظت اطفال

اللہ تعالیٰ اس تعویذ کی برکت سے بچوں کو ہر بیماری نظر بد اور بے جا رونے سے محفوظ رکھیں گے یہ آیات، اصحاب کہف کے نام مندرجہ ذیل نقوش کو کاغذ پر لکھ کر چمڑے وغیرہ میں بند کر کے بچوں کے گلے میں ڈال دے اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے حفاظت میں رکھے گا تعویذ درج ذیل ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اُعِيْذُكَ بِكَلِمَاتِ اللّٰه التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ اللَّامَّةِ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا (طٰہٰ: ۱۰۸)

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا (الکہف: ۹)

قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ○ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ (بنی اسرائیل: ۵۰: ۵۱)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○ اِلٰهِ النَّاسِ ○ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○

ربّی الّذی یُحیٖ و یمیتُ حسبی ربّی حافظنی من شرّ الأشرار بحق یَمِلیخا مکسلمینا کشفوطط آزرفطیو نس تبتیونس یونس یو انس اسم کلبھم قطمیر وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ وَّلَوْ شَآءَ لَهَدٰكُمْ اَجْمَعِيْنَ (النحل: ۹) برحمتك یا ارحم الرّاحمین قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○ اِلٰهِ

النَّاسِ ○ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○

علیق	لمیق	رحیق	شواھد
بسم اللہ	الرحمن	الرحیم	یااللہ
یااللہ	یااللہ	یااللہ	یااللہ
یااللہ	یااللہ	یااللہ	یااللہ

ص	ص	ص
ص	ص	ص
ص	ص	ص
ص	ص	ص

برائے الفت زوجین واقارب

نقوش کو کاغذ پر لکھ کر متعلقہ گھر کے کسی محفوظ مقام پر رکھیں تو خاندانی الفت نصیب ہوگی انشاءاللہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ وَ لَوْ یَرَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ (البقرہ: ۱۶۵)

یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ (المائدہ: ۵۴)

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (مریم: ۹۶)

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ (التوبہ: ۱۲۹)

حَسْبِی ربی أعطِف علیه و ذللها فإنّ الله الفیا

وَ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ(الانفال: ٦٣)

عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّجْعَلَ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَ الَّذِیْنَ عَادَیْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً وَاللّٰهُ قَدِیْرٌ وَّاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(الممتحنة: ٧)

[illegible]

ب	ی	ت	
ق	ر	ب	
ی	ر	ب	
ر	ی	ق	

٧٨٦

٤٤٠	٤٥٣	٤٥٠	٤٤٧
٤٥١	٤٤٦	٤٤١	٤٥٢
٤٤٥	٤٤٨	٤٥٥	٤٤٢
٤٥٤	٤٤٣	٤٤٤	٤٤٩

اللهم قلب......علی حب فلان

١	١٤	١١	٨
١٢	٧	٢	١٣
٦	٩	١٦	٣
١٥	٤	٥	١٠

اللهم قلب......علی حب......یامغلب القلوب والابصار

١	٧	٤	٨
٥	٧	٢	٦
٦	٢	٩	٣
٨	٤		٣

وو	٤	ص	د
ص	د	د	ك
ح ح	ی و	ری	٩
ح	ح	ر	ص

نوٹ: اللهم قلب کے بعد خالی جگہ پر طالب اور علی حب کے بعد خالی جگہ پر مطلوب کے نام لکھ دیئے جائیں

آیات شفاء

حضرت شیخ الحدیثؒ مریضوں کو اکثر قرآن پاک کے آیات جسے آیات شفاء کہا جاتا ہے پانی میں پینے کے لئے دیا کرتے تھے

☆ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ(التوبة:١٤)

☆ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ(یونس:٥٧)

☆ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ(النحل:٧٩)

☆ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (الشعرآء:٨٠)

اس کے استعمال کا طریقہ ہے کہ ان آیات مبارکہ کو کاغذ پر کالی سیاہی سے لکھ کر برتن میں ڈال دے اس برتن میں پانی ڈالنے کے بعد جب لکھائی پانی میں خلط ہو جائے تو مریض کو پلا دے انشاء اللہ مریض شفاء پاوے گا۔

عشق مجازی سے حفاظت

غلبہ شہوت، برے تخیلات، عشق مجازی اور بدنظری سے بچنے کے لئے درج ذیل آیت ہر روز صبح کی نماز کے بعد پڑھنے کا معمول بنالیا جائے انشاء اللہ مذکورہ امراض سے نجات ملے گی۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا(الفتح:١٨)

برائے خوش خلقی اولاد واطاعت والدین

جب اولاد اپنے والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری نہیں کرتی ان کی بات نہیں مانتی خوش اخلاقی سے پیش نہیں آتی تو مندرجہ ذیل آیات اور نقوش کا تعویذ بنا کر ان کے گلے میں ڈال دیا جائے یا بازو پر باندھے یا اپنے گھر کے کسی محفوظ جگہ میں رکھ دیا جائے انشاء اللہ اولاد مطیع اور فرمانبردار بن جائے گی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ

عمران:۸۳)

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ وَ يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ (ابراهيم:۲۷)

وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (الاعراف:۲۰۰)

هو الحبيب الذى ترجى شفاعته

لكل هول من الأهوال مقتحم

ياحى يا قيوم أجب فى ديمومة ملكه وبقائه يا قوى أجب

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ○ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ احْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (المائدہ:۹۰ تا ۹۲)

ع ع

ع ع

لمیق	رفیق	شواهد	یاالله
بسم الله	الرحمٰن	الرحیم	یاالله
یاالله	یاالله	یاالله	یاالله
یاالله	یاالله	یاالله	یاالله

نسخہ برائے تسخیر حیوانات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ؕ (الفاتحہ ۱:۷)

وَ اِنَّ مِنۡہَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخۡرُجُ مِنۡہُ الۡمَآءُ ؕ وَ اِنَّ مِنۡہَا لَمَا یَہۡبِطُ مِنۡ خَشۡیَۃِ اللّٰہِ ؕ وَ مَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ؕ (البقرہ: ۷۴)

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِکِ النَّاسِ ۙ اِلٰہِ النَّاسِ ۙ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۬ۙ الۡخَنَّاسِ ۪ۙ الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الۡجِنَّۃِ وَ النَّاسِ ؕ (الناس ۱-۶)

اَفَغَیۡرَ دِیۡنِ اللّٰہِ یَبۡغُوۡنَ وَ لَہٗۤ اَسۡلَمَ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ طَوۡعًا وَّ کَرۡہًا وَّ اِلَیۡہِ یُرۡجَعُوۡنَ ؕ (آل عمران: ۸۳)

کلح کلح کلح کا کاکا کاکا کاکا کاکا کاکا کاکا کاکا کا ج ح ز ش ط ف

برائے نیند

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اللّٰھم رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَمَا اظلت وَرَبُّ الۡاَرۡضِیۡنَ وَمَا اقلت وَرَبُّ الشَّیٰطِیۡنِ وَمَا اَضَلَّتۡ کُنۡ لی جَارًا مِّنۡ شَرِّ خَلۡقِكَ اَنۡ یَّفۡرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ اَوۡ اَنۡ یَّطۡغیٰ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنۡتَ

یااللہ	یااللہ	یااللہ	یااللہ
یااللہ	یااللہ	یااللہ	یااللہ
یااللہ	یااللہ	یااللہ	یااللہ
یااللہ	یااللہ	یااللہ	یااللہ

فراخی رزق، حصول رزق حلال اور دفعہ آفات کا وظیفہ

نماز فجر اور نماز مغرب کے بعد گیارہ مرتبہ سورہ قریش آخر تک بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے ساتھ پڑھ لیا جائے انشاء اللہ رزق میں کشادگی اور آفات و مصائب سے حفاظت نصیب ہوگی۔

وظیفہ برائے تنگدستی

نماز فجر اور نماز عشاء کے بعد گیارہ مرتبہ یامغنی اور اس سے پہلے اور بعد گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ لیا جائے انشاء اللہ تنگدستی کی شکایت ختم ہو جائے گی۔

دفعہ دشمنی، سلامتی اور حفاظت کا وظیفہ

مندرجہ ذیل کلمات ہر فرض نماز کے بعد جتنا بھی ممکن ہو پڑھتے جائیں انشاء اللہ دشمن اور جملہ آفات و مصائب سے حفاظت ہوگی کلمات یہ ہیں:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ لَا مَلْجَأً وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ

وظیفہ برائے دفع بلیات و برائے حاجت

نماز فجر اور مغرب کے بعد ۲۱۶ مرتبہ الجبار اور اس سے پہلے اور بعد ایک ایک مرتبہ درود شریف پڑھ لیا جائے جملہ آفات و مصائب سے حفاظت ہوگی اور ہر حاجت پوری ہو جائے گی انشاء اللہ

مقدمہ وغیرہ میں کامیابی کا وظیفہ

جس شخص کے بدن میں کوئی تکلیف ہو وہ سورہ فاتحہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے ساتھ نماز فجر کے سنتوں اور فرض کے درمیان ۴۱ مرتبہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے میم کو الحمد کے لام کے ساتھ ملا کر پڑھنے کے بعد دونوں پر پھونکے اور بدن کے جس حصہ میں تکلیف ہو اس پر یا پورے بدن پر پھیر لئے جائیں انشاء اللہ تکلیف جاتی رہے گی اور ہر مرض سے نجات ہو گی۔

نرینہ اولاد کے لئے وظیفہ

جس کی نرینہ اولاد نہ ہوتی ہو وہ مندرجہ ذیل دعا ہر فرض نماز کے بعد جتنا بھی ممکن ہو پڑھ لیا کرے انشاء اللہ نرینہ اولاد نصیب ہو گی دعا یہ ہے:

رَبِّ لَا تَذَرۡنِیۡ فَرۡدًا وَّ اَنۡتَ خَیۡرُ الۡوٰرِثِیۡنَ (الانبیاء: ۸۹)

بخار کا روحانی علاج

جس کو بخار کی تکلیف ہو تو مندرجہ ذیل کلمات کو پڑھ کر اس پر دم کریں انشاء اللہ تکلیف جاتی رہے گی کلمات یہ ہیں:

اذھب البأس ربّ الناس واشف انت الشافی لا شفاء الا شفاء ك

شفاء لا یغادر سقما

مرض کا اصل علاج

حضرتؒ نے فرمایا! آج مسلمانوں پر قسم قسم کے مصائب آتے ہیں اطمینان قلب کسی کو بھی حاصل نہیں گرانی، تنگ دستی، اختلاف، بے اتفاقی غرض ایسی مصیبت نہ ہو گی جس سے مسلمان محفوظ ہوں ہم لوگ اپنے امراض کا علاج، مالی حالت کی بہتری،

صنعت کی ترقی اور زرعی اصلاحات وغیرہ میں ڈھونڈتے ہیں مگر مصائب اور پریشانیوں کا اصل علاج ان مادی چیزوں میں نہیں ہے بلکہ شریعت مطہرہ نے علاج تجویز فرمایا ہے اور وہ یہ کہ اپنی زندگی اللہ کی مرضی اور قانون شرعی کے مطابق کردی جائے جب تک ہم اللہ تعالیٰ کے قانون کو مضبوطی سے نہیں تھامیں گے اور اپنے اعمال اخلاق، کردار اور ذہن و فکر و نظریات کو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر نہ ڈالیں گے تو امراض بڑھیں گے اور بڑھتے رہیں گے اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه سيدنا محمد وآله وأصحابه أجمعين